
سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ

تاریخ جمہوریۂ روما

جلد پنجم

مصنفۂ

ڈبلیو۔ ای۔ ہیٹ لینڈ، ایم۔ اے فیلو سینٹ جانس کالج کیمبرج۔

مترجمۂ

مولوی حمید احمد صاحب انصاری بی۔ اے
مستجل و رفیق جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۴۵ھ م سنہ ۱۳۳۶ف م سنہ ۱۹۲۶ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

رائے ناظر مذہبی کتب درسیہ جامعہ عثمانیہ

تاریخ روما کے حصہ ہشتم میں اس کی سلطنت جمہوریہ کی اخیر کشمکش اور قیام شہنشاہیت کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ انگریزی مصنف کی رائے میں روما ایک غدار سلطنت کا دارالسلطنت تھا۔ جو روپیہ اس کے مختلف صوبوں سے کھنچکر آتا وہ یہاں کے افراد کی جیبوں میں اتر جاتا، یا عالیشان مجسموں اور دیوتاؤں کے مندروں کی تعمیر میں صرف ہوتا۔ اور خزانۂ سلطنت میں ہمیشہ روپیہ کی کمی رہتی،

اہل روما کے مذہبی عقائد یا تو مشرکانہ تھے یا ملحدانہ، وہ لوگ قادر ذوالجلال کی ازلی اور ابدی ہستی کے منکر تھے یا اس کو علت العلل مان کر معطل سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کے اطمینان قلب کے لئے ہمارے پاس قرآن شریف کلام اللہ العظیم موجود ہے جس سے ہماری ہر ایک مشکل آسان ہو سکتی ہے۔

اس کتاب کے پڑھنے والے، سورۂ ابراہیم کے ان اخیر آیات کو پیش نظر رکھیں، فلا تحسبنّ اللہ مخلف وعدہٖ رسلہ انّ اللہ عزیز

ذُو انتقام۔ یوم تُبدلُ الارضُ غیرَ الارضِ والسمٰوٰتُ وبرزوا للّٰہِ الواحدِ القہار۔ وتری المجرمینَ یومئذٍ مقرنینَ فی الاصفاد۔ سرابیلُہم من قطرانٍ وتغشیٰ وجوہَہمُ النارُ۔ لیجزیَ اللّٰہُ کلَّ نفسٍ ما کسبت انَّ اللّٰہَ سریعُ الحساب۔ ھذا بلٰغٌ للناسِ ولینذروا بہٖ ولیعلموا انما ھو الٰہٌ واحدٌ ولیذّکر اولوا الالباب۔ مرقوم ۲ صفر ۱۳۴۲

شرح دستخط

صفی الدین

ترجمہ۔ اے پیغمبر ایسا خیال نہ کرنا کہ خدا جو اپنے پیغمبروں سے وعدہ کر چکا ہے اس کے خلاف کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست اور بدلہ لینے والا ہے۔ (مگر یہ بدلا پورا پورا تو اُس دن لیا جائے گا) جبکہ یہ زمین بدل کر دوسری طرح کی زمین کر دی جائے گی اور (علیٰ ہذا القیاس) آسمان اور سب لوگ خدائے واحد اور زبردست کے سامنے (جواب دہی کے لئے اپنی اپنی جگہ سے) نکل کھڑے ہونگے۔ اور اے پیغمبر تم اُس دن گناہ گاروں کو دیکھو گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوے ہونگے۔ رال کے ان کے کُرتے ہوں گے۔ اور ان کے مونہوں کو آگ لگی ہوگی۔ اور یہ تمام سختیاں اس غرض سے کی جائیں گی کہ خدا ہر شخص کو اُس کے کئے کا بدلہ دے۔ بے شک اللہ کو حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے ایک اطلاع نامہ ہے (اور اُس کے نازل کرنے سے) غرض یہ ہے کہ اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو (عذاب خدا سے) ڈرایا جائے اور تا کہ سب لوگ معلوم کر لیں کہ خدا ہی ایک معبود ہے اور تا کہ جو لوگ عقل رکھتے ہیں نصیحت پکڑیں۔

فہرست مضامین جلد پنجم تاریخ جمہوریۂ روما

تمت

باب ۵۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد پنجم

باب پنجاہ و ہفتم

حالات خانہ جنگی تا جنگ تھاپسس

سنہ ۴۹ تا ۴۶ ق م

(۱۲۰۹) اب اُس عظیم الشان خانہ جنگی کا ذکر آئیگا[۱] جس نے روما کی جمہوریہ کا

[۱] ماخذ۔ **قیصر** کی کتاب و خانہ جنگی پر پورا اعتماد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ایک فریق کی لکھی ہوئی ہے خصوصاً جب وہ فریقین کے مقاصد کا ذکر کرتا ہے تو اور بھی شبہہ ہوتا ہے۔ مگر واقعات کی صحت کے لحاظ سے **قیصر** اور اُس کی تصنیف کے تکمیل کرنے والے بمقابلۂ زمانۂ مابعد کے مصنفوں کے زیادہ قابل وثوق ہیں۔ **لیوی** کی کتب ۱۰۹ تا ۱۱۶ کے ضائع ہو جانے سے ہم ایک ایسے تذکرے سے مستفید ہونے سے محروم ہو گئے ہیں جس میں **پامپی** کی جماعت کے موافق حالات بیان کیے گئے ہیں۔ مگر اس تذکرے کی بنا پر واقعات کے متعلق جو رائے قائم کی جا سکتی تھی وہ میری رائے کے بالکل برعکس نہ ہو سکتی تھی کیونکہ **لیوکن** جس کا ماخذ زیادہ تر **لیوی** ہے **پامپی** یا اس کی جماعت کے حق بجانب ہونے کو ثابت نہ کر سکا۔ زمانۂ مابعد کے یونانی مصنفین میں **ایپین** اکثر غلطیوں کا مرتکب ہوتا ہے جن کا ثبوت ہو سکتا ہے اور **ڈائون** نے گو واقعات کو جمع کر دیا ہے اور اسباب و علل کے متعلق اُسکی رائے صائب نہیں ہے۔ **پولیبو** کے تذکرے کی جو غیر جانبدار اور معاصر تھا کچھ عبارتیں زمانۂ مابعد کے مصنفین نے نقل کی ہیں **پلوٹارک** اور **سوئیٹونیس** اپنی خاص حیثیت سے مفید ہیں **سسرو** کا ذکر کرنیکی ضرورت نہیں جو اہم ترین ماخذ ہے۔ اُس کی اور اُسکے دوستوں کی مراسلت سے بیشمار واقعات روشن ہو جاتے ہیں۔

باب ۵

جو اپنی اندرونی آفتوں کی وجہ سے جاں بلب تھی ہمیشہ کے لیے خاتمہ کردیا۔ خالص فوجی معاملات سے ہمیں کوئی سروکار نہیں مگر البتہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں بنی نوع انسان کی تاریخ کے ایک عظیم الشان انقلاب کا فوجی پہلو ہمارے پیش نظر ہے۔ اعلٰے تدابیر حربی کا دارومدار اخلاقی اثرات پر تھا اور اُس کے لیے انتہا درجے کے جوہر مردم شناسی کی ضرورت تھی جو قیصر میں اُس کی سیاسی زندگی کے ابتدا ہی سے موجود تھا۔ ملک گال کی تسخیر میں اُس نے فن سپہ گری میں کمال حاصل کرلیا تھا مگر اب جس معرکہ آرائی میں وہ مصروف ہونے کو تھا اُس کی نوعیت بالکل جداگانہ تھی۔ کسی غیر قوم کو تہ تیغ کردینا یا غلام بناکر بیچ ڈالنا ممکن تھا جب تک کہ بقیۃ السیف روما کے تفوق کو تسلیم نہ کرلیں۔ مگر اپنے ہم قوم دشمنوں کے ساتھ وہ یہ سلوک نہیں کرسکتا تھا۔ اس وقت وہ حصول تفوق پر مجبور تھا کیونکہ کسی دوسرے ذریعے سے اُس کے سیاسی معاملات کا جاری رہنا ممکن نہ تھا اور اُس کی جان کے بھی لالے پڑے ہوئے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ اس تفوق کا مرکز شہر روما میں ہو اور ایک شہنشاہی روما پر جس میں قیصر اہل روما کے اغراض کی نیابت کرے۔ اُس کی رائے میں یہ بہت ضروری تھا کہ خوں ریزی جہاں تک ہوسکے کم ہو اور شہریوں کی آزادی میں تاحد امکان فرق نہ آئے۔ اُس کے مزاج کی اُفتاد بھی ایسی تھی کہ یہ شرائط اسے ناگوار خاطر نہ تھیں مگر تفوق بغیر جنگ کے حاصل نہ ہوسکتا تھا اور جنگ کا جلد ختم ہونا ہر فریق کے حق میں مفید تھا۔ طویل اور غیر قطعی جنگ کا نتیجہ صرف یہی ہوسکتا تھا کہ دونوں فریق بالکل خستہ ہوجائیں جسے قیصر سخت ناپسند کرتا تھا۔ اُس نے ایک فوج تیار کرلی تھی جس سے وہ اپنے مخالفین کی سختی کے ساتھ سرکوبی کرسکتا تھا جس سے اُس نے نہایت سرگرمی کے ساتھ کام لیا۔ اپنی عاجلانہ کارروائیوں سے اُس نے اپنے دشمنوں کو مبہوت کردیا جس کی وجہ سے سسرو[1] اُسے "اعجوبۂ زمانہ" کہنے لگا۔ فتوحات کے بعد دشمنوں کے ساتھ وہ غیر معمولی

---

[1] سسرو (Ad fam نہم ۲،۶) نے جنگ تھاپ سس کے بعد ۴۶ق م میں وار و کو ایک خط میں لکھا ہے کہ پامپی کے طرفدار جنگ کی طرف سے Capere تھے اور قیصر Leon timere مقابلہ کرو ششم ۶، ۲۶ کاپیہ و مارکیلوہ ۱ سے۔

باب ۴

تحکم سے پیش آتا تھا جس نے انھیں اور بھی ششدر کردیا۔ غیر معمولی خطرات میں جو فوجی احتیاط سے مناسب نہ تھے وہ اکثر مبتلا ہو جایا کرتا تھا اور اکثر شکست کھاتا تھا۔ مگر خانہ جنگی میں سیاسی امور کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے اور غیر معمولی جسارت اور پھر ہزیمت کے بعد فوراً سنبھل جانے کا بھی لوگوں کے دلوں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ اس واقعہ سے کہ امراء اور اہل دولت اُس کے مخالف ہو گئے تھے انھوں نے زمانۂ امن میں اُسے دقت اُٹھانی پڑی مگر جنگ کے اثناء میں اُس کی وجہ سے اُسے اپنے رقیب پر فوقیت تھی کیونکہ اس کے ساتھی جن میں بہت سے قابل لوگ تھے سب اُس کے ماتحت تھے اور سب اُس کے وابستہ تھے اس لیے کہ انھیں یقین کامل تھا کہ اگر اُسے شکست ہوئی تو پھر وہ موت یا کم از کم تباہی سے بچ نہ سکیں گے۔ برخلاف اس کے پامپی خود پسند اور نا اہل اُمرائے روما کی باہمی رقابتوں اور سازشوں سے سخت مخمصے میں پھنسا ہوا تھا جو نکتہ چینی کے لیے تو ہر وقت تیار رہتے مگر جنھیں احکام کی تعمیل کرنا شاق گزرتا اسلیے پامپی خواہ کتنی ہی سرگرمی اور جفاکشی سے کام لے مگر وہ ان امور میں قیصر کی ہمسری کا دعوے نہ کرسکتا تھا علاوہ ازیں وہ خود بھی از کار رفتہ ہو گیا اور علالت سے اسکی صحت بھی قابل اطمینان نہ تھی اس لیے وہ ایک ایسے دشمن کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا جسکی ہمتیں بڑھی ہوئی ہوں اور چاق و چوبند ہو۔ البتہ فوج سے کام لینا وہ بخوبی جانتا تھا اور جب قیصر خود اُس کے مقابلے پر آیا تو اُس پر یہ ثابت ہو گیا۔ لیکن پامپی کے پاس کوئی ایسی فوج نہ تھی جو فی الفور میدان جنگ میں بھیجی جا سکتی کیونکہ اُس کے کیمپوں میں ناتجربہ کار رنگروٹ بھرے ہوئے تھے۔ بعض پر قیصر کے ساتھ ہمدردی رکھنے کی وجہ سے اعتماد نہ ہو سکتا تھا اور بعض ہسپانیہ میں تھے۔ اس لیے اُس کی قابل کار فوج کے مجتمع ہوتے ہوتے نصف سلطنت اُس کے رقیب کے قبضے میں آگئی۔ خود اُس کے مستقر میں تشویش پھیل گئی اور مشیروں کی کثرت کی وجہ سے کوئی استوار طرز عمل اختیار نہ کیا جا سکتا تھا۔ قیصر کو اس پر ترجیح اس لیے بھی تھی کہ اُس کے فوری مقاصد بالکل واضح تھے دونوں رقیبوں کو خوب معلوم تھا کہ جمہوریت کے پردے میں امرا کی حکومت محض بے ایمانی پر مبنی تھی جو نہ صرف روما کے انحطاط بلکہ محکوم اقوام کی تباہی کا باعث تھی مگر پامپی کا بلاشبہہ اب یہی مقصد تھا کہ اپنی سابقہ حیثیت پر پھر قائم ہو جائے

باب ۵

یعنی روما انحطاط جمہوریہ کا سرپرآوردہ ترین شہر ہو جائے جس کا وجود ناگزیر تھا اور جسنے جمہوریہ کو مفلوج بنا رکھا تھا۔ پامپی نہ تو یہ چاہتا تھا کہ اُس کی اصلاح کرے یا اُسکا کام تمام کردے، برخلاف اس کے قیصر نے محسوس کرلیا تھا کہ جمہوریہ میں اب اصلاح کی صلاحیت باقی نہ تھی اس لیے اُس کا کام تمام کردینے پر آمادہ ہوگیا تھا۔ اب رہا یہ امر کہ حب وطن کا تقاضا یہ تھا کہ ایک از کار رفتہ جمہوریہ کی صدارت بہتر تھی یا ایک قابل کار حاکم مطلق العنان بن جانا اس کا تصفیہ ہم معلمین اخلاق پر چھوڑے دیتے ہیں لیوکن کا قول ہے کہ دیوتاؤں نے فاتح کا ساتھ اور کیٹو نے فریق مغلوب کا۔ اس صنعت تضاد میں بھی اسی واقعے کا بادل ناخواستہ اعتراف کیا گیا ہے کیونکہ زمانۂ انحطاط میں جمہوریۂ روما کے وجود کو اگر کوئی باعث برکت خیال کرسکتا تھا تو وہ روما کے اسٹائک تھے جو بالکل لکیر کے فقیر تھے ورنہ اور کوئی ہوشمند انسان یا دیوتا اس جمہوریہ کی بقا کو ہرگز پسند نہ کرسکتا تھا۔ قیصر کو پرستش کرنا ضروری نہ تھا بلکہ اُسے اپنے فریضے کو انجام دینا تھا۔

پامپی کے طرفداروں کی گھبراہٹ

(۱۲۱۰) اعلان جنگ کے بعد ہی ایک ایسا واقعہ ہوا جس سے قیصر کی ہمت پست ہوگئی یعنی لابی نس پامپی کا شریک ہوگیا۔ یہ شخص گال میں قیصر کا دست راست تھا اور میدان جنگ میں بمقابلہ قیصر کے وہ ہمیشہ کامیاب رہا کرتا تھا اور حال میں گال این روئے آلپ میں قیصر کا نائب رہ چکا تھا۔ فریق مخالف نے لابی نس کی بڑی آؤ بھگت کی مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُس پر انھوں نے پورا اعتماد کیا یا نہیں کیا کیونکہ روما کے امرا ایک ایسے بیوفا شخص کی قیادت میں ہونا پسند نہ کرسکتے تھے جس نے سنہ ۶۳ سے جیسا کہ اُس نے رابی ریس پر الزام لگایا تھا اب تک اُن کے مخالفین کی طرف سے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے۔ شرافت کے لحاظ سے بھی وہ اُن کا ہم درجہ نہ تھا اور اس فریق میں وہ کبھی عزیز آوردہ نہ ہوسکا۔ قیصر کا ساتھ چھوڑنے کی غالباً وجہ یہ ہوئی کہ اُس نے فریقین اور خصوصاً پامپی کی قوت کا غلط اندازہ[۱] لگایا مگر اس کے علاوہ دوسرے اسباب بھی تھے جن کا اب ہم پتا نہیں لگا سکتے جب وہ روما میں پہنچا تو ایک تجربہ کار افسر ہونے کی وجہ سے اُس کے دل میں شکوک ضرور پیدا

[۱] دیکھو فقرہ ۱۲۰۰۔

باب ۵

ہوئے ہوں گے۔ ہر طرف ابتری نظر آتی تھی اور کسی قسم کی تیاری نہ تھی۔ آخری حکم کے نافذ ہونے کے بعد ضروری منظوریوں کے لیے ہر روز سینیٹ کا اجلاس ہوا کرتا۔ پامپی اب تک اُنھیں باور کرا رہا تھا کہ قیصر کے سپاہی اُس سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔ تمام ملک اطالیہ میں فوج کی بھرتی کرنے کا حکم دیا گیا۔ حکام صوبہ جات کے تقرر کے انتظامات بھی کیے گئے اور گال آن روئے آلپ ایک کانسلی صوبہ بنا کر ایل ڈومی تیس آہینو باربس (کانسل ۵۴ ق م) کے تفویض کیا گیا جو ایک ہٹ دھرم اور خود غرض امیر اور قیصر کا سخت دشمن تھا۔ اسلحہ کے ذخائر کے جمع کرنے کا حکم دیا گیا اور بلدیات سے روپیہ دینے کی استدعا کی گئی۔ ملک اطالیہ اضلاع میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر ضلع میں ایک رومی حاکم جنگ کی تیاریوں کی نگرانی کیلیے مقرر کیا گیا۔ غریب سسرو بھی جو روما کے باہر اپنی غیر اہم فتوحات کے صلے میں جلوس فتح کی امید میں مقیم تھا ضلع کیمپینیا میں نگراں کار مقرر کر دیا گیا حالانکہ اُس کے نعتیوں کی میزوں پر ابھی تک درخت ببے کے پتے لگے ہوئے تھے۔ فوج کی بھرتی کے لیے کیمپوا ایک اہم مرکز تھا اور جنوبی ساحل پر قبضہ رکھنا بھی ضروری تھا کیونکہ پامپی نے ابتدا ہی سے ایک زبردست بیڑے کی ضرورت کو محسوس کر لیا تھا۔ مگر عام ابتری اور بدانتظامی سے سسرو بددل ہو گیا اور چند ہی روز میں وہ اس خدمت سے مستعفی ہو گیا مگر پامپی کے ایما سے وہاں وہ کچھ دن اور مقیم رہا اور صیغۂ راز میں وہاں کی کیفیتوں سے پامپی کو مطلع کرتا رہا۔ جنگ کو وہ حماقت پر محمول کرتا تھا اور اب بھی اُسے مصالحت کی امید تھی اُس کی حالت امید و بیم کی تھی مگر جمہوریت پسندوں کا اب بھی وہ بہی خواہ تھا گو اُن کے ناکام ہونے کا اُسے یقین تھا۔

قیصر کا استقلال

(۱۱ ۱۲) قیصر نے اپنے دشمنوں کو اعلان جنگ پر مجبور کر دیا تھا اور دونوں ٹربی بیونوں کے اخراج کی وجہ سے اُسے موقع ملا کہ اپنے ناکردہ گناہ اور مظلوم ہونے کا دعوےٰ کرے۔ راوینا میں اُس کے ساتھ صرف ایک پورا لیجن (سیزدہم) اور چند سوار تھے مگر کوہ آلپ کے پرے جو لیجن تھے وہ کوچ کرنے کے لیے تیار[۱] تھے اور

[۱] ان لیجنوں میں سے بعض نے اپنی سرائی چھاؤنیوں کو پہلے ہی سے چھوڑ دیا تھا تاکہ بوقت ضرورت جلد تر

باب ۵ اُس نے انھیں [illegible] بعجلت ممکنہ اُس سے آکر مل جائیں۔ اسی اثناء میں اُس نے اپنے اُن سپاہیوں کو جو اُس کے ہمرکاب تھے مخاطب کر کے کہا کہ ٹری بیونوں کے ساتھ جو بدسلوکی ہوئی ہے اُس کی وجہ سے انھیں اب کوئی چارہ سوائے اسکے نہیں ہے کہ یا تو وہ جنگ پر کمربستہ ہو جائیں یا اپنے سردار کو دشمنوں کے مقابلے کیلیے بے یار و مددگار چھوڑ دیں۔ بصورت ثانی اپنے آقا کے بے دست و پا ہو جانے کے سبب سے خدمات کا مزید سلسلہ دشوار ہو جاتا اس لیے انھوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کا اور ٹری بیونوں کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اطالیہ پر صرف ۵۳۰۰ سپاہیوں کو لیکر دھاوا کر دینا سخت جاں بازی کا کام تھا مگر قیصر نے فوراً عزم بالجزم کر لیا کیونکہ اُسے خوب معلوم تھا کہ ابتداءً کوئی باضابطہ فوج اُس کے مقابلے پر نہ آئیگی اور اسکے علاوہ اُسے بلدیات کے شہریوں کے جذبات سے بھی قدرے واقفیت تھی جس سے اُس کی بلاشبہہ ہمت افزائی ہوئی اور واقعات مابعد سے ثابت ہو گیا کہ ہر بلدیہ میں ایک جماعت ایسی تھی جو اگر قیصر سے ہمدردی نہ رکھتی ہو تو کم از کم اُس کی مخالفت پر آمادہ نہ تھی۔ مجالس مقامی کے اراکین اور حکام غالباً پامپی کے طرفدار رہے ہوں گے مگر قیصر کے قریب پہنچ جانے کی وجہ سے غربا کے دل بڑھ گئے ہوں گے اور اپنے نقصان کے لحاظ سے اپنے آیندہ طرز عمل کے تعین کا اُن کو موقع مل گیا ہوگا علاوہ ازیں روما کے خود غرض امرا کا جنھوں نے قیصر کے حملے سے انھیں بچانے کی کوئی تدبیر نہ کی تھی نہ تو اُن پر کوئی گزشتہ احسان تھا نہ اُن سے آیندہ کے لیے کسی فلاح کی امید تھی۔ اس لیے کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اُن کی خاطر اپنی جان جوکھوں میں ڈالیں یا نقصان مایہ اُٹھائیں۔ اُن کی نگاہ میں قیصر اکثر اہل روما سے بہتر تھا کیونکہ وہ روما کے عوام پسند دل کا

بقیۂ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ اُسکے پاس پہنچ جائیں اور سدو لیجن یقیناً اُس سے کارفی نیم کے سقوط (۲ فروری) کے قبل جاملے۔ قیصر کم ۱۰ و ۱۸۔ فقرہ ۱۲۰۴۔

ا؎ قیصر کے علاوہ اور جملہ ماخذ میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ تقریر آری می نیم میں ہوئی۔ بالخصوص ملاحظہ ہو آور وسیس ششم و ۳۶ جسکی لیوکن نے بھی تصدیق کی ہے اسی روایت کو اب بالعموم تسلیم کیا جاتا ہے گو مجھے ابھی اسکی صحت میں شبہہ ہے اسلیے میں نے قیصر کے قول کو نقل کیا ہے آری می نیم میں اسکے ساتھ صرف باغی ٹریبون ملے تھے۔

باب ۵

سرزد ہو چکا تھا اور اگر گزشتہ خدمات کے لحاظ سے قصبات اور قریوں کے باشندے اس فریق (عوام پسند) کے مرہون منت تھے جس کے رکن میریس اور کنا سلی کیس اور کاربو تھے نہ کہ بہترین اشخاص (امراء) کی جماعت کے جو اس وقت پامپی کے طرفدار تھے۔ روبی کن ندی کو عبور کرنے کے بعد مشہور شہر آری می نم[1] پر جس پر ارمندری کو بلا کسی مزاحمت کے قبضہ ہو گیا۔ قبل اس کے کہ شہر کے سقوط کی خبر روما میں پہنچے وہ پیسارم، فانم اور اینکونا پر قبضہ کر چکا تھا اور لطف یہ ہے کہ ان مقامات میں سے ہر ایک پر صرف ایک کوہرٹ سے جس میں کم و بیش ۵۰۰ سپاہی تھے قبضہ ہو گیا اور قبضہ ہونے کے بعد اس نے ان دستوں کو بھی وہاں سے اٹھا لیا کیونکہ محافظ افواج کی غالباً ضرورت نہ تھی۔ آرے شیم[2] واقع اٹروریا پر انٹونی نے قبضہ کر لیا جو پانچ کوہرٹوں کے ساتھ لیپی ڈس کے اس طرف روانہ کیا گیا تھا قیصر کا دخل اب ان دونوں سڑکوں پر ہو گیا تھا جو روما کی طرف گئی تھیں اور پامپی کی افواج کے دستوں سے بھی اب مڈبھیڑ شروع ہو گئی۔ کیومینوکیس تھرمس مع پانچ کوہرٹوں کے اگوریم پر قابض تھا جو سڑک فلامینی کے قریب واقع تھا مگر اس قصبے کے باشندوں کا رجحان قیصر کی طرف تھا اس لیے تھرمس نے اپنے سپاہیوں کو وہاں سے ہٹا لیا اور قبل اس کے کہ کیوریو تین کوہرٹوں کے ساتھ وہاں پہنچے بھاگ کھڑا ہوا۔ اثنائے رجعت میں رنگروٹوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے گھروں کو چلے گئے اور کیوریو کا اگوریم میں خیر مقدم ہوا۔ شمالی اطالیہ میں یہی صورت حال تھی اس لیے قیصر بلا خوف و خطر آگے بڑھتا گیا

---

[1] قیصر کی پیش قدمی کی صحیح تاریخوں کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے یہ ممکن ہے کہ اس نے ۱۰ جنوری کو راوینا میں سپاہیوں کو مخاطب کر کے تقریر کی اور تری بیونوں کو پیش کیا (کلاسیکل کوارٹرلی یکم ۲۲۴) میں اس بیان کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ اس نے اسی شب کو روبی کن ندی کو عبور کیا جو وہاں سے ۳۰ میل پر ہے۔ اس کی مزید پیش قدمی کے متعلق کلاسیکل ریویو جلد ۱۸ صفحات ۳۴۶ - ۳۴۹ میں مس پیکین کا مضمون دیکھو۔ مگر میری موجودہ اغراض کے لیے یہ امور مہتم بالشان نہیں ہیں۔

[2] یہ ان قصبات میں سے ہے جنہیں سولا سے سخت نقصان پہنچا تھا۔

باب ۵

اور اپنی فوج کے منتشر دستوں کو مجتمع کر کے آکزی مم پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ لی آمیس وارس اس قصبے پر پامپی کی طرف سے قابض تھا اور اطراف و اکناف میں رنگروٹوں کی بھرتی بھی جاری تھی کیونکہ اطالیہ کی جنگ عظیم کے زمانے سے پیکینیم کے ضلع کا پامپی سے تعلق تھا مگر بلدیہ کے اکثر شہری قیصر کی اطاعت قبول کرنے کو تیار تھے اس لیے وارس نے گھبرا کر اس مقام کا تخلیہ کر دیا لیکن قیصر کے سپاہی اس کے مقابلے پر پہنچ گئے اور خفیف سی جھڑپ ہو گئی جس کے بعد پامپی کے بعض سپاہی منتشر ہو گئے اور بعض قیصر کی فوج میں شریک ہو گئے لیکن وارس بھاگ نکلا۔ اس کے بعد قیصر کا خیر مقدم کنگولم میں ہوا جس کو لابی نس نے مستحکم کر کے پامپی کی فوج کا ایک ناکہ بنا دیا تھا اس قصبے کے باشندوں نے نہ صرف قیصر کو خود بلایا بلکہ رنگروٹ بھی مہیا کیے۔ اسی زمانے میں اس کا ایک اور لیجن (دوازدہم) اس سے آملا۔ اب اس نے السیکولم پر دھاوا کر دیا جہاں سسرو کا دوست لینٹلس اسپنتھر دس کوہرٹوں کو لیے پڑا ہوا تھا۔ اسپنتھر بھی دوسروں کی طرح پیچھے ہٹ گیا اور اس کے اکثر سپاہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اس کے باقی ماندہ سپاہیوں کو ایل۔ وبولیس رفس نے زیر کمان لے لیا اور کچھ رنگروٹوں اور ایک جماعت کو کہ جو کامی رینم سے بھاگی تھی اپنے ساتھ لے کر ہوشیاری سے کارفی نیم چلا گیا۔ جنگ کی اس نوبت پر قیصر امبریا کا مالک ہو چکا تھا اور اٹروریا میں بھی اس کے قدم جم گئے تھے۔ مقامی اشخاص نے اس کی مطلق مخالفت نہ کی اور پامپی کے افسر بھی اس کا بال بیکا نہ کر سکتے تھے کیونکہ اسکے سپاہی بالکل تجربہ نہ رکھتے تھے۔ قیصر کو رنگروٹ بھی خوب مل رہے تھے جو سرگرم رضاکار تھے اس کے ہمرکاب نبرد آزما سپاہیوں کے دو لیجن تھے اور سات لیجن علاوہ گالی اور جرمن سواروں کے کوچ کرتے آ رہے تھے قیصر کی فوج میں غیر رومی (باشندگان گال زیر الپس کے باشندے اور وحشی عناصر) کے ہونے کو افواہوں میں حد درجہ مبالغے کے ساتھ بیان

ۡ۱ قیصر کم ۱۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے مقامی سینیٹ پر دباؤ ڈالا جس نے وارس سے چلے جانیکی درخواست کی۔ جنوب کے اہل بلدیہ کے رجحان کے متعلق دیکھو سیسرو ایڈ اٹی کم ہشتم ۱۳۔

باب ۵ کیا جاتا تھا اور روما کے امرا نے جو بصورت فتح خوں ریزی پر تلے ہوئے تھے اعلان کر دیا کہ گال کا فاتح (قیصر) قتل اور غارت گری کے قصد سے روما پر دھاوا کرنیوالا ہے۔ مگر قیصر کے افعال و حرکات سے اس کا مطلق احتمال نہ ہو سکتا تھا۔

بے سود گفت وشنید (۱۲۱۲) اس اثناء میں گفت وشنید کا سلسلہ بھی جاری تھا مگر اس کے تفصیلی حالات کا علم نہیں اور سسرو اور قیصر نے جو تاریخیں بیان کی ہیں وہ باہم مختلف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ غالبًا شمالی امبریا میں قیصر کے پاس دو سفیر پہنچے جن کو پامپی نے آریمنم پر قبضہ ہو جانے کی خبر سن کر بھیجا تھا مگر اسکے بعد کئی اور قصبات پر قبضہ ہو چکا تھا جس کی وجہ سے صورت حال بالکل متغیر ہو چکی تھی۔ پامپی نے ۷ جنوری کو روما کو خیر باد کہا اور اس وقت بحالت سراسیمگی ایک فوج جمع کرنے کی فکر میں کسی مقام پر روما کے جنوب میں تھا۔ قیصر کا بیان ہے کہ سفیر جو پیام لایا وہ نصائح پر مشتمل تھا جس میں اُسے ہدایت کی گئی تھی کہ روما کے مفاد کو اپنا مقصد اولین خیال کرے اور ایک ذاتی جھگڑے کو اتنا نہ بڑھائے کہ ملک کا اُس سے نقصان ہو۔ پامپی کی اس فریب آمیز چال کا قیصر نے یہ مطلب سمجھا کہ وہ مجھ پر بغیر کسی اشتعال کے دراز دستی کے مرتکب ہونے کا الزام رکھنا چاہتا ہے اور اس پیام کے جواب میں اُس نے ایک تحریر بھیجی جس میں اُس نے اُسے بے لوث حُبِ وطن اور اُن نقصانات کا ذکر کر کے جو اُسے پہنچائے گئے تھے جدید شرائط پیش کیں جو حد درجہ اعتدال پسندی پر مبنی تھیں۔ اُس کی شرائط یہ تھیں[۱] کہ پامپی ہسپانیہ چلا جائے، دونوں فریق اپنی افواج (مقیم اطالیہ) کو منتشر کر دیں، رنگروٹوں کی بھرتی بالکل بند کر دی جائے اور آزادی انتخاب کی ضمانت کی جائے۔ شرائط مذکور پر وہ تیار تھا کہ اپنے صوبوں کو اپنے جانشینوں کے تفویض کر دے اور روما میں آکر بذات خود کانسلی کا امیدوار ہو۔ تفصیلی امور اور ضمانتوں کے تصفیے کے لیے اس نے پامپی سے بالمشافہ گفتگو کرنے کی بھی درخواست کی۔ مگر تخلیے کی درخواست سے سرآوردہ امرا کو ضرور شبہہ ہوا ہوگا کیونکہ وہ اس قسم کے تخلیوں کے نتائج کا مزا چکھ چکے تھے

۱؎ قیصر یکم ۹۔ سسرو Ad fam ۱۲/۱۶

باب ششم

اور اس کے علاوہ پامپی بھی ہسپانیہ کو جانے پر رضامند نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اُسکی غیبت میں قیصر شہر روما کا مالک بن بیٹھتا۔ مزید براں اگر افواج کے منتشر کر دینے کے بعد کوئی نیا جھگڑا کھڑا ہوتا تو قیصر اپنے نبرد آزما سپاہیوں کو پھر کمربستہ کر سکتا تھا اور برخلاف اس کے پامپی اپنے سست پیماں رنگروٹوں سے وفاشعاری کی زیادہ امید نہ رکھ سکتا تھا۔ سولا نے بھی اپنے نبرد آزما سپاہیوں کو منتشر کر دیا تھا اور اپنی بہت سے مر گیا۔ بہرکیف یہ شرائط ایک فتحمند حملہ آور کا اعلان جنگ تھیں جو بغیر کسی جواب کے انتظار کے آگے بڑھا آتا تھا۔ یہی اصل راز تھا مگر کانسل اور سربرآوردہ لوگوں کی حماقت کہ اُسے سمجھنے سے معذور تھے۔ پامپی کے ساتھ کپنیوا میں مشورہ کرنے کے بعد اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم اُس کی شرائط کو صرف اسی صورت میں منظور کر سکتے ہیں کہ وہ اطالیہ کے ان قصبات کا تخلیہ کر دے جن پر اُس نے قبضہ کر لیا تھا اور اپنے صوبے کو واپس جا کر اپنی فوج کو منتشر کر دے۔ ان شرائط کی تعمیل کے بعد پامپی ہسپانیہ روانہ ہو جائے گا اور وہ سب روما واپس جائیں گے جہاں سینیٹ اس معاملے کی تکمیل کا انتظام کرے گی۔ قیصر کا بیان ہے کہ جب تک میں ان شرائط کو پورے طور سے تعمیل نہ کروں اُنھوں نے رنگروٹوں کی بھرتی کو بند کرنے سے انکار کر دیا۔ مختصر یہ قیصر برابر پیش قدمی کر رہا تھا اس کی شرائط کو فوراً رد کرنا یا منظور کرنا ضروری تھا مگر اپنی من مانی شرائط کو اُس سے قبول کرانا ناممکن تھا کیونکہ وہ خود بےبسی کی حالت میں پسپا ہوتے جاتے تھے۔ اگر ان کی نیت یہ تھی کہ لیت و لعل کر کے تیاری کے لیے اُنھیں مزید وقت مل جائے تو قیصر کو ایسی بھونڈی چال سے دھوکا دینا عبث تھا۔ درحقیقت اب جنگ شروع ہو گئی تھی اور فتح حاصل کرنا اُس کا مقصد تھا اور اطالیہ میں مقدمہ بازی یا مول تول کے لیے داخل نہیں ہوا تھا۔ علاوہ ازیں پامپی کے ہسپانیہ جانے کے لیے نہ تو کوئی ضمانت دی گئی نہ کوئی تاریخ مقرر کی گئی تھی اور قیصر کو جو اپنے قول کا پابند تھا تجربے سے معلوم تھا کہ پامپی پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے وہ اُن کے دام فریب میں نہ آیا

۱؎ قیصر کے ساتھ سسرو یا ٹیاٹی کم ہفتم ۴ Ad fam ۱۶، ۱۲ قیصر شہروں سے صرف آرمی مراد لیتا ہے مگر یہ محض لغو ہے۔

باب ۵۴
روما کا تخلیہ

۵۰ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ پیلینیم میں اپنا عمل دخل کرنے میں مصروف رہا ؛ (۱۲۱۴) ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ جواب کیپوا سے بھیجا گیا تھا۔ ۱۷ جنوری کے قریب روما میں سخت ہیبت پھیل گئی یعنی ایک طرف تو لوگ قیصر کی پیش قدمی کی خبروں سے سراسیمہ ہو رہے تھے اور دوسری طرف پامپی نے حکام اور ارکین سینٹ کو شہر چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ اس وقت اس کا مقصد یہ تھا کہ حکومت کے مرکز کو کیپوا میں منتقل کر دے ورنہ روما پر اپنا قبضہ قائم رکھنے کا اس کے لیے کوئی ذریعہ نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سینٹ نے بذریعۂ اپنی ایک قرارداد کے اس کارروائی کو اور پامپی کے ایک اعلان کو تسلیم کر لیا جس میں اس نے اُن تمام اشخاص کو دشمن قوم قرار دیا تھا[1] جو اس حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کریں۔ یہ حکم دستور مملکت کے خلاف تھا کیونکہ مجلس عامہ سے مشورہ نہیں کیا گیا تھا مگر ملک اطالیہ میں حالت جنگ (Tumultus) کے اعلان[2] سے بوجہ اشد ضرورت دستور کا معطل کر دیا جانا لازم آ سکتا تھا۔ اس لیے کانسل اکثر حکام اراکین سینٹ کی تعداد غالب اور طبقۂ ایکوائٹ کے اکثر دولتمند افراد روما سے فرار ہو گئے۔ سسرو بھی جو روما کے باہر مع اپنے نقیبوں وغیرہ کے موجود تھا دوسروں کے ساتھ جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا قیام زیادہ تر فورمیا میں رہتا تھا مگر بوقت ضرورت کیپوا اور دیگر مقامات کو بھی جایا کرتا تھا۔ اس کے دوست ایٹی کس جو کسی فریق کا شریک نہ ہوا روما ہی میں رہ گیا۔ سسرو نے اس زمانے میں ایٹی کس[3] کو جو خطوط لکھے ہیں اُن سے پامپی کی جماعت کے حالات صاف صاف معلوم ہوتے ہیں ان لوگوں نے ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے کسی چیز کا انتظام نہیں کیا تھا، صورت حال کے ہر روز متغیر ہونے کی وجہ سے اُن کی حالت متزلزل ہوتی جاتی تھی اور روز نئی نئی

۱ جن شہروں نے قیصر کی اطاعت قبول کر لی وہ بھی مستوجب سزا قرار دیے گئے۔ سسرو ایڈ ایٹی کم نہم ۱۰، ۲۔

۲ شمٹ کا بیان ہے کہ ۱۴ جنوری کو آریمی نم کے سقوط کی خبر کے پہنچنے کے بعد یہ اعلان کیا گیا صفحہ ۲۵۸۔
Roheinisches museum 1892

۳ دیکھو ایڈ ایٹی کم ہفتم ۱۱ الف - ۱۴ -

باب ۵

تدبیریں سوچی جاتی تھیں۔ ٹیانم لاری نم لیوکیریا اور دوسرے مقامات میں فوجی چھاؤنیاں تھیں مگر نہ کہیں کوئی زبردست فوج تھی اور نہ سپاہیوں کی بھرتی ہونے کی امید تھی اور کچھ روز کے بعد یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگ بھرتی ہونے پر رضامند نہیں یہاں تک کہ مستقر فوج یعنی کیپوا کے اطراف واکناف میں پامپی کے جونبرد آزما سپاہی آباد تھے انھوں نے بھی کوئی سرگرمی ظاہر نہیں کی اور خود کیپوا میں مشکلات کا احتمال تھا۔ اس شہر میں ۶۰۰ مسلح پہلوانوں کا اکھاڑا تھا۔ ان کا مالک قیصر تھا اس لیے یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہو۔ کانسل لینٹولس کرس نے جو بڑا احمق تھا انھیں آزاد کر کے سواروں میں بھرتی کرنا چاہا مگر دوسروں کو اندیشہ ہوا کہ اگر ایسا ہوا تو اطالیہ میں پھر ایک رنگروٹ نہ ملے گا۔ پامپی نے اس مشکل سے گلوخلاصی کی یہ صورت نکالی کہ شہر کے تین سو خاندانوں کے سرداروں میں سے ہر ایک کو دو دو پہلوانوں کی حفاظت کا ذمہ دار قرار دیا مگر اس کارروائی سے اس ضلع کے لوگ غالباً اس سے دل برداشتہ ہو گئے ہوں گے۔ علاوہ ازیں قیصر سے جو دو لیجن واپس لیے گئے تھے اُن کی وفاداری بھی مشتبہ تھی اور اُن کو اُس کی راہ سے دور رکھنے کی کوشش کی گئی تاکہ کہیں وہ اس سے مل نہ جائیں۔ روپے کی بھی سخت ضرورت تھی خزانے میں جو کچھ روپیہ تھا سب پامپی کے سپرد ہو چکا تھا اور معمولی رقم بھی تصرف میں آچکی تھی البتہ ایک مقدس محفوظ سرمایہ (Aerariam Sanitius) تھا جس میں عرصۂ دراز یعنی غالباً جنگ قرطاجنۂ ثانی سے مال غنیمت کا ایک حصہ اور غلاموں کی آزادی کا ۵ فی صدی محصول کی رقم اسی سرمائے میں جمع کی جاتی تھی تاکہ بیرونی حملوں یا دوسری شدید ضرورتوں کے وقت میں کام آئیں۔ مگر گھبراہٹ اور سراسیمگی کی وجہ سے فرار ہوتے وقت یہ سرمایہ روما ہی میں رہ گیا اور جب فروری میں پامپی نے کانسلوں کو ہدایت کی کہ روما جا کر اس رقم کو لے آئیں تو اُن کو جرأت نہ ہوئی۔ فرار شدہ لوگوں میں سے بعض مثل سسرو کے اپنے عزیزوں کے لیے پریشان تھے جو روما میں رہ گئے تھے اور بعض کو شہر چھوڑنا شاق گزر رہا تھا اور وہ پامپی کو کوس رہے تھے۔ لابی نس اور قیصر کے خسر پیسو کے ورود سے کم ہمت لوگوں کی بھی ہمتیں فدا بڑھ گئیں مگر اس سے کوئی نفع نہیں ہوا اور چند روز کے بعد

باب ۵۹

یہ اُمید بھی قطع ہو گئی کہ قیصر کی فوج اُس کا ساتھ چھوڑ دیگی یا اُس کے عقب میں صوبۂ گال میں پھر شورش برپا ہو گی۔ پامپی کی نقل و حرکت کو بھی سمجھنا دشوار تھا اُس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ناشاد سردار سخت غصے میں پڑا ہوا تھا، اطالیہ کی طرف سے اُسے سخت مایوسی ہو چکی تھی اور بعض لوگوں کو جن میں دفا شعار سسرو بھی شامل تھا اس سے مایوسی تھی۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ اپنا پورا زور لگا رہا تھا اور جن لوگوں کو وہ اپنے ساتھ اطالیہ سے باہر لے گیا اُن کے اوصاف سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اور اُس کے بعض افسروں نے سخت جان فشانی اُٹھائی تھی۔ البتہ اسمیں شک نہیں کہ اُس نے تیاری بہت دیر میں شروع کی۔ سسرو نے جو خطوط اٹیکس کو لکھے ہیں اُن میں قیصر پر بہت لعنت ملامت کی ہے گو یہ حماقت تھی کیونکہ قیصر کے تدبر سے واقف نہ تھا البتہ اُس کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے[۵۱] کہ جنگ کے لیئے تیار نہ ہونا صلح کی بہترین دلیل ہے۔ ہسپانیہ کو پامپی کی روانگی آخرکار باتوں باتوں ہی میں رہ گئی اور کچھ عرصہ قبل ہی سے وہ ایک دوسرے معاملے کے لیے تیار ہو رہا تھا یعنی برنڈی سیم میں اُس نے ایک فوج کے منتقل کرنے کے لیے جہازوں کا ایک بیڑا جمع کر لیا تھا اور اُس پر طرّہ یہ تھا کہ نہ تو اس بندرگاہ مغرب کے سفر کا راستہ تھا بلکہ ہسپانیہ جانے والی فوج وہاں پہنچ چکی تھی۔ فروری میں لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ اطالیہ سے عازم مشرق ہونے والا ہے جس سے تنک مزاج سسرو کو سخت ہراس اور رنج ہوا[۵۲]

کارفی نیم

(۱۲۱۴) پیکے نم کے وسطی علاقے میں جب قیصر کے قدم جم گئے تو وہ ساحلی سڑک کی طرف رجوع ہوا اور قرفینم پر قبضہ کر کے وہاں رضاکاروں اور فرار شدہ سپاہیوں کو جو اُس کے ساتھ ہو گئے تھے باقاعدہ طور پر اپنی فوج میں شریک کرنے کیلیے

---

۵۱ سسرو ad fam ۱۶،۱۲-۴-

۵۲ ایڈ اٹیکم ہفتم ۱۵،۲ میں وہ کہتا ہے کہ کیٹو بھی اطاعت قبول کرنے کو تیار تھا۔

۵۳ اس کے تھیمس ٹاکلیس کے مماثل طرزِ عمل کے متعلق سسرو ایڈ اٹیکم دہم ۸،۴ کا ہفتم ۱۱،۳ سے مقابلہ کرو۔

باب ۵

ٹھیر گیا۔ جنوب میں کوہستانی علاقہ تھا جسے اب ابرُزی کہتے ہیں اور جس میں قدیم سابیلی نسل کے چھوٹے چھوٹے قبیلے فرنتانی مارسی پیلگنی وغیرہ آباد تھے جن کی حالت میں مدنیت روما کے حاصل ہونے پر بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ اس ضلع میں بڑے زرعی علاقے نہ تھے اور اس کوہستان کی وادیوں کے باشندوں میں اپنے آباؤ اجداد کے فوجی خصائل باقی تھے۔ اس ضلع کے وسط میں اٹرنس (پیسکارا) کے کنارے کنارے جانے سے پہنچ سکتے تھے اور اس سے قریب ۳۰ میل پر شہر کارفی نیم تھا جو اطالیہ کی جنگ عظیم میں باغیوں کا پہلا دارالسلطنت تھا۔ اس کے جنوب و مشرق میں پیلگینوں کا ایک دوسرا شہر سلمو تھا اور مغرب میں اس شہر سے پرے فوکینس جھیل کے قریب البا تھا جس سے روما کی سڑک محفوظ ہوتی تھی اور جہاں کسی زمانے میں لاطینیوں کی ایک نوآبادی تھی۔ اس ضلع میں پامپی کی جماعت مشغول پیکار تھی کیونکہ ان کے لیے اور قیصر کے لیے بھی اس ضلع کی فوجی اہمیت بہت تھی۔ قیصر کا دشمن جانی اور گال میں اُس کا مجوزہ جانشین ڈومی ٹیس اس مقام پر کمان کر رہا تھا اور سلمو اور البا پر دوسرے اعلیٰ درجے کے افسر مقرر تھے۔ جب قیصر قریب آیا تو ڈومی ٹیس کو اپنا اس مقام پر تا بعض[1] رہنا مشتبہ نظر آنے لگا۔ اس کے مستقر میں متعدد اراکین سینیٹ اور ذی مرتبت اشخاص تھے جن کے سبب سے اس پر سخت ذمہ داری تھی مگر قیصر کی فوج تھوڑی تھی اسوجہ سے بالآخر وہ مقابلے کیلیے آمادہ ہوگیا۔ پامپی نے اُسے بذریعہ تحریر متنبہ کیا کہ قیصر کے پاس جلد کمک پہنچ جائیگی۔ اسلیے مناسب ہوگا کہ وہ اپولیا میں آ کر اس سے مل جائے مگر ڈومی ٹیس نے اس مشورے پر عمل نہ کیا کیونکہ سپہ سالار اپنے احکام کی تعمیل کرانیسے معذور تھا اور خود پسند اور ضدی ڈومی ٹیس مقابلے پر اڑا رہا اور وہ چاہتا تھا کہ پامپی اسکی امداد کیلیے پہنچ جائے۔ اور قیصر کو گھیرے تاکہ اُسے پھر کمک نہ پہنچ سکے مگر اسکی اس مہم کیلیے پامپی کے پاس کوئی ایسی فوج نہ تھی جسپر وہ اعتماد کر سکے! اسلیے اُسے ڈومی ٹیس کو بیدردی کیساتھ اسکے حال پر چھوڑنا پڑا

---

[1] قیصر (حکم ۱۷) بیان کرتا ہے کہ ڈومی ٹیس نے اپنے سپاہیوں سے اپنے علاقے کی زمینیں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ڈائون کسیس ۴۱، ۱۱ بیان کرتا ہے کہ یہ وسیع علاقہ اس نے سولا کی دار و گیر کے زمانے میں حاصل کیا تھا۔

باب ث

لیکن ۱۴ فروری کو قیصر کارفی نیم پہنچ گیا۔ ڈومی ٹیس کے زیر کمان مع اپنے سپاہیوں کے اور فوج کے چند دستوں کے وہاں پہنچ چکے تھے اُس شہر میں ۱۸ یا ۲۰ کوہرٹ تھے اور قیصر کے ساتھ صرف دو لیجن تھے۔ مگر پھر وہی پرانا قصہ شروع ہو گیا۔ سلمو کے باشندوں نے اُسے پیام بھیجا کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں مگر پامپی کی فوج کا ایک دستہ مانع ہے۔ انٹونی چند سپاہیوں کو لے کر وہاں پہنچا اور اُس کے آتے ہی مع محافظ فوج کے وہ اُس کے شریک ہو گئے۔ پامپی کے افسروں میں سے ایک گرفتار ہوا مگر قیصر نے اُسے چھوڑ دیا۔ قیصر کے پاس اب آٹھواں لیجن بھی پہنچ گیا اور جدید بھرتی کیے ہوئے کوہرٹ بھی جن میں سے دو لیجن بن سکتے تھے۔ اُن میں سواروں کا ایک دستہ بھی شامل تھا جسے نوریکم کے بادشاہ[1] نے بھیجا تھا۔ اس لیے اُس نے کارفی نیم کی دوسری جانب بھی ایک چھاؤنی ڈال دی۔ ڈومی ٹیس کو اب رجعت کا بھی موقع نہ تھا مگر پامپی کے پاس سے ایک خط اس کے پاس پہنچ گیا جس میں اُسے اطلاع دی گئی تھی کہ اب کوئی کمک نہیں بھیجی جا سکتی اس لیے اُسے چاہیے کہ دشمن کی صفیں چیر کر نکل جائے اور اپنے فریق کی دوسری فوجوں سے اپیولیا میں جا ملے۔ قیصر کا بیان ہے کہ ڈومی ٹیس نے اس واقعے کو اپنے آدمیوں سے چھپایا اور پامپی کے آنے کی امید دلا کر اُن کو بہادری سے لڑنے کو کہا۔ لیکن وہ خود اس اثنا میں اس فکر میں تھا کہ اپنے چند معزز رفیقوں کو لے کر وہاں سے نکل بھاگے مگر اُس کی گھبراہٹ سے یہ راز سپاہیوں پر آشکارا ہو گیا اور جب اُنھیں یقین ہو گیا کہ وہ درحقیقت اُنھیں چھوڑ کر فرار ہونا چاہتا ہے تو اُنھوں نے اُسے اور اُس کے معزز رفیقوں کو گرفتار کر کے قیصر کے سپرد کر دیا اور شہر کو اُس کے حوالے کر کے خود بھی اُس کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ قیصر نے ان قیدیوں میں سے جو معزز تھے مثلاً اراکین سینیٹ فوجی ٹری بیونوں، بلدیات کی مجالس کے اراکین وغیرہ کو بلا کر اور اُن کے طرزِ عمل پر اظہار نفرین کیا کیونکہ ان میں سے بعض اُس کے مرہونِ منت تھے۔ اُس کے بعد اُس نے اُنھیں آزاد کر دیا اور ڈومی ٹیس کو بھی ۴۸۰۰۰ پونڈ کی ایک رقم بھی لے جانے دی۔ جس سپاہ نے اپنے آپ کو قیصر کے حوالے کر دیا تھا اُس کی

[1] دیکھو فقرہ ۱۱۸۷۔

باب ۴

اطاعت کا حلف اُٹھایا اور اُس کی فوج میں ضم ہوگئی۔ قیصر کو اب سخت عجلت تھی کیونکہ کارفی نیم میں اُس کے سات روز ضائع ہو چکے تھے اور وہ اس فکر میں تھا کہ پامپی کو اطالیہ سے باہر نہ نکلنے دے یا کم از کم ایک دفعہ اور اُس سے مصالحت کی کوشش کرے۔

پامپی اطالیہ کو خیرباد کہتا ہے۔

(۱۲۱۵) پامپی لیوکیریا میں تھا مگر قابل اعتماد فوجیں نہ تھیں۔ اسی وجہ سے کچھ نہ کرسکتا تھا کیونکہ اس مقام پر اور اُس کے دوسرے فوجی مرکزوں میں روما کے امرا موجود تھے جو اُس کے کاموں میں رخنہ انداز تھے اور سوائے بڑبڑانے اور چڑھانے کے کچھ نہ کرتے تھے۔ ان کی ناراضی کا ایک مزید سبب یہ ہوا کہ پامپی نے شہر کارفی نیم اور اُن امرا کو بچانے کی کچھ تدبیر نہ کی جو وہاں مقید ہو گئے تھے۔ مگر پامپی کا یہ فعل کم ہمتی پر مبنی نہیں تھا اور ڈومی ٹیس کی فوج کے منتشر ہو جانے کا جو اُس کی فوج سے زیادہ قابل اعتماد تھی۔ اسے سخت صدمہ ہوا اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ حسب تدبیر سابق برنڈی سیم کی طرف رجعت کرے۔ قبل اس کے کہ قیصر اس بندرگاہ کو پہنچ سکے اُس نے اپنی تمام افواج کو وہاں مجتمع کر لیا سوائے اُن فوجوں کے جو سارڈینیا سسلی اور افریقہ کو روانہ کی گئی تھیں اور اُس کا بیڑا ابھی تیار تھا۔ قیصر بھی دھاوا کرتا ہوا اُس کے تعاقب میں چلا آرہا تھا۔ اثنائے راہ میں اُس نے پامپی کے ایک افسر کو گرفتار کر لیا اور اُس کے ذریعے[1] سے سلسلۂ گفت و شنید کی تجدید کی خصوصاً پامپی سے ملاقات کرنے کے لیے مگر کانسل مع فوج کے بیشتر حصے کے ڈائرا کیئم روانہ ہو چکے تھے اور جب قیصر نے دوبارہ یہی پیام بھیجا تو پامپی نے جواب دیا کہ کانسلوں کی غیبت میں صلح کے متعلق گفت و شنید نہیں کر سکتا۔ نہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ محض حیلہ حوالہ کر رہا تھا بلکہ اس کا اب دارمدار امرائے جمہوری کے ساتھ دینے پر تھا جو اُس سے بھی اور باہم بھی حسد رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض ہر صورت میں جنگ کے خواہشمند تھے گو ان کی یہ خواہش بمقابلۂ حب وطن کے خود غرضی پر مبنی تھی

سسرو کی پریشانی

[1] یہ قیصر (دیکھو ۱-۲۴-۲۶) کا بیان ہے۔ دوسری روایت سسرو کی ہے جو اٹیکس کو (نہم ۱۳ الف) میں بیان کرتا ہے کہ اس معاملے میں پیش قدمی پامپی کی طرف سے ہوئی۔

باب ۲

اور اُن میں سے جو حقیقی محبانِ وطن تھے وہ اُس کی طرف سے بدگمان تھے اور انھیں احتمال تھا کہ قیصر کی طرح وہ بھی حاکمِ مطلق العنان[1] بننے کی خواہش رکھتا ہے اور اس کو وہ قیصر پر ترجیح صرف اس وجہ سے دیتے تھے کہ بہ مقابلہ اپنے رقیب کے اُن کی مداخلت اُسے ناگوار تھی۔ قیصر نے اب یہ کوشش کی کہ بندرگاہ کے دہانے کو بند کر دے تاکہ پامپی باقی ماندہ فوج کو لے کر نکل نہ جائے مگر اس ارادے میں اُسے کامیابی نہ ہوئی اور بندرگاہ پر قبضہ کر لینے پر اُسے اکتفا کرنا پڑا۔ اس وقت سے بندرگاہ مذکور پر برابر قیصر کا قبضہ رہا مگر اُسے دشواری یہ تھی کہ جہازوں کا بہم پہنچانا مشکل تھا اور برخلاف اس کے مصر، ایشیائے کوچک فنیقیا جزائر بحیرۂ روم اور بحیرۂ اسود کے بڑے ممالک مشرق کے ذخائر پامپی کے پاس پہنچاتے تھے جس کا اقتدار سمندر پر بھی تھا۔ اطالیہ حالت کس مپرسی میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ سسرو کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہاتی قصبات کے شہریوں کو سوائے اپنے ذاتی اغراض کے کسی چیز کی[2] پروا نہ تھی اور بہت سے اعلیٰ درجے کے اشخاص روما واپس آرہے تھے جن کو قیصر کے اظہار ترحم سے اطمینان ہو گیا تھا اور جو پامپی کے شرکا سے دل برداشتہ ہو گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قصد تھا کہ روما کی رسد بند کر کے وہاں کے باشندوں کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کریں کیونکہ سارڈینیا سسلی افریقیہ اور صوبجات مشرق پر اُن کا قبضہ تھا اور سمندر کی راہ سے رسد کے آنے کو وہ بند کر سکتے تھے وہ لوگ یہ بھی دھمکی دے رہے تھے کہ جب پھر قسمت ان کی یاوری کرے اور اطالیہ پر ان کا قبضہ ہو جائے تو پھر اپنی موجودہ تکالیف اور نقصانات کی تلافی کے لیے جو لوگ اطالیہ میں رہ گئے تھے انھیں واجب القتل قرار دے کر خوب لوٹیں گے سسرو بھی اس حیص بیص میں تھا کہ اطالیہ میں رہے یا سمندر پار چلا جائے کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ ایپائرس میں اُسکا وجود بیکار ہو گا اور اُس کی دلبستگی کا بھی کوئی سامان نہیں مگر اطالیہ میں بھی اس کی حالت کچھ بہتر نہ تھی۔ قیصر کا برتاؤ اُس کے ساتھ نہایت مشفقانہ تھا اور اسے خود اور

[1] سسرو ایڈ اٹیکم دہم ۷ - ۱ ایکم ۸/۵

[2] سسرو ایڈ اٹیکم ہشتم ۱۳-۲ و ۱۶-۱-

باب ۵ بالبس کے ذریعے سے خوشامد آمیز خطوط لکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ وہ (سسرو) روما چلا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں میں ایک معزز شخص کا اضافہ ہو جائے۔ مگر اُس ناشاد مفکر کو زیادہ خوف اس امر کا تھا کہ پامپی کی فوج میں اُس کے بارے میں چہ میگوئیاں ہوتی ہوں گی جہاں بہترین اشخاص اُس کی عدم موجودگی پر اُسے برا بھلا کہہ رہے تھے اس لیے وہ قیصر کے دام فریب میں نہ آیا اور اپنے نقیبوں کے ساتھ اس امر کا منتظر رہا کہ کسی صورت سے بھاگ نکلے۔ ۲۸ مارچ کو فارمیا میں قیصر اسکا مہمان ہوا[1] مگر باوجود قیصر کے موجودہ اقتدار اور اُس کے تملق آمیز برتاؤ کے وہ اپنے اصول پر قائم رہا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر فریق کے لیے اُس کی شرکت سے ایک قسم کی اخلاقی تقویت تھی اس لیے قیصر اُس کی حرکات و سکنات کی نگرانی[2] کراتا رہا اور وہ اطالیہ سے جون تک فرار نہ ہو سکا۔

قیصر روما میں (۱۲) (۶) قیصر نے برنڈیسیم میں زیادہ وقت ضائع نہیں کیا بلکہ بندرگاہ پر پورے طور پر قبضہ کر لینے اور جہازوں کے جمع کرنے کا حکم دے کر وہ روما روانہ ہو گیا۔ فراہمی غلہ کے ممکن ذرائع کو بحال کر دینا اشد ضروری تھا اس لیے اُس نے

صفحہ ۲۸۷ اپنے نائبوں میں سے والیریس کو ایک لیجن کے ساتھ سارڈینیا روانہ کیا اور کیوریو کو دو لیجنوں کے ساتھ سسلی کو جہاں اس سے قبل ہی دو لیجن بھیج دیے گئے تھے جو ان سپاہیوں پر مشتمل تھے جنھوں نے کارفی نیم میں اطاعت قبول کی تھی کیوریو کا درجہ پرو پریٹر کا تھا اور اُسے ہدایت کی گئی تھی کہ سسلی پر قبضہ کر لینے کے بعد فوراً افریقیہ پر حملہ کر دے۔ قیصر کی حیثیت اب حسب ذیل تھی۔ وہ پامپی اور اُس کی ناآزمودہ کار فوج کے تعاقب میں ایپائرس نہ جا سکتا تھا مگر پامپی اور اُس کی نبرد آزما فوج کے درمیان حائل تھا جو ہسپانیہ میں تھی۔ ڈائراکیم میں پامپی نے جو فوج اتاری تھی وہ زمانۂ دراز تک قابل پیکار نہ ہو سکتی تھی۔ مگر ہسپانیہ کے لیجنوں کی طرف سے

---

[1] سسرو ایڈ اٹی کم نہم ۱۸-

[2] دیکھو انٹونی کا تنبیہ کا خط سسرو ایڈ اٹی کم دہم ۸ الف اور سسرو کا بیان دہم ۸، ۱۰ اور ۱۰-۱، ۲، ۳، ۱۲ اور ۱۱، ۲۱-

باب ۳

سخت خطرہ تھا اس لیے بغیر مغلوب کیے انھیں قیصر اپنے عقب میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس لیے کچھ تو اس وجہ سے اور کچھ اس لیے کہ ہسپانیہ پر قبضہ ہو جانے سے گال میں سکون رہیگا اُس نے پہلے ان لجیونوں سے سمجھ لینا مناسب خیال کیا۔ اپنے باقی ماندہ لجیونوں کو اُس نے چند روز کے لیے آرام کرنے کی اجازت دی اور خود روما چلا گیا تاکہ وہاں کے انتظامات کو مکمل کر دے۔ اس فریضے کو اُسے اپنے سر لینے کی یہ وجہ ہوئی کہ اُس کے مخالف جو برسر حکومت تھے فرار ہو گئے تھے۔ مرکز حکومت میں وہ زیادہ قیام نہیں کر سکتا تھا اور عارضی حکومت کے قائم کرنے میں دقتیں تھیں کیونکہ معززین شہر میں سے اکثر فرار ہو چکے تھے۔ شہر کی فصیل کے باہر وہ اوائل اپریل میں پہنچا۔ اس کے ٹری بیونوں انٹونی اور کیوکیسیس نے باقی ماندہ اراکین سینیٹ کو جمع کیا۔ ان کو مخاطب کر کے قیصر نے اپنے طرز عمل کو حق بجانب قرار دیا اور پامپی اور اُس کے طرفداروں کو مورد الزام ٹھہرایا۔ انتظام مملکت کے انصرام میں اُس نے ان سے اعانت کی درخواست کی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر آپ لوگ شرکت سے خائف ہیں تو میں اس ذمہ داری سے آپ لوگوں کو سبکدوش کر سکتا ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پامپی نے کہا تھا کہ صلح کی گفت و شنید کی تجدید خوف و ہراس پر دلالت کرتی ہے مگر قیصر نے کہا کہ مجھے اس رائے سے اتفاق نہیں ہے، میں چاہتا ہوں کہ پامپی کے پاس مصالحت کی بات چیت کرنے کے لیے سفیر بھیجے جائیں کیونکہ مجھے صرف انصاف اور راستی کا خیال ہے۔ قیصر کی تقریر تو نہایت شیریں تھی مگر سفارت کے لیے کوئی شخص آمادہ نہ ہوا تھا کیونکہ لوگ پامپی کی آخری دھمکیوں سے خائف تھے اور دوسری روایت ہے کہ انھیں قیصر کی راستبازی میں شبہہ تھا۔ کئی روز سفیروں کی نامزدگی اور نامزد شدہ اشخاص کے انکار میں ضائع ہو گئے۔ اس اثناء میں اُس نے محفوظ سرمائے پر قبضہ کرنے کے متعلق منظوری حاصل کر لی مگر مخالفت کے بھی آثار نمایاں تھے۔ بالخصوص ٹری بیون ایل میٹی لس خزانے کے دروازے پر اس کا مزاحم ہوا اور قیصر نے بالکل اپنے خلاف مرضی اس سرمائے (قریب ۳۴۵۰۰۰۰ پونڈ انگریزی) پر جبراً قبضہ کر لیا۔ اس کے اس فعل سے اُس کی ہر دل عزیزی میں فرق آگیا اور عام تشویش کے

باب ۵

آتا دیکھ کر وہ منغض ہوگیا[1]۔ اس لیے اُس نے روانگی میں عجلت کی اور ایک غیر مستقل مزاج پریٹر مسمی ایم امیلیس لیپی ڈس کو جو حال ہی میں روما واپس آیا تھا حاکم شہر[2] مقرر کر کے شہر کا نگراں کر دیا اور انٹونی کو بہ عہدۂ پری پریٹر اطالیہ کی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اطالیہ سے بحالت غیظ اُس کا روانہ ہونا یقینی ہے اور کیوریو اور کائی لیس نے جو خطوط اُس زمانے میں لکھے ہیں اُن کا لہجہ تند اور ترش تھا[3] غالباً اسی وجہ سے ہے کہ انھیں اپنے آقا کے اشتعال طبع کا علم تھا۔

مسالیا، ہسپانیہ، جنگ الرڈا

(۱۲۱۷ د) ہسپانیہ کی راہ میں قیصر کو ایک اور رکاوٹ پیش[4] آئی۔ مسالیہ کا یونانی شہر روما کا قدیم اور قابل قدر حلیف تھا۔ اس شہر کو نہ صرف آزادی حاصل تھی بلکہ ایک وسیع ملک اس کے زیر حکومت تھا جس میں روما کے سپہ سالاروں خصوصاً پامپی اور قیصر نے زمانۂ حال میں بہت کچھ اضافہ کیا تھا۔ روما کے کسی سپہ سالار کے لیے جو ہسپانیہ پر حملہ آور ہو مسالیہ کا اُس کے موافق ہونا ضروری تھا اور بالخصوص قیصر کے لیے جس کے مفاد کے لیے گال میں سکون اشد ضروری تھا مسالیہ کی موافقت ناگزیر تھی۔ مگر اہل مسالیہ روما کی خانہ جنگی میں شریک ہونا نہ چاہتے تھے اس لیے انھوں نے اپنی غیر جانبداری کا اعلان کر دیا۔ مگر حسب معمول غیر جانبداری کے یہ معنی نہ تھے کہ کسی فریق کے ساتھ ہمدردی نہ ہو۔ مسالیہ کے سربرآوردہ لوگوں سے پامپی کے طرفدار نامہ و پیام کر رہے تھے اور انھیں کچھ کامیابی بھی ہوئی اور باوجود غیر جانبداری کے اعلان کے مسالیہ کی حکومت فوج اور ذخائر جمع کر رہی تھی اور اسلحہ خانوں اور جہاز کی گودیوں میں جنگ کے لیے زور و شور سے تیاری ہو رہی تھی۔ جب قیصر وہاں پہنچا تو انھوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے اور اُس کی ایک نہ سنی مگر جب کارنی نیم کا

۱؎ سسرو ایڈ اٹیکم دہم ۴، ۸ – ۸، ۶ (Fam) ہشتم ۱۶ - ۱۔

۲؎ یہ تقرر بے قاعدہ تھا کیونکہ قیصر پرو کانسل تھا اور صرف کانسل یا حاکم مطلق کو اپنے غیاب میں نائب مقرر کرنے کا قدیم شاہی اختیار حاصل تھا۔

۳؎ دیکھو سسرو ایڈ اٹیکم ۸، ۴ (Fam)، ہشتم ۱۶ اور قیصر کا مروت آمیز مگر سنجیدہ خط ایڈ اٹیکم دہم ۸ ب۔

سپہ سالار ڈومی ٹیس جہازوں کا ایک چھوٹا سا بیڑا جو اُس نے اٹروریا کے ساحل پر تیار کر لیا تھا وہاں لے کر پہنچا تو اُنھوں نے اُسے نہ صرف شہر کے اندر داخل ہونے دیا بلکہ اپنی فوج کی کمان بھی اُس کے سپرد کر دی اُن کے اس فعل کو قیصر نے اعلان جنگ قرار دیا اور حکم دیا کہ آرنی لائی واقع رودن پہ جہاز بنائے جائیں اور محاصرے کی تیاری کی جائے۔ قیصر وہاں بذات خود زیادہ قیام نہیں کر سکتا تھا اس لیے اس نے سی ٹری بونیس کو اس معرکہ آرائی کی عام نگرانی سپرد کی اور ڈیسی بروٹس کو جس نے جنگ گال کی بحری معرکہ آرائیوں میں نام آوری حاصل کی تھی بیڑے کا کمان افسر مقرر کیا۔ اپنے ایک دوسرے تجربہ کار نائب سی۔ فے بیس کو اس نے پیری نیز کے رستے کو صاف کرنے کو روانہ کیا اور مسالیہ کے جملہ انتظامات کے مکمل ہونے تک ہسپانیہ کی راہ بالکل کھل گئی۔ پامپی نے معقول وجوہ کی بنا پر اس ملک کو تین ضلعوں[1] میں تقسیم کیا تھا جن میں سے ہر ایک ایک لیگیٹ (نائب) کے تحت میں تھا۔ ہسپانیۂ قریبہ میں اہل افرانیس کے زیر کمان تین لیجن تھے اور ایم ٹیرنس کے ساتھ مغرب (پرتگال وغیرہ) میں اور ایم ٹیرنٹیس وارو[2] کے ساتھ جنوب میں دو دو لیجن تھے۔ یہ تینوں نائب اتحاد عمل پر متفق ہو گئے تھے اور یہ طے کر لیا تھا کہ وارو اپنے اور ٹیرنس کے اضلاع کا نگراں رہے یعنی تمام ہسپانیۂ بعیدہ اور ٹیرنس کوچ کر کے شمال میں افرانیس سے جا ملے۔ ان لوگوں نے دیسیوں کی بھی ایک خاصی فوج تیار کر لی تھی اور الرڈا واقع سکورس (ندی) کے قریب جو انبرو کی ایک شاخ ہے ایک مستحکم مقام پر قدم جما کر قیصر کے ورود کے منتظر رہے۔ الرڈا میں جب جون کے اواخر میں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہوئیں تو فوجی لحاظ سے دونوں کے دم خم برابر تھے پامپی کے افسر فن حرب میں بھی کافی دخل رکھتے تھے البتہ وہ ایک ایسے سپہ سالار کے ماتحت تھے جو ایک دور دراز مقام پر تھا اس لیے اُنھیں اس بات کا ہمیشہ اندیشہ رہتا تھا

---

[1] اس تقسیم کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کیونکہ آگسٹس نے بھی اسی نظیر کی پیروی کی تھی۔

[2] وارو کے معاملے کے لیے دیکھو قیصر دوم ۲۰، ۱۷۔

باب ۳ صفحہ ۱۸۲

اگر کہیں انھیں شکست نہ ہو جائے۔ برخلاف اس کے قیصر خود سپہ سالار تھا اور خطرات
کا اسے مطلق خوف نہ تھا کیونکہ بغیر گال فتح کے اس کی کاربراری نہ ہوسکتی تھی۔
اس لیے فریقین کے طرز عمل میں ایک بیّن اخلاقی فرق تھا۔ قیصر کو پہلے حملے میں
نقصان کے ساتھ شکست ہوئی۔ اس کے بعد طغیانی آگئی جس کی وجہ سے
اس کے پل ٹوٹ گئے اور رسد کے نہ میسر ہونے کی وجہ سے اس کی حالت
نہایت ابتر ہوگئی۔ اس کا تمام دارمدار اب ایک کاروان پر تھا جو گال
سے آرہا تھا اور جس کی مزاحمت کے لیے دشمن تیاریاں کر رہا تھا مگر اسکے
ہر فن مولا سپاہیوں نے جنھوں نے گال کی جنگ کا تجربہ کیا تھا ایک نیا
پل بنا کر فن تعمیر میں اپنی مہارت کا ثبوت دیا۔ اس پل کے بن جانے سے
قیصر نے نہ صرف اپنے کاروان کو بچا لیا بلکہ دشمن کی رسد جمع کرنے والوں
کو بھی وہ زچ کرسکتا تھا۔ اب دونوں فوجوں کی اندرونی حالت کا فرق بیّن
طور پر نظر آنے لگا۔ یہ افواہ[1] مشہور ہو رہی تھی کہ پامپی ماری ٹانیا (مراکو) کی
راہ سے اپنے لجیونوں کے ساتھ آرہا تھا۔ یہ افواہ محض بے بنیاد تھی اور
اس کی شہرت دینے سے کوئی نفع بھی نہ ہوا ہوگا۔ پامپی کے افسروں پر اب
ایک اور مصیبت آئی یعنی دیسی بستیوں نے قیصر کی اطاعت قبول کرنی شروع
کی اور جب طغیانی کے رفع ہونے کے بعد اس نے پھر حملہ کرنا شروع کیا
تو ان کے بعض ہسپانی سپاہیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے
ان کے قدم اکھڑ گئے اور انھوں نے وسطی ہسپانیہ کی طرف پلٹنے کا قصد کیا
جہاں سرٹوریس پر فتح حاصل کرنے کی وجہ سے پامپی کا بہت نام تھا۔ قیصر نے
اسلیے یہ قصد کرلیا کہ قبل اس کے کہ وہ ابرو کو عبور کرسکیں انھیں جا پکڑے اور اسکو
اس مقصد میں کامیابی ہوئی یعنی اس نے انھیں ایک ایسے مقام میں گھیر لیا
جہاں انھیں پانی نہ مل سکتا تھا اور بالآخر ان لوگوں نے ہتھیار[1] ڈال دیے۔
پسپائی کی حالت میں ایک مقام پر وہ بالکل اس کے پنجے میں آگئے تھے مگر

[1] سسرو (اڈ اٹی کم ۴/۲۱) نے یہ افواہ سنی تھی کہ وہ الیریکم اور گال کی راہ سے جارہا تھا مقابلہ کرو دہم ۹۔۱ سے۔

باب ۵

اُس نے اس وقت اُن کی جاں بخشی کی جس سے اُس کے سپاہی جو اس معاملے کا تلوار سے فیصلہ کرنا چاہتے تھے اس سے کچھ ناخوش ہو گئے۔ اب اس نے دونوں فوجوں کی موجودگی میں انھیں سمجھایا کہ "اس جنگ میں میں نے مجبوراً صرف پامپی اور اُس کے شرکاء کے خبث اور بدباطنی سے ہاتھ ڈالا تھا اور ہسپانیہ پر حملہ کرنے سے میرا مقصد صرف یہی ہے کہ ہسپانیہ کی فوج جو میرے تباہ کرنے کے لیے وجود میں لائی گئی ہے اس کام میں نہ لائی جا سکے۔ میرا مطالبہ صرف یہی ہے کہ افرانیس اور پٹریس اطالیہ واپس جاتے ہوئے اپنی فوجوں کو منتشر کر دیں۔ ہر شخص آج کی تاریخ سے آزاد ہے اور تم میں سے کوئی اطالیہ کو پامپی کے سپاہی ہونے کی حیثیت سے واپس نہ ہو گا۔" اس کے مطالبے کی پوری طور پر تکمیل ہوئی جس کی وجہ سے اُس کا اصلی مقصد حاصل ہو گیا اور پامپی کی بہترین فوج ناپید ہو گئی جن لوگوں کو اُس نے اس ناگوار ملازمت سے نجات دلائی تھی وہ اسکے سطوت و جبروت اور ترحم کے ہزاروں خاندانوں میں شاہد ہو گئے۔ بمقابلہ اس صبر و تحمل کے خوں ریزی سے اہل روما کی نگاہوں میں کبھی اس کی اسقدر وقعت نہ ہو سکتی تھی۔ یہ عظیم الشان معرکہ بخیر و خوبی صرف ۴۰ روز میں ختم ہو گیا۔[1]

صفحہ ۲۹۰

ہسپانیہ پر قیصر کا قبضہ

(۱۲۱۸) اب صرف دارو سے سمجھ لینا باقی تھا کیونکہ قبل اس کے کہ قیصر دوسرے مشاغل میں مصروف ہو جزیرہ نمائے ہسپانیہ کو پامپی کی افواج سے خالی کر دینا ضروری تھا۔ قیصر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ دارو کا مزاج اس قسم کا تھا کہ فریق غالب سے موافقت رکھنا چاہتا تھا۔ اطالیہ پر قیصر کا قبضہ ہو جانے کے بعد وہ خاموشی کے ساتھ واقعات کی

[1] قیصر کیم ۸۶ - ۸۷ (Ad flumen Varum) وار اُس زمانے میں اطالیہ یا گال این روئے آلپ کی مغربی سرحد کی نگران دونوں ناموں میں اس زمانے میں بہت کم امتیاز کیا جاتا تھا کیونکہ صوبہ مذکورا طالیہ کا ایک ملک خیال کیا جاتا تھا۔ دیکھو مام سین ۱۴۹ انجیم صفحہ ۹۲ - تی سین (Landes Kun de) ۷ - ۸ ، لیوکن یکم ۴-۴-

باب ۶

رفتار کو دیکھتا رہا۔ مگر جب اس کے ہمسر افسروں کو الرڈا میں کچھ خفیف سی کامیابی ہوئی تو اُس نے پامپی کی امداد میں اپنی گزشتہ سہل انکاریوں کی تلافی کرنی شروع کردی۔ اُس کی قیادت میں دو لیجین تھے جن میں اُس نے مقامی رنگروٹوں کو بھرتی کرکے اضافہ کیا، ذخائر رسد کی جمع سے ایک بیڑا تیار کیا اور جبراً روپیہ وصول کرنا شروع کیا یہاں تک کہ گاڈیس کے مندر کے خزانوں کو بھی اُس نے نہ چھوڑا۔ مگر جب وہ پامپی کی طرفداری پر پورے طور سے آمادہ ہوگیا تو قیصر کی فتح کی خبر ہوئی مگر اب کوئی چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ قیصر کے مقابلے کے لیے تیار ہو اور اُس نے قصد کیا کہ اپنی افواج کو گاڈیس میں مجتمع کرکے پورے طور پر مدافعت پر تیار ہوجائے جہاں اسکے عقب میں سمندر رہتا۔ مگر قیصر نے ایسی عجلت کی کہ اُس کی ایک نہ چلی۔ کیوکیسیئس[1] کو دو لیجنوں کے ساتھ ہسپانیۂ بعیدہ کی طرف بھیج کر اُس نے فوج کے ایک تیز رو دستے کے ساتھ گاڈیس پر دھاوا کردیا جو جنوب ملک میں اہل روما کا اہم ترین مرکز تھا اور تمام اطراف و اکناف میں ہر ایک بستی کے سربر آوردہ اشخاص کے پاس اُس نے پیام بھیجا کہ اُس شہر میں آکر اُس سے ملیں۔ اُس کی ان تدابیر سے پامپی کے اقتدار کا شیرازہ یکایک بکھرنے لگا۔ ہسپانیۂ بعیدہ میں وہ سپہ سالار رہ چکا تھا اس لیے اُس کا اثر بمقابلۂ پامپی کے زیادہ تھا اس لیے اُس کے احکام کی پوری طور پر تعمیل ہوئی۔ اکثر بستیاں اُس کی طرف ہوگئیں اور وہاں کے باشندوں نے یا تو وارو پر اپنے دروازے بند کرلیے یا اُس کی محافظ افواج کو نکال باہر کیا یہاں تک کہ اہل گاڈیس نے بھی اُس کی طرفداری کا اعلان کیا اور وہاں کی فوج بھی قیصر کی طرف سے شہر کی حفاظت کرتی رہی۔ وارو نے دو لیجین ہسپانیہ میں بھرتی کیے تھے ان میں سے ایک اُس سے باغی ہوگئی اور بالآخر اُس نے اطاعت قبول کرلی۔ قیصر نے فوراً اُن اشخاص کے نقصانات کی تلافی کردی

[1] یہ کیسیس ٹری بیون تھا اس لیے روما سے باہر جانے کا اُسے کوئی حق نہ تھا۔

باب ۵ — جس کا اُس کی طرفداری کی وجہ سے خسارہ ہوا تھا اور گاڈیس پہنچ کر وہاں کے مندر کے خزانوں کو واپس کرا دیا۔ کیسیس کو چار لیجنوں کے ساتھ اُس نے صوبے کا حاکم کر دیا۔ گاڈیس[1] سے وہ سمندر کے راستے ٹراکو گیا جو ہسپانیۂ قریبہ کا بڑا شہر تھا اور اس صوبے کی بستیوں کے وفود سے ملاقات کی۔ اس کے بعد خشکی کی راہ سے وہ مسالیہ پہنچا جہاں اُس کے جانے کی ضرورت تھی۔ یہاں اسے ایک واقعے کا علم ہوا جو ایک گونہ الڑائی کی جنگ کا نتیجہ تھا یعنی ایم لیپی ڈس نے جو روما کا حاکم شہر تھا اُسے حاکم مطلق نامزد کیا تھا اور اس طرز عمل کو باقاعدہ بنانے کے لیے ایک قانون بھی نافذ کیا گیا تھا جو دراصل بالکل بے ضابطہ تھا مگر بے ضابطگیوں پر اب تعجب کرنے کا موقع نہیں کیونکہ اُس زمانے کے حالات ایسے ہی تھے۔

مسالیہ کیوریو کی ہزیمت

(۱۲۱۹) مسالیہ کا محاصرہ تین چار مہینے تک رہا کیونکہ تاہم اب غالباً ۹ ستمبر تھی محصورین نے حد درجے کا استقلال دکھایا فن تعمیر کے بھی بڑے بڑے کمال دکھائے مگر ان کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا۔ دو بحری لڑائیاں بھی ہوئیں جن میں اہل روما غالب رہے۔ یہ واقعہ قابل لحاظ ہے کیونکہ ہم اس سے اُس زمانے صفحہ ۲۹۱ کی بحری لڑائیوں اور بیڑوں کی حالت[2] کے متعلق نتائج اخذ کر سکتے ہیں مگر محصورین قحط اور وبا میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے خستہ اور مایوس ہو کر انہوں نے اطاعت قبول کر لی جب کہ امداد کی امید یقیناً قطع ہو گئی بگر ڈومی ٹس بحالت طوفان سمندر میں پہنچ کر پھر بچ نکلا۔ اہل مسالیہ نے اپنے جہاز اور اسلحہ سپرد کر دیے اور تاوان جنگ بھی ادا کیا۔ قیصر نے اُن کی آزادی برقرار رکھی یعنی اُن کا یونانی امرائی دستور سلطنت اور قوانین بحال رہے۔ کچھ دنوں کے بعد اُس نے اُنکے مقبوضات کا بھی بیشتر حصہ لے لیا[3]۔ اس مشہور شہر کا اب انحطاط شروع ہو گیا اور

---

[1] سولا کو ایک حاکم درمیانی نے حاکم مطلق نامزد کیا تھا۔ دیکھو سسرو ایڈ اٹیکم نہم ۲،۱۵

[2] دیکھو نوٹ فقرہ ۲۴۵۔

[3] مارکوارٹ اسٹاٹس فروالٹنگ۔

باب ۵

اس کی حیثیت صرف ایک علمی مرکز اور ایک پرلطف مقام تفریح کی رہ گئی۔ اسکی تجارت بھی بالکل ماند ہو گئی اور آگسٹس کے زمانے میں رومی شہر ناربو جو اسکا رقیب تھا جنوبی گال کا بڑا تجارتی بندرگاہ ہو گیا۔ قیصر نے مسالیہ میں دو لیجن چھوڑ کر باقی کو اطالیہ بھیج دیا اور خود راہی روما ہوا۔ مگر قبل اس کے کہ ہم اس کی کارروائیوں کا ذکر کریں یہ بیان کرنا مناسب ہوگا کہ اس کے ان نائبوں کا کیا حشر ہوا جو غلہ پیدا کرنے والے صوبجات پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ والیریس کو سارڈینیا میں مطلق زحمت نہ ہوئی کیونکہ پامپی کے افسر ایم کوٹا کو جزیرے کے صدر مقام کے باشندوں نے بغاوت کر کے نکال دیا اور وہ افریقہ کو بھاگ گیا۔ سسلی میں پامپی کی طرف سے کیٹو برسر حکومت تھا جس نے حال ہی میں اپنی پہلی بیوی مارسیا سے دوبارہ شادی کر لی جو اپنے دوسرے شوہر ہارٹینسیس کے مرنے سے بیوہ ہو گئی تھی۔ جزیرے کی حفاظت کا وہ پورے طور پر بندوبست کر رہا تھا اور مقامی سپاہ کی امداد کے لیے جنوبی اطالیہ میں بھی فوج بھرتی کر رہا تھا مگر اس کی سپاہ کیوریو کے لیجنوں کے مقابلے میں ہیچ تھی بے سود خوں ریزی کا وہ مخالف تھا اور چونکہ سسلی میں اس کے فریق کے ساتھ کسی نے ہمدردی کا اظہار نہیں کیا اس لیے بغیر تیاری کے اعلان جنگ کر دینے پر نفرین کرتا ہوا ڈائراکیم واپس چلا گیا۔ پلوٹارک کا بیان ہے کہ اس وقت سے وہ جنگ کو طول دینے کا مؤید ہو گیا تاکہ تعویق کی وجہ سے کوئی رفع نزاع ہو جائے اور سلطنت روما اس سخت مصیبت سے بچ جائے۔ سسلی اس طور پر کیوریو کے قبضے میں اپریل کے آخر میں آ گیا۔ اس جزیرے میں وہ غالباً تین مہینے رہا اور اگست میں صرف دو لیجنوں کو لے کر راہی افریقہ ہوا جن کی وفاداری مشتبہ تھی اور جو قیصر کی سلک ملازمت میں کارفی نیم کے سقوط کے بعد داخل کر لی گئی تھیں اور سواروں

---

۱ اسٹرابو چہارم ۱/۱۲۔

۲ پامپی کے بیڑے نے اس کی امداد نہ کی جس کا کیوریو کو خوف تھا۔ سسرو اٹیکس دہم ۴، ۴/۷-۹۔

کا بھی ایک دستہ اُس کے ساتھ تھا۔ پامپی کی جماعت کی طرف سے افریقہ میں بابٹ
پی اٹیس وارس کمان افسر تھا مگر اس کی فوج قلیل التعداد تھی۔ کیوریو نے
اپنے مخالف کو حقیر خیال کیا اور اس کا سبب یا تو یہ تھا کہ وہ اس امر سے ناواقف
تھا یا اسے پروا نہ تھی کہ مخالفین کا مدد و معاون نیومیڈیا کا بادشاہ تھا جو قیصر کو
کا سخت دشمن تھا۔ جوبا (شاہ نیومیڈیا) کو پامپی سے یہ تعلق تھا کہ وہ اُسکے
باپ کا مرتی تھا اور کیوریو سے بغض رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے بحیثیت ٹریبیون
جوبا کی سلطنت کے الحاق کی تجویز پیش کی تھی۔ یہی بے پروائی کیوریو کی بربادی
کا باعث ہوئی۔ وارس کے مقابلے میں ابتداءً اُسے کچھ کامیابی ہوئی جس سے
صفحہ ۲۹۲ اُس کی ہمت بڑھ گئی اور ہسپانیہ کی فتوحات کی خبروں سے اُس کی مزید ہمت افزائی
ہوئی اس لیے اُس نے اپنی خیمہ گاہ سے چند میل بڑھ کر دشمن کی ایک جماعت
پر حملہ کر دیا جسے وہ نیومیڈیا کی فوج کا ایک جزو خیال کرتا تھا۔ مگر جب وہ
پیاس اور گرمی سے خستہ حال ہو گئے تو حبشیوں کی فوج نے اُن پر حملہ کر کے
انھیں نیست و نابود کر دیا یہاں تک کہ خیمہ گاہ میں جو سپاہی بطور محافظ چھوڑ دیے
گئے تھے ان میں سے بھی بہت کم بچ کر سسلی پہنچ سکے۔ ان میں سے اکثر نے
وارس کی اطاعت قبول کر لی مگر جوبا نے ان لوگوں کو اُس سے زبردستی لیکر
سب کو نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کیا سوائے چند اشخاص کے جو نمونے
کے لیے رکھ لیے گئے۔ کیوریو نے اپنے حلم و استقلال سے اپنے سپاہیوں
کو وفاداری پر قائم رکھا تھا مگر جلد بازی سے فوج بھی تباہ ہو گئی اور اُس کی جان بھی
گئی[1]۔ قیصر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس فتح سے جوبا کا دماغ ایسا پھر گیا کہ یوٹیکا میں
جو اہل روما مقیم تھے اُن کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرنے لگا۔ قیصر کا مطلب[2]
یہ ہے کہ اُس کے افسروں کی شکست کا پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ روما کے شہریوں کو ایک حبشی
بادشاہ کے آگے ذلیل و خوار بننا پڑا۔

---

[1] غالباً قیصر کے ساتھ بھی اُسے پُرانی عداوت تھی۔ سوئی ٹونیس جولیس ۱۷۔
[2] قیصر کا یہ فقرہ پُر اثر ہے۔ دیکھو مسٹر واٹیڈ اکثر کم یازدہم ۳۲۷۔

باب ۳ - بغاوت قیصر روما میں -

(۱۲۲۰) روما کی راہ میں قیصر کو ایک بغاوت فرو کرنی پڑی۔ نویں لیجن کے سپاہی جنھوں نے ہسپانیہ میں داد شجاعت دی تھی اور نقصان اٹھائے تھے اب ناراض ہوگئے اور پلاسنیٹیا پہنچ کر بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ قیصر اپنی فوج کے ساتھ جبکہ وہ دشمن کے مقابلے میں نہ ہو ہمیشہ رعایات ملحوظ رکھتا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ نویں لیجن کی ناراضی کی وجہ یہ تھی کہ قیصر نے انھیں غیر فوجی اشخاص کو لوٹنے یا اُنکے ساتھ بدسلوکی کرنے سے منع کیا تھا۔ بغاوت ایک ایسا مرض متعدی ہے جس کا پھیلنا سخت خطرناک ہے اس لیے اُس نے اُس کو دفع کرنے کی فوری تدبیریں اختیار کیں۔ قیصر نے بذات خود اس واقعے کو قلمبند نہیں کیا مگر صحیح ترین روایت غالباً یہ ہے کہ اُس نے انھیں برطرف کردینے کی دھمکی دی۔ مگر یہ اُن کی خواہشوں کے برخلاف تھا اس لیے اُنھوں نے التجا کی کہ اس حکم کو منسوخ کردے۔ اس درخواست کو قیصر نے اس شرط پر منظور کردیا کہ وہ بانیان فساد کو اُس کے سپرد کردیں۔ ان لوگوں میں سے ہر دس اشخاص میں سے اُس نے ایک کو بذریعۂ قرعہ اندازی منتخب کر کے قتل کردیا۔ اس طور پر ضبط فوجی برقرار رہا۔ اور وفادار ہو کر نویں لیجن نے قیصر کی سپہ سالاری میں مزید خدمات انجام دیں۔ روما میں نئے حاکم مطلق (قیصر) نے اپنی خدمت کا جائزہ لیا مگر اس خدمت پر صرف ۱۱ روز رہا کیونکہ وہ سال آئندہ (۴۸ق م) میں کانسل رہنا چاہتا تھا تاکہ آئندہ معرکہ آرائی کو بہ حیثیت روما کے حاکم اعلےٰ کے سرکرے اور باقاعدہ اقتدار کو خواہ اس کی اب کچھ ہی وقعت ہو؟ پامپی سے اپنی طرف منتقل کرے۔ کانسلوں کا انتخاب کرا کے وہ خود مع پلی سرویلیس واٹیا اساریکس کے کانسل منتخب ہوا۔ اپنے آدمیوں میں سے اس نے اکثر کو دوسری خدمات کے لیے منتخب کرلیا پریٹروں میں ایم کائی لیس بھی تھا۔ پجاریوں کی مجالس میں جو جائدادیں خالی تھیں انھیں بھی اُس نے بھر دیا اور لاطینی تہوار منایا جس کے متعلق کانسلوں نے فرار ہوتے وقت کوئی انتظام نہ کیا تھا۔ ایک عرصے سے اُسے خیال تھا کہ ان اشخاص کے نقصانات کی تلافی کسی صورت سے ہوجائے جنھیں سیاسی جماعتوں کی باہمی رقابت سے یا ایسے قوانین سے نقصان پہنچا تھا جو انصاف پر مبنی نہ تھے۔

باب ۵
مگر اس کے لیے جدید قوانین کے نفاذ کی ضرورت تھی مگر چونکہ یہ بیون اسکے بندۂ حکم تھے اس لیے کوئی دقت نہ تھی۔ انٹونی نے اوائل سال میں غالباً اپریل میں قیصر کے روما میں آنے کے بعد ایک قانون منظور کرا دیا تھا جس کا منشا یہ تھا کہ سولا کے کشتگان جور کی اولاد کو خدمات سلطنت کی امیدواری کا حق بحال کیا جائے۔ ایک دوسرا قانون اب نافذ کیا گیا جس کی رو سے اُن اشخاص کے حقوق بحال کیے گئے جنھیں پامپی کے قوانین [۵۱] سنہ ۵۲ کے تحت میں سزا ہوئی
صفحہ ۲۹۳
تھی کیونکہ قیصر کا مطمح نظر یہ تھا کہ اہل جوری کے انتخابات کے انتظامات غیر منصفانہ تھے اور مقدمات کی سماعت پامپی کے سپاہیوں کے سامنے ہوئی تھی۔ اس طور پر اشخاص مذکورۂ بالا اور چند اور لوگ جو اُس کے لیے مفید ہو سکتے تھے اپنے حق کو پہنچ گئے۔ مگر تمام جلا وطن [۵۲] اشخاص واپس نہ بلائے گئے۔ دوسرے قوانین حقوق مدنیت کی توسیع سے متعلق تھے جن سے قیصر کے وہ وعدے پورے ہو گئے جو اُس نے گال واقع زیر آلپ کے لاطینیوں اور باشندگان گاڈیس واقع ہسپانیہ سے کیے تھے۔ گال زیر آلپ کے تمام باشندوں کو حقوق مدنیت روما حاصل ہو گئے مگر اس ملک کی حیثیت قانوناً صوبے ہی کی رہی۔ اس صوبے کی خاص حیثیت کی وجہ سے حدود سماعت کے متعلق جو شبہات پیدا ہوتے تھے اُن کے رفع کرنے کے لیے ایک اور قانون [۵۳] تیار کیا گیا اور غالباً قیصر کے غیاب میں نافذ ہوا جس میں مناسب قواعد تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانے میں یا سال مابعد میں مسالیہ کے ضبط شدہ مقبوضات کے الحاق کے لیے ایک قانون منظور ہوا۔ ایک اشد ضروری امر یہ بھی تھا کہ قرضداروں کے بار کو کم کرنے اور لین دین کے کاروبار کو قائم رکھنے کے لیے ایک عارضی قانون نافذ کیا جائے [۵۴]

۵۱ قیصر سوم ۱، ۴ سسرو ایڈ اٹیکم دہم ۴، ۸۔
۵۲ لینگ تاریخ روما سوم ۴۲۰۔
۵۳ اس قانون کے لیے جس کا ایک حصہ اب تک محفوظ ہے (قانون اوبریا) دیکھو برنس Fontes صفحہ ۹۱۔
۵۴ سسرو نے ایڈ اٹیکم دہم ۱۱، ۵ و ۱۴ میں اس کی مثالیں دی ہیں۔

باب ۵ کیونکہ خانہ جنگی کی وجہ سے جائداد غیر منقولہ کی قیمت بہت گھٹ گئی تھی، قرضخواہ اپنا روپیہ واپس مانگ رہے تھے اور مقروض مالکان اراضی کو نہ تو نئے قرضے مل سکتے تھے اور نہ وہ اپنے علاقوں کو فروخت کرکے سابقہ قرضے ادا کر سکتے تھے۔ یہ افواہ بھی مشہور ہو رہی تھی کہ تمام قرضے ساقط کر دیے جائیں گے جس کی وجہ سے قرضدار قرضوں کی فوری ادائی سے گریز کر رہے تھے۔ مگر قیصر کا منشا ہرگز یہ نہ تھا کیونکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ حسب معمول لین دین پھر شروع ہو جائے نہ یہ کہ ساہوکار ہراساں ہو کر لین دین بند کر دیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی قرضداروں کے لیے بھی کچھ کرنا ضروری تھا کیونکہ حالات ایسے تھے کہ اس کی ضرورت تھی اس لیے اس نے ایک قانون نافذ کیا[1] جس کا یہ منشا تھا کہ جو سود ادا کر دیا گیا ہے وہ اصل میں سے وضع کر دیا جائے اس رعایت کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرضخواہ کو اصل رقم میں سے ۲۵ فی صدی کا گھاٹا سہنا پڑا۔ علاوہ ازیں نقد رقم کی قلت کو رفع کرنے کے لیے قرضخواہوں کو مجبور کیا گیا کہ اس گھاٹے پر رقم کی ادائی میں قرضدار کی جائداد کو قبول کر لے۔ مقروض کی جائداد کی قیمت کے تعین کے لیے ثالثوں کے تقرر کا بھی انتظام کیا گیا اور قیمت کے تعین کا یہ اصول قرار دیا گیا کہ تشخیص اسی قیمت کے لحاظ سے ہو جو جائداد کی جنگ سے قبل تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نقد روپیے کے چلن کو بحال کرنے کے لیے قیصر نے ایک قدیم قانون کی تجدید کی جس کی رو سے کوئی شخص قانوناً نقد روپیہ ۵۰۰ یا ۶۰۰ پونڈ انگریزی سے زیادہ نہ رکھ سکتا تھا۔ قواعد مذکور کا غالباً منشا یہ تھا کہ یا تو قوم کی نقد ادائی ہونے
صفحہ ۲۹۴ لگے گی یا کم از کم جن لوگوں نے نقد روپیہ جمع کیا تھا گرفتار ہو جائیں گے اور روپیہ جمع کرنے کے خطرات سے آگاہ ہو کر اپنا روپیہ کاروبار میں لگانا زیادہ پسند کریں گے۔ قیصر کی اس کارروائی سے عوام خوش ہو گئے اور

[1] قیصر سوم ۱، ۲۰ نے لفظ (Contituit) استعمال کیا ہے۔ سوئی ٹونیس (جولیس ۴۲) نے لفظ (Decresit) اور سسرو (ڈی آفیسو: دوم ۸۴) نے (Aerfecit) دیکھو اپیین دوم ۴۸ پلوٹارک قیصر ۳۷ ڈائون ۴۱، ۳۷ - ۳۸۔

باب ۵

انھوں نے اصرار کرنا شروع کیا کہ اگر غلام اپنے آقاؤں کے اندوختہ روپے کا پتا دیں تو انھیں انعام دیا جائے۔ مگر اس شورش سے قیصر نے نفع اٹھایا اور ممکن ہے کہ یہ شورش اُس کے اشارے سے پیدا ہوئی ہو اُس نے ایک پرزور اعلان شائع کیا کہ کسی غلام کی مخبری پر وہ کسی شہری کو مصیبت میں پھنسانا نہیں چاہتا۔ دولتمند اشخاص کو اطمینان دلانے کی جتنی صورتیں ممکن تھیں ان میں یہ ایک آسان اور موثر چال تھی۔ ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ ان مالی مشکلات سے ساہوکاروں کا کوئی نقصان نہیں ہوا کیونکہ اُن کی اصل رقم تیا سے ۷۵ فی صدی کے ملنے کی امید ہوگئی جس سے وہ بالکل ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور اس ابتری کے زمانے میں نفع پر روپیہ لگانے کا انھیں موقع مل گیا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تجویزیں کس صورت میں نافذ ہوئیں۔ ڈائون کیسیس ایک قانون کا ذکر کرتا ہے مگر اپیین، پلوٹارک اور لاطینی مصنفین قیصر سسرو اور سوئی ٹونیس ساکت ہیں۔ ممکن ہے کہ اُس نے اپنی یازدہ روزہ حکومت مطلق العنانی میں اس مضمون کا کوئی فرمان نافذ کیا ہو اور ۴۸ق م میں بزمانہ کانسلی اس کی توثیق و تکمیل کے لیے کوئی قانون نافذ کردیا ہو۔ زمانہ مابعد میں ایک قانون جولیا[1] نافذ تھا جس کی رو سے قرضدار کی جائداد قرضخواہ پر منتقل ہو جاتی تھی اور اس طور پر قرضہ ادا ہوجاتا تھا۔ اس کارروائی کو (Cesia Bouorum) کہتے تھے۔ اس قانون کو جولیس قیصر نے نافذ کیا ہو یا آگسٹس نے مگر یہ اہم تخیل نظام قانونی میں غالباً اسی زمانے میں قیصر کی اُن تدابیر سے داخل ہوا جو اس نے قرضداروں کی نفع رسانی کے لیے اختیار کی تھیں۔

فریقین کی فوجیں

(۱۲۲) روما سے روانہ ہونے کے قبل قیصر نے اُن صوبوں کے صوبہ داروں کے تقرر کا انتظام کردیا جو اُس کے قبضے میں تھے۔ حکومت مطلق العنانی کے ختم ہونے کے بعد چونکہ اُس وقت تک وہ کانسل نہیں ہوا تھا سینٹ سے اُس نے وسیع اقتدارات حاصل کرلیے اور مجلس مذکور سے افریقہ کے معاملات

[1] گائیس (سوم ۷۸) نے اس کا ذکر کیا ہے۔ دیکھو پوسٹ صفحہ ۳۴۷۔

باب ۳ کے متعلق بھی ایک اعلان کرا دیا یعنی مار ٹیانیا کے دو سرداروں بوکس اور بوگڈ کو بادشاہ کا خطاب دیا تاکہ وہ جوبا شاہ نیومیڈیا کے مزاحم ہیں جسے دشمن قوم قرار دیا گیا تھا قیصر کی سینیٹ[1] کو پامپی کے طرفداروں کا "سینیٹ کی تلچھٹ" کہنا ایک حد تک حق بجانب تھا کیونکہ ہسپانیہ سے جو خبریں آئی تھیں وہ متضاد تھیں اس لیے جن لوگوں کا رجحان پامپی کی طرف تھا انھوں نے یا تو اپنے حقیقی خیالات کا اظہار کر دیا تھا یا ایپائرس پہنچ گئے تھے اور جو لوگ رہ گئے تھے صرف قیصر کے احکام کی پابندی سے چون و چرا نہ کر سکتے تھے۔ اس کا خسر پیسو بھی جو اپنے فرار پر پشیمان ہو کر واپس آ گیا تھا۔ ہمہ تن صلح کا خواہشمند تھا مگر منتخب شدہ کانسل سرویلیس جو قیصر کے غیاب میں برسر حکومت ہونے والا تھا جنگ کا دلدادہ تھا۔ قیصر برنڈی سیم کی طرف دسمبر میں روانہ ہوا مگر صورت حال زیادہ امید افزا نہ تھی۔ اس کے بارہ لیجنوں میں سے بعض اس بندرگاہ میں موجود تھے اور جہازوں میں بیٹھنے کے لیے تیار تھے اور بعض قریب تھے۔ اسکے ساتھ گالی سواروں کا ایک زبردست دستہ تھا جس میں غالباً جرمن بھی شامل تھے مگر
صفحہ ۲۹ ان کی تعداد ہرگز دس ہزار نہ تھی جیسا کہ اپین کے نسخوں میں مندرج ہے اسکے لیجنوں میں بھی سپاہیوں کی تعداد پوری نہ تھی کیونکہ اول تو مغرب میں بہت سے سپاہی ضائع ہوئے تھے اور طول طویل کوچ اور اپولیا کے ساحلی اضلاع کے موسم خزاں کے ملیریا[2] بخار سے اس کی سپاہ کو نقصان پہنچا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اُس کے ہر ایک لیجن میں قریب تین ہزار سپاہی تھے۔ اُس کے پاس اتنے جہاز بھی نہ تھے کہ پوری فوج کو بوقت واحد سمندر پار لے جائیں اس لیے جہازوں کو دو پھیرے کرنے پڑتے مگر دقت یہ تھی کہ سمندر میں پامپی کے شرکا کا بہت تعد تھا جن کی ہمتیں موسم گرما میں ایک اتفاقی کامیابی سے بڑھ گئی تھیں بحیرۂ اڈریاٹک کے

---

[1] اپریل ۴۹ئہ میں سسرو نے اس سینیٹ کو (Concesous senatorum) کہا تھا۔ ایڈ اٹیکم دہم ۱، (Fam) چہارم ۱۔

[2] قیصر سوم ۲ سسرو قانون زرعی دوم ۱۔

باب ۵

شمال سے پر قیصر کے دو نائب مصروف پیکار تھے اور اُن کے زیر کمان ایک مخلوط فوج تھی جو گال زیر الپ اور الیریکم کے سرحدی اضلاع میں بھرتی کی گئی تھی۔ مگر پامپی کے افسروں کے پاس جو اُن کے مقابلے کے لیے گئے تھے اوّلاً فوج زیادہ تھی اور وہ فن سپہ گری میں زیادہ مشّاق تھے اس لیے قیصر کے نائبوں میں سے ایک سی انٹونیس (مارکس انٹونیس کا بھائی) نے جو کُرکٹا کے جزیرے میں گھر گیا تھا مجبوراً ہتھیار ڈال دیے اور اُس کے سپاہی جبراً پامپی کی فوج میں شریک کر لیے گئے۔ لیکن ایک دستے کے سپاہیوں نے بجائے ہتھیار ڈالنے کے اپنی تلوار وں[1] سے ایک دوسرے کا کام تمام کر دیا۔ یہ لوگ غالبًا قیصر کے گال زیر آلپ کے وفاشعار سپاہی تھے۔ پامپی کی فوج اب بہت بڑھ گئی تھی اور اسے اُن کی تربیت کا بھی موقع مل گیا تھا۔ اُسکے زیر کمان نو لیجن تھے اور سی پیو جو بالبس کا جانشین ہوا تھا شام سے دو اور لیجن لا رہا تھا۔ لیجنوں میں سپاہیوں کی تعداد غالبًا پوری تھی مگر سپاہی مختلف اقسام کے تھے ایک لیجن جس میں سسرو کی سلیسیا کی فوج کے باقی ماندہ افراد تھے اس میں تو درحقیقت نبرد آزما سپاہی شریک تھے۔ تین لیجن مشرقی صوبجات میں بھرتی کیے گئے تھے اور ان میں بہت سے آزمودہ کار سپاہی تھے جو برخاست ہونے کے بعد تھسلی وغیرہ یا کریٹ میں آباد ہو گئے تھے۔ انہیں سے بعض خانہ جنگی میں شریک ہونے کیلیے اپنے گھروں سے برضا و رغبت آگئے ہونگے مگر سب نہیں۔ پانچ لیجن اطالیہ سے لائے گئے تھے مگر ان سپاہیوں نے فن جنگ کا پہلا سبق مدرسۂ رجعت و ترک وطن مالوف میں پڑھا تھا اور دوسرے مقامات سے جنگ کے نتائج کے متعلق جو خبریں آتی تھیں وہ امید افزا نہ تھیں کہ اُن کی ہمتیں بڑھتیں۔ سرکاری رپورٹوں میں پامپی کے لشکر کو جو کامیابی افریقہ میں ہوئی تھی مبالغے کیساتھ بیان کی جاتی تھی مگر ہسپانیہ میں پامپی کی بہترین فوج کے نیست و نابود ہو جانیکی خبر

---

[1] لیوی خلاصہ ۱۱۰۔ قیصر نے اس واقعے کو جس فقرے میں بیان کیا ہے وہ مفقود ہو گیا ہے مگر اس واقعے کی طرف اُس نے اشارہ کیا ہے دیکھو قیصر سوم ۸ کے متعلق کرامر کی تحریر۔ لیوکن چہارم ۴۰۲ - ۵۸۱ اور فلورس دوم ۱۳، ۳۰، ۳۳ میں بھی واقعات غالبًا لیوی سے نقل کیے گئے ہیں۔

۴۸ ق م کب تک چھپ سکتی تھی۔ متواتر فتوحات سے قیصر کے سپاہیوں کا سکہ جم گیا
تھا جن کی شجاعت مسلم تھی اور جو سردی اور گرمی برداشت کرنے کے[1]
عادی ہو گئے تھے۔ علاوہ ازیں پامپی نے اپنی فوج میں اُن لوگوں کو بھی
شریک کر لیا تھا جو کُھر کٹا میں گرفتار ہوئے تھے یا یونان کی ریاستوں
میں بھرتی کیے گئے تھے۔ اگر اس کی فوج کے دوسرے سپاہیوں میں
جوش ہوتا تو یہ جدید عناصر بھی اس جوش سے ضرور متاثر ہوتے مگر یہ
نہیں ہوا کیونکہ اس کے سپاہیوں میں جوش نام کو نہ تھا۔ برخلاف اسکے صفحہ ۲۹۶
امدادی افواج کی اس کے ساتھ تعداد کثیر تھی جن میں سوار اور پیادے،
تیر انداز اور گوپھن پھینکنے والے سب ہی شامل تھے۔ ان میں سے بعض
اجیر سپاہی تھے اور بعض بادشاہوں اور سرداروں کے بھیجے ہوئے تھے
اور تین بڑا عظموں سے آئے تھے۔ یورپ سے دَرْدانی، مقدونی،
بیسی اور تھریس کے دوسرے قبائل کے سپاہی تھے۔ ایشیا سے
گلائی، کپاڈوسی اور شامی تھے اور پانٹس، کریٹ، اور کوماگینی
سے ہلکے اسلحہ والے سپاہی تھے۔ افریقہ سے گالیوں اور جرمنوں
کی ایک جماعت آئی تھی جسے بطلیموس آلی ٹیس کو بحال کرنے کے بعد
گابی نیس نے اسکندریہ میں اُس کی حفاظت کی غرض سے چھوڑ دیا تھا۔
ان متضاد عناصر میں یکجہتی پیدا کرنا اور اُن کو ایک ایسی فوج میں متبدل کر دینا
بالکل محال تھا جس میں ضبط فوجی پورے طور سے قائم ہو اور جوہر سپہ گری
موجود ہو اور قیصر سے بھی یہ امید نہ ہو سکتی کہ وہ پامپی کو اتنا موقع دے کہ
وہ اپنی فوج کو جنگ کے قابل بنائے۔ فتوحات کی تکمیل اور اسکے ثمرات
سے مستفید ہونے کے لیے تو اُس کے سپاہی سب تیار تھے مگر ان میں
بہت کم ایسے تھے جو لڑ بھڑ کر ابتدائی ہزیمتوں کی تلافی کرتے یا ایک شکست خوردہ
جماعت کے لیے ایک طویل معرکہ آرائی کے مصائب کو برداشت کرتے جیسے سا...

[1] کائی لیبس کا خط بنام سسرو ادب ۴۹ (Fam) ہشتم ۱۷-۱۔

انھیں واقعی ہمدردی نہ تھی؛

باب ۵ پامپی کے فوجی مستقر کے حالات

(۱۲۲۲) پامپی نے ایک عظیم الشان بڑی فوج تیار کر لی تھی اور سمندر روں پر اُس کا قبضہ تھا مگر اکابر روما جو اُس کے مستقر پر تھے حسب سابق اُسے پریشان کر رہے تھے۔ ان میں سے بعض تو ضرور جنگ جو تھے، اُس کے رومی رسالے میں بہت سے نوجوان امیر شریک تھے۔ مگر ان کے علاوہ مسن اشخاص بھی تھے جو اپنے کو حقیقی سینیٹ خیال کرتے تھے اور جن کے وہاں موجود ہونے سے لشکر میں مباحثوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کیٹو بحیثیت ماتحت خودسر نہ تھا مگر اس نے بھی بکواس شروع کر دی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسنے پامپی اور اُس کی مجلس شوریٰ کو اس قرارداد[۱] کے منظور کرنے پر آمادہ کیا کہ صوبجات کے شہر لوٹے نہ جائیں اور سوائے جنگ کے اہل روما کسی دوسرے طریقے سے قتل نہ کیے جائیں۔ اُس کے یہ خیالات تو نہایت پاکیزہ تھے مگر جنگ میں ایسے اُصول کا کوئی خیال نہیں کرتا اور اس وقت اُن پر بحث کرنا محض تضییع اوقات تھا۔ جون میں سسرو بھی اس جماعت میں آکر شریک ہو گیا۔ اُس کی طبیعت ناساز تھی، اور سخت پریشانیوں میں مبتلا تھا جو اُس کے بیٹے اور بھتیجے کی ناشایستہ حرکات، اُس کی بیٹی کی زچگی اور علالت، اور خود اس کی مالی مشکلات سے متعلق تھیں۔ اُسے اپنی جان کے لالے بھی پڑے ہوئے تھے اور اس لیے حیلہ[۲] سازی کر کے وہ دونوں فریقوں کو خوش رکھنا چاہتا تھا اور اُسے یہ بھی اندیشہ تھا کہ خواہ فتح کسی فریق کی ہو مگر اُس کی محبوب جمہوریہ کی خیر نہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ ایک زمانے سے تقریر کر کے اپنے دل کا بخار نکالنے کا اُسے

---

[۱] پلوٹارک کیٹو خرد ۵۳۔ پامپی ۶۵۔ آخری فقرے میں وہ اس مجلس کو سینیٹ (Senate) لکھتا ہے۔ دیکھو مام سین کے نوٹ (Str سوم ۹۲۵ - ۹۲۶) جس کا خیال ہے کہ باضابطہ سینیٹ کا قیام جس کا لیوکن (پنجم ۷، ۶۵) نے ذکر کیا ہے محض افترا ہے۔ مگر سطور ۱۳-۱۴ میں حقیقت ضرور ہے۔ قیصر ۱-۳ پر کرانر کا حاشیہ بھی دیکھو۔

[۲] دیکھو بالخصوص اُس کا خط کائی لیس کے نام Fam دوم ۱۶۔

باب ۵ موقع نہیں ملا تھا اس وجہ سے اُس کا دم گھٹ رہا تھا۔ اب اُس نے پھبتیاں[51] کہنی شروع کیں جن سے لوگوں کی تفریح طبع کا تو سامان پیدا ہو گیا تھا مگر دل صاف نہ ہوئے۔ ان میں سے دو قابل ذکر ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ آپ اتنی دیر میں کیوں آئے

۲۹۷ اُس نے جواب دیا میں نے دیر تو نہیں کی بلکہ جلد آیا کیونکہ ابھی تو یہاں کوئی تیاری نہیں اور جب پامپی نے پوچھا آپ کا داماد ڈولابیلا (جو قیصری تھا) کہاں ہے اُس نے جواب دیا، آپ کے خسر کے ساتھ۔ مستقر فوج میں اطمینان مطلق نہ تھا اور روپے کے متعلق بھی سخت پریشانی تھی کیونکہ جس قدر امدادی افواج آتی جاتی تھیں۔ روپے کی ضرورت بڑھتی جاتی تھی اور اُس کے وصول کی بھی صورت مشرقی صوبجات اور متوسل بادشاہوں سے جبراً رقوم حاصل کی جائیں پامپی کے صوبہ داروں کی ہدایات کے بموجب استحصال بالجبر کا سلسلہ جاری تھا اور چونکہ یہ نقد رقوم ایسے وقت میں طلب کی جا رہی تھیں جبکہ بدامنی کی وجہ سے شرح سود بڑھ گئی تھی۔ اس لیے بے شمار بستیاں قرضے سے زیر بار ہو گئیں صوبجات شام و ایشیا کے وصول کنندگان محاصل کو حکم دیا گیا کہ سنہ رواں کی جمع مع جملہ بقایا ادا کر دیں اور سال آیندہ کی آمدنی کا تخمینہ کر کے پیشگی بطور قرض داخل کر دیں۔ صوبجات کے بدنصیب باشندوں کو خوب معلوم تھا کہ یہ بھلے مانس رقوم مذکورہ کا وصول کس طور پر کریں گے۔ مندروں کے خزانے بھی اس دار و گیر سے نہ بچ سکے اور متفرق رقوم بھی خزانۂ جنگ میں شامل کر لی گئیں مثلاً وہ بچت جو سسرو نے ایفیسس میں جمع کر دی تھی[52]

(۱۲۲۳) سنہ ۴۹-۴۸ کے موسم سرما میں پامپی نے اپنی فوجوں کی چھاؤنیاں مختلف مقامات میں مقرر کیں اور خود کچھ روز تک مقدونیہ میں مقیم رہا جہاں اس کا مستقر تھیسالونیکا میں تھا۔ اس کی جماعت کا یہ خیال تھا کہ اگر قیصر ہسپانیہ سے آ بھی جائے تو وہ آیندہ موسم بہار تک ایڈریاٹک کو عبور

قیصر کا ورود اور اُسکے نتائج

---

[51] میکروبیس (Sat) دوم ۴، ۷-۸ پلوٹارک سسرو ۳۸۔
[52] قیصر سوم ۳، ۳۱-۳۳-ٹائریل اور پرسر سسرو کی مراسلت دیباچہ صفحہ ۴۲۔

کرنے کی کوشش نہ کرے گا پامپی کا زبردست بیڑا جو کم و بیش یکساں حصوں (اسکاڈرن) باب ۵
میں منقسم تھا ساحل کی نگرانی کر رہا تھا۔ یہ بیڑا بیبولس کے ماتحت تھا اور اسمیں
متعدد افسر تھے مثل پامپی کے بیٹوں کا بھی دار مدار زیادہ تر اس امید پر تھا کہ موسم سرما میں
جہازرانی میں جو خطرات ہوتے ہیں قیصر اُن سے ڈر جائیگا اور یہ بھی ممکن ہے
کہ اگر برنڈی سیم سے روانگی کے وقت ہوا موافق رہے تو جب تک کہ ہوا کا وہی
رخ رہے ڈائرایم کے قریب کے ساحل پر ہوا تند نہ رہے گی۔ مگر تاہم پامپی
کی قوت نہایت مستحکم تھی اور اس کے لیے قیصر کو اپیائرس یا الیریا کے ساحل
پر مع فوج اُترنے سے روک دینا بالکل ممکن تھا کیونکہ جب تک کہ اس کو سمندر
کو عبور کرنے میں کامیابی نہ ہو وہ اپنے دشمن سے دست بگریباں نہ ہو سکتا
تھا۔ لیکن اگر ایک دفعہ اُسے اس ساحل پر اترنے کا موقع مل گیا تو پھر باربرداری
کے جہاز بہ آسانی آ سکتے تھے۔ برخلاف اس کے اگر سمندر کے عبور کرنے میں ناکامی
ہوئی تو اس غیر معمولی تعویق سے اُس کے سپاہی بددل ہو جاتے اور اطالیہ میں بھی
تشویش بڑھ جاتی جس کے آثار اطالیہ کے بعض اضلاع میں نمایاں ہو رہے تھے۔
مگر حسب معمول اُس نے اپنے سہل بالکار مخالفین کو حملہ دے دیا یعنی ۴ جنوری ۴۸ ق م
کو برنڈی سیم سے روانہ ہوا اور دوسرے روز مع فوج اپیائرس کے ساحل پر
اُتر گیا۔ اُس کی فوج میں سات لیجن تھے جن کی تعداد مکمل نہ تھی اور چند سوار تھے
اُس نے اپنی باربرداری کے جہازوں کو باقی ماندہ سپاہیوں کو لانے کے لیے
روانہ کیا مگر بیبولس نے جو اب خواب غفلت سے چونک اُٹھا تھا اُن کا تعاقب
کرکے ۳۰ جہازوں کو گرفتار کیا اور ان سب کو ملاحوں سمیت جلا کر اپنا دل ٹھنڈا کیا اس
موقع پر یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ موسم سرما اب شروع ہو رہا تھا۔ روما کی تقویم
بالکل ابتر حالت میں تھی کیونکہ حال میں پجاریوں نے لوند کے مہینے شریک نہیں
کیے تھے جس کی وجہ سے سرکاری سال شمسی سال سے دو مہینے پیچھے تھا اور

[1] دیکھو ٹائوبل اور پریزر جہارم دیباچہ صفحات ۴۰ - ۴۴۔ جس میں کیمپینیا اور دیگر مقامات کی
بےچینی کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب ۵ اس لیے ۴ جنوری سے در اصل مراد ۵ نومبر سے ہے بحیرۂ ایڈریاٹک میں دشمنوں کی حرکات سکنات دریافت کرنے کے لیے گشت لگانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ قیصر کے ساحل پر اُتر جانے کے علاوہ پامپی کے شرکا کو سالونے پر سخت ہزیمت ہوئی تھی جو ڈالماشیا کے ساحل پر واقع ہے۔ بیبولس سرگرم ضرور تھا مگر اُس کی فوج زبردست نہ تھی تاہم وہ اپنا پورا زور لگا رہا تھا۔ اپنے بحری مستقر سے جو کورکائرا میں تھا وہ شمال میں کوگر لیماتک اپنے اسکاڈرنوں کو گشت میں رکھتا تھا تاکہ قیصر کے پاس پھر کوئی فوج نہ پہنچ سکے۔ ساحل کے ان حدود پر خاص نگرانی کی ضرورت تھی جو راس اکروکیرانی اور شمال میں کیسس کے درمیان تھا اور صوبۂ مقدونیہ میں شامل تھا۔ قیصر کا قصد تھا کہ اس ساحل پر جہاں تک ہو سکے قبضہ ہو جائے تاکہ پامپی کے ہاتھ سے مفید مقامات نکل جائیں اور بیبولس کے لیے کوئی ایسی بندرگاہ باقی نہ رہ جائے جس میں وہ موسم سرما میں پناہ لے سکے۔ جہاز سے اترتے ہی وہ فوراً اراہی اوریکم ہوا جہاں کے باشندوں نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اب وہ کانسل تھا اور پامپی کا جو افسر اس مقام پر کمان افسر تھا نہ تو البرّی محافظ فوج کو نہ باشندگان شہر کو وہ روما کے حاکم اعلیٰ کی مخالفت پر آمادہ کر سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ اپولونیا کی طرف روانہ ہوا اور وہاں بھی اُس کی اُسی طور پر پذیرائی ہوئی۔ اندرون ملک کے شہروں نے بھی ان دونوں بندرگاہوں کی اس معاملے میں متابعت کی اور چند روز میں ایپائرس کا بڑا ضلع اُس کا تابع ہو گیا۔ اب اس کا اہم ترین مقصد یہ ہو گیا کہ ڈائرہکیم پر قبضہ کرے جو ایک بڑی بندرگاہ تھی اور جہاں پامپی کے فوجی ذخائر کا بڑا مخزن تھا۔

موسم سرما کی معرکہ آرائیاں (۴۲۲۱) پامپی اس وقت تھیسالونیکا سے مغربی ساحل کی طرف ایک فوج لیے ہوئے غالباً شاہراہ اگناشیا سے آ رہا تھا۔ قیصر کے ساحل پر اُترنے کی خبر اُسے اُس وقت ملی جب کہ وہ کنڈاوی کے کوہستان کو طے کر رہا تھا مگر اس مقام پر نہیں پہنچا تھا جہاں سے سڑک کی دو شاخیں ہوتی ہیں۔ اس خبر کا مخبر ایک افسر ایل ویبولیئس روفس تھا جسے قیصر نے کارفی نیم اور پھر

باب ۳ ہسپانیہ میں گرفتار کیا تھا اور پھر رہا کر دیا تھا۔ قیصر نے اُسے مصالحت کا پیام دے کر بھیجا تھا اور اُس[1] کے بیان کے بموجب اُس کی شرائط ایسی تھیں جو بہ آسانی قبول کی جا سکتی تھیں۔ مگر جب روفس کور کائرا میں پہنچا تو پیام لے کر بعجلت پامپی کے پاس تھیسالونیکا نہ گیا بلکہ بولس اور اُس کے رفقا سے اس پیام کا ذکر کیا جنھوں نے اُس کی ہمت افزائی نہ کی کیونکہ یہ لوگ بے خوف نہ تھے اور خوب سمجھتے تھے کہ اگر قیصر سے مصالحت ہو گئی تو علاوہ جنگی فتوحات کے اخلاقی فتح کا بھی سہرا اُسی کے سر رہے گا۔ روفس کور کائرا ہی میں تھا کہ قیصر وارد ہو گیا جس کی وجہ سے صورت حال بدل گئی۔ اب روفس نے عجلت کی اور اس خبر کو لیکر اُفتاں و خیزاں پامپی کے پاس پہنچا مگر قیصر کے پیام کا کچھ تذکرہ نہ کیا۔ پامپی کو قیصر کی جسارت پر سخت تعجب ہوا اور اُس نے اپنی رفتار کو تیز تر کر دیا تاکہ اپولونیا اور دوسرے بندرگاہوں کو بچائے مگر اُسے جلد معلوم ہو گیا کہ یہ اب ناممکن ہے۔ اس لیے اُس نے شمال کا رخ کیا اور دن رات کوچ کر کے ڈیراکیم بروقت پر پہنچا ورنہ وہاں بھی قیصر کا قبضہ ہو گیا تھا۔ لیکن اُس کی اس سراسیمگی سے اُس کے سپاہی بھی متاثر ہو گئے یعنی اُس کے مقامی سپاہی منتشر ہو کر اپنے گھروں کو چلے گئے اور لیجیونوں کے سپاہی بھی اس قدر گھبرا اُٹھے کہ لابی نس نے مناسب خیال کیا کہ فوج کے روبرو اپنے فوجی حلف کی تجدید کرے اور دوسرے افسروں اور سپاہیوں کو بھی دوبارہ حلف لینے پر آمادہ کرے۔ دونوں فوجیں اب ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن تھیں اور آپ سس ندی ان کے درمیان تھی۔ حملہ کرنے کے لیے قیصر کو صرف اپنی باقی سپاہ کے آنے کا انتظار تھا مگر اس وقت ان کے صحیح و سلامت آنے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی اس لیے اُس نے کیوفونی اس کالی نس کے پاس جو برنڈی سیم کا اس کی طرف سے سپہ سالار تھا حکم بھیجا کہ ابھی عبور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ یہ پیام عین وقت پر پہنچ گیا ورنہ اس کوشش میں تمام جہاز تباہ ہو جاتے اور قیصر خود بھی برباد ہو جاتا۔ موسم سرما میں

[1] قیصر سوم ۱۰۔

باتیث

اب وہ دشمن کے قریب ہی خیمہ زن تھا. مگر رسد کے متعلق اُسے سخت دشواریاں تھیں کیونکہ اس ملک میں غلہ کمیاب تھا اور سمندر پار سے رسد نہ آسکتی تھی۔ لیکن موسم سرما میں ناکہ بندی قائم رکھنے میں پامپی کے بیڑے کو بھی سخت مصیبت کا سامنا تھا کیونکہ خشکی سے اُس کے تعلقات منقطع ہو چکے تھے یہاں تک کہ پانی بھی کورکائرا سے لانا پڑتا تھا جس میں اکثر دقت ہوتی تھی۔ اپنی تکالیف سے تنگ آکر انھوں نے مصالحت کی سلسلہ جنبانی کرنی چاہی۔ قیصر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے یہ سمجھا کہ اب روفس کے پیام کا کچھ نتیجہ نکلنے والا ہے۔ اس لیے وہ ایل اسکری بونیس لبُو سے ملا جو بُبولس کی طرف سے آیا تھا مگر اسے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ صلح پر آمادہ نہیں ہیں بلکہ وہ اس چال میں تھے کہ عارضی صلح کرکے خشکی پر پہنچ جائیں۔ اس لیے اس گفت وشنید کا کوئی نتیجہ نہ ہوا اور موسم سرما میں جہازوں میں سفر کرنے سے بُبولس نے جو بیمار تھا آخر کار اپنی جان گنوائی۔ لیکن بجائے اس کے کوئی امیرالبحر مقرر نہیں کیا گیا اور اسکواڈرنوں کے کمان افسر خود مختار ہو گئے۔ اسی زمانے میں روفس نے قیصر کے پیام کا پامپی اور اسکے مشیروں سے تذکرہ کیا مگر پامپی نے ایک نہ سنی کیونکہ اُسے خوب معلوم تھا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ فوجوں کے منتشر کرنے اور روما کو واپس ہونے سے اُس کی حیثیت ایک ایسے شخص کی ہو جائے گی جو قیصر کو اپنا مربی بناکر بحال ہوا تھا۔ مگر قیصر مصالحت کی کوشش سے باز نہ آیا۔ ندی کے دونوں کنارے فوجیں پڑی ہوئی تھیں اسلیے دونوں فوجوں کے سپاہی ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگے اور اس گفتگو کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ قیصر کے ایک افسر نے چالاکی سے پامپی کے سپاہیوں سے یہ کہا کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ اس ہولناک جنگ کا خاتمہ ہو جائے تو انھیں شورش کرکے اپنے سپہ سالار کو مجبور کرنا چاہیے کہ وہ قیصر کی تجاویز کی طرف متوجہ ہو۔ پامپی نے بالآخر مجبور ہو کر لابی نس کو بھیجا کہ وہ صاف صاف کہدے کہ اب صلح ہونے کی کوئی صورت نہیں اور سپاہیوں کی یہ بے ضابطہ گفتگو جبراً بند کردی گئی۔ یہ قیصر کا بیان ہے۔

کالی لیس اور میلو کا خاتمہ

(۵۳۲) دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل موسم بہار کے انتظار میں

باب ۵ پڑی ہوئی تھیں۔ اطالیہ میں قیصر کے منتخب کیے ہوئے حکام کائل سروِلیئس اور حاکم شہری۔ ٹری بونیس اپنے حسنِ انتظام کا ثبوت دے رہے تھے۔ مگر پریٹر ایم کائی لیس[۵۱] کو جملہ امور کا بخوبی انصرام پانا سخت ناگوار تھا۔ یہ شخص سخت پریشاں حال تھا اس بے اُسے امید تھی کہ تمام قرضے ساقط کر دیے جائیں گے اور اس بوالہوسانہ طرزِ عمل سے جو ابتری پیدا ہو گئی اُس میں اُسے بے ضابطہ کارروائیوں کا موقع ملیگا اس کی حالت بعینہٖ ایک دیوانے کی تھی جو اپنے محافظ کے قابو سے نکل گیا ہو پہلی حرکت اُس نے یہ کی کہ مجمعِ عام میں اعلان کر دیا کہ میں ہر ایسے شخص کی امداد کرنے کو تیار ہوں جو حاکم شہر کے فیصلوں سے ناراض ہو۔ روما کے نظامِ سلطنت کے بموجب یہ اقتدار اُسے حاصل تھا کیونکہ قانوناً تقسیمِ فرائض کی وجہ سے پریٹرس کے عام اقتدارات زائل نہیں ہوئے تھے مگر مساوی اقتدارات[۵۲] (Parpolestas) کے مسئلے کے لفظی اعلان میں رواج مانع تھا اور تمام جماعتوں کو ٹری بونیس کی معدلت پر اس قدر اعتماد تھا کہ کائی لیس سے بے اعتبار شخص سے کوئی بھی امداد کا طالب نہ ہوا۔ اس کے بعد اُس نے قرضوں کی ادائی کو ملتوی کرنے اور سود کو سوخت کر دینے کے بارے میں ایک قانون کا مسودہ پیش کرنا چاہا مگر قرضداروں کو بھی اُس کی یہ تجویز پسند نہ آئی کیونکہ اس کی شرائط میں قیصر کے قانون سے زیادہ سہولت نہ تھی۔ اس کے وجود سے اب سخت زحمت ہونے لگی تھی اس لیے حکام نے سروِلیئس کی سرکردگی میں اُس کو دفع کرنے کی تدبیر شروع کی اس لیے اُس نے سابقہ تجویز سے قطع نظر کر کے دو انتہائی تجویزیں پیش کیں جن میں سے ایک کا منشا تھا کہ سالِ رواں میں رہنے کے مکانوں کا کرایہ معاف کر دیا جائے اور دوسری کا منشا تھا کہ تمام قرضے ساقط کر دیے جائیں۔ بالآخر کچھ لوگ اسکے ساتھ

[۵۱] کائی لیس کے حالات کے متعلق دیکھو اس کا خط بنام سسرو Fam ہشتم، ۱۷ قیصر سوم ۲۰-۲۲- وِلیئس دوم ۶۸- ڈائون ۴۲، ۲۲-۲۵-کون ٹی لین ششم ۴، ۲۵ دہم ۱، ۱۵-

[۵۲] دیکھو فقرہ ۲، ۷، مترجم

باب ۴۵

ہو گئے اور بدمعاشوں کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اس نے ٹری بونیس کو عدالت
سے بھاگ جانے پر مجبور کیا اس لیے سینیٹ نے کانسل کو اس امر پر مقتدر کر دیا
کہ اپنے اعلیٰ اختیارات کو عمل میں لا کر کائی لیس کو معاملات سلطنت میں دست اندازی
کرنے سے باز رکھے۔ سرویلیس نے بہت جلد اس کا قلع قمع کر دیا گو اُس نے کچھ
مقابلہ بھی کیا۔ اب وہ بالکل جان پر کھیل گیا تھا اس لیے اُس نے منچلے میلو کو
بلایا۔ میلو اُس کا پرانا دوست تھا اور غالباً حال ہی میں مسالیہ میں اس سے
ملاقات ہوئی تھی۔ قیصر نے اُسے واپس نہیں بلایا تھا مگر کائی لیس کے بلانے
سے وہ فوراً آ گیا اور دونوں جنوبی اطالیہ کی طرف روانہ ہو گئے اور غلاموں اور
دیگر اشخاص کو ورغلا کر قزاقی کرنی چاہی مگر دونوں جلد اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے کیونکہ
ان کے مجرمانہ مقاصد کے بار آور نہ ہونے کے لیے کافی پیش بندی ہو چکی تھی۔
اس طور پر عہد انقلاب کے دو ایسے اشخاص کا خاتمہ ہو گیا جنھیں اس زمانے کا
خاص نمونہ کہنا چاہیے اور قیصر کا اقتدار اطالیہ میں حسب سابق قائم رہا۔

انٹونی کا ورود۔

(۱۲۲۶) مہینے یکے بعد دیگرے گزرتے جاتے تھے اور انتظار قیصر کے حق میں
مضر تھا مگر مجبوری تھی کہ جتنی فوج موجود تھی اُس کو لے کر حملہ نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ
پامپی کی فوج اس وقت اُس کی فوج سے بہت زیادہ تھی اور سیپیو ایک دوسری
فوج لے کر اُن کی امداد کے لئے مشرق سے آ رہا تھا۔ برخلاف اس کے قیصر کے
جو لیجن برنڈی سیم میں تھے یا تو وہ آنے سے مجبور تھے یا نہیں آئے اور سرمائی
طوفانوں کا دفع ہونا پامپی کے جہازوں کے لیے زیادہ مفید تھا کیونکہ وہ ڈنڈیوں
سے کھیئے جاتے تھے اور قیصر کے جہاز جو تجارتی تھے اُن کا مدار بادبانوں پر تھا
جو کہ صرف ہوا سے چلتے تھے۔ لبو کو ایک وقت یہ خیال آیا کہ الیریا کے ساحل
پر منتظر رہنے سے زیادہ مناسب ہوگا کہ قیصر کے بیڑے کو برنڈی سیم میں محصور
کر دے اس لیے اُس نے ایک جزیرے پر قبضہ کر لیا جو بندرگاہ کے شمال میں
تھا اور اس طرح بیڑے کو گھیر لیا مگر انٹونی نے جو اب کمان میں فوفیس کا شریک
تھا لبو کو وہاں سے ہٹنے پر مجبور کیا اور بندرگاہ کھل گئی مگر باوجود اس کے انٹونی
نہ آ سکا اور قیصر کی حالت خطرناک ہوتی جاتی تھی اس لیے اُس نے حکم دیا کہ بھیجی

ہوا موافق ہو سمندر کو عبور کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اپنے لیجنوں باب ٹ
کو لانے کے لیے خود اُس نے ایک کھلی ہوئی کشتی میں سمندر کو عبور کرنے کی
کوشش کی مگر باد مخالف نے اُسے واپسی پر مجبور کیا۔ بالآخر اپریل کے اوائل میں
انطونی چار لیجنوں (جن میں سے تین جنگ آزما سپاہیوں کے تھے) اور ۸۰۰ سواروں
کو لے کر روانہ ہوا مگر جہازوں کے نہ ہونے کی وجہ سے دو لیجنوں کو پیچھے چھوڑ دینا
پڑا۔ اس فوج کا صحیح وسلامت پہنچنا محض اتفاقات پر مبنی تھا مگر قیصر کا ستارۂ اقبال
عروج پر تھا۔ الیریا کے ساحل پر پہنچ کر ہوا یکایک بند ہوگئی اور قریب تھا کہ پامپی
کے بیڑے کے پنجے میں یہ سپاہ آجائے مگر پھر ہوا یکایک چلنے لگی اور یہ بیڑا
نائم فے ایم کے بندرگاہ میں جا کر لنگر انداز ہوا جو ڈائراکیم کے شمال میں ہے
رنگروٹوں کا صرف ایک جہاز پامپی کے آدمیوں کے پنجے میں پھنس گیا جنھوں نے
اُن کی جاں بخشی کا وعدہ کر کے انھیں تہ تیغ کر دیا۔ قیصر نے لکھا ہے کہ روڈز
کے جہازوں کا ایک اسکاڈرن جو اُس کی باربرداری کے جہازوں کا تعاقب کر رہا
تھا طوفان میں پھنس کر ایک ایسے ساحل پر غرقاب ہوگیا جس پر اُس کی سپاہ کا قبضہ
تھا۔ اس کے سپاہیوں نے باقی ماندہ اشخاص کو بچا لیا اور اُس نے انھیں اپنے اپنے
گھروں کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ انطونی نے اپنے بیشتر جہازوں
کو باقی ماندہ سپاہیوں کو لانے کے لیے واپس کر دیا مگر یہ تیسرا پھیرا کبھی نہ ہوا صورت حال
اب حسب ذیل تھی۔ پامپی ایک سال سے زیادہ سے ایڈریاٹک کے مشرق
میں تھا مگر اس سے کوئی کار نمایاں نہیں ہوا تھا اور اب وہ انطونی اور قیصر
کے درمیان گھر گیا تھا جن میں سے انطونی شمال میں تھا اور قیصر جنوب میں
اب اُس کا فرض یہ تھا کہ دونوں کو ایک دوسرے سے ملنے نہ دے۔ مگر قیصر کے

ل بیان کیا جاتا ہے کہ یہ وہی مشہور موقع ہے جبکہ اُس نے ملاح کی ہمت بڑھانے کے لیے کہا تھا کہ "قیصر آج تمھاری کشتی میں ہے"۔ یہ قصہ جیسے والیریس میکسی مس، سوئی ٹونیس، فلورس، پلوٹارک، ایپین، ڈائون اور لیوکن نے بیان کیا ہے زیادہ تر صحیح ہے گو قیصری راویوں نے اس میں رنگ آمیزی کی ہے۔ قیصر نے حسب عادت اس کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔

باب ۵

آنے سے قبل انٹونی کا کام تمام کردے۔ چونکہ وہ اندرون ملک میں بہ آسانی نقل و حرکت کرسکتا تھا اس لیے اس تدبیر کو عمل میں لانے کا خاصہ موقع تھا اور وہ کچھ کر بھی گزرا۔ مگر انٹونی کو ہمدرد دسیوں نے متنبہ کردیا تھا اور وہ اپنی خیمہ گاہ میں مقیم رہا اور دوسرے روز قیصر اس سے آملا۔ پامپی کو ڈائراکیم کے قریب ایک مقام کی طرف پسپا ہونا پڑا اور اس طرح اس جنگ میں پہلی کامیابی قیصر ہی کو ہوئی۔

ڈائراکیم کے مورچے

(۱۲۲۷) قیصر کے زیر کمان اب تین لیجن اور قریب ۴۰۰ اسوار تھے۔ اُسے وقت زیادہ تر رسد کی تھی اس لیے اُس نے اپنی فوج سے تین دستوں کو علیحدہ کرکے ایک کو ایٹولیا روانہ کیا جہاں سے فوج کے بھیجنے کی درخواست آئی تھی، دوسرے کو تھسلی میں اپنے شرکا کو تقویت پہنچانے کے لیے روانہ کیا اور تیسرا جو پہلے اور دوسرے سے بڑا تھا مقدونیہ کو روانہ کیا گیا جہاں اسے مقامی امداد کی بھی امید تھی تاکہ سیپیو پامپی کی فوج سے ملنے نہ پائے۔ پہلے اور دوسرے دستوں کے کمان افسروں کو یہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ غلے کے فراہم کرنے کا خاص خیال رکھیں۔ ان دستوں کی کارروائیوں کے متعلق صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ انھوں نے سیپیو کو مشغول رکھا اور اُسے ڈائراکیم پہنچ کر پامپی سے مل جانے کا موقع نہ دیا۔ آیندہ تین چار مہینوں میں اصل موقع جنگ میں جو واقعات ہوئے فوجی تاریخ میں نہایت عجیب و غریب ہیں پامپی کے بیڑے نے اوریلم اور لیسس کی بندرگاہوں پر حملہ کردیا۔ ان دونوں مقامات پر قیصر کے جہاز تھے مگر ان کی حفاظت کا بخوبی انتظام نہ کیا گیا تھا اس لیے پامپی کے بیڑے نے ان پر یا تو قبضہ کرلیا یا اُنھیں جلا دیا جس کی وجہ سے اطالیہ سے قیصر کے تعلقات بہ نسبت سابق اور بھی منقطع ہوگئے۔ اب اس نے پامپی پر دھاوا کیا مگر وہ مقابلے پر نہ آیا اس لیے وہ ایک دوسری چال چلا یعنی پامپی کی فوج اور ڈائراکیم کے درمیان میں حائل ہوجائے مگر شہر مذکور پر اُس کا قبضہ نہ ہوسکا۔ اسکے بعد شہر کے بعض باشندوں کی سازش سے رات کو حملہ کیا مگر اس میں بھی سخت ناکامی ہوئی۔ پامپی اب اس شہر کے جنوب مشرق میں خیمہ زن ہوا جہاں سے سمندر کی راہ سے شہر تک آمدورفت ممکن تھی اور رسد پہنچ سکتی تھی مگر اس کا مخالف سخت

مضیق میں تھا اور باوجود سخت جاں فشانی کے اپنے سپاہیوں کے لیے رسد فراہم نہ کر سکتا تھا۔ اب قیصر کو ایک عجیب و غریب تدبیر سوجھی یعنی اُس نے قصد کیا کہ اپنی بھوکوں مرنے والی فوج سے پامپی کی شکم سیر فوج کو محصور کرے۔ اس مقصد سے اُس نے خشکی کی طرف پامپی کی چھاؤنی کے گرد اگرد مورچے بنانے شروع کیے اور فصیل بنا کر انھیں ایک دوسرے سے ملا دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر اس تعمیر کو وہ پامپی کی چھاؤنی کے آخری سرے پر سمندر تک پہنچا دے تو وہ ساحل کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے میں محصور ہو جائے گا اور پھر اُس کی رسد کی گاڑیوں کو پکڑنے کے لیے اپنی فوج کے دستے نہ بھیج سکے گا بلکہ خود اُس کے (پامپی کے) گھوڑوں کے لیے چارہ ملنا محال ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں لوگوں کو یہ بھی خیال ہو جائیگا کہ پامپی لڑنے سے گریز کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سطوت و جبروت زائل ہو جائے گا اور اسی سطوت کی وجہ سے مشرق کے ذخائر اُس وقت اُس کے دست قدرت میں تھے۔ چونکہ پامپی مقابلے پر آ کر اس تعمیر کو روک نہ سکتا تھا اس لیے سوائے اس کے کوئی چارہ اسے نہ تھا کہ اپنے مورچوں کو اس قدر وسعت دے کہ اُن کے گرد فصیل بنانا قیصر کے لیے مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے کیونکہ اُس کی فوج کی تعداد کم تھی۔ اگر صحیح ہے کہ قیصر نے اپنے خط حصار کو چودہ میل (انگریزی) طویل کر دیا تو بائیس ہزار آدمیوں کی فوج کے لیے یہ ایک معرکۃ الآرا کام تھا۔ قیصر نے خود بھی اُن کے صبر و تحمّل کی بہت تعریف کی ہے اور اُن کے اس قصد مصمم کی کہ پامپی کی فوج پر اپنی گرفت کو کمزور نہ کریں۔ مگر یہ کام دراصل جان پر کھیل جانا تھا کیونکہ درجۂ دوم کی بھی کسی فوج کو مدت مدید کے لیے کسی ایسے سپہ سالار کی کمان میں جس کے عروج کا زمانہ گزر چکا تھا کوئی اس سے چھوٹی فوج محصور نہ رکھ سکتی تھی اور یہ قیصر ہی کا گردہ تھا کہ اُس نے اپنے بھوکے سپاہیوں سے ان طویل مورچے کو بنوا کر اُن کی جان جوکھوں میں ڈالی۔ اُسکی فوج جڑی بوٹیوں اور گوشت پر گزر کر رہی تھی اور غلّہ جس پر روما کی سپاہ کی اوقات بسر ہوتی تھی بالکل نایاب تھا مگر اب سال ختم ہونے کو تھا اور آیندہ موسم کی فصلوں سے کچھ امید بندھتی تھی۔ پانی البتّہ بمقابلۂ اپنے دشمنوں کے انھیں بہ آسانی ملتا تھا

باب ۳

باب ۵

کیونکہ قیصر نے ان ندیوں اور نالوں کے بہاؤ کو پھیر دیا تھا جو پامپی کے لشکر کی طرف بہتے تھے یا اُنھیں گدلا کر دیا تھا۔ کنوئیں کھود کر وہ کچھ اپنا کام نکالتے تھے مگر یہ پانی مضرِ صحت تھا اور اکثر کنوئیں سوکھ جاتے تھے۔ اس لیے گو ان کی فوج کو غذا کی کوئی کمی نہ تھی مگر ان کی صحت قابل اطمینان نہ تھی اور چارے کی کمی کی وجہ سے ان کے بار برداری کے جانور مر رہے تھے۔ رسالے کے گھوڑوں کی بھی حالت خراب تھی اور مردہ جانوروں کی لاشوں سے تعفّن پھیل رہا تھا۔

گرما کارزار

(۱۲۲۸) پامپی کی فوج نے وقتاً فوقتاً قیصر کے مورچوں کی توسیع کو روکنے یا اُن کو توڑنے کی کوشش کی اور داد شجاعت دی مگر ان لڑائیوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان لڑائیوں میں سے ایک کے بعد کسی ایک سنتوری کی ڈھال میں ۱۲۰ سوراخ پائے گئے اور قیصر کے ایک مورچے میں تیس ہزار تیر چُنے گئے۔ بحالت مجموعی اواریکم، الیسیا اور اِلرڈا کے جانباز سپاہی اپنے مقام پر جمے رہے گو اُن کے مخالفین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ناکہ بندی کا اخلاقی اثر کئی صورتوں میں ظاہر ہو رہا تھا۔ ایک قیصری افسر نے جس کی کمان میں ایک چھوٹی سی سپاہ تھی کسی دقت کے بغیر تھیبس اور وسطی یونان کے چند دوسرے شہروں کو قیصر کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ کیا گو اس سے بالفعل چنداں فائدہ نظر نہ آتا ہو۔ قیصر نے سیپیو سے گفت و شنید کرنے کی بھی کوشش کی جو اُس وقت مقدونیہ میں تھا۔ معلوم نہیں کہ اس چال میں اُس کی حقیقی مصلحت کیا تھی۔ اُس کا بیان ہے کہ اُس کے قاصد کا پہلے تو خیر مقدم ہوا مگر فاؤنیئس (کیٹو کا دوست) نے سیپیو کو بہکا دیا اور اُس نے قاصد کو بے نیل مرام واپس کیا۔ پامپی کو بھی اُس نے لڑنے پر مجبور کرنا چاہا مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ پامپی حد درجے کا محتاط تھا اور مثل اپنے اِلرڈا کے نائبوں کے ہزیمت اٹھانے سے ڈرتا تھا۔ اس وقت اُسے خاص فکر اس امر کی تھی کہ اس کے سوار اچھی حالت میں رہیں اور گھوڑوں کے لیے چرنے کی بھی اُسے جگہ مل گئی تھی۔ مگر قیصر نے اس کا پتا لگا کر راستہ بند کر دیا اور پامپی کے گھوڑوں کی حالت

باب ۵

ایسی خراب ہوئی کہ اب کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا کیونکہ میدان جنگ میں وہ بغیر سواروں کے نہ آسکتا تھا خصوصاً اس لیے کہ اُس کے دشمن کی سپاہ نہایت چست و چالاک تھی اور اُس کے لیجنوں کو کسی جنگ میں دشمن کو نیچا دکھانے کا تجربہ نہیں ہوا تھا۔ اس نازک موقع پر اُسے امداد غیر مترقبہ پہنچ گئی۔ قیصر کے رسالے میں دو عالی خاندان گالی افسر تھے جو عرصۂ دراز سے اُس کی ماتحتی میں تھے اور جنھیں اپنی خدمات کا بہت کچھ صلہ مل چکا تھا۔ ان دونوں افسروں پر اپنے سپاہیوں کی تنخواہ میں خورد برد کرنے اور تعداد سے زیادہ سپاہیوں کی تنخواہ اُٹھانے کا الزام لگایا گیا۔ قیصر نے بظاہر انھیں کوئی سزا نہ دی مگر خلوت میں کچھ سرزنش کی جو اُن ذکی الحس کیلٹیوں کو ناگوار ہوا۔ اس لیے چند اور گالیوں کو اپنے ساتھ لے کر وہ قیصر کی فوج سے علٰحدہ ہو گئے جو بالکل ایک نئی بات تھی۔ پامپی کی فوج میں ان کی خوب آؤبھگت ہوئی اور انھیں تغلّب کرنے والوں سے پامپی کو معلوم ہوا کہ قیصر کی چھاؤنی کے بائیں جانب جہاں اُس کے محاصرے کا جنوبی کونا سمندر سے آکر ملتا تھا تعمیر ابھی تکمل نہیں ہوئی تھی اور اگر زور کے ساتھ دھاوا کیا جائے تو کامیابی ہو سکتی ہے۔ اُس نے اپنی تدابیر کو نہایت ہوشیاری سے تکمیل کیا اور صبح ہوتے ہی یکایک دھاوا کر کے غیر مکمل تعمیر سے گزر کر خط محاصرہ کے اُس پار ایک مقام پر قابض ہو گیا۔ دن چڑھتے پر قیصر کچھ اور سپاہی لے آیا اور اس مقام پر قبضہ کرنا چاہا جو اُس کے قبضے سے نکل گیا تھا۔ مگر پامپی کی سپاہ کی ہمت صبح کی فتح سے بہت بڑھ گئی تھی اور قیصر کو اپنی ناکامی کی تلافی کی کوشش میں بجائے کامیابی کے سخت ہزیمت ہوئی۔ اُس کے بعض سپاہی اس ہلچل میں راہ بھول گئے اور جب بھاگڑ مچ گئی تو اپنے ساتھیوں کو بے ترتیبی کے ساتھ بھاگتے ہوئے دیکھ کر وہ نبرد آزما سپاہی بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ جنھوں نے گال میں داد شجاعت دی تھی۔ پامپی نے آگر اُن کی ہزیمت کی تکمیل کر دی مگر اس کامیابی کے بعد اُس نے عام حملہ نہیں کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُسے خوف تھا کہ دشمن اُس کی فوج کو کمین گاہ میں پھانسنا چاہتا ہے۔ قیصر نے اپنے سپاہیوں کو بڑی مشکل سے جمع کیا۔ اُس کا قول ہے کہ اگر پامپی اپنے

باب ۶ محاصرے کے مورچوں کا ٹوٹ جانا

فن میں طاق ہوتا تو اُس نے اسی مقام پر جنگ کا خاتمہ کر دیا ہوتا ۔

(۱۲۲۹) محاصرے کے اُٹھ جانے میں تو اب کوئی شبہ نہ تھا کیونکہ جو مورچے محاصرے کی مہینوں کی سخت محنت سے بنائے گئے تھے اُن کے قائم رکھنے میں اوّل تو کوئی نفع نہ تھا اور جان کا خطرہ بھی تھا۔ اس لیے یہ محنت گویا اب بالکل ضائع ہو چکی تھی قیصر کے ایک ہزار قابل قدر سپاہی ضائع ہو چکے تھے اور وہ خود بھی بظاہر ایک ہزیمت خوردہ سپہ سالار تھا جس کی نکبت و بربادی میں اب زیادہ دیر نہ تھی۔ یہی خیال تمام پامپی کی فوج کی تباہی کا باعث ہوا کیونکہ پامپی کے نوجوان سپاہی اپنے آپ کو سورما خیال کرنے لگے اور طبقۂ امرا کے افراد کا تفاخر جو اُس کے مستقر پر مقیم تھے اس قدر بڑھ گیا کہ بالآخر اُن کے حق میں مہلک ثابت ہوا۔ پامپی کی احتیاط اب وہ پسند نہ کرتے تھے، جنگ سے گریز کرنے کو وہ حیلۂ حربی پر محمول کرتے تھے بلکہ خیال کرتے تھے کہ پامپی سپہ سالاری سے دست کش ہونا نہ چاہتا تھا اس لیے جنگ کو جلد ختم کرنے کی فکر نہ کرتا تھا۔ آخری فتح کا اُس جماعت کے ہر فرد کو یقین کامل تھا اور نمک حرام لابی نیس کا یہ بھی خیال تھا جس نے اپنے نئے رفیقوں کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دینے کے لیے اپنے چند پرانے رفیقوں کو قتل کر دیا جو اسیر ہو گئے تھے ۔ مگر قیصر کے لشکر میں حالت کچھ اور تھی۔ اُس نے خود اپنے سپاہیوں کے غیظ و غضب کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے اُنھیں اپنے فرائض کا زیادہ احساس ہو گیا اور اپنی ذلت کو مٹا دینے پر پورے طور پر تیار ہو گئے زمانۂ مابعد کے مصنّفین نے لکھا ہے کہ اُنھوں نے قیصر سے التجا کی کہ فوجی قوانین کے لحاظ سے اُنھیں سزا بھی دی جائے ۔ مگر قیصر اس وقت لڑنے پر آمادہ نہیں تھا۔ اُس نے کچھ سرزنش ضرور کی مگر نرمی کے ساتھ کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اُس کے سپاہیوں کی سراسیگی رفع ہو جائے اور اُنھیں اطمینان قلب حاصل ہو جائے اس لیے جب کہ پامپی کی فوج خوشیاں منا رہی تھی اور اس کی جماعت کے لوگ اپنی کامیابی کی اطلاع بیرونجات کو بھیج رہے تھے، قیصر نے اپنی تدابیر کو مکمل کر کے اطمینان کے ساتھ رجعت اختیار کی ۔ دشمن نے اُنکا تعاقب کرنا چاہا

مگر کامیاب نہ ہونے کے سبب سے باز آیا۔ اب یہ طے کرنا اشد ضروری تھا باب ۵
کہ اب کونسا حیلۂ حربی اختیار کیا جائے مگر اس کے طے کرنے میں پامپی کو فوجی دشواریوں
کے علاوہ سیاسی امور کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا تھا۔ اُس کے طرفداروں میں یہ خیال
پیدا ہو رہا تھا کہ اطالیہ واپس ہو کر مرکزی حکومت پر قابو حاصل کر لینا چاہیے
جس میں قیصر اُن کا مانع نہ ہو سکتا تھا اور جس کی وجہ سے دنیا کی نگاہوں میں
اُن کا وقار قائم ہو سکتا تھا۔ اور ممکن ہے کہ اطالیہ پر قبضہ ہو جانے سے گال اور
ہسپانیہ پر بھی دوبارہ قبضہ ہو جاتا۔ مگر اس کے معنی یہ ہوتے کہ پامپی سپیو کو اپنی
قسمت پر چھوڑ دے اور پامپی کو خوب معلوم تھا کہ اگر اُس نے سپیو کو بے یار و
مددگار چھوڑ دیا اور قیصر نے اُسے مغلوب کر لیا تو روما کے امرا کی نگاہوں
میں اُس کی عزت خاک میں مل جائے گی۔ قیصر کو بھی اپنے نائب
نے الیکس ڈومی ٹیس کیالوی نس کی سلامتی کا خیال تھا جو سپیو کو روکے ہوئے
تھا مگر پامپی پر اس کو یہ ترجیح تھی کہ وہ پہلے ہی سے اطالیہ پر قابض تھا اور
امرا کی نکتہ چینیوں کی اُسے پروا نہ تھی۔ اس لیے اُس نے قصد کیا کہ اپولونیا
ایسَس اور اوریکم میں محافظ افواج کے چھوٹے چھوٹے دستے چھوڑ کر اندرونِ ملک
کی طرف روانہ ہو اور کیالوی نس سے جا ملے۔ اس کا خیال تھا کہ سپیو پر
حملہ آور ہونے سے پامپی کو بھی ساحل سے کوچ کر کے ایسے مقام پر آنا ہو گا جہاں
رسد کی کمی نہ تھی اور بحالت مساوات جنگ ہو سکے گی۔ اُس نے یہ بھی بیان
کیا ہے کہ اگر پامپی اطالیہ روانہ بھی ہو جاتا تو میرا مقصد تھا کہ الیریکم کی راہ سے
کیالوی نس کو اپنے ساتھ لے کر اور سپیو کا خاتمہ کر کے اس کے مقابلے
کے لیے اطالیہ پہنچ جاؤں۔ مگر اس خطرناک طرزِ عمل کو اختیار کرنے کی ضرورت
نہ پڑی کیونکہ پامپی نے سپیو سے جا ملنے کا ارادہ کر لیا اور اس طرح دونوں
فوجیں اندرون ملک میں اپنی امدادی افواج سے ملنے کے لیے روانہ ہوئیں اور
دونوں سخت عجلت میں تھیں۔ لیکن پامپی کو قیصر پر یہ ترجیح حاصل تھی کہ وہ
اگناشیا کی سڑک سے جا سکتا تھا اور قیصر جسے اپولونیا کا چکر کاٹنا تھا مجبوراً
دشوار گزار راہوں سے ہوتا ہوا پنڈس کے سلسلۂ کوہ کو طے کر کے

باب ۵ اندرونی جنگ کی طرف روانگی۔ پامپی کی رائے کے خلاف جنگ کا ہونا۔

تھسلی کی طرف روانہ ہوا۔
(۳۰) ۱۲ کیا لوی نس دشمن کے پنجے میں پھنسنے سے بال بال بچ گیا کیونکہ تدابیر کی اس فوری تبدیل کا اُسے مطلق علم نہ تھا اور اگنا شیا کی سڑک پر وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا تھا جو پامپی کے عین راستے میں تھا۔ مگر اُس کے ہراولوں نے پامپی کے سپاہیوں کو دیکھ لیا اور چند گالیوں سے اُنھیں حالات معلوم ہو گئے۔ اس لیے کیا لوی نس فوراً جنوب کی طرف روانہ ہو گیا اور قیصر سے وہ جا ملا جو تھسلی کے مغربی گوشے میں تھا۔ جن لوگوں کے ملک میں سے قیصر گزر رہا تھا اُن کا طرز اُس کی شکست کی مبالغہ آمیز خبروں کی اشاعت کی وجہ سے بالکل بدل گیا تھا جس کی وجہ سے کوچ کرنے میں سخت دقت پیش آئی مگر کسی صورت سے اُس نے پہاڑوں کو طے کیا اور تھسلی کے سرحدی شہر گومفی میں پہنچا۔ یہاں ان افواہ کا یہ اثر ہوا کہ یہاں کے لوگوں نے اُسے اپنے شہر میں داخل ہونے نہ دیا گو چند روز قبل وہ اسکی خوشامد کرتے تھے۔ اس لیے اُن لوگوں کے ساتھ ایسے سلوک کی ضرورت تھی جو دوسرے شہروں کے لیے باعث عبرت ہو۔ اس لیے اُس نے فصیل پر دھاوا کر کے شہر پر قبضہ کر لیا اور لوٹ مار کے لیے اپنے سپاہیوں کے سپرد کر دیا جنھوں نے سخت ظلم اور وحشیانہ حرکتیں[۱] کیں مگر یہ تنبیہ کافی ہوئی کیونکہ تھسلی کے دوسرے شہروں نے اطاعت قبول کر لی اور سوائے لاریسیا کے اُن کے ساتھ نرمی کا سلوک ہوا۔ لاریسیا پر سیپیو قبضہ کر کے پامپی کے ورود کا منتظر تھا۔ یہ اوائل اگست کا زمانہ تھا اور اُس کے خستہ حال نبرد آزما سپاہیوں کو تھسلی کے غلے اور شراب سے شکم سیر ہونے کا موقع مل گیا مگر وہ انھیں ہمیشہ کوچ پر رکھتا تھا تاکہ اُن کے دم خم پھر درست ہو جائیں۔ پامپی نے بظاہر یہ حالت بنا رکھی کہ یہ نہ معلوم ہو کہ وہ قیصر سے ڈر کر بھاگ رہا ہے مگر اُس کی فوج کو تعاقب کرنے سے خوشی تھی پھر بھی قیصر کی فوج کی طرح یہ عجلت نقل و حرکت

---

[۱] اپیین دوم ۶۴۔

باب ۵

ڈال سکتی تھی جس کے ساتھ کوئی سامان نہ تھا۔ کیٹو کو فوج کے ایک دستے کے ساتھ ڈائرا کیم میں چھوڑ دیا تھا۔ یہ اسٹائک محب وطن جنگ سے متنفر تھا اور چاہتا تھا کہ اہل روما ایک دوسرے کو قتل کرنے سے کسی صورت سے باز آئیں۔ اب چونکہ پامپی کے رفیق امرا کو فتح کی امید کامل تھی انھیں اس جمہوریت پسند کی موجودگی مستقر فوج میں ناگوار تھی بلکہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پامپی کی خواہش تھی کہ وہ ان سے علیحدہ ہو جائے۔ اس لیے یہی مناسب خیال کیا گیا کہ فوج کے عقب میں اُسے کسی اہم خدمت پر مامور کر دیا جائے۔ پامپی کا بڑا بیٹا نیئس بیڑے کے ساتھ تھا۔ اُس کی فوج جب قیصر کے مقابلے پر آئی تو کامیابی کے تیقن کا خراب اثر ظاہر ہونے لگا۔ پامپی جیسے ان امور کا بمقابلہ اُس کے رفیق امرا کے زیادہ تجربہ تھا یہ چاہتا تھا کہ اپنے دشمن کو تھکا ڈالے جس کے ذرائع رسد آج نہیں تو کل ختم ہونے والے تھے۔ مگر معزز اراکین سینیٹ اس فکر میں تھے کہ روما کو واپس ہو کر پھر سازشوں اور حصول مناصب کے پرلطف اشغال میں مصروف ہو جائیں اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لیں[1]۔ علاوہ ازیں ایک مستقل فوجی سردار کی ماتحتی بھی انھیں ناگوار تھی۔ اسی لیے پامپی کو انھوں نے طنزاً آگامیمنن کا لقب دے رکھا تھا۔ پامپی جوانی کے زمانے سے محض بے ڈھنگا تھا ہمیشہ لیت و لعل کرتا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ ہر فرد بشر اُسکی تعریف میں رطب اللسان ہو۔ اسیلئے جب جنگ کی صدا بلند ہوئی تو اُسکے لیے ڈومی ٹیس جیسے کارفی نیم میں شکست ہوئی تھی فاؤنیس (کیٹو کا قائم مقام) لینٹولس اسپنتھر اور لینٹولس کرس اسیے اشخاص کو قابو میں رکھنا سخت دشوار تھا نمک حرام لابی نس نے بھی راگ میں راگ ملا کر کہا کہ قیصر کے نبرد آزما سپاہی اب ختم ہو چکے ہیں اور چاہے موت آئے یا فتح حاصل ہو لڑنا اب ضرور چاہیئے۔ افرانیس نے جو قیصر کے حالات سے واقف تھا اطالیہ واپس ہونے کی رائے دی مگر اُس پر ہسپانیہ میں غداری سے اپنی فوج کو

---

[1] دیکھو سسرو ایڈ اٹیکم یازدہم ۶، ۲ جو اس (Crudelitas) (وحشی پن، بے رحمی) کا ذکر کرتا ہے جو مستقر فوج واقع ڈائرا کیم میں لوگوں کی گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا۔

باشی

دشمن کے سپرد کرنے کا الزام رکھ کر فراموش کر دیا گیا۔ پامپی ہر شخص کو خوش رکھنا چاہتا تھا اس لئے جب اُسکے مشیروں کی یہ رائے تھی تو وہ بھلا کیا کر سکتا تھا؟

جنگ فارسالس

(۱۲۳۱) دونوں فوجیں تھسلی میں شہر فارسالس[1] کے قریب مقابلے کے لیے صف آرا ہوئیں۔ پامپی اب لڑنے پر آمادہ ہو گیا تھا مگر اسمیں کئی روز لگ گئے۔ قیصر کئی مرتبہ لڑنے پر آمادہ ہوا اور اُس کے سپاہی اب حد درجہ بشاش تھے۔ پامپی کے لشکر میں سازشوں اور رشک و حسد کا بازار گرم تھا۔ فتح ابھی حاصل نہیں ہوئی تھی مگر امرا اُس کے ثمرات کیلیے ابھی سے لڑ رہے تھے۔ سردار پجاری کی خدمت کے متعلق بھی نزاع تھی جو قیصر کے متعلق تھی اور قیصریوں اور غیر جانبدار لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا۔ پامپی نے تفصیل کے ساتھ اُن حیل حربی کو بیان کیا جن کے ذریعے سے فتح حاصل ہو سکتی تھی۔ بہ لحاظ تعداد کے اُس کی فوج قیصر کی فوج پر فوقیت یعنی اُس کے پاس ۴۵۰۰۰ سپاہی تھے اور قیصر کے پاس صرف ۲۲۰۰۰۔ اعداد مذکور میں غالباً سوار بھی شامل ہیں جن میں سے قیصر کے پاس ایک ہزار تھے اور پامپی کے پاس سات ہزار۔ سواروں میں اہل روما کی تعداد کس قدر تھی معلوم نہیں۔ ان میں سے بیشتر گالی یا جرمن تھے مگر پامپی کے رسالے میں بعض نوجوان امیر بھی تھے اور کم از کم اُس کی فوج میں غیر ملکی تیر انداز، گوپھن پھینکنے والے اور ہلکے اسلحہ والے سپاہی بھی تھے۔ اُسے خوب معلوم تھا کہ اُس کے لیجنوں کے سپاہی اُس کے مخالف کے سپاہیوں سے دست بدست جنگ میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ البتہ سواروں کی تعداد اُس کے پاس زیادہ تھی۔ اس تفوق سے اُس نے یہ کام نکالنا چاہا کہ قیصر کے میمنہ کو اپنے سپاہیوں سے منہزم کر دے اور جب اُسکی فوج میں ابتری پھیل جائے تو اپنی پیدل سپاہ کے دل کے دل لے کر اُس کی فوج پر

---

[1] قیصر نے خود کبھی اس نام کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ "جنگ تھسلی" لکھا ہے۔ دوسرے مصنفین سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ فارسالس قدیم کے قریب ہوئی فارسالیا کیلیے قدیم ترین ماخذ اوروڈ Met ۱۵ ۸۲۳ میرے علم میں ہے موقع جنگ پر مفصل بحث کیلیے کلاسیکل کوارٹرلی میں مسٹر رائس ہومز کا مضمون دیکھو۔

ٹوٹ پڑے۔ فن حرب کے لحاظ سے اُس کی یہ تدبیر بالکل درست تھی مگر قیصر اُسے بلثہ
تاڑ گیا۔ اپنے محدودے چند سواروں کو تقویت پہنچانے کے لیے اُس نے منتخب
اشخاص[1] کو اُن کے ساتھ کر دیا تھا جو پیدل لڑتے تھے اور یہ تدبیر عملاً بھی ٹھیک
ثابت ہوئی تھی۔ میمنہ پر جو حملہ ہونے والا تھا اُس کو دفع کرنے کے لیے اُس نے
ایک خاص فوج مخصوص کر دی تھی۔ زمانۂ مابعد کے مصنّفین نے اپنے ناظرین کے
حظِ طبع کے لئے بیان کیا ہے کہ جنگ کے قریب سپاہیوں کی خدمتیں کیا تھیں۔
اغلب ہے کہ اس وقت ایسی جوش و خروش رہا ہو کیونکہ ان میں جو حد درجہ کند ذہن رہے
ہوں گے کہ اس جنگ کا نتیجہ معمولی نہ ہوگا۔ اس قسم کے امور کا ذکر نظر انداز کر دینا
اُن توہّمات سے چشم پوشی کرتا ہے جس میں اکثر بنی نوع انسان خصوصاً سپاہی اور
ملاح ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں۔ جنگ ۹ اگست کو ہوئی۔ پامپی کے سواروں نے
بے شمار تیر اندازوں اور برچھی پھینکنے والوں کی مدد سے قیصر کے میمنہ پر حملہ کیا
جس کی پہلے ہی سے اطلاع تھی اور اُس کے کمزور رسالے کو پیچھے ہٹا کر اصل فوج
پر بازو سے حملہ کرنا چاہا۔ مگر اُس وقت قیصر کے محفوظ کوہرٹ[2] جو نظر سے دور
رکھے گئے تھے بلائے بے درماں کی طرح پامپی کے سواروں کے بازو پر
نازل ہوئے اور اُن کا حملہ اس زور کا تھا کہ وہ بے انتظامی کے ساتھ نکل کر بھاگ
کھڑے ہوئے۔ قیصر کی فوج نے جو بالکل اُس کے قابو میں تھی دشمن کے بغلی حملے کو
اُسی پر اُلٹا دیا اور اُس کے بعد ہلکے اسلحہ والے سپاہیوں کا قلع قمع کر کے پلٹے
اور پامپی کے عقب کے بائیں حصے پر پہنچے۔ پامپی کی فوج کی صفیں اب بگڑنے لگیں
اور اُس کے سپاہی پہلے کی ترتیب کے ساتھ پسپا ہوئے اور پھر بالکل گھبرا کر بھاگ
کھڑے ہوئے۔ قیصر نے بحد امکان اہل روما کو قتل ہونے سے بچایا اور اُن لوگوں
کے ساتھ مہربانی سے پیش آیا جنھوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ پامپی یہ دیکھ کر کہ شکست

---

[1] یہ جرمنوں کا طریقہ تھا۔ دیکھو فقرہ ۱۱۵۵۔

[2] فلورس دوم ۱۳، ۴۸ جو غالباً لیوی کی پیروی کرتا ہے بیان کرتا ہے کہ یہ کوہرٹ جرمنوں کے تھے۔

باشٹ

ہونے والی ہے میدان جنگ سے واپس چلا گیا اور جب قیصری اُس کے خیمہ گاہ میں داخل ہوئے تو گھوڑے پر سوار ہو کر لاریسا روانہ ہو گیا۔ غیر ملکی امدادی افواج کے جو سپاہی کام آئے اُن کا کوئی حساب نہیں۔ قیصر کا بیان ہے کہ اُس کی رومی فوج میں سے ۲۰۰ سپاہی اور ۳۰ سنتوری کام آئے اور پامپی کی فوج میں سے ۱۵۰۰۰ سلہ مارے گئے اور ۲۴۰۰۰ قید ہوئے۔ یہ اعداد قابل وثوق نہیں ہیں مگر پامپی کی عظیم الشان فوج کا ضرور خاتمہ ہو گیا۔ اراکین سینیٹ میں سے جو اُس کے ساتھ تھے دس مارے گئے جن میں ڈومی ٹیس بھی تھا جسے کارفی نیم میں شکست ہوئی تھی۔ اُس کے لشکر میں سامان عیش و عشرت بکثرت تھا اور اس فتح کی جسے انھیں امید موہوم تھی خوشیاں منانے کے لیے ایک زبردست دعوت کا بھی سامان موجود تھا۔ امرائے روما منصب اقتدار سے آج کی تاریخ سے معزول ہو گئے مگر اپنی پرحسرت شکست کو عبرتناک بنانے میں انھوں نے کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی؛

پامپی کی شکست کے اسباب

(۲۳۲۱) فارسالس کی جنگ میں کارکردگی کو تعداد پر کامیابی ہوئی یعنی قیصر کے نبرد آزما سپاہیوں نے پامپی کی کثیر التعداد فوج پر غلبہ حاصل کیا مگر باایں ہمہ یہ جنگ اس قسم کی نہ تھی جسے اصطلاحاً سپاہیوں کی لڑائی کہتے ہیں سپہ سالاروں کے لحاظ سے بھی یہ فتح ایسی نہ تھی جو کسی پختہ کار سپہ سالار کو ایک نوآموز شخص پر حاصل ہو۔ کیونکہ اُس زمانے میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جسے فوجوں سے کام لینے میں بہ مقابلۂ پامپی کے زیادہ مہارت ہو اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ جنگ آنے والے سیاسی انقلاب کا نمونہ تھی یعنی آئندہ سے ایک حاکم مطلق العنان جس پر غیر متعلق امور کا لحاظ رکھنا فرض نہ تھا اور جس کے کاموں میں غیر ذمہ دار اشخاص دخل اندازی نہ کر سکتے تھے، خطروں میں پڑ سکتا تھا، غلطیوں کی تلافی کر سکتا تھا۔

سلہ غالباً اس میں زخمی بھی شامل ہیں۔ پلوٹارک (پامپی ۷۲) اور اپپین (دوم ۸۲) نے بیان کیا ہے کہ پولیو نے جو قیصر کے ساتھ تھا مقتولوں کی تعداد ۶۰۰۰ بتائی ہے۔

باب ۵

اور بغیر دوسروں کی خواہشوں کا مطلق لحاظ کرنے کے ہر چیز کو اپنی اغراض کے حصول کے تابع کر سکتا تھا۔ برخلاف اس کے امرائی جماعت کا سردار اُس کے مساوی آزادی اُسی صورت میں حاصل کر سکتا تھا جب کہ وہ اپنے مؤیدین کو پورے طور سے اپنے قابو میں رکھ سکے۔ مگر پامپی میں اس طرزِ عمل کے اختیار کرنے کی مطلق اہلیت نہ تھی اور اسی لیے اُس نے اپنی مرضی کے خلاف جنگ میں مسابقت کی اور منھ کی کھائی۔ اس معرکہ آرائی میں قیصر کی تدابیر حربی کا نفسیاتی پہلو پامپی کی پریشانیوں کے پورے احساس پر مبنی تھا۔ مگر اُس کی فتح سے جو صورت حال پیدا ہوئی وہ بلحاظ معاملات پیچیدہ تھی کیونکہ پامپی کے دفع ہو جانے سے زمانہ جنگی کا خاتمہ نہ ہو سکتا تھا اس لیے کہ پامپی بظاہر جمہوریہ کا حامی تھا اور اگر پامپی دوبارہ مقابلے پر نہ آ سکتا تو جمہوریہ کے نام لیوا ابھی اور بھی موجود تھے اور کیٹو بھی جوانوں کی ہمت افزائی کرتا تھا ابھی تک آزاد تھا۔ علاوہ ازیں گو پامپی کو بحری قوت کی اہمیت کا بخوبی احساس تھا[1] مگر اُس نے اپنے بیڑوں سے پورا کام نہ لیا تھا لیکن تاہم سمندر اُس کے طرفداروں کے قبضے میں تھا۔ اس لیے قیصر پر فرض تھا کہ سمندروں پر بلا کسی تاخیر کے قبضہ کرے ورنہ پامپی کی جماعت کے پھر زور پکڑنے کا اندیشہ تھا۔ مگر ایسے اسباب پیدا ہو گئے تھے کہ اُسے اپنے ایک دوسرے فریضے کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ پامپی کا فوری تعاقب ضروری تھا۔ اس کے سلسلے میں قیصر کو مشرق میں آنا پڑا اور وہ سخت مشکلات اور خطروں میں پھنس گیا۔ ان خطرات کو دفع کرنے کے بعد اُسے ممالک مشرق کے حالات کا تصفیہ کرنا پڑا تاکہ اہل مشرق اور اُن کے زمیسوں کو معلوم ہو جائے کہ اب اُن کا آقا کون ہے۔ اس طرح جمہوری سرغنوں کو یہ موقع مل گیا کہ دُنیا کے ایک دوسرے حصے میں اپنی فوجوں کو مجتمع کرکے جنگ کو از سرِ نو شروع کریں۔

پامپی مصر کو فرار ہوتا ہے

(۱۲۳۴) جنگ فارسالس کے ایک سال بعد تک معرکہ آرائیوں کا سلسلہ جاری رہا مگر اُن کو توضیح یا تسلسل کے ساتھ بیان کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ مختلف

[1] دیکھو سسرو ایڈ اٹیکم دہم ۸، ۴۔ یہ ایک قابل لحاظ عبارت ہے جو مئی ۴۹ ق م میں لکھی گئی تھی۔

باب ۵ انتطاع ملک میں لڑائیوں کا سلسلہ بغیر کسی باہمی امداد یا باقاعدہ تدابیر کے جاری تھا اس لیے ہم مقابلے کے لحاظ سے واقعات کو مختصر طور پر بیان کریں گے اور ابتدائے جنگ کے بعد پامپی کی جماعت کے سرغنوں کے منتشر ہونے سے اکریں گے۔ ان میں سے جو سمجھدار تھے ڈائی راکیم پہنچ گئے جہاں کا کمان افسر کیٹو تھا اور وہیں اُن کی باقی ماندہ سپاہ بھی تھی جس کی تائید کیلیے اڈریاٹک کا بیڑا ابھی موجود تھا۔ کچھ لوگ پامپی کے ہمراہ ہو گئے یا اُس کے پیچھے پیچھے چلے گئے مگر ہزیمت کی وجہ سے پامپی کے ہوش و حواس سلب ہو گئے تھے۔ لارسیا سے وہ مقدونیہ کے ساحل کی طرف بھاگا اور وہاں سے لیسبوس کو جہاں اُس کی بیوی مع اپنے چھوٹے بیٹے کے اُس سے آملی۔ ان دونوں کو ساتھ لے کر وہ سمندر کی راہ سے سلیسیا اور قبرس گیا اس امید میں کہ شاہ پارتھیا اُس کی امداد کرے گا۔ یہ ایک امید موہوم تھی جو بہت جلد محال ثابت ہوئی۔ اُس کی شکست کی خبر ہر جگہ اُس کے ورود کے قبل پہنچ جایا کرتی تھی اور اب اس بے بسی اور درماندگی کے عالم میں کوئی اُس کا یار و مددگار نہ تھا۔ شام کے شہریان روما نے اُسے متنبہ کر دیا کہ وہ اُسے اور اُس کے رفقا کو انطاکیہ میں نہ داخل ہونے دیں گے اور روڈز اور دیگر یونانی شہروں نے بھی یہی کیا۔ مشرق کے صرف ایک ملک سے اُسے کچھ امید ہو سکتی تھی۔ مصر شاہ بطلیموس آلیتیس کے بچوں کے زیر حکومت تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ شاہ مذکور کو گابی نیس نے مصر کے تخت پر پامپی کے ایما سے بحال کیا تھا اس لیے اُسے امید تھی کہ اس خاندان شاہی کے موجودہ افراد جن کا باپ اُس کا مرہون منت تھا اس کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آئیں گے اور اسی بھروسے پر وہ مصر روانہ ہوا کہ اگر مصر والے سرگرمی سے اُس کی مدد نہ کریں تو کم از کم پناہ تو ضرور دیں گے۔ مگر وہاں اُن لوگوں میں آپس میں خود ایک نزاع پیدا ہو گئی تھی۔ آلیتیس نے ۵۱ ؁ میں انتقال کیا اور سلطنت کا وارث اپنے بڑے بیٹے بطلیموس ڈائونی سیس اور بڑی بیٹی کلیوپیٹرا کو قرار دیا۔ کلیوپیٹرا اور اُس کی بہن آرسنو دونوں بھائیوں سے زیادہ مستقل مزاج اور باہمت تھی

باب ۵

سکندریہ کے شاہی خاندان کی لڑکیوں کا بمقابلہ لڑکوں کے باہمت ہونا یا انکا اپنے بھائیوں کی بیوی بن جانا جن کی سلطنت میں شریک تھیں کوئی نئی بات نہ تھی۔ کلیوپیٹرا کی عمر اب قریب بیس سال کے تھی اور نہایت ہوشیار اور چالاک تھی اس لیے وہ اپنے کمسن بھائی اور شوہر کی اطاعت گوارا نہ کر سکتی تھی جس کی عمر صرف ۱۳ سال کی تھی یا اس کے خواجہ سراؤں اور درباریوں کی جن کے قابو میں وہ تھا۔ اس لیے اُنھوں نے اُس کے خلاف سازش کر کے اُسے مصر سے نکال دیا کلیوپیٹرا نے اپنی بحالی کے لیے ایک فوج جمع کر لی اور پامپی کا جہاز عین اُس وقت مصر کے ساحل پر پہنچا جب کہ دونوں فوجیں قلعۂ پیلوسیم کے قریب ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا تھیں جو کہ نیل کے مشرقی دہانے کے قریب ہے۔ پامپی نے قاصد بھیج کر نوجوان بادشاہ سے امان طلب کی اس لیے مجلس شاہی کو اُس کے متعلق فوری تصفیہ کرنا پڑا۔

پامپی کا انجام

(۴۸ ۱۲۳۴) مجلس مذکور میں اس مسئلے پر جو مباحثہ ہوا اُس کے حالات جو بیان کیے گئے ہیں ممکن ہے کہ ناقابل اعتماد ہوں مگر اہم امور زیر تصفیہ کے متعلق کوئی شبہہ نہیں۔ بادشاہ کے مشیروں کا اصل مدعا یہ تھا کہ مصر کو اہل روما کی مداخلت سے محفوظ رکھیں جملہ اقتدار انھیں کے ہاتھوں میں رہے۔ اس لیے پامپی کی آؤ بھگت کرنا ناممکن تھا علاوہ ازیں مغلوب کو پناہ دینا فاتح کو ناراض کرنا تھا اور اس امر کا بھی اطمینان نہ ہو سکتا تھا کہ پامپی کی حیثیت ہمیشہ ایک مہمان کی رہے گی جسے امن دیا گیا تھا کیونکہ مصر کی فوج میں زیادہ تر دو غلے اجیر سپاہی، فرار شدہ غلام اور ہر قسم کے بدمعاش، لٹیرے، بھگوڑے اور ملزم تھے جنھیں خاندان لاگڈ نے اپنے انحطاط کے زمانے میں پناہ دی تھی۔ حمایت باہمی کی ضرورت نے ان میں یکجہتی پیدا کر دی تھی ورنہ انھیں اہل مصر یا مصر کے شاہی خاندان کے ساتھ کوئی خاص اُنس نہ تھا بلکہ صرف بندۂ زر تھے۔ ان کے علاوہ رومائی اس فوج کے بھی کچھ باقی ماندہ سپاہی تھے جو گابی نیس نے سات سال قبل آلیتیس کو بحال کرنے کے بعد اُس کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ ان سپاہیوں کے اخلاق بالکل بگڑ گئے تھے مگر اہل روما کی خو بو ان میں اب بھی باقی تھی۔ ان میں سے

باب ۵ بعض پامپی کی مشرقی معرکہ آرائیوں میں شریک رہ چکے تھے اس لیے اندیشہ تھا کہ اپنے سابق سپہ سالار کو دیکھ کر وہ پھر اُس کے ساتھ ہو جائیں۔ اس لیے اس خطرے سے بچنا ضروری تھا مگر اس کے ساتھ ہی پامپی کو امن دینے کا انکار کر دینے سے آیندہ کے لیے دوسرے خطرے پیدا ہوتے تھے یعنی ایک طرف تو اُن کے اس طرزِ عمل سے قیصر خوش نہ ہوتا اور دوسری طرف پامپی ناراض ہو جاتا اور ممکن تھا کہ وہ قسمت کی یاوری سے پھر سرِ حکومت ہو جائے۔ اس لیے ان لوگوں نے طے کر لیا کہ پامپی کو قتل کر دینا چاہیے۔ چند لوگوں کو انھوں نے ایک کشتی میں پامپی کو بلانے کے لیے بھیجا۔ ان میں ایک رومی بھی تھا جو بحری قزاقوں کی جنگ میں سنتوری رہ چکا تھا۔ پامپی اُترنے سے اب انکار نہ کر سکتا تھا اور ان لوگوں نے اُسے کشتی ہی میں قتل کر ڈالا۔ اُس وقت پامپی کی عمر ۵۸ سال کی تھی، قریب ۴۰ سال سے سلطنت روما میں وہ نہ صرف ایک سربرآوردہ شخص تھا۔ اس کا پہلا شہری، تھا جس کے مشورے سے سلطنت کے تمام امور طے پاتے تھے۔ ہم نے اُس کی سیاسی زندگی کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور اُن کمزوریوں کا بھی ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے اُس کی سیاسی زندگی کا یہ افسوسناک انجام ہوا۔ اُس کی حالت بہترین اپنی زندگی کے اوائل کی معرکہ آرائیوں میں تھی جب کہ جنگ کی شدید ضروریات کی وجہ سے اُس کی کارکردگی قائم تھی اور وہ صورت حال پر پوری طرح سے غور کر کے فوری اور عاجلانہ کارروائی کرتا تھا۔ مگر جب سے اُسے "پامپی اعظم" کا خطاب اور سیاسیات میں دخل حاصل ہوا وہ اپنی عظمت کو قائم نہ رکھ سکا۔ اُس کی قوت فیصلہ میں حسد اور خودپسندی سے خرابی پیدا ہو گئی تھی اور تزلزل اور لیت ولعل کا مرض مزمن ہو گیا تھا۔ کسی رقیب کو وہ گوارا نہ کر سکتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی اپنے تفوق کو قائم رکھنے کی وہ کوئی تدبیر کرتا تھا۔ اُس کے مزاج میں احمقانہ توہمات بھی تھے اس لیے رفتہ رفتہ وہ تباہی کی طرف کھنچتا گیا۔ قیصر نے اُسے اپنی اغراض کے حصول کا آلہ بنا لیا اور اسی کے برتے پر عروج حاصل کیا۔ اپنی زندگی کے آخر زمانے میں وہ محال خواب و خیال میں مبتلا رہتا تھا اور اس خیال میں رہتا تھا کہ اب بھی

لہ کوپن ہیگن میں ایک مجسمہ ہے جو پامپی کا بیان کیا جاتا ہے اور اُس کے حالات کے لحاظ سے

[باعث] اُس کی ایک خاص حیثیت ہے حالانکہ اب وہ قائم نہ تھی۔ خانہ جنگی نے اُس کی کمزوریوں کو بالکل آشکارا کردیا۔ اس کا امرائے روما کا سرغنہ ہونے کے دعوے کرنا محض لغو تھا کیونکہ نہ تو وہ اُس کے قابو میں تھے نہ اُس کے مدّاح۔ جمہوریہ کا حقیقی حامی بھی وہ نہ ہوسکتا تھا کیونکہ راست باز جمہوریت پسند مثلاً کیٹو نہ اُس کے حبِّ وطن کے قائل تھے نہ اُس کے ایثار کے۔ خانہ جنگی میں غلبہ حاصل کرنے کے لیے محض فوجی مہارت کافی نہ تھی اور سرغنہ بننے کے لیے پامپی میں اور کسی قسم کی لیاقت نہ تھی۔ عالی دماغ تو وہ کبھی نہ تھا اور اب اُس کی حالت محض ایک تقویم پارینہ کی تھی نہ تو وہ اپنی مشکلات کو دفع کرسکتا تھا اور نہ اُن امور سے نفع حاصل کرسکتا تھا جن میں اُسے ترجیح حاصل تھی۔ اُس کی عبرتناک ناکامی کا آخری نظارہ اس کی زندگی کے دوسرے واقعات کے بالکل مماثل ہے۔

[پامپی کا تعاقب] (۱۲۳۵) پامپی کے تعاقب پر قیصر کا تیّار ہو جانا بظاہر معقول وجوہ پر مبنی تھا اور اُس کے اس فعل پر کوئی معقول اعتراض نہیں ہوسکتا مگر نتائج سے ثابت ہوتا ہے کہ آیندہ واقعات کا اندازہ کرنے میں اُس نے کچھ نہ کچھ غلطی ضرور کی۔ اُسے مطلق یہ خیال نہ تھا کہ مشرق میں اُسے پورے ایک سال تک قیام کرنا ہوگا یا سکندریہ میں وہ چند مہینوں تک سخت مصائب میں مبتلا رہیگا۔ قیصر کو یہ بھی گوارا نہ ہوسکتا تھا کہ وہ ایسی معرکہ آرائیوں میں عرصۂ دراز تک مصروف رہے جنھیں خانہ جنگی سے کوئی راست تعلق نہ تھا۔ عین اُس وقت میں جب کہ اُس کے مخالف سنبھل رہے تھے اور اُن کی ہمتیں بڑھ رہی تھیں اور خود اُس کے نائب اُس کے معاملات کو اطالیہ اور ممالک غربی میں بگاڑ رہے تھے[۱]۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ اُسی کا معلوم ہوتا ہے۔ اس مجسّمے کی ایک عکسی تصویر تھیوڈور رینیاخ نے اپنی کتاب (Mithradate Eupator) کے صفحۂ ۲۷۶ پر دی ہے۔ اس مجسّمے کو قیصر کے مجسّمے سے مقابلہ کرنا چاہیے جو برٹش میوزیم میں ہے۔

[۱] مصر میں جو تاخیر ہوئی اُس کے مضر نتائج کے لیے دیکھو سسرو ایڈ اٹیکم یازدہم ۶، ۱۷، ۱۸، ۲۵۔ اور ایڈ Ad Fam ۱۵، ۱۵۔

باب ۵

جلد بازی سے اُسے پامپی اور امرائے روما کے مقابلے میں کامیابی ہوئی کیونکہ وہ انھیں خوب سمجھتا تھا مگر مصر میں اسی وجہ سے اُسے دقت پڑ گئی کیونکہ وہاں کے حالات سے وہ بخوبی واقف نہ تھا۔

سکندریہ کی حالت

(۱۲۳۶) جنگ فارسالس نے یونان میں مخالفت کا خاتمہ کر دیا۔ ایتھنز سے بالخصوص اُس کی گزشتہ عظمت کے لحاظ سے کوئی پرسش نہ ہوئی مشرق کی طرف رجوع ہو کر قیصر صوبہ ایشیا میں وارد ہوا اور ڈومی میس کیالوی نس کو اس صوبے کا نگراں مقرر کر کے بعض محاصل معاف کر دیے تاکہ اہل صوبہ کا بار کچھ کم ہو جائے جو پامپی کے طرفداروں کے استحصال بالجبر سے خستہ حال ہو گئے تھے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے بعجلت سکندریہ کی طرف روانہ ہوا کیونکہ مختلف اطلاعوں سے اُسے معلوم ہوا تھا کہ پامپی مصر جانے والا ہے۔ قیصر کے ساتھ صرف دو لیجن تھے مگر نقصانات جنگ کی وجہ سے ان کی مجموعی تعداد اب صرف ۳۲۰۰ پیدل سپاہیوں اور ۸۰۰ سواروں کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ روڈز سے جہازوں میں روانہ ہوا تھا اور اُس کے ساتھ جزیرہ مذکور کے دس جنگی جہاز بھی تھے اُس کا خود بیان ہے کہ اس مہم میں اسے کسی قابل لحاظ مقاومت کا مطلق اندیشہ نہ تھا مگر غلط فہمیاں بہت جلد شروع ہو گئیں۔ پامپی کے سر کے پیش کرنے سے نہ تو وہ خوش ہوا اور نہ مصر کے معاملات میں مداخلت سے باز آیا۔ پامپی کے سر کو دیکھ کر وہ سخت منغّص ہو گیا اور اُس کو افسوس ہوا کہ اپنے مغلوب رقیب کو معاف کرنے اور اُس کی جاں بخشی کرنے کا موقع اُس کے ہاتھ سے جاتا رہا مگر اُس کے یہ اعلےٰ جذبات پامپی کے قاتلوں کی فہم سے بالاتر تھے۔ قیصر کا یہ ذاتی خیال تھا کہ بحیثیت روما کے کانسل اور خاندان بطلیموسی کے محافظ اور مربی کے اُس کا مصر میں آنا ہر طرح مناسب تھا۔ مگر نقیبوں اور فوجی بدرقے کے ساتھ اُس کا مصر میں آنا اہل اسکندریہ کو سخت ناگوار ہوا۔ بلوے شروع ہو گئے اور اکّا دُکّا رومی جہاں مل جاتا قتل کر دیا جاتا۔ قیصر سخت پریشان ہو گیا کیونکہ اس کی موجودہ فوج کی قلت سے انبوہ شہر کے مشتعل ہونے کا اندیشہ تھا اور شہر میں جو سپاہی متعین تھے وہ بھی مخالفت پر تلے ہوئے نظر آتے تھے۔ مگر اسے زیادہ اندیشہ نہ ہوا

باب ۳

اور اُس نے ایشیا سے چند لیجن بلوائے جو پامپی کے اُن سپاہیوں سے بنائے گئے تھے جنھوں نے فارسالس کی جنگ کے بعد اطاعت قبول کی تھی۔ اُسکی موجودہ حالت پریشان کن تھی مگر وہاں سے رجعت اختیار کرنا اُس کی تدابیر کے منافی ہوتا۔ اُس کا خود بیان ہے کہ واپسی اس وجہ سے دشوار تھی کہ اس موسم میں شمال مغربی ہواؤں کا زور ہوتا ہے۔ مگر دوسرے[1] ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے روپے کی ضرورت تھی اور وہ اس امید میں تھا کہ موجودہ حکمرانوں سے وہ بقایا وصول ہو جائیگا جو شاہ متوفیٰ کی بحالی کے سلسلے میں ابھی تک واجب الادا تھا۔ گو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ رقم کس کو واجب الادا تھی اور قیصر کس طور پر اُس کا دعوےٰ کرنے والا تھا، صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپیہ وصول کرنا چاہتا تھا۔ اس اثناء میں اُس نے یہ دعوےٰ کیا کہ مصر کے خاندان شاہی کی باہمی نزاع کا تصفیہ وہی قوت کر سکتی ہے جسے سیادت حاصل ہے یعنی روما۔ اور اُس نے بطلیموس اور کلیوپیٹرا کو حکم دیا کہ تخت شاہی کے لیے لڑنے سے باز آئیں اور اپنے دعووں کو اُس کے پاس بحیثیت کانسل روما پیش کریں۔ اُس نے یہ بھی جتا دیا کہ مصر کے مسائل میں اُسے خاص دلچسپی اس وجہ سے ہے کہ اس کی سابقہ کانسلی کے زمانہ (۵۹ ق م) میں شاہ متوفیٰ مصر کا بادشاہ اور اہل روما کا حلیف تسلیم کیا گیا تھا۔ اس حد تک پہنچ کر مورخین نے اس معاملے کو بالکل گول کر دیا ہے البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ نوجوان بادشاہ نے اپنے آپ کو قیصر کے سپرد کر دیا اور اس سے کچھ روز کے بعد کلیوپیٹرا بھی بذات خود اُس کے پاس پہنچ گئی۔ اسکے ورود کو بیان کرنے میں زمانۂ مابعد کے مصنفین نے بہت مبالغے سے کام لیا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ اُس کے محاسن صورت و سیرت نے حسن پرست رومی کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ قیصر نے کلیوپیٹرا اور اُس کے بھائی کے باہمی اختلافات کو رفع کرنے کی بہت کوشش کی اور چاہا کہ شاہ متوفیٰ کی وصیت پر عمل کیا جائے یعنی کلیوپیٹرا بھی حکومت میں بطلیموس کی برابر کی شریک ہو۔ یہ بھی

---

[1] پلوٹارک قیصر ۴۸۔ ڈائون ۴۲، ۹۔

باطل

بیان کیا گیا[1] ہے کہ شاہی خاندان کے کمسن ارکین کی مخالفت کو رفع کرنے کے لیے اُس نے یہ تجویز کی تھی کہ آرسنو اور اُس کے چھوٹے بھائی کے لیے قبرس میں ایک مشترک سلطنت قائم کر دی جائے۔ گر قبرس اب سلطنت روما میں شامل ہو چکا تھا اور یہ روایات غالباً محض افترا پردازی پر مبنی ہیں جس کے بیان کرنے سے مقصد یہ تھا کہ قیصر پر طلق العنانی کا الزام لگایا جائے۔

مصر کی انتہائی مشکلات

(۷۰۶ ۱۲۳) بیان کیا گیا ہے کہ بطلیموس نے کلیوپیٹرا کی بحالی کو ناپسند کیا اور سکندریہ میں عام بغاوت ہونے کا اندیشہ ہو گیا جو بہ دقت فرو ہوئی۔ زیادہ تر خطرہ بادشاہ کے مشیروں کی طرف سے تھا جو بے دست و پا ہو کر کلیوپیٹرا کے پنجے میں آنا ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔ خواجہ سراؤں کے سردار پوتھی نس نے مصر کے سپہ سالار ایکی لاس کو بلایا جو اپنی فوج کے ساتھ پیلوسیم میں تھا اس فوج میں بیس ہزار سپاہی تھے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس میں زیادہ تر شریر النفس لوگ تھے جنھیں مصر میں روما کی سیادت کا قائم ہونا حد درجہ ناگوار تھا۔ سکندریہ میں اس فوج کے آنے سے علانیہ جنگ شروع ہو گئی اور نہ صرف محافظ فوج بلکہ اہل شہر بھی اُن کے ساتھ ہو گئے۔ اہل سکندریہ سے زیادہ شورہ پشت کسی شہر کی خلقت نہ تھی۔ یہ لوگ کھلے میدان میں تو نہ لڑ سکتے تھے اور شہر کی گلیوں کی دست بدست لڑائیوں میں یہ سخت خطرناک تھے اور فوری جذبات سے ان میں بہادری بھی پیدا ہو جاتی تھی۔ ہوشیار کاریگر بھی اس شہر میں بکثرت تھے اس لیے فن تعمیر میں قیصر کی فوج کو جو کمال حاصل تھا وہ بھی یہاں بے کار تھا۔ بندرگاہ کے قریب کے محلوں میں ملاحوں کی تعداد کثیر تھی اور تھسلی میں پامپی کی شکست کے بعد اُس کے بیڑے میں جو مصری اسکواڈرن تھا وہ بھی واپس آ گیا تھا۔ قیصر کو اب باوجود نامساعدت حالات کثیر التعداد مخالفین کا مقابلہ کرنا تھا۔ اُس کے دشمنوں کو اچھا موقع مل گیا تھا اور وہ اس سے پوری طور پر نفع اُٹھانا چاہتے تھے۔ اُن کا منشا تھا کہ اُسے شہر کے ایک محلّے میں محصور کریں

[1] ڈائون ۴۲ - ۳۵ -

باب ۵

اور سمندر کی راہ سے اُس کے پاس رسد اور امدادی فوج نہ پہنچنے دیں اور قبل اسکے کہ کوئی دوسری فوج پہنچے اُس کا کام تمام کردیں۔

ایک عجیب و غریب جنگ

(۱۲۳۸) ہم اپنے مضمون سے بہت دور پڑ جائیں گے اگر ہم چاہیں کہ اُس جنگ کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں جو اب شروع ہوئی کیونکہ مواقع جنگ اور دیگر تفصیلی حالات کو اختصار سے بیان کرنا دشوار ہے۔ کئی مہینوں تک بری اور بحری لڑائیوں کا سلسلہ شدّ و مد سے جاری رہا۔ قیصر اور اُس کے سپاہی فتح حاصل کرنے کی غرض سے نہیں لڑ رہے تھے بلکہ اپنی جان بچانے کے لیے۔ قیصر مصر میں اکتوبر ۴۸ ق م میں وارد ہوا تھا اور سکندریہ پر اُس کا قبضہ مارچ ۴۷ ق م تک نہیں ہوا۔ اس کا مستقر محل شاہی میں تھا جس میں شہر کے شمالی حصّے کا ایک وسیع رقبہ شامل تھا۔ کچّی مورچہ بندی کرکے اُس نے اس محلّے کو ایک مستحکم مقام بنا دیا جس کی حفاظت ہوسکتی تھی اور جہاں سے دشمن اُسے کبھی بے دخل نہ کرسکا۔ اس مقام پر بیرونی بڑی بندرگاہ سے بھی اُس کا تعلق قائم تھا جس میں سمندر سے جزیرۂ فاروس کے مشرق سے راستہ تھا۔ اسی جزیرے کے شمالی مشرقی گوشے میں روشنی کا ایک مشہور مینار بھی تھا۔ دشمن کا پہلا حملہ اس قدر زبردست تھا اور اُس کی قوّت مدافعت اس قدر ضعیف کہ اپنے ذرائع آمد و رفت کو محفوظ رکھنے کے لیے ان جہازوں کو جلا دینا پڑا جو شاہی گودیوں میں تھے ورنہ اگر یہ جہاز دشمن کے قبضے میں آگئے ہوتے تو وہ اُسے بالکل محصور کردیتے۔ اس کے کچھ روز بعد پامپی کے لیجنوں میں سے ایک اُس کی امداد کے لیے پہنچ گیا مگر سمندر پر قبضہ رکھنے کے لیے لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ قیصر نے مجبوراً فاروس پر قبضہ کرلیا مگر اس کے بعد ایک مصنوعی بند کے لیے سخت لڑائیاں ہوئیں جو جزیرۂ مذکور اور خشکی کے درمیان میں تھا اور جو دونوں بندرگاہوں کو ایک دوسرے سے علیٰحدہ کرتا تھا۔ اسی مقام پر اُسے ایک شکست فاش ہوئی جس کی وجہ سے وہ کچھ روز تک سخت خطرے میں تھا۔ نام نہاد جنگ سکندریہ کے یہی اہم واقعات ہیں۔ قیصر کو متعدد معرکہ آرائیوں کا تجربہ تھا مگر وقت واحد میں کبھی اُسے اس قدر عجیب و غریب اور غیر مترقبہ مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ دراصل ایک سرگرم

باب ۵

اور ہوشیار دشمن پر غلبہ حاصل کرنے میں اُسے اس جنگ کے نفسیاتی پہلو کو بخوبی ذہن نشین کرنے میں دقت ہوئی۔ اہل اسکندریہ سختی کے ساتھ مخالفت پر تلے ہوئے تھے اور اگر ان پر کسی چیز کا اثر ہو سکتا تھا تو وہ افواج کی کثرت تھی مگر قیصر کو مجبوری یہ تھی کہ اُس کی فوج قلیل التعداد تھی۔ نوجوان بادشاہ اور کلیوپیٹرا دونوں اس کے ساتھ تھے مگر خاندان شاہی کی ایک فرد یعنی آرسنوبھاگ نکلی اور رومیوں کے مخالفین کی سرگروہ ہوگئی۔ سپہ سالار ایکی لاس سے اس سے کچھ اَن بَن ہوگئی جس وجہ سے اُس نے ایکی لاس کو قتل کرا دیا مگر اس سے مصری فوج کے دم خم میں کچھ فرق نہ آیا۔ لیکن قیصر مقابلے پر اڑا رہا اور اپنی سپاہ پر اُس کا اعتماد ہمیشہ قائم رہا۔ اُس کے رومی سپاہی ہر وقت اُس کے کام آئے اور اُس کی چھوٹی بحری فوج خصوصاً اہل روڈز بھی خوب لڑے۔ جنگ کے اختتام کے قریب سفیر اُس کے پاس آئے جنھوں نے بادشاہ کو رہا کرنے کی درخواست کی اور بیان کیا کہ جنگ اس طور پر ختم ہو سکتی ہے۔ قیصر نے انکی درخواست کسی وجہ[1] سے منظور کر لی مگر کمسن بادشاہ نے آزاد ہونے کے بعد قیصر سے مصالحت نہ کی بلکہ مصر کی فوجوں کا سپہ سالار بن گیا۔ اس واقعے کو مؤرخین نے واضح کر کے بیان نہیں کیا ہے۔ مؤرخین نے کلیوپیٹرا کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے جس کے دعووں کو تسلیم کرانے سے قیصر یقیناً غافل نہ تھا۔ اسی واقعے سے ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ قیصر نے کیوں بطلیموس کو رہا کر دیا اور وہ کیوں فوراً مصر کی جنگجو جماعت میں داخل ہو گیا۔

کمک اور فتح

(۱۲۳۹) لیکن آخر کار کمک پہنچ گئی۔ قیصر کو جب معلوم ہوگیا کہ سکندریہ میں اُسے ضرور لڑنا پڑے گا تو اُس نے چند اشخاص کو مزید فوجیں بھرتی کرنے کے لیے روانہ کیا جن میں متھراڈاٹیس اعظم شاہ پانٹس کا ایک حرامی بیٹا مسمی متھراڈاٹیس ساکن پرگامم تھا۔ اس شخص نے سلیشیا اور شام میں نہایت سرگرمی سے اپنا کام شروع کر دیا اور صوبجات مذکور کے شہروں اور سرداروں نے بھی

[1] جنگ سکندریہ ۲۳، ۲۴۔

باب ۵

گرمجوشی کے ساتھ اُس کی معاونت کی کیونکہ پامپی کے مرنے کے بعد وہ چاہتے تھے کہ قیصر ان سے خوش رہے۔ متھراڈائمیس نے ایک کثیر التعداد مگر مختلف العناصر فوج تیار کرلی جو بلحاظ نتائج مابعد ناکارہ نہ تھی۔ اس فوج میں یہودیوں کی بھی ایک امدادی فوج تھی جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ متھراڈائمیس شام سے مصر میں مشرق کی طرف سے داخل ہوا اور پیلوسیئم کے قلعے کو اُس نے دھاوا کر کے لے لیا۔ اُس کے مقابلے کے لیئے ایک مصری فوج پہنچی جسے اُس نے شکست فاحش دی۔ اس کے بعد وہ سکندریہ کی طرف روانہ ہوا اور قیصر کے حسن تدبیر اور اشتراک عمل سے مصر کی فوج کو سخت شکست ہوئی اور اُس کے بہت سے سپاہی قتل ہو گئے بادشاہ بھی میدان جنگ سے بھاگنے میں مارا گیا اور اہل سکندریہ میں تاب مقاومت باقی نہ رہی اس لیئے اُنھوں نے قیصر کے آگے سر تسلیم خم کیا اور اُس نے حسب عادت اُن کی جاں بخشی کی ۔۴۷ء کا مارچ کا مہینہ قریب الختم تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ کلیوپیٹرا کی پُرلطف صحبت میں وہ تین مہینے مصر میں اور رہا اور تفریح کے لیئے بالائی نیل کی سیر کے لیئے بھی گیا۔ مگر سلطنت مصر کے معاملات کو اُس نے طے کر دیا۔ چونکہ بڑا بطلیموس مر چکا تھا اس لیئے غالباً شرائط سابق پر کلیوپیٹرا چھوٹے کے ساتھ حکومت میں شریک کر دی گئی مگر وہ قیصر کے ساتھ کھلم کھلا رہتی سہتی تھی اور چند ہی روز کے بعد اُس کے ایک لڑکا ہوا جو قیصر کا خیال کیا جا سکتا تھا اور جس کا نام قیصرین رکھا گیا۔ قیام امن کے لیئے ایک محافظ فوج کی ضرورت تھی، قیصر نے اُس کا فیصلہ یہ کیا کہ اپنے ساتھ اس نے صرف ایک لیجن لے لیا اور باقی سپاہیوں کو مصر میں چھوڑ دیا۔ یہودیوں کے ساتھ بھی اُس نے کچھ رعایتیں کیں جن کی ایک جماعت شہر سکندریہ میں جب سے یہ آباد ہوا تھا موجود تھی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت متھراڈائمیس کی فوج میں تھی اور سکندریہ کے یہودیوں نے بھی جنگ میں غالباً کوئی حصہ نہ لیا تھا۔ یہ لوگ شہر کے مشرقی گوشے میں ایک علیحدہ محلّے میں رہتے تھے۔ واضح رہے کہ یہودیوں کی منتشر جماعتوں کے تعلقات بیت المقدس سے قائم تھے۔ پامپی وہاں کے معبد میں بے ادبی سے داخل ہوا تھا اور کراسس نے اُسے لوٹ لیا تھا۔

باب ۳ — فارناکیس

اس لیئے انھیں امید تھی کہ قیصر ایک ہمدرد حاکم ثابت ہوگا۔

(۱۲۴۰) قیصر کے مصر میں مقیم رہنے کے زمانے میں جو واقعات ہوئے ان میں سے ہم صرف انھیں کا ذکر کریں گے جن کا تعلق مشرق سے ہے۔ پامپی نے ایشیائے کوچک کے جو انتظامات کیئے تھے وہ آپسی حملے سے درہم برہم ہو چکے تھے جس کی طرف سے چشم پوشی نہ ہو سکتی تھی۔ سلطنت پانٹس کے مقبوضات واقع ایشیائے کوچک کے روما کے صوبجات میں شریک کر لیئے جانے اور متوسل بادشاہوں کے سپرد کر دیئے جانے کے بعد متھراڈ ائیس کی سلطنت باسپوری اس کے بیٹے اور جانشین فارناکیس کے قبضے میں چھوڑ دی گئی تھی۔ اس لیئے خانہ جنگی کے چھڑ جانے کے بعد اسے موقع مل گیا کہ اپنے باپ کی گم گشتہ سلطنت کو پھر اپنے زیر نگین کرے اور بجائے پامپی کی شرکت کرنے کے اس نے بطور خود پانٹس اور ممالک ملحقہ پر حملہ کر دیا اور صورت حال ایسی تھی کہ کوئی اسے روک نہیں سکتا تھا۔ کپاڈوشیا کے بڑے حصے کو اس نے تاخت و تاراج کر دیا جو آریو بارزانس کے زیر حکومت تھا اور آرمینیا خرد پر بھی قابض ہو گیا جو گلائیشیوں کے سردار ڈیوٹاریس کو عطا ہوا تھا۔ ڈیوٹاریس نے پامپی کا ساتھ دیا تھا مگر اس کی ہزیمت کے بعد جرمانہ ادا کرنے کی شرط پر قیصر کی اطاعت قبول کر لی تھی مگر چونکہ اس کا ملک اس کے قبضے سے نکل گیا تھا وہ جرمانہ ادا کرنے سے مجبور تھا اس لیئے وہ کیالوی نس سے رجوع ہوا جس کو قیصر نے ایشیا کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ کیالوی نس اس کی مدد کرنے کی فکر میں تھا کہ عین اسی وقت وہ حبش سکندریہ کو طلب کر لیئے گئے اور اس کے ساتھ صرف ایک رومی لیجن رہ گیا مگر اس نے ڈیوٹاریس کے دو گلائی لیجنوں اور مختلف اقسام کے سپاہیوں کو شریک کر کے جو پانٹس، سلیسیا اور کپاڈوشیا میں بعجلت بھرتی کیئے گئے تھے ایک خاصی فوج تیار کر لی۔ مگر بیشتر رومی سپاہیوں کی قیصر کی امداد بھیجے جانے اور سکندریہ کی مشکلات کا حال فارناکیس کو بخوبی معلوم تھا اس لیئے وہ نہ تو کیالوی نس کی تیاریوں سے خائف ہوا اور نہ اطاعت قبول کی۔ اس کے بعد جو جنگ ہوئی اس میں کیالوی نس کی فوجیں یا تو منتشر ہو گئیں یا کام آئیں اور وہ خود چند باقی ماندہ سپاہیوں کو لے کر ایشیا واپس آیا

فارناکس نے فتح حاصل کر کے مشرقی طریقے پر پانٹس پر قبضہ کر لیا اور روما کے شہریوں اور صوبہ مذکور کے باشندوں کی جائدادوں کو ضبط کر لیا۔ بہت سے لوگوں کو سخت جسمانی تکلیف پہنچائی اور اعضا کی قطع و برید کی، گویا اس نے پوری طور پر اپنے باپ کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ ۴۸ ق م کا موسم گرما اس نے پانٹس میں بسر کیا اور موسم بہار میں اس کا قصد تھا کہ بتھنی شیا پر قبضہ کرے۔ مگر اس کا یہ قصد پورا نہ ہو سکا کیونکہ اسانڈر نے جسے اس نے اپنا نائب السلطنت مقرر کر دیا تھا بغاوت کر دی اور جب وہ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے روانہ ہوا تو اسے سکندریہ کے سقوط اور قیصر کی واپسی کا حال معلوم ہوا اور اسے مصر واپس ہونا پڑا۔[1]

(۴۷ ق م) جولائی کے اوائل میں قیصر شام کی طرف براہ سمندر روانہ ہوا اور انطاکیہ پہنچا اس کے ساتھ صرف ایک چھوٹی سی فوج تھی جس کی تعداد بوجہ نقصانات جنگ اب صرف ایک ہزار رہ گئی تھی اسے عجلت بھی تھی کیونکہ اطالیہ سے جو خبریں آ رہی تھیں ان سے عیاں تھا کہ روما اور اطالیہ میں اس کے موجود رہنے کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن وہ مشرق سے قبل اس کے کہ وہ ایک حد تک امن نہ قائم کر لے روانہ نہ ہو سکتا تھا اور جب تک سلیشیا اور شام کے معاملات طے نہ ہو جائیں وہ فارناکیس کے مقابلے پر نہ جا سکتا تھا۔ شام میں اسے بہت کچھ کرنا تھا۔ اس صوبہ میں وہ صرف چند روز رہا مگر غالباً ان ایام میں وہ حد سے زیادہ مصروف رہا ہوگا۔ لیکن غالب یہ ہے کہ اس صوبے کے لوگ فاتح کو خوش رکھنا چاہتے تھے اور قیصر کا رعب بھی طاری کرتا تھا اور اس کی طبیعت اور موجودہ مفاد کا تقاضا یہ تھا کہ ہر فرقہ پیدا نہ ہونے دے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا اور شہروں کا تصفیہ کیا، خدمت کے انعام دیئے اور مقامی باشندوں کے سرداروں کو مشرف کیا۔ یہاں تھا جو بحیثیت روما کے حلیف کے اس سے وفاداری کا اظہار کرنے کے لیے آئے تھے۔ ان سرداروں سے سلطنت روما کی مشرقی سرحد کی حفاظت بہ آسانی ہو سکتی تھی اور قیصر کو تالیف قلوب میں مدد ملے

[1] جنگ سکندریہ ۶۶۔

باب ۵

حاصل تھا اس لیئے سرداران مذکور کی اپنے فرائض کو انجام دینے میں ہمّت افزائی کرنا اُس کے لیئے کوئی دشوار کام نہ تھا۔ جوزیفس[1] کا بیان ہے کہ اُس نے بیت المقدس کے محبان وطن کی بھی ایک حد تک اشک شوئی کی۔ ہرکانس[2] جسے پامپی نے سردار پجاری تسلیم کرلیا تھا مع یہودیوں کے قیصر کو سکندریہ کی معرکہ آرائیوں میں امداد پہنچانے کا موجب تھا اس لیئے قیصر نے اسے سردار پجاری تسلیم کرلیا اور یہودیوں کو مطمئن کرنے کے لیئے انھیں بیت المقدس کی فصیلوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دے دی جسے پامپی نے سولہ سال قبل مسمار کرادیا تھا مختصر یہ کہ قیصر کی خواہش تھی کہ صوبہ شام میں جتنے شہر اور ریاستیں شامل تھیں اُس کے جانے کے بعد کسی کو کسی قسم کی شکایت باقی نہ رہے بلکہ سب اپنی اپنی جائے پر قانع رہیں۔ اس کے بعد وہ سلیسیا کی طرف روانہ ہوا جہاں اُس کا طرزِ عمل وہی رہا۔ وہاں سے وہ شمال کی طرف فارناسیس کی سرکوبی کے لیئے روانہ ہوا۔ راستے میں کپادوشیا جس کے معاملات کا اُسے تصفیہ کرنا تھا اور اس کے علاوہ فوج کی بھی اُسے ضرورت تھی۔ یہ کام اس نے ڈیوٹاریس گلاتی سے لیا جو بذات خود اپنی تقصیر کی معافی کے لیئے حاضر ہوا اور فوج بھی اپنے ساتھ لایا۔ اس فوج میں قیصر نے کیالوی نس کی شکست خوردہ فوج کے باقی ماندہ سپاہیوں کو بھی شریک کرلیا مگر ان کا قابل کار ہونا مشتبہ تھا لیکن قیصر بالکل نڈر تھا، اسی فوج کو لے کر اُس نے پیش قدمی کی اور زیلا واقع پانٹس میں فارناکیس کے مقابلے پر پہنچ گیا۔ نامہ و پیام سے کوئی کام نہ نکلا کیونکہ فارناکیس کو معلوم تھا کہ قیصر اس فکر میں ہے کہ کسی صورت سے جلد روما واپس جائے اور اُس کا خیال تھا کہ لیت و لعل کرنے سے بہتر شرائط پر صلح ہوسکے گی۔ اس لیئے جنگ کا ہونا ناگزیر ہوگیا اور فارناکس[3] سے تدابیر حربی میں

---

[1] جوزیفس تاریخ قدیم چہاردہم ۷، ۱۳۷، ۱۴۲۔

[2] ہرکانس ایک کمزور شخص تھا جو بالکل اینٹی پاٹر ایڈومی کے قبضے میں تھا اور اس کا طرزِ عمل یہ تھا کہ روما میں جو جماعت برسراختیار ہو اُسے خوش رکھے

[3] یہ وہی جنگ ہے جو مشہور الفاظ Veni Vidi Vici (میں آیا میں نے دیکھا،

باب ۵

ایک ایسی فاحش غلطی ہوگئی جس سے قیصر کو قطعی فتح حاصل ہوئی۔ اس فتح سے روما کا اقتدار ایشیائے کوچک میں دوبارہ قائم ہوگیا اور سزا اور انعام کے اصول کو ملحوظ رکھ کر ممالک مفتوحہ کی ازسر نو تقسیم کی ضرورت ہوئی۔ اس تقسیم کا اہم ترین جزو یہ تھا کہ ڈیوٹاریس سے گلاٹیا کی ایک ٹیٹرارکی (ضلع) لے کر متھراڈائیس رئیس پرگامم کو دیا گیا۔ قیصر نے دو لیجن پانٹس میں چھوڑ دیئے اور نبرد آزما تھیں لیجن کے باقی ماندہ اطالیہ بھیج دیئے گئے تاکہ اپنی خدمات کا صلہ حاصل کریں جس کے وہ ہر طرح مستحق تھے۔ قیصر اب بہ عجلت اطالیہ کی طرف روانہ ہوا گو اُسے اثنائے راہ میں مختلف معاملات کے فیصلے کے لیئے رکنا پڑتا تھا۔ زیلا کی لڑائی ۲ اگست ۴۷ء کو ہوئی اور ۲۴ ستمبر کے قریب قیصر ٹارینٹم میں پہنچ گیا۔

بحری معرکہ آرائیاں

(۲ ۴ ۲ ۱) اب ہم بہ اختصار اُن واقعات کا ذکر کریں گے جو سلطنت روما کے دوسرے حصوں میں ہو رہے تھے اور سب سے پہلے اُن ممالک کا ذکر کریں گے جو پامپی کی جماعت کے بیڑوں سے متاثر ہوئے تھے جن کا دور دورہ بحیرۂ ایڈریاٹک اور بحیرۂ یونان میں اُس وقت تھا۔ جنگ فارسالس کے زمانے میں تین اہم مقامات پر قیصری فوجیں قابض تھیں۔ ایم یومپونیس میسانا میں مع ایک لیجن کے تھا اور بندرگاہ میں ۳۵ جہاز بھی تھے اور اطالیہ کے ساحل۔ وبسلیئ کسی اسی قسم کے ایک بیڑے کے ساتھ دینوزیں تھا۔ اس طور پر آبنائے پر قیصریوں کا پورا قبضہ تھا۔ برنڈیسیم میں پی وائٹنیس تھا جس کے زیر کمان وہ لیجن تھے جو قیصر کے پاس نہ پہنچ سکے تھے مگر اُس کی بحری فوج غالباً محض برائے نام تھی۔

بقیۂ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ نے فتح حاصل کی) میں بیان کی گئی۔ یہ الفاظ غالباً کسی تختی یا جھنڈے پر قیصر کے جلوس فتح ۴۶ء کے موقع پر لکھ کر نمایاں کئے گئے تھے (سوئٹونیس جولیس ۳۷) نہ کہ سینیٹ کو خط میں لکھے گئے تھے۔

[1] یہ تاریخ پرانی جنتریوں (Fasti) سے معلوم ہوتی ہے۔ یہی تاریخ الرڈا کے سقوط ۴۹ء کی بھی ہے دیکھو ۹۷، ۱۱، صفحہ ۱۳۲۴، مام سین کا نوٹ صفحہ ۳۹۸۔

باب ۵

الیریکم پر قبضہ قائم رکھنا متعدد وجوہ سے ضروری تھا خصوصاً اس لیئے کہ ممکن تھا کہ بہ درجۂ آخر قیصر کو اسی راہ سے اطالیہ واپس آنا پڑے۔ اسی لیئے وہاں کیو۔ کارنی فیکیس دو لیجنوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔ ان تینوں مقامات پر جنگ کا سلسلہ جاری تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پامپی کی جماعت کس قدر قوی تھی اور فارسالس میں اُن کی فوج کے ضائع ہونے سے اُن کے ذرائع ختم نہیں ہوئے تھے۔ آگے چل کر ہم بیان کریں گے کہ انھوں نے افریقہ میں کس طرح زور پکڑا حالانکہ ان میں کوئی ایسا سر برآوردہ سردار بھی نہ تھا جو اشتراک عمل کو قائم رکھتا اور بحری جنگ میں کامیابی کے جو موقعے تھے اُن سے نفع اُٹھاتا۔

بحری معرکہ آرائیاں — دالی لیس الیریکم کو بچا لیتا ہے۔

(۲۴۳) جنگ فارسالس کے قریب ڈی۔ لائی لیس مع پامپی کے ایک بیڑے کے ساتھ برنڈی سیم کے ساحل پر وارد ہوا اور اس جزیرے پر قابض ہوگیا جو بندرگاہ کے دہانے پر تھا۔ والی لیس نے اُسے وہاں سے ہٹانے کی بہت کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی لیکن پامپی کی شکست کی خبر سُن کر لائی لیس خود ہی وہاں سے چلا گیا۔ آبنائے مسلی میں بھی پامپی کا ایک مشرقی بیڑا اسی کیسیس لانگی نس کے زیر کمان وارد ہوا جس نے پارتھیوں کو کراسس کی ہزیمت کے بعد شام میں آگے بڑھنے سے روک دیا تھا۔ یہ شخص دفعتہً مسینا کی خلیج میں وارد ہوا تھا۔ مسینا میں جتنے جہاز تھے سب اُس نے جلا دیئے اور قریب تھا کہ شہر پر بھی قبضہ کر لے۔ ویبو کے بھی چند جہاز اس نے تباہ کر دیئے مگر یہاں بھی تھسلی کی خبروں سے قیصریوں کو گلوخلاصی حاصل ہوئی اور کیسیس اپنے بیڑے کو لیئے ہوئے وہاں سے چلا گیا[۱]۔ لیکن الیریکم میں جو معرکہ آرائیاں ہوئیں وہ ذرا بڑے پیمانے پر تھیں۔ ی۔ انٹونیس اور اُس کی فوج کے گرفتار ہو جانے کے بعد ان اضلاع میں قیصریوں کا زور گھٹتا جاتا تھا بعض شہر جن میں رومی عنصر غالب تھا

[۱] یہ خیال کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ وہ ملیبی پائنٹ چلا گیا اور وہاں قید ہوا۔ یہی روایت اُس کے بھائی لیوسیس کے بارے میں بھی بیان کی جاتی ہے۔ سوئی ٹونیس جولیس ۶۳ اپین دوم ۸۸۔ ڈائون ۴۲۔۶) مگر قرین قیاس نہیں۔ مسٹر ورڈ فیلپ (۲۶/۲) نے جو روایت بیان کی ہے مشتبہ ہے اور غیر واضح ہے۔

باب ۳

قیصر کے حلقہ بگوش تھے لیکن دیسیوں میں سے بعض (مثلاً اہل ڈلماشیا جنہیں اپنی حالیہ بداعمالیوں کی سزا ملنے کا اندیشہ تھا) مخالف اور پامپی کی جماعت کی امداد پر تُلے ہوئے تھے۔ مگر باوجود ان مشکلات کے کارنی فنیکیس اپنے مقام پر جما ہوا تھا اور چونکہ اُس نے زیادہ کاوش نہ کی اس لیئے چھوٹی موٹی لڑائیوں میں اُسے کامیابی بھی حاصل ہوتی رہی۔ جنگ فارسالس کے بعد ایم آکٹیوس پامپی کے ایک زبردست بیڑے کے ساتھ لبرنو ڈلماشیا کے ساحل پر وارد ہوا لیکن کارنی فنیکیس بحری شہروں کی امداد سے اور دشمن کے اکّے دُکّے جہازوں کو گرفتار کر کے کسی صورت سے اپنے قدم جمائے رہا اگرچہ اب خشکی کی طرف سے ایک دوسری آفت اس پر نازل ہونے والی تھی یعنی فارسالس سے بہت سے فراری شدہ اشخاص شمال کی طرف روانہ ہو کر الیریکم میں داخل ہوئے تھے۔ کم از کم افواہ یہی تھی اور قیصر نے اس خطرے کو دفع کرنے کا انتظام کر دیا کیونکہ وہ پامپی کے تعاقب میں روانہ ہو رہا تھا اور یہ نہیں چاہتا تھا کہ اُس کی غیبت میں مقدونیہ اور الیریا میں پھر جنگ چھڑ جائے۔ جلاوطن اشخاص میں سے جو لوگ اطالیہ میں اُس زمانے میں واپس آئے اُن میں گابی نیس بھی تھا جس نے جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ قیصر نے اُسے حکم دیا کہ جدید عال میں بھرتی ہوئے سپاہیوں کو اپنے ہمرکاب لے کر الیریکم کی طرف روانہ ہو اور شرکت کارنی فنیکیس کسی صورت سے صوبۂ مذکور پر قبضہ کو بحال رکھے اور اگر مناسب خیال کرے تو مقدونیہ میں بھی داخل ہو یعنی کسی صورت سے پامپی کی جماعت کو زور نہ پکڑنے دے۔ گابی نیس ۴۸ء کے اواخر میں روانہ ہوا اور بحیرۂ ایڈریاٹک کے سرے کا چکر لگا کر الیریکم میں پہنچا مگر یہاں اُسے رسد کی سخت دشواری ہوئی کیونکہ اول تو یہ ملک حاصل خیز نہ تھا اور وہاں کے باشندے بھی اُس کے مخالف تھے اس لیئے اپنے سپاہیوں کو کھلانے کے لیئے اُسے شہروں اور قلعوں پر حملہ کرنا پڑا۔ موسم کی ناموافقت سے بھی اُسے سخت تکلیف ہوئی اور بالآخر اُسے جنگ میں شکست ہوئی جس میں اُس کے بہت سے سپاہی ضائع ہوئے۔ باقی ماندہ فوج کو لے کر وہ سالونا میں پہنچا اور چند روز کے بعد وہیں مر گیا۔ اُسکی ناکامی سے

باب ۵

آکٹیویس کو یہ امید ہو گئی تھی کہ تمام صوبہ اُس کے قبضے میں آجائے گا۔ قیصریوں کے مستحکم مقامات پر اُس کا یکے بعد دیگرے قبضہ ہوتا جاتا تھا مگر اس اثنا میں برنڈی سیم سے وائی ٹنیس کارنی فیکیس کے طلب کرنے پر آگیا۔ وائی ٹنیس کو بیڑے کے تیار کرنے میں سخت زحمت ہوئی مگر دفع الوقتی کے لیئے اُس نے جو جہاز بنا لیئے تھے اُن میں بہترین سپاہی تھے۔ برنڈی سیم میں ایک شفاخانہ تھا جس میں قیصر کے وہ بنرد آزما سپاہی تھے جو بوجہ علالت اُس کے ساتھ نہ جا سکتے تھے ان میں سے اب اکثر صحت یاب ہو کر فوجی خدمت کے قابل ہو گئے تھے اور یہ معرکہ آرائی ان کی مرضی کے موافق تھی کیونکہ کوچ کرنے سے لڑنا وہ زیادہ پسند کرتے ہوں گے۔ وائی ٹنیس کی طبیعت ناساز تھی اور موسم سرما کی وجہ سے سمندر کی راہ بھی پُرخطر تھی مگر وائی ٹنیس نے اپنے عزم بالجزم سے ثابت کر دیا کہ وہ قیصر کی نیابت کا اہل ہے۔ آکٹیویس کی پیش قدمی کو اُس نے فوراً روک دیا اور ایک بحری لڑائی میں اُس نے ہوشیاری سے یہ تدبیر کی کہ جنگ دست بدست ہو اس طور پر آکٹیویس کے بیڑے کے اکثر جہاز یا تو غرق کر دیئے گئے یا گرفتار کر لیئے گئے اور وہ خود جنوب کا رخ کر کے افریقہ کی طرف بھاگ گیا۔ اڈریاٹک کا بالائی حصہ اب دشمن سے پاک ہو گیا تھا اور وائی ٹنیس خاطر خواہ کامیابی حاصل کر کے جس میں اُس کا صرف خفیف سا نقصان ہوا تھا برنڈی سیم واپس گیا اور کارنی فیکیس کو الیریکم میں امن قائم کرنے کے لیئے چھوڑ گیا۔ اس موقع پر یہ بھی بیان کرنا مناسب ہو گا کہ پامپی کی جماعت نے اپنے بحری تفوق سے جواب زائل ہو رہا تھا مشترک معرکہ آرائیوں میں کبھی خاطر خواہ کام نہیں لیا تھا۔ ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ روڈز اور مصر کے اسکواڈرن پامپی کی ہزیمت کے بعد اُس کے بیڑے سے علیحدہ ہو گئے تھے اور وائی ٹنیس کی فتح کے بعد کسی فریق کو سمندر پر تفوق حاصل نہ رہا۔

ہسپانیہ میں بدانتظامی

(۴۴ ۱۲) مغرب بعیدہ میں اس اثنا میں چند ایسے واقعات پیش آرہے تھے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر افسر ماتحت کا انتخاب معقول طریقے پر نہ ہو تو افسر اعلےٰ کے غیاب میں اس سے کیا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ہم بیان

کر چکے ہیں کہ جب قیصر سنہ ۴۹ میں ہسپانیہ سے واپس آیا تو ہسپانیۂ بعیدہ کا حاکم باب ۵
اُس نے کیو کیسیس کو مقرر کر دیا تھا۔ یہ شخص اس کے قبل بھی ہسپانیہ میں
رہ چکا تھا اور سنہ ۵۴ سے سنہ ۵۰ تک پامپی کا کویسٹر تھا جو بحالت غیاب اس
صوبے پر حکومت کرتا تھا مگر وہاں کے لوگ کیسیس سے اس قدر بیزار ہو گئے
تھے کہ انھوں نے اُسے جان سے مار ڈالنے کی فکر کی۔ سنہ ۴۹ کے اوائل میں اُس نے
بحیثیت ٹری بیون سینیٹ میں قیصر کی طرفداری کی تھی اور اُس کے ساتھ ہی
ہسپانیہ کی معرکہ آرائیوں میں شریک ہونے کے لیئے گیا۔ خدمات مذکور کے
صلے میں قیصر نے اُس کو چار لیجنوں کے ساتھ وہاں کا حاکم مقرر کر دیا جنوبی ہسپانیہ
میں جس کا صدر مقام کارڈوبا (قرطبہ) تھا رومی تمدن بہت کچھ مروج ہو چکا تھا۔
سیپیو اکبر نے مریض سپاہیوں کی ایک نوآبادی اٹالیکا میں دوسری جنگ قرطاجنہ
کے زمانے میں قائم کر دی تھی اور اُسی زمانے[۵۱] سے اطالیہ کے مستعمرین ہسپانیہ میں
بسنے لگے تھے۔ باہمی مناکحت اور اتحاد مفاد کی وجہ سے رومی اور دیسی شیر و شکر
ہو گئے تھے اور یہ جنوبی اضلاع پُر امن تھے۔ بیٹس (وادی الکبیر) ندی کے کنارے
ہرے بھرے شہروں کا ایک سلسلہ چلا گیا تھا اور پُر عزم رومی کان کنی میں بھی مشغول
تھے۔ لاطینی کا عام رواج تھا اور کارڈوبا میں لاطینی گو شاعر بھی تھے گو سسرو[۵۲] کے
سخن آشنا کانوں کو اُن کی نظمیں بے سُری معلوم ہوتی ہوں۔ لوسی ٹانیا کا مُلک
جو شمال مغرب میں تھا ابھی تک متمدن اور پُر امن نہ ہوا تھا اور چونکہ عرصۂ دراز
کی خوں ریزی کے بعد فتح ہوا تھا جس کی یادگار فراموش نہیں ہوئی تھی اس لیئے
وہاں کے لوگ ابھی تک قانع اور مطمئن نہیں ہوئے تھے۔ مگر کوئی بغاوت بھی نہ تھی
جس کی وجہ سے سخت تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہو۔ مگر قیصر کے پیٹھ پھیرتے ہی کیسیس
نے اپنی ہرزگی شروع کر دی اور صوبۂ مذکور میں بہت جلد سخت ابتری پھیل گئی۔
اہل روما اور باشندگان صوبہ پُر امن ماننے ظلم کرنے کے لیئے سپاہیوں کو اُس نے

---

۵۱ اسپین ہسپانیہ ۳۸-
۵۲ سسرو پیرو آرکیا ۲۶-

باب ۵

انعام و اکرام دینے شروع کیے اور اُن کے ساتھ ونت نئی رعایتیں کیں جن سے لیجنوں کا ضبط فوجی بگڑ گیا۔ لوسی ٹانیا پر اُس نے کسی نامعلوم وجہ سے یورش کر دی اور وہاں سپاہیوں نے اُسے امپراطور کہہ کے اُس کی سلامی اتاری۔ اس کے بعد سماعت مقدمات (Aseize) کے لیے کورڈوبا میں اُس نے قیام کیا اور استحصال بالجبر کا ناگفتہ بہ سلسلہ جاری کر دیا۔ اسے روپے کی خواہش تھی اس لیے ہر قسم کے اشخاص سے اُس نے کسی نہ کسی صورت سے روپیہ اینٹھنا شروع کیا جس کی وجہ سے اسے قتل کرنے کے لیے سازش ہوئی۔ اب اُس نے ایک لیجن اور رسالہ بھرتی کر لیا جس کا خرچ بہت زیادہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اور بھی ہر دل عزیز نہ رہا۔ سنہ ۴۸ کے اوائل میں **قیصر** نے اُسے حکم بھیجا کہ سمندر کو عبور کرکے افریقہ جائے اور وہاں جوبا پر حملہ آور ہو تاکہ وہ بادشاہ جس نے حال ہی میں **کیوریو** اور اُس کی فوج کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ پامپی کے طرفداروں کی مزید امداد نہ کرنے پائے۔ احکام مذکور کی تعمیل کے لیے کیسیس نے سرگرمی سے تیاری شروع کر دی مگر اسی اثنا میں پھر اُس پر ایک حملہ ہوا اور زخمی ہو کر وہ صاحب فراش ہو گیا۔ لوگ خیال کرنے لگے کہ اب وہ قریب الموت ہے جس کی وجہ سے اور بھی ابتری پھیل گئی بعض لیجنوں نے جن میں مقامی عنصر زیادہ تھا اب سازش کرنے والوں میں سے ایک کو اپنا سرغنہ بنا لیا۔ لیکن کیسیس کو صحت ہو گئی اور لیجن بغاوت کرنے کے لیے پوری طور پر تیار نہ تھے۔ سازش کرنے والوں میں سے بعض قتل کر دیئے گئے اور بعض نے روپیہ دے کر اپنی جاں بخشی کرائی۔ اس طرح قتل کی سازش سے بھی کیسیس نے خاصہ نفع اٹھایا۔

کیوکیسیس کا خاتمہ

(۱۲۴۵) اُسی زمانے یعنی اوائل ستمبر میں فارسالس کی خبر فتح ہسپانیہ میں آئی۔ کیسیس کا وجود قیصر کے لیے اب چنداں مفید نہ تھا اور یہ غالباً اُسے ناگوار ہوا ہو گا کہ وہ حسب سابق تیاریوں اور اپنے خاص طریقے پر روپیہ جمع کرنے میں مشغول رہا۔ اپنے قرضوں کی ادائی کی اُس نے یہ صورت نکالی کہ قرضخواہوں سے جبراً وصول یابی کی رسیدیں لکھوا لیں اور دوسروں سے بھی جبراً روپیہ وصول کیا۔ استحصال بالجبر کی ایک دوسری تدبیر اُس نے یہ نکالی تھی کہ لوگوں کو فوجی ملازمت کے لیے بلاتا اور پھر کچھ لے کر مستثنیٰ کر دیتا۔ لیکن جب وہ افریقہ روانہ ہونے کے لیے

باب ۲۵

بالکل تیار ہوگیا اور رہی سہی رقمیں وصول کر رہا تھا ہسپانیہ میں فی الحقیقت بغاوت شروع ہوگئی۔ اس بغاوت کی تفصیلی حالات ہم بیان نہیں کرسکتے۔ صرف اتنا بیان کرنا کافی ہوگا کہ جنوبی ہسپانیہ میں خانہ جنگی شروع ہوگئی جو پوری طور سے فرو نہ ہوئی لیکن سپاہی کیسیس سے سخت ناراض تھے مگر قیصر کے اب بھی حلقہ بگوش تھے۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کوشش کی کہ باغیوں کو اپنی جماعت میں شریک کرلیں مگر انھیں مطلق کامیابی نہ ہوئی۔ کارڈوبا بھی بغاوت کا ایک مرکز بن گیا مگر یہاں کے لوگ بھی قیصری تھے کیسیس نے مارکس لیپڈس بادشاہ بوگڈ سے مدد طلب کی مگر باوجود اس بادشاہ اور ہسپانیہ کے چند شہروں کی مدد سے وہ اپنا اقتدار دوبارہ قائم کرسکا مگر اس غیر قطعی جنگ کا خاتمہ ایم ایمی لیئس لیپی ڈس (پروکانسل ہسپانیۂ قریب) کے اپنی فوج لے کر آنے سے ہوگیا۔ کیسیس نے اسے بھی بلایا تھا مگر لیپی ڈس نے بجائے اس کے شریک ہونے کے ثالث کی حیثیت اختیار کی کیونکہ اس نے خوب سمجھ لیا تھا کہ کیسیس ہی بانیٔ فساد ہے اس لیے اس نے مارکس لس کی تائید کی جو غالباً باغیوں کا سرغنہ تھا۔ یہ امر بالکل واضح ہے کہ ان بے ضرورت پیچیدگیوں اور فسادوں میں کئی مہینے ضائع ہوگئے اور ۴۷ق م کا آغاز ہوکر زمانہ گزر چکا تھا کیونکہ لیپی ڈس نے جب امن قائم کردیا تو اس کے کچھ روز بعد ہی ٹربی بونیس اس صوبے کا جائزہ لینے کے لیے آیا۔ چونکہ انطاکیہ سے وہ برنڈیزی[1] سے ۴۸ ق م میں اگست کے وسط میں آیا اسلیئے وہ کارڈوبا میں ستمبر سے قبل نہ پہنچا ہوگا۔ کیسیس فوراً جہاز میں بیٹھکر وہاں سے روانہ ہوگیا مگر اثنائے سفر میں سمندر میں ہلاک ہوگیا اور اس طور پر ایک سینہ زور بدمعاش کا خاتمہ ہوگیا جس کی بداعمالیوں کی تلافی بہ آسانی نہ ہوسکی۔

قیصر کے وسیع اقتدارات

(۱۲۴۶) اطالیہ کے واقعات کو میں کائی لیس اور میلو کی دیوانہ وار سازش کے فرو ہونے تک بیان کرچکا ہوں کانسل سرویلیس روما میں برسرحکومت تھا اور لوگ بالعموم مرکز جنگ کی خبروں کے منتظر نظر آتے تھے۔

[1] سروائیڈ ایچ کلم یازدہم ۳۰ Fam ۱۵،۲۱،۲

باب ۵ جنگ فارسالس کی جب خبر آئی تو انبوہ شہر نے پامپی اور سولا کے مجسمات گرا دیے لیکن پامپی کی موت کی خبر کی تصدیق ہونے تک کوئی باضابطہ کارروائی نہ ہوئی۔ مگر اس کے بعد سینیٹ اور مجلس عامہ نے فاتح کو اعزاز اور غیر معمولی اقتدارات عطا کرنے شروع کر دیے بیان کیا جاتا ہے کہ اُسے مقتدر کیا گیا کہ حسب خواہش جنگ یا صلح کرے اور پامپی کے شرکا کے ساتھ جیسا سلوک چاہے کرے۔ شاہ جوبا پر فتح حاصل کرنے کی خوشی منانے کی بھی اُسے اجازت دی گئی حالانکہ یہ فتح ابھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اُسے آیندہ پانچ سال کے لئے کانسلی کا امیدوار ہونے عہدہ ہائے حکومت کے لئے (سوائے ان عہدوں کے جو بلی بین لوگوں کے لئے مخصوص تھے) نامزدگی کرنے اور پرو پریٹری صوبہ داریوں کے لئے تقررات کرنے کے اقتدارات بھی عطا کئے گئے۔ اِس آخری اقتدار سے پامپی کے قانون ۵۲ھ کی تنسیخ لازم آئی یعنی دکانسل پرو کانسلی صوبہ جات کو آپس میں بذریعہ قرعہ اندازی قایم کرتے تھے یہ طریقہ برائے نام قایم رہا مگر اس سے قیصر کی مطلق العنانی میں کوئی فرق نہ آتا تھا۔ باوجود پیٹریشین ہونے کے ٹربیونوں کے اختیارات بھی اسے ایک جدید اور جامع طریقے سے عطا ہوئے یعنی اُسے یہ حق عطا کیا گیا کہ ٹربیونوں کے ساتھ اجلاس کرے اور بہ لحاظ اختیارات ان کا ہم رتبہ ہو۔ اس طور پر اُسے یہ اختیار مل گیا کہ ہر ایسی تجویز کو قانوناً رد کر دے جو اُسے پسند نہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی شخص جسے وہ پسند نہ کرتا ہو کسی ایسی خدمت کا دعوے دار ہو جو بلی بین لوگوں کے لئے مخصوص ہو تو وہ اُس کو امیدواری سے باز رکھ سکتا تھا در حقیقت یہ ایک حاکم مطلق العنان کو قانوناً وجود میں لانا تھا مگر رومیوں کی عادت کے مطابق یہ تمام کارروائی نہایت بھونڈے طریقے پر ہوئی مگر یہ وسیع اقتدارات بھی کافی نہ خیال کئے گئے اور اُسے بار دیگر ڈکٹیٹر[1] (حاکم مطلق العنان) مقرر کیا گیا اور

[1] مام سین اسنادانہ یادداشت قیصر کی مطلق العنان حکومتوں پر اس مضمون پر صد درجہ مقبول ہوئی (مجموعہ کتبات لاطینی جلد اول صفحات ۴۵۱-۴۵۲) اُس میں کتبات اور سکوں سے جو شہادت بہم پہنچتی ہے پوری طرح بحث کی گئی ہے اُس کی یادداشت (مجموعہ کتبات لاطینی یکم ۲۰۔ ولمنس ۱۱۰۸) بھی ملاحظہ ہو۔

باب ۵

اور اس خدمت پر اس کا تقرر صرف انتخابات عمل میں لانے یا کسی دوسرے مخصوص فرائض کے لیئے نہیں ہوا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ سروِلیس نے اُسے اس خدمت پر بلا تعین مدّت اُسی طریقے پر نامزد کیا تھا اور اُس کی وہی حیثیت تھی جو سولا کی تھی۔ یہ واقعہ اکتوبر کا ہے جب کہ قیصر مصر کے معاملات میں پھنسا ہوا تھا اس لیئے سکندریہ ہی میں وہ اس خدمت پر فائز ہوا اور انٹونی کو اپنا 'میر اصطبل' نامزد کیا جو اُس وقت اطالیہ میں تھا اور 'فارسالس' کی لڑائی کے بعد نبرد آزما سپاہیوں کے لیجنوں کو لیکر وہاں سے واپس ہوا تھا۔ یہ طے ہوا تھا کہ ان سپاہیوں کو قیصر کی واپسی اور خدمتوں کا انعام ملنے تک چھاؤنیوں میں رکھا جائے مگر مدّت دراز تک فوجی خدمات کے انجام دینے کے بعد بیکار رہنے سے ان لوگوں کے اخلاق و عادات بگڑ گئے اور جب بے کاری میں کئی مہینے گزر گئے تو اُن کا وجود قیام امن میں مخل ہونے لگا۔

قیصر کی غیبت میں روما میں ابتری

(۷۰۶ ۱۲) ۴۸؁ کے اختتام پر اطالیہ کی یہی حالت تھی قیصر اور سروِلیس کی کانسلی بھی سال مذکور کے ساتھ ختم ہوگئی اور سال آیندہ کے حکام کے تقرر کے لیے قیصر نے کوئی انتظام نہ کیا تھا۔ دونوں مجلسیں یعنی سینیٹ اور مجلس عامہ اپنے اکثر اقتدارات سے دست کش ہو چکی تھیں اور قیصر بذات خود یک گونہ مصر میں قید تھا۔ روما میں صرف انٹونی ہی ایک حاکم تھا جو کسی خدمت کیورول پر فائز تھا اور وہ بھی معمولی قسم کی نہ تھی۔ 'میر اصطبل' کے علاوہ دس ٹربیون موجود تھے مگر خدمت ٹربیونی سے امور مملکت کے عملی انصرام میں کبھی مدد نہ مل سکتی تھی۔ کئی مہینے تک سخت ابتری تھی اور اصل بانی فساد دو ٹربیون تھے جن میں سے ایک پی کارنی لیس ڈولابیلا سسرو کا شوریدہ سر داماد تھا۔ سپہ گری میں جب اُسے کوئی کامیابی نہ ہوئی تو جنگ فارسالس کے بعد وہ روما میں واپس آیا اور پلی بین بن کر ٹربیون منتخب ہو گیا۔ اُس نے اب وہی وتیرہ اختیار کیا جو ایم کائی لیس کی بربادی کا باعث ہوا تھا یعنی قرضداروں کو قرض کے بارے سبکدوش کرنا چاہا۔ قرضخواہوں کی طرف سے ایل ٹربی لی لیس نے اُس کی مخالفت کی۔ ڈولابیلا کی تجویز یہ تھی کہ قرضے ساقط کر دیے جائیں اور کرایے معاف کر دیے جائیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں جماعتوں میں لٹھ چلنے لگا اور شہر میں فتنہ و فساد

باب ۵

کا بازار گرم ہو گیا سینیٹ نے حکم دیا کہ اس معاملے کا تصفیہ قیصر کے آنے تک ملتوی کر دیا جائے اور انٹونی اور باقی آٹھ ٹریبیونوں کو ہدایت کی کہ قیام امن کی طرف متوجہ ہوں۔ مگر انٹونی کو اسی زمانے میں بددل سپاہیوں کو منانے کے لیے روما سے جانا پڑا اور دونوں جماعتوں کے سرغنوں نے اس کے نائب کی کچھ پروا نہ کی اس لیے بلووں کا سلسلہ جاری رہا۔ سکندریہ کے سقوط کی خبر آنے کے کچھ روز بعد تک یک گونہ سکوت رہا مگر جب معلوم ہوا کہ ابھی قیصر فارناکیس سے برسرپیکار ہے تو پھر بلوے شروع ہو گئے۔ انٹونی بیچ بچاؤ کرتا چاہتا ہے، پہلے اس کی نقاضات ڈولابیلا پر تھی اور پھر ٹریبیلیس پر۔ آخر عوام کے جتھے بالکل قابو سے نکل گئے اور سینیٹ نے غالباً آخری حکم کی صورت میں انٹونی سے امداد طلب کی۔ انٹونی نے مجبوراً اپنے سپاہیوں سے کام لیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ خوب زبردست جنگ ہو گئی جس میں ۸۰۰ آدمی کام آئے۔ لیکن ڈولابیلا کی تجویزیں فی الحال منسوخ کر دی گئیں اور لوگ قیصر کی واپسی کے منتظر رہے۔

پامپی کے فرزندوں کا منتشر ہونا

(۴۸ ، ۴۷ ق م) لابی ئنس فارسالس کی ہزیمت کی خبر لے کر ڈائراکیم میں اگست کے وسط میں پہنچا۔ پامپی کے جو طرفدار وہاں تھے انھوں نے گھبرا کر مقام مذکور کا تخلیہ کر دیا اور سمندر کی راہ سے اپنے بحری مستقر کو چلے گئے جو کورکائرا میں تھا۔ بعض اور بالخصوص سسرو نے رائے دی کہ اب فاتح کے آگے سر تسلیم خم کرنا چاہیے۔ اس مشورے سے نوجوان سیکس پامپی اس قدر برافروختہ ہو گیا کہ اس غداری کی پاداش میں اسے قتل کر دے مگر کیٹو نے اس کی جان بچا لی۔ اس کے بعد سسرو اپنے بھائی کے ساتھ پاٹرے واقع اکائیا کو چلا گیا مگر وہاں کسی ناموافقت کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ وہاں سے سسرو اکتوبر میں برنڈیزیم کو گیا جہاں وہ اپنے نقیبوں اور ان کے نیزوں کے ساتھ گیا۔ ۹ مہینے تک سخت مایوسی اور بے بسی کی حالت میں مقیم رہا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسے اطالیہ میں رہنا چاہیے کہ نہیں کیا انٹونی اس کے ساتھ انسانیت سے پیش آیا اور کچھ عرصے کے بعد اسے اس عام حکم سے مستثنیٰ کر دیا جو پامپی کے طرفداروں کے خلاف میں نافذ ہوا تھا۔ وائی نیس بھی پرانی رنجشوں کو فراموش کر کے سسرو کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آیا مگر وہ اپنی خانگی پریشانیوں سے

سخت مصیبت میں تھا اور اُسے یہ بھی اندیشہ تھا کہ قیصر معلوم نہیں میرے ساتھ کس طور پیش آتا ہے۔ لیکن قیصر نے اس کی اس بدگمانی کو خط لکھ کر رفع کر دیا اور جب واپس آیا تو اُس کی بہت مدارات کی کیونکہ اس کی عین خواہش تھی کہ سسرو سا سربرآوردہ اور اعلیٰ خصائل کا آدمی اُس کی جماعت میں شریک ہو جائے۔ قیصر کو خوب معلوم تھا کہ اُس کی جماعت میں جتنے سربرآوردہ اشخاص ہیں سب کا چال چلن مشتبہ ہے اور ہر ایک کی شہرت پر آنچ آ چکی ہے۔ یہ لوگ لڑائی بھڑائی کے کام کے تو تھے مگر امن قائم ہو جانے کے بعد امور مملکت کے انصرام کے لیے باعزت اشخاص کی ضرورت تھی۔ اکثر [illegible] پامپی کے طرفدار تھے منتشر ہو کر مختلف مقامات کو چلے گئے۔ سیسیرو اور بعض دیگر اشخاص افریقہ کو چلے گئے جہاں ان کی جماعت برسر حکومت تھی۔ [illegible] کا بیان ہے کہ [illegible] پامپی ہسپانیہ چلا گیا مگر اس کا قول مشتبہ ہے۔ کیٹو نے ایک زبردست جماعت کے ساتھ [illegible] پر قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر جب اس میں ناکامی ہوئی تو پامپی سے ملنے کی غرض سے مصر کی طرف روانہ ہوا اور وہاں جب اس کی موت کی خبر ملی تو بعض نے افریقہ کا رخ کیا یا منتشر ہو گئے یا قیصر کی اطاعت قبول کرنے کی فکر میں ہو گئے۔ ان میں سے کوئنٹس سسرو بھی تھا جسے قیصر نے انطاکیہ میں معاف کر دیا۔ قیصر نے سی [illegible] کیسیس[۵۲] کو بھی معاف کر دیا جس کے [illegible] سسیلی [illegible] واقف تھا اور اپنا لیگیٹ (نائب) مقرر کر کے فارناکیس کے خلاف [illegible] سے کام بھی لیا تھا۔

قیصر کی واپسی اور رحم و قیام جدید قوانین

(۹ ۴ ۱۲) قیصر اطالیہ میں وہاں کے لوگوں کے اندازے سے قبل واپس آ گیا اور اس کی واپسی کی وجہ سے سیاسی مناقشات یک لخت دفع ہو گئے۔ اطالیہ کی مشکلات کا اسے علم تھا اور اسی وجہ سے واپسی میں اس نے عجلت کی تھی۔ انٹونی کی

۵۱ سسرو پرو لیگاریو۔ سسرو نے جب یہ تقریر کی (۴۶ ق م) تو وہ طلوع فتح سے مایوس ہو چکا تھا اور اپنے نقیبوں کو جواب دے چکا تھا۔

۵۲ یہ ڈائون (۲۳/۴۲:۱۳) کا بیان ہے اور کیسیس کی اطاعت گزینی کے متعلق غالباً یہ صحیح ترین روایت ہے۔ اسی شخص نے آگے چل کر قیصر کو قتل کر دیا۔ سسرو Ad Fam ششم ۱۰۷۔

باب ششم

سہل انگاری سے اُسے سخت مایوسی ہوئی اور ممکن ہے کہ اُس کو قیصر نے خدمت سے علٰحدہ بھی کر دیا ہو۔ مگر سپاہیوں کی بے صبری سے جو مشکلات پیدا ہونے والی تھیں اُن کو ملحوظ رکھ کر روما میں اُس نے دفع الوقتی کا طرزِ عمل اختیار کیا۔ اسی بنا پر اُس نے ڈولابیلا سے کوئی بازپرس نہ کی اور مالیاتی مشکلات کا اپنے طریقے پر تصفیہ کر دیا۔ قرضے بالعموم ساقط نہیں کئے گئے مگر قانون جولیا ۴۹ھ کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جو قرضدار لوگوں کی تکالیف کو رفع کرنے کے لیئے نافذ ہوا تھا۔ مکان کے کرایوں کے متعلق غیر معمولی کارروائی کی ضرورت تھی اس لیئے اُس نے کائی لیس اور ڈولابیلا کے طرزِ عمل کو اختیار کیا۔ ایک جدید قانون نافذ کرا کے اُس نے کرائے ایک سال کیلئے معاف کرا دیے مگر معافی کے لیئے ایک انتہائی حد مقرر کر دی یعنی روما میں ۲۰۰۰ سسٹر کی (قریب ۲۰ پونڈ انگریزی) اور اطالیہ کے دوسرے حصّوں میں ۵۰۰ سسٹر کی (قریب ۵ پونڈ انگریزی) جس کی وجہ سے صرف غربا اس قانون سے مستفید ہو سکتے تھے ایک دوسرے قانون کے نفاذ سے زمین کے لیئے ایک غیر حقیقی مانگ پیدا کر کے روپے کے لین دین کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی۔ مورخین کے غیر مکمل بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر نے ایک قانون نافذ کیا[1] جس کا منشا یہ تھا کہ ساہوکار اپنے سرمائے کا ایک حصّہ (غالباً دو ثلث) اطالیہ کی اراضی میں لگائیں اور غالباً اُس نے زرعی علاقوں کا بازار کی قیمت سے زیادہ پر رہن کئے جانے کو ممنوع قرار دیا۔ اگر اس قاعدے پر عمل کیا جاتا تو ممکن تھا کہ روپے کا چلن بڑھ جاتا اور مرہونہ علاقوں کی تعداد کم ہو جاتی۔ اس سے یہ بھی امید ہو سکتی تھی جو واضع قانون کے ذہن میں ضرور رہی ہوگی کہ دولت مند لوگ اطالیہ کے دیہاتی علاقوں کے فلاح و بہبود میں زیادہ دلچسپی لینے لگیں گے۔ حکمراں طبقے کا مالک اراضی ہونا ایک قدیم اُصول تھا جو قیصر کے زمانے کے بعد بھی تسلیم کیا جاتا تھا۔ مگر اس قسم کے قوانین پر عمل کرنے سے لوگ گریز کرتے تھے

[1] ٹیسی ٹس تاریخ ششم ۱۶، ۱۷۔ اس کے علاوہ دیکھو سوئی ٹونیس ٹائی بیریس ۴۸، ۴۹ اور پلینی خطوط ششم ۱۹ جس میں ٹراجن کے زمانے کی ایک اسی قسم کی کوشش کا ذکر ہے۔ ڈائون کا بیان ہے کہ روپیہ جمع کرنے کو روکنے کے لیئے قیصر نے ایک قانون نافذ کیا تھا دیکھو فقرہ ۲۰ ۱۲ کتاب ۴۱۔

باب ۵ اور سرمائے کو قوانین کے ذریعے سے قابو میں رکھنا ناممکن تھا۔ امن و امان قائم رکھنے کے لیے ان خطرناک جماعتوں Collegia کا انسداد ضروری تھا جو سنہ ۶۴ میں مسدود کر دی گئی تھیں اور جنھیں کلوڈیس پھر وجود میں لایا تھا۔ قیصر نے ان جماعتوں کو اب قانوناً مسدود کر دیا اور صرف چند قدیم یا مستند جماعتوں کو باقی رہنے دیا جن میں ایک یہودیوں کی بھی تھی۔ انتخابات کا بھی انتظام کرنا تھا کیونکہ سال ختم ہو رہا تھا۔ عہدوں پر عہدہ داروں کے مقرر کرنے سے ایک تو یہ نفع تھا کہ اس کی کارروائیاں ایک حد تک باضابطہ ہو جائیں اور پھر اپنے متوسلین کو صلہ دینے کا بھی موقع ملتا تھا۔ اس لیے سال کے باقی دنوں کے لیے وائی تیس اور فوفیس کالی نس کانسل مقرر کیے گئے اور کم درجے کی خدمتوں پر دوسرے اشخاص مقرر ہو گئے۔ پریٹروں کی تعداد زیادہ کر کے دس تک کر دی گئی اور پجاریوں کی بڑی بڑی جماعتوں میں دیگر اشخاص کے لیے گنجائش نکالی گئی۔ یہ جائدادیں حین حیاتی تھیں۔ اس طور پر بغیر کسی خرچ کے متعدد اشخاص کی آرزوئیں پوری ہو گئیں سینیٹ میں بھی بہت سی جائدادیں خالی تھیں جن کو تقررات کرنے کے لیے قیصر نے طبقۂ ایکوائٹ کے بعض افراد اور اپنے شرکا میں سے بعض کا تقرر کر دیا جن میں سے اس کے چند وفادار سنتوری بھی تھے۔ تقررات مذکور میں سے بعض لوگوں کو سخت ناپسند بھی ہوئے مگر اس کی حالت سخت نازک تھی اور عجلت میں بھی تھا کیونکہ ممالک شرقی میں عرصۂ دراز تک رک جانے سے پامپی کے طرفداروں کو افریقہ میں زبردست فوجیں جمع کرنے کا موقع مل گیا اور اسے خود کسی جدید معرکہ آرائی کا بندوبست کرنے کی مطلق فرصت نہ ملی تھی۔ اپنے متوسلین کو ان کی خدمات کے صلے دینے اور جنگ کے جاری رکھنے کے لیے اس کے پاس بالکل روپیہ نہ تھا کیونکہ مشرق میں اس نے جو رقوم وصول کیں وہ اس کے اندازے سے بہت کم تھیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بعض افراد اور بستیوں سے زبردستی قرضے لیے۔ اس ناگوار طرز عمل کو اختیار کرنے پر وہ غالباً شدید ضرورت کی وجہ سے مجبور ہوا ہوگا۔ اس نے ایٹی کس کو البتہ ان جبری قرضوں سے مستثنیٰ کر دیا تھا کیونکہ ایسے دولت مند آدمی کا وجود دل سے

باب ۲۷

پامپی کا طرفدار ہونے کے غیر جانبدار رہنا باعث مسرت تھا۔ پامپی اور دیگر
اشخاص کی جائدادوں کو بھی اُس نے غالباً مجبوری ہی کی وجہ سے نیلام پر چڑھایا
ہوگا اور اُس کے دو ناخوش آیند نتائج ہوئے۔ اوّلاً تو محبانِ وطن کو یہ ناگوار
ہوا اور ثانیاً یہ دقت پیدا ہوئی کہ قیصر کے بعض دوستوں نے نفع کا موقع دیکھ کر
علاقوں کو خرید لیا اور پھر اس امر کے متمنی ہوئے کہ قیصر کی دوستی کی وجہ سے
زرِ ثمن کے ادا کرنے سے بچ جائیں۔ اسی امید پر وہ لوگ دل کھول کر بولیاں
بولے اور جب قیصر نے زرِ ثمن کے ادا کرنے پر اصرار کیا تو انھیں سخت ناگوار ہوا۔
انٹونی کا معاملہ نہایت شرمناک ہے جس نے پامپی کے مکان واقع روما کو
خرید لیا تھا۔ دو سال تک قیصر اُس کی قیمت کی ادائی کے لیے اصرار کرتا رہا اور
انٹونی گریز کرتا رہا جس کی وجہ سے دونوں میں بے لطفی بھی ہوگئی مگر بالآخر
۳۲۶ قیصر نے غالباً اس رقم کو معاف کر دیا۔[1]

بغاوت اور اُس کا فرو ہونا

(۵۰ ۱۲) قیصر روما ہی میں تھا کہ لیجنوں نے بے صبری سے علانیہ بغاوت
کر دی۔ ان لیجنوں کو حکم دیا گیا تھا کہ سسلی روانہ ہو جائیں اور وہاں افریقی معرکہ آرائی
کے لیے تیار رہیں۔ جو افسر[2] قیصر کا یہ حکم الیشیا سے لایا تھا اُسے انھوں نے سنگسار
کر دیا اور جواب دیا کہ جنگ فارسالس سے قبل انعام اور عطائے اراضی کے جو
وعدے کیے گئے تھے جب تک اُن کا ایفا نہ ہو ہم اپنے مقام سے نہ ٹلیں گے۔
اس کے بعد ایک دوسرا افسر[3] اُن کو سسلی لے جانے کے لیے روانہ کیا گیا اور یہ
وعدہ کیا گیا کہ فی سپاہی ایک ہزار دینار (۴۰ پونڈ انگریزی) زائد انعام دیا جائے گا۔
مگر اس افسر نے بھی بھاگ کر جان بچائی۔ یہ لوگ وعدوں سے اب گھبرا اُٹھے تھے اور
نقد رقم چاہتے تھے اس لیے انھوں نے روما پر دھاوا کر دیا۔ یہ امر بالخصوص

---

[1] سسرو نے اس مضمون کو ایک حد تک مبالغے کے ساتھ دوسری فلپک میں بیان کیا ہے مگر دوسرے مورخین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ دیکھو اس تقریر پر ہالم اڈمیر کا دیباچہ۔

[2] پی سولا سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۱، ۲۱-۲، ۲۲-۲۔

[3] سیلسٹ۔

قابل لحاظ ہے کہ کسی سربرآوردہ سرغنہ یا قیصر کے کسی مخالف نے ان لوگوں کے غیظ وغضب سے نفع اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ یہ لوگ باغی ضرور تھے مگر اپنے آپ کو قیصر کے سپاہی کہتے تھے، ان کو اسی سے سروکار تھا اور وہی ان سے عہدہ برآ ہو سکتا تھا۔ اب قیصر کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اس مشکل کو اپنی جسارت سے رفع کرے۔ اس لیے وہ یکایک باغیوں کے میدان میں اُن کے درمیان پہنچا کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں خدمت سے سبکدوش کردو۔ اس نے فوراً انھیں علیحدہ کردیا اور وعدہ کیا کہ میں جب افریقہ سے اپنی فتح کی خوشی منانے کے لیے واپس آؤں گا تو تمھارے تمام مطالبات کو پورا کردوں گا اور واجب الادا رقوم کا سود بھی دے دوں گا۔ مگر انھیں مخاطب کرنے میں اس نے انھیں شہریان روما (Quirites) کہہ کر خطاب کیا نہ کہ سپاہی (Milites) جس سے انھیں معلوم ہوگیا کہ آج کی تاریخ سے یہ سپاہی نہ رہے۔ اب وہ مخمصے میں پڑ گئے یعنی اگر وہ قیصر کو قتل کر دیتے تب تو انعام ملنے کی رہی سہی امید بھی جاتی ہے اور اگر اپنی خدمات سے دست کش ہوتے ہیں اور وہ افریقہ کا سپہ سالار انھیں ساتھ لیے چلا جاتا ہے تو اس میں بھی انھیں کا نقصان ہے کیونکہ یا تو وہ ہلاک ہو جائیگا اور ان کی امیدوں کا بھی اسی کے ساتھ خاتمہ ہو جائیگا یا اگر وہ فتح حاصل کرکے ایک نئی فتحمند فوج کے ساتھ واپس آئیگا تو اس جدید فوج کے حقوق ان سے کہیں زیادہ ہوں گے اور یہ ایسا ہرگز نہ چاہتے تھے۔ ایک ایسے آقا سے جس پر تخویف کا کوئی اثر نہ ہو جبراً روپیہ وصول کرنا دشوار تھا اور انھیں خود بھی مقابلہ شمشیر زنی اور نیزہ بازی کے قلبہ رانی پسند نہ تھی اس لیے انھوں نے عفو معاصی کی درخواست کی اور قیصر نے ظاہری اکراہ کے ساتھ ان کی خدمات کو بطور رضاکاروں کے قبول کر لیا۔ یعنی خلاصہ یہ کہ اس نے اپنی من مانی شرائط پر ان سپاہیوں پر قابو حاصل کر لیا مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ ان کے ساتھ کس طور پر پیش آیا کیونکہ مورخین نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ البتہ ڈائون کا بیان ہے[1] باب ۵

[1] ڈائون ۴۲، ۲۷۔۵۵۔ مقابلہ کرو پلوٹارک قیصر ۱۵۔ سوئی ٹونیس جولیس ۷۰۔ ایپین دوم ۹۲-۹۴۔

باب ۵ کہ اُس نے اطالیہ میں نیک اطوار اشخاص کو چھوڑ دیا جو یہاں میں رہنے کے لائق تھے اور صرف شوریدہ سر سپاہیوں کو اپنے ساتھ افریقیہ لے گیا۔ اس مصنف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ گو قیصر بالطبع نیک مزاج تھا اور اپنے سپاہیوں سے مراعات ملحوظ رکھتا ہے مگر باغیوں کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کرتا اور سخت
سزائیں دیتا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ڈائون نے معاصرین کے اقوال کو کس حد تک ۳۲۰
صحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور کہاں تک اُس کا بیان اُس کی ذاتی تعبیر پر مبنی ہے کیونکہ وہ اپنی بد باطنی کی وجہ سے بدنام ہے۔ پلوٹارک اور سوئی ٹونیس کے ضمنی حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر نے کچھ امتیاز ضرور رکھا تھا اور چند منظور نظر اشخاص کو اراضیات بھی عطا کیں۔ یہ عظیم الشان فوجی بغاوت جس میں دسواں لیجن بھی شامل تھا اُس زمانے کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے مگر افسوس ہے کہ ہمیں صحت کے ساتھ معلوم نہیں ہے کہ درحقیقت قیصر نے کیا کیا۔

۴۶ ق م کیلیے انتخابات اور تقررات

(۱۲۵۱) افریقیہ کی معرکہ آرائی کی تیاریاں ہو رہی تھیں مگر روما سے روانہ ہونے سے قبل قیصر نے سال آیندہ (۴۶ ق م) کے لیے انتخابات کرا دیے یعنی وہ خود ڈکٹیٹر رہا مگر ایک کانسلی بھی لے لی اور ایم لیپی ڈس کو اپنا ہم عہدہ بنا لیا۔ گو یہ دونوں کے پٹریشین ہونے کی وجہ سے یہ قانون کے خلاف تھا، لیکن اُس زمانے میں قانون کی کون پروا کرتا تھا۔ لیپی ڈس نے ہسپانیہ میں امن و امان قائم کر کے اپنے وجود کو مفید ثابت کیا تھا اور اُسے خوش کرنے کے لیے جلوس فتح کی بھی اجازت دی گئی تھی گو میدان جنگ میں اُسے کوئی فتح حاصل نہیں ہوئی تھی۔ قیصر کی غیبت میں وہ حکومت داخلی کا صدر قرار دیا گیا۔ پریٹروں میں اے ہرٹیس بھی تھا۔ حکام صوبجات کے تقرر میں سب سے زیادہ قابل لحاظ کوہ آلپ کے اُس طرف ملک گال کی صوبہ داری پر ایم جونیس بروٹس کا تقرر تھا جو مثل اپنے ماموں کیٹو کے قیصر کا سخت مخالف اور پامپی کا سرگرم طرفدار تھا۔ مگر فارسالس کی جنگ کے بعد اُس نے قیصر سے معافی مانگ لی اور قیصر اُس سے بہت مہربانی سے پیش آیا۔ اب اُس کا ایک بڑے عہدے پر تقرر ہوا حالانکہ کیٹو اُس وقت قیصر کے خلاف افریقیہ میں برسرپیکار تھا۔ قیصر اُس کے اعلیٰ خصائل کا مداح تھا

باب ۳ — مگر درحقیقت نہ تو اُس میں وفا شعاری کا مادہ تھا اور نہ اپنی عزت کا خیال[1] تھا۔ ابھی تک اس امر کا کوئی ثبوت نہیں کہ قیصر اُس پر زیادہ اعتماد کرتا تھا مگر قیصر کے ارکان حاشیہ میں خواہ وہ قدیم متوسّل ہوں یا معاف کیے ہوئے مخالف: اس مصنوعی فلسفی سے زیادہ ناقابل اعتماد کوئی شخص نہ تھا جو خودبین، خودپسند اور چھچھورا بھی تھا۔

اہم امور سلطنت کا خاطر خواہ انتظام کر دینے کے بعد قیصر دسمبر ۴۷ء میں راہی افریقہ ہوا اور للی بے ایئم میں، ۲۸ دسمبر کو پہنچا جہاں اُس کی باربرداری کے جہاز موجود تھے مگر لیجنوں میں سے صرف ایک لیجن اور وہ بھی نگروٹوں کا وہاں تھا اور چند سوار۔ لیکن چند روز کے بعد ہی پانچ اور لیجن آ گئے اور ۲۵ دسمبر کو وہ روانہ ہو گیا مگر ان چھ لیجنوں میں سے صرف ایک میں نبرد آزما سپاہی تھے اور سواروں کی تعداد صرف ۲۶۰۰ تھی۔ نبرد آزما سپاہیوں کے دوسرے لیجنوں کو بعد میں آنے کا حکم دیا گیا مگر اس کے پاس اُن کے پہنچنے میں زمانۂ دراز گزر گیا۔

افریقہ میں جمہوریوں کی حالت — (۱۲۵۳) تھسلی کی شکست سے سنبھلنے کے لیے پامپی کے طرفداروں یا جمہوریت پسندوں کے سرغنوں کو ڈیڑھ سال کا موقع مل گیا تھا اور وہ اس زمانے میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے نہ تھے۔ کیوریو کی ہزیمت کے بعد سے افریقہ پر اُن کا قبضہ تھا، شاہ جوبا البتہ اپنا زور جتاتا تھا مگر وہ بھی قیصر کا سخت مخالف تھا اس لیے جمہوریت پسندوں نے افریقہ کو اپنا مرکز بنا لیا اور نیومیڈیا کے اس بادشاہ سے اپنا کام نکالنے لگے۔ سیپیو اس جماعت کی باقی ماندہ فوجوں کو یونان سے لے آیا تھا، کیٹو ایک دوسری فوج سائرین کے راستے سے لایا اور بشمول اُن سپاہیوں کے جو پہلے سے افریقہ میں موجود تھے ایک خاصی فوج تیار ہو گئی۔ اُن کے بحری معاونین میں سے اکثر نے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا تھا مگر اُن کے پاس اب بھی جہازوں کی خاصی تعداد تھی۔ اگر یہ سچ ہے کہ اُن کی فوج میں

[1] ٹائرل اور پرسر (جلد ششم ۱۰۶) نے بروٹس کے خصائل کے متعلق مخالف رائے ظاہر کی ہے جس سے مجھے پورا اتفاق ہے۔ گال این روئے آلپ کی صوبہ داری کا کام اس نے خوبی سے انجام دیا۔ سسرو اُوراٹور (۳۴) پر سیلنڈٹیس کا قول دیکھو۔

باشندے

دس لیجن تھے تو اغلب یہ ہے کہ بہت سے پناہ گیر مختلف حصص ملک سے آکر ان کی فوج میں شریک ہو گئے تھے۔ اُن کی فوج میں لئی ہاتھی بھی تھے اور سواروں اور ہلکے اسلحہ والے سپاہیوں کی تو کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ نیومیڈیا میں اُن کی تعداد کثیر تھی۔ علاوہ ازیں جوبا میدان جنگ میں چار دیسی لیجن بھی لا سکتا تھا جن کی فوجی تنظیم روما کی فوج کے نمونے پر ہوئی تھی۔ جمہوریوں نے چند تدبیریں ایسی بھی اختیار کی تھیں جن سے اُن کی موجودہ حالت اور بھی قوی ہو گئی تھی اور حملہ آور فوج کے لیے سخت دقت کا سامنا تھا یعنی مستحکم شہروں میں غلے کے بڑے بڑے ذخیرے جمع کر لیے گئے تھے اور کاشتکاروں[1] کی تعداد کثیر جبراً فوج میں داخل کر لی گئی تھی۔ اسی لیے گزشتہ موسم میں غلے کی بڑی فصل نہیں ہوئی تھی اور قیصر کو مقامی رسد کی کمی کی وجہ سے غلہ باہر سے منگانا پڑا۔ جمہوریوں میں سرغنوں کی کمی نہ تھی۔ کیونکہ سیپیو، وارس، کیٹو، لابی انس، افرانیس، پیٹریس وغیرہ وہاں موجود تھے اور مسئلۂ حل طلب صرف یہ تھا کہ سپہ سالار کون ہو۔ وارس اُس صوبے میں سب کے قبل سے تھا مگر اس کے دعوے کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ اس جماعت میں اخلاقی اثر کیٹو کا سب سے زیادہ تھا مگر اسے خود اس امر کا احساس تھا کہ وہ مرد میدان نہیں اس لیے اُس نے سب کو آمادہ کیا کہ سپہ سالار سیپیو کو مقرر کیا جائے جو دوسروں سے رتبے میں اعلیٰ تھا۔ کیٹو کی وفادارانہ تائید سے سیپیو اپنے سے زیادہ قابل ماتحتوں کو اپنے قابو میں رکھ سکا۔ کیٹو بذات خود یوٹیکا کا حاکم مقرر کیا گیا جو رومی صوبے کا صدر مقام تھا۔ اس شہر کے باشندوں پر شبہہ تھا کہ وہ قیصر کے طرفدار ہیں اس لیے یہ تجویز ہوئی تھی کہ شاہ جوبا کے آتش غیظ کو دفع کرنے کے لیے ان لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور اُن کی املاک کو لوٹ لیا جائے۔ مگر کیٹو نے اس تجویز کو رد کر دیا اور شہر مذکور پر استقلال کے ساتھ حکومت کرتا ہے جس سے سب لوگ خوش تھے۔ کیٹو میں اہل روما کے اوصاف

---

[1] جنگ افریقیہ (۲۰، ۴) میں Stipendarii Avatoves (تنخواہ دار کاشتکار سپاہی) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ دیسی تھے نہ کہ روما کے ساہوکاروں کے مزدور غلام بہرکیف اس سے کم از کم یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیپیو کے لیجنوں میں ایک زبردست غیر رومی عنصر تھا۔

موجود تھے اس لیے وہ ایک وحشی بادشاہ کو اپنا غصہ نکالنے میں مدد نہ دے سکتا باب ۵
تھا۔ مگر سیپیو پر جوبا کا زیادہ اثر تھا اور چونکہ وہ جنگ میں اپنی تدابیر جنگی کو زیادہ دخل
دیتا تھا اس لیے جمہوری سرغنوں کو اس سے یک گونہ پریشانی رہا کرتی سیپیو
کے متعلق ایک امر قابل ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رومی افواج میں توہم
کا مادہ اب بھی باقی تھا یعنی یہ خیال اب بھی مروج تھا کہ افریقیہ میں سیپیو کا نام
بذات خود ایک شگون نیک ہے۔ اہل روما میں شگونوں کا اب تک یہ اثر
تھا کہ قیصر نے باوجود لامذہب ہونے کے باعاظ ضرورت سیپیو کے نام کے
ایک گمنام شخص کو کہیں سے ڈھونڈ نکالا اور جب فوج کی نقل و حرکت ہوتی تو اسے ۳۲۹
آگے کر دیتا! چونکہ جہاں تک شگونوں کا اثر تھا ایک سیپیو دوسرے کے مساوی
تھا اس لیے قیصر کے جاہل سپاہیوں کے شبہے رفع ہو گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا
ہے کہ قیصر نے جب خشکی پر قدم رکھا تو اس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ گر گیا۔ یہ سخت
بدشگونی تھی مگر اس نے ذرا سی مٹی اپنے ہاتھ میں لے لی اور کہا "افریقیہ اب تو میری
مٹھی میں ہے"۔ دیکھیے قیصر نے کس خوبی سے بدشگونی کو شگون نیک میں متبدل
کر دیا اور اسے اس قسم کے امور کے اخلاقی اثر کا کس قدر خیال تھا۔

ماری ٹانیا۔ سی ٹیس
(۱۲۵۳) صوبۂ افریقیہ کے واقعات کو بخوبی ذہن نشیں کرنے کے لیے
اس صوبے کے مغرب میں جو ممالک ہیں ان کے حالات پر نظر ڈالنی چاہیے نیومیڈیا
کے ادھر دار ماری ٹانیا تھا جس پر دو بادشاہ بوکس اور بوگس (یا بوگد) حکمران
تھے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ کیوریو کے افریقیہ میں ہزیمت یاب ہونے کے بعد جوبا کے
زور کو توڑنے کے لیے یہ کوشش کی گئی تھی کہ ان شاہزادوں کو قیصر کا طرفدار بنالیا جائے
اس کوشش میں اس حد تک کامیابی ہوئی کہ یہ دونوں قیصر کی طرف مائل ہو گئے
مگر خاص ترغیب روما کے ایک قسمت آزما سپاہی کی طرف سے ہوئی جو عہد انقلاب
کے سربرآوردہ اشخاص میں ایک خاص حیثیت رکھتا تھا۔ یہ شخص پی سی ٹیس[1]
روما کے طبقۂ اکوائٹ کا ایک فرد تھا جس کا پیشہ ساہوکاری تھا اور جس پر کیٹی لین [illegible]

[1] سی ٹیس کے متعلق دیکھو سسرو پروسولا ۵۶-۵۹ سیلسٹ کیٹی لین ۲۱، جنگ افریقہ ۲۵، ۲۶، ۴۸، ۹۳، ۹۵، ۹۶ ایپین چہارم ۵۴ ڈائون ۴۲، ۳-۱۲۔ دیکھو فقرہ ۱۲۵۷ مابعد۔

کی سازش میں شریک ہونے کا شبہہ تھا۔ یہ شخص ساہوکاری کا کاروبار بطور خود کرتا تھا نہ کہ باٹش
کسی مشارکت کی طرف سے اور ساہوکاری میں جو روپیہ اُس نے لگایا تھا وہ اُس نے
اپنے علاقہ جات واقع اطالیہ کو مکفول کر کے قرض لیا تھا۔ اُس کا کاروبار ہسپانیہ میں
تھا، قرضوں کی ادائی کے لیے اُس نے اپنی اطالیہ کی اراضی کو فروخت کر کے مغرب
میں کاروبار شروع کر دیا۔ کیٹی لین کی سازش کے انسداد کے بعد وہ روما کو واپس
آیا جہاں اُس پر مقدمہ چلانے کی دھمکی دی گئی چونکہ رجعت پسندوں کا وہ مقابلہ نہ
کر سکتا تھا جو اُس زمانے میں برسر اقتدار تھے اس لیے وہ ہسپانیہ روانہ ہو گیا اور
اپنے ساتھ جنگ جو اشخاص کی ایک جماعت لیتا گیا جنھیں غالباً اُس نے جان پر
کھیلے ہوئے اشخاص میں سے منتخب کیا ہوگا جن کی اطالیہ اور روما میں تعداد کثیر
تھی اور جو محنت و مشقت کے بجائے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنا زیادہ پسند کرتے تھے۔
ماری ٹانیا میں وہ اس سے قبل بھی مقیم رہ چکا تھا اور اُسی ملک کو اب وہ ایک فوج
کے ساتھ واپس گیا جس میں اُس نے بہت سے رنگروٹ ہسپانیہ میں شامل کر لیے تھے۔
چند سال تک وہ اُن خاندانی جھگڑوں میں شریک رہا جن کے سبب سے سلطنت مذکور
میں پراگندگی پھیلی ہوئی تھی مگر اُس نے ہمیشہ ایک ہی دعویدار سلطنت کا ساتھ دیا
بلکہ وہ ایک کو کامیاب کرا دیتا اور پھر دوسرے کو جس کی وجہ سے اُس کی حیثیت ثالث بالخیر
کی ہوگئی۔ لیکن آخر کار کچھ باہمی معاملہ ہو گیا کیونکہ بوڑھے بوکس (سولا کا دوست) ۳۴۰
کے دونوں بیٹے تخت نشین ہو گئے اور غالباً دونوں سی ٹیس کے زیر اثر تھے۔ روما
کی خانہ جنگی میں سی ٹیس کو امرا کی جماعت سے غالباً کوئی ہمدردی نہ ہو سکتی تھی۔ درحقیقت
دونوں بادشاہوں اور بادشاہ گر (سی ٹیس) کا اسی میں نفع تھا کہ جوبا اور سیپیو کے
خلاف میں قیصر کی تائید کریں اس لیے ماری ٹانیا کی سلطنت نے قیصر کو بہت مدد دی تھی[1]
(۱۲۵۴) مثل سابقہ معرکہ آرائیوں کے اس معرکہ آرائی کی مختلف لڑائیوں افریقیہ
کے تفصیلی حالات کا ہم ذکر نہ کریں گے جن کے طویل مگر غیر واضح تذکرے موجود ہیں اور کی معرکہ آرائیاں

[1] پی سولا جس سے سی ٹیس کو تعلق تھا اب قیصر کا ایک سربرآوردہ نائب تھا اور کیٹی لین
کے ساتھ شریک قیصر کو ضرور پسند کرتے ہوں گے۔

باب ۵

صرف چند ضروری امور کا ذکر کریں گے جو حسب ذیل ہیں۔ قیصر افریقہ کے ساحل پر ۴۷ ق م کے اختتام کے قریب لنگرانداز ہوا کیونکہ اُس کے بیڑے کے باقی جہاز منتشر ہو گئے تھے۔ لنگرانداز ہونے کے لیے کسی مقام کا ملنا بھی دشوار تھا کیونکہ بہترین بندرگاہ دشمن کے قبضے میں تھی۔ اس لیے وہ ہیڈرومٹم کے قریب لنگرانداز ہوا مگر بہت جلد اُس نے مغرب کی طرف ہٹ کر لیپٹس خرد پر قبضہ کر لیا جو ساحل پر ایک شہر تھا۔ اس کے بعد اسے زیادہ تر وقت اپنی منتشر فوج کو مجتمع کرنے اور اُن کی رسد کا انتظام کرنے میں ہوئی اور اس کے علاوہ اُسے ایک ایسے دشمن کا مقابلہ کرنا تھا جس کی فوج کی تعداد اُس کی فوج سے کہیں زیادہ تھی۔ کچھ روز تک تو اُسے خوف تھا کہ اُس کی فوج بالکل تباہ و برباد نہ ہو جائے لیکن پہلی لڑائی میں اُس کا زیادہ نقصان نہ ہوا اور بالآخر ہوا کا رخ اسکے موافق ہو گیا۔ دشمن کی فوج کے سپاہی فرار ہو کر اُس کے پاس آنے لگے جس سے قیصر کو حالات معلوم ہونے لگے اور رسد کے جہازوں کی حفاظت کے ذرائع بھی اُس نے پیدا کر لیے لیکن وہ ایک چھوٹے سے رقبے میں گھرا ہوا تھا اور دشمن کو دور رکھنے کیلیے اُسے مجبوراً خندقیں کھودنی پڑیں اور اُس زمانے کے توپ خانے سے کام لینا پڑا کیونکہ جب تک کہ اُس کے نبرد آزما سپاہیوں کے لیجن سسلی سے نہ آئیں وہ جنگ پر کمربستہ نہ ہو سکتا تھا اور اُس کے نئے سپاہی غیر معمولی تعویق سے گھبرا اُٹھے تھے۔ لیکن اسی اثنا میں جوبا کو جس پر جمہوریوں کے سرغنوں کا مدار تھا اپنی سلطنت کی حفاظت کے لیے واپس جانا پڑا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اولوالعزم سی ٹیس نے ماری ٹانیا کی ایک فوج لے کر اُس کی سلطنت پر حملہ کر دیا تھا اور اُسکے دارالسلطنت کرٹا پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ اس حملے سے صورت حال میں جو تغیر ہوا اُس سے قیصر کی مشکلیں آسان ہو گئیں۔ اس کے علاوہ سیپیو کی فوج کے نیومیڈی اور گیٹولی سپاہی فرار ہونے لگے اور ان میں سے جو قیصر کے ساتھ آئے اُن کے ساتھ اُس نے اچھا سلوک کیا اور اُن سے یہ کام لیا کہ اپنے ہم قوموں کو جوبا کی اطاعت سے برگشتہ کر دیں۔ میریس[1] کا نام ابھی اُن لوگوں کو یاد تھا جس نے جگرتھا کو

[1] جنگ افریقہ ۳۲، ۳۵، ۵۶۔

باب ۵ مغلوب کیا تھا، قیصر کا وہ بہوپا تھا اور اس تعلق کو مشہور کر کے اُس نے اپنا کام نکالا سیپیو اور اُس کے رفقا نے اپنی حماقت اور مظالم سے اہل صوبہ کو سخت برافروختہ کر دیا تھا اور اس لیے وہ قیصریوں کا خیر مقدم کرنے کو ہمیشہ تیار رہتے اگر اُس میں کوئی خطرہ نہ ہوتا۔ اگر کوئی قیصری اُن کا اسیر ہو جاتا تو اُسے قتل کرنا بھی اُن کے لیے مضر تھا کیونکہ اُنھیں معلوم تھا کہ گو قیصر رحم دل ہے مگر وہ بھی بالآخر انتقام پر مجبور ہوگا۔ سیپیو، لابی ئنس اور دیگر اشخاص کے گلے میں موت کا پھندا پڑا ہوا تھا یعنی اگر قیصر نے اُنھیں گرفتار کر لیا تو پھر اُنھیں جاں بخشی کی امید نہ تھی مگر معمولی سپاہیوں کو اس کا خطرہ نہ تھا۔ جس قدر وقت گزرتا گیا اور رسد کے جہاز اور گم گشتہ پلٹین
۴۶ آنے لگے قیصر کو بجائے مدافعت کے حملہ کرنے کا موقع ملنے لگا اور شاہ جوبا اُس زمانے میں گیٹولیوں کی بغاوت فرو کرنے میں مصروف تھا۔ جب دونوں اصل افواج ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئیں تو کشش ذاتی کا اثر نمایاں ہوا یعنی دشمن کے سپاہی بھاگ بھاگ کر برابر اُس کی فوج میں آنے لگے غیر ملکی تو اُس کی سطوت و جبروت سے متاثر ہوئے اور اہل روما کی نگاہوں میں وہ سلطنت روما کا حقیقی نمایندہ بمقابلۂ روما کے اُن سرغنوں کے تھا جو ایک وحشی بادشاہ جوبا کے بندۂ حکم بنے تھے۔

بیکار بحری فوجیں۔ جنگ تھاپسس (۱۲۵۵) اس معرکہ آرائی کی غیر قطعی لڑائیوں، خفیف خفیف جھڑپ، مورچہ بندی کا تفصیلی ذکر کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ البتہ بحری فوجوں کی بیکاری اُس عہد کی ایک اہم بالشان خصوصیت معلوم ہوتی ہے۔ بحیرۂ روم میں روما کا دور دورہ تھا اس لیے جنگی بیڑوں کا قائم رکھنا غیر ضروری تھا۔ جزیرۂ روڈز کی بحری روایات اب بھی کچھ باقی تھیں مگر اس جزیرے کی جمہوری حکومت کوئی سو سال سے روما کے زیر حمایت تھی اور ممالک غیر کے معاملات میں اُسے اب کوئی دخل نہ تھا اور بجائے درجۂ اعلیٰ کے بحری کپتانوں کے یہ جزیرہ اب درجۂ ادنیٰ کے اہل علم سے مشہور تھا۔ اسی وجہ سے قیصر اپنا سلسلۂ آمد و رفت قائم رکھ سکتا تھا جس پر اُس کی اس بہادرانہ مہم کی کامیابی کا دار مدار تھا۔ لیکن اُس کے مخالف کبھی اُس کے جہازوں کی آمد و رفت میں حائل نہیں ہوئے اور اُن کی اس بے بسی کے غالبًا

خاص اسباب تھے جن کے متعلق ہم صرف قیاس سے کام لے سکتے ہیں۔ اُن کے بیڑے باب ۵
کا ایک حصہ جس میں صرف ۳۰ چھوٹے جہاز تھے۔ نوجوان نے ایس پامپی کے
زیرکمان مغرب کی طرف ایک مہم پر گیا ہوا تھا۔ اُس نے ماری ٹانیا کے ایک شہر پر حملہ
کیا مگر وہاں سے نقصان اٹھا کر پسپا ہوا۔ اس کے بعد وہ جزائر بالی آرک کی طرف
روانہ ہوا اور اس جنگ میں پھر اس کا یا اُس کے بیڑے کا کہیں ذکر نہیں آیا ہے۔
معلوم ہوتا ہے کہ خشکی کی لڑائیوں میں دونوں فریقوں کی فوج میں گالی اور جرمنی
سواروں کے رسالے تھے سیپیو کی فوج میں نیومیڈیا کے بہت سے سوار
تھے مگر گالی اور جرمنی ان سے بہت بہتر تھے قیصر کے پاس سواروں کی تعداد
بہت کم تھی اور اس کمی کی تلافی کے لیے اُسے خاص تدابیر کرنی پڑیں مگر سابقہ معرکہ آرائیوں
کی طرح اس دفعہ بھی اُسے اس میں کامیابی ہوئی اور اب وہ اس فکر میں تھا کہ سیپیو
سے ایک باقاعدہ اور قطعی لڑائی ہو تا کہ جنگ کا خاتمہ ہو جائے سیپیو کچھ روز تک
طرح دیتا رہا مگر ۴ اپریل کو قیصر نے یکایک تھاپ سس کی بندرگاہ پر حملہ کر دیا
جس کی محافظ فوج کو بچانا سیپیو کا فرض تھا اس لیے وہ قیصر کے تعاقب میں
روانہ ہوا اور آخر کار جنگ ہو گئی۔ قیصر کے سپاہی جنگ کے لیے بیتاب تھے
اور بیان کیا جاتا ہے کہ اُس کے چند نبرد آزما سپاہیوں نے ایک بگل نواز کو مجبور
کیا کہ بغیر قیصر کے حکم کے لڑائی کا بگل بجائے قیصر اب انھیں روک نہ سکتا تھا
۳۳۲ اور وہ بلائے بے درماں کی طرح دشمن کی فوج پر گر پڑے۔ جمہوریوں کی فوج بہت جلد
منتشر ہو گئی، اُن کی چھاؤنی پر دھاوا کر کے قبضہ کر لیا گیا، سوار اور افسر بھاگ کھڑے
ہوئے اور پیدل سپاہی باوجود قیصر کی التجا کے بھیڑ بکریوں کی طرح قتل کر ڈالے
گئے۔ جنگ تھاپ سس (۶ اپریل ۴۶ ق م) سے افریقیہ کی جنگ ختم ہو گئی
کیونکہ دوسرے شہروں نے فوراً اطاعت قبول کر لی سیپیو کے ہزیمت یافتہ سواروں
کے وحشیانہ مظالم اور قیصر کی لینت و ترحم سے اس جنگ کے آخری مناظر روشن
ہو جاتے ہیں جو شروع سے آخر تک محض بے سود تھی۔

کیٹو اور دوسرے جمہوریوں کا انجام (۱۲۵۶) چند جمہوری سرغنوں کے انجام کا بھی ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ اس
تاریک زمانے میں ممتاز ترین ہستی کیٹو کی تھی جو آخر دم تک اپنے اصول پر قائم رہا۔

حاشیہ یوٹی کا کے غریب باشندوں کی حفاظت کا اُس نے پورا انتظام کیا اور جب اُس نے دیکھا کہ وہ فاتح کا مقابلہ کرنا نہیں چاہتے تو انھیں اُس سے مصالحت کر لینے کی اجازت دیدی۔ مگر وہ خود جمہوریۂ روما کے فنا ہو جانے کے بعد زندہ رہنا نہ چاہتا تھا جس پر وہ فدا تھا اور جس کی بقا کے لیے اُس نے اپنی قوت فیصلہ کے مطابق اپنا پورا زور لگا دیا تھا۔ اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اس جنگ کے بعد اُس کی بقا کی کوئی امید نہیں۔ مرنے سے کچھ پہلے افلاطون کی کتاب فیڈو اُس کے زیر مطالعہ تھی جس میں روح کے غیر فانی ہونے کے متعلق اپنے خیالات افلاطون نے سقراط کی زبانی بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد اُس نے اطمینان سے خودکشی کر لی کیونکہ اسٹائک فلسفے کے ماننے والوں کے لیے خودکشی ناقابل برداشت حالات سے جاں بر ہونیکا آخری ذریعہ تھا جبکہ وہ اپنا فرض ادا کر چکیں اور کامیابی کی کوئی امید باقی نہ رہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ بحیثیت مدبر وہ کامیاب ثابت نہ ہوا مگر بمقابلۂ دیگر اہل روما کے اُس کی اخلاقی قوت، اُس کے خصائل اور اُس کے افعال کا اثر زمانۂ مابعد کے سکوں پر مدتوں قائم رہا۔ معاصرین میں اُس کی قابلیت کے متعلق اختلاف ہو مگر شہنشاہی حکومت کے وجود میں آنے کے بعد اُن بلند خیال اور عالی ہمت لوگوں میں اُس کی پرستش ہونے لگی جنھیں شہنشاہوں کی شخصی حکومت ناگوار تھی اور جو ایام گزشتہ کی یاد میں آٹھ آٹھ آنسو روتے تھے، جمہوریہ کی تمام قبیح خصوصیات فراموش ہو گئیں اور کیٹو اس کا حامی مانا گیا جس نے اُس کی بقا کی کوشش میں اپنی جان کھوئی اور جس کی بہادری سے اُسکا زوال بھی قابل احترام ہو گیا۔ اس طرح سے اُسے روما کے ادبیات میں ہمیشہ کے لیے جگہ مل گئی اور صدیوں تک مدرسے کے لڑکے اُس پر مضامین لکھتے رہے۔ دوسرے سرغنوں کا حشر یکساں نہ ہوا پٹیریس جوبا کے ساتھ بھاگا مگر خود جوبا کی رعایا نے اُس کو اور پٹیریس کو پناہ دینے سے انکار کیا اس لیے دونوں نے اپنے اپنے ہاتھ سے اپنا کام تمام کر لیا یا ایک دوسرے کے ہاتھوں سے[1]۔ افرانیس اور فاسٹس ہسپانیہ جا رہے تھے سی ٹیس کے پنجے میں پھنس گئے اور کسی طرح قتل کر دیے گئے۔ سیپیو اور چند دیگر اشخاص سمندر کی راہ سے بھاگ

[1] ایک روایت میں تذکرہ ہے کہ یہ لوگ قیصر کے حکم سے قتل کیے گئے۔

رہے تھے مگر سی ٹیس کے ایک بیڑے نے انھیں گرفتار کرلیا اور اس طرح ان کا | باب ۵
بھی خاتمہ ہوگیا۔ وارس اور لابی نس ہسپانیہ پہنچ گئے جہاں ہم پھر اُن سے مع پامپے
بیٹوں نے ایس اور سیکس ٹس کے ملاقی ہوں گے۔ بظاہر جمہوریت پسندوں
کو اب زخم کاری لگ گیا تھا اور نہ تو ان کے پھر سنبھلنے کی کوئی امید تھی اور نہ اس
خوفناک خوں ریزی کی کوئی پیشین گوئی کر سکتا تھا جو آخر کار جمہوریہ کے دم توڑنے
کے وقت ہوئی۔

(۱۲۵۰۷) قبل اس کے کہ قیصر روما کو واپس ہو افریقہ کے معاملات کا تصفیہ | نیومیڈیا انتظامات کی تکمیل
کرنا ضروری تھا۔ مغلوب جماعت کے بہت سے ماتحت افسر گرفتار ہوگئے تھے۔
قیصر نے اُن کی جان بخشی کی مگر انھیں جلاوطن کردیا۔ نیومیڈیا کی سلطنت کا اُس نے
الحاق کرکے ایک صوبہ بنادیا اور "افریقۂ جدید" عرصے تک روما کے مقبوضات
میں شامل رہا سیلسٹس کرسپس اس صوبے کا پروکانسل مقرر کیا گیا
جس کی خدمات جنگ میں مفید ثابت ہوئی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس
مورخ نے استحصال بالجبر سے خاصی دولت جمع کرلی۔ لیکن سلطنت نیومیڈیا کا
ایک حصہ بطور انعام بوکس کو دیا گیا اور سرٹا مع رقبۂ ملحقہ بطور ایک ریاست کے
سی ٹیس کے سپرد کیا گیا۔ اس عجیب وغریب شخص نے وہاں ایک خاص قسم
کی بستی قائم کردی اور اپنے پیروؤں کو وہاں کی اراضی پر آباد کرکے تادم مرگ اُن پر
حکمراں رہا قدیم صوبۂ افریقہ کے شہروں اور وہاں کے رومی زمینداروں اور
ساہوکاروں نے مغلوب جماعت کی مدد کی تھی انھیں سزا دینی ضرور تھی اسلیے
قیصر نے ان پر جرمانہ کیا کیونکہ اُسے خوب معلوم تھا کہ روما واپس ہونے پر
اُسے زر کثیر کی سخت ضرورت ہوگی۔ ان جرمانوں کے علاوہ اُس نے

لہ ہرمس جلد اول صفحات ۴۸۰۔۴۷ میں مام سین نے ایک مضمون لکھا ہے جس سے
معلوم ہوگا کہ سرٹا کی سی ٹیس کے زیر حکومت کیا حالت تھی اور وہاں کی نوآبادی کے
شہنشاہوں کے ابتدائی زمانے میں کیا خاص حیثیت تھی۔ نوکیریا کے اتحاد کے نمونے کی اُس نے
اپنے بعض قوانین میں پابندی کی تھی۔ دیکھو بیلوخ Campanien صفحہ ۲۲۔۲۴۱

باب ۵ جویا اور اُن اہل روما کی جائدادوں کو فروخت کرادیا جنھوں نے سیپیو کی ماتحتی میں فوجی خدمات انجام دی تھیں۔ ۱۳۔ جون کو وہ سارڈی نیا روانہ ہوا جہاں اُس نے ایک شہر پر جرمانہ لگایا جس نے اُس کے دشمنوں کو مدد دی تھی اور چند اشخاص کی جائداد فروخت کرڈالی۔ روما میں وہ جولائی کے اواخر میں وارد ہوا۔ چونکہ وہ افریقہ ۲۸۔ دسمبر سنہ ۴۷ کو پہنچا تھا اور فروری سنہ ۴۶ میں ایک لوند کا مہینہ شامل کرادیا تھا۔ اس لیے غالباً اُس نے افریقہ میں ۰۸۱ دن قیام کیا ہے

باب پنجاہ و ہشتم

جنگ تھاپسس سے قیصر کے انتقال تک

سنہ ۴۶ تا ۴۴ ق م

(۲۵۶) افریقہ کی فاتحانہ معرکہ آرائیوں کی وجہ سے قیصر کی قوت حد درجہ مستحکم ہوگئی تھی کیونکہ جمہوریہ کی فوج شکست کھانے کے بعد منتشر ہوگئی اور کیٹو کے مایوس ہو جانے اور قابل احترام سرداروں کے نہ ہونے کی وجہ سے اب اُن کی جماعت میں وہ مقناطیسی قوت[1] باقی نہ رہی تھی جو جوش و سرگرمی پیدا کرتی ہے۔ اس دفعہ قیصر اپنے وقت مقررہ سے قبل نہیں آیا اور سسرو سے اشخاص کیلیے یہ زمانہ انتظار خوش آیند نہ تھا کیونکہ وہ خوشی منانے والے قیصریوں کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے اور انہیں ایسے امور میں شرکت کرنی پڑتی تھی جن سے انھیں مطلق خوشی نہ ہو سکتی تھی۔ اہل روما نے قیصر کو رام کرنے کے لیے نئے نئے اعزاز اُس کے لیے تراشے۔ اس اظہار عبودیت میں سینیٹ نے پیش قدمی کی اور چالیس روز کی غیر معمولی میعاد کے لیے جشن شکرانہ منانے کا حکم دیا۔ قیصر کے جلوس فتح کے لیے پہلے ہی سے غیر معمولی تیاریاں ہو رہی تھیں اور یہ انتظام کیا گیا تھا کہ اُس کی رتھ میں سفید گھوڑے لگائے جائیں اور یہ کہ پورے ۷۲ نقیب (Lictors) موجود رہیں جو کہ اُس کے دونوں ڈکٹیٹروں کے زمانے میں اسکے ساتھ تھے

[1] سسرو (۵/۲۶) Phil خانہ جنگی کے بارے میں ٹھیک کہتا ہے کہ Quod opinione plerumque et fama gubernatur

[2] سسرو ad fam

باب ۳ سینیٹ کے اجلاس میں اُس کی جائے نشست دونوں کانسلوں کے بیچ میں رکھی گئی اور سب سے پہلے رائے دینے کا حق عطا گیا۔ سرکس کے کھیلوں کی صدارت بھی اُس کے لیے مخصوص کر دی گئی اور طے ہوا کہ اُس کا ایک مجسمہ نصب کیا جائے جس کے کتبے میں اُسے ایک نیم دیوتا قرار دیا گیا تھا۔ یہ اُن اعزازوں میں اہم ترین ہیں جو اُس نے قبول کر لیے، جن اعزازوں کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اُن کے متعلق ہم صرف قیاس کر سکتے ہیں۔ مذکورۂ بالا اعزازی امتیازات سے دُنیا پر اپنی شہنشاہی کو ثابت کرانا تھا۔ ان اعزازوں کو قبول کرنا قرین مصلحت تھا یا نہیں اس کا ہم تصفیہ نہیں کر سکتے۔ اس سے زیادہ اہم وہ کارروائیاں تھیں جنکی رو سے قیصر کو شاہی اقتدارات عطا ہوئے اور سابقہ اقتدارات کی توثیق و توسیع ہوئی یہاں تک کہ نظام سلطنت کے تمام کل پرزے اُس کی نگرانی میں آگئے چونکہ اُسے اقتدار ٹری بیونی (Poiestas tribunicia) بغیر سالانہ انتخاب کی قیود کے مل چکا تھا اسلیے اب اُسے پورا اقتدار امتناعی حاصل تھا البتہ اُس کی کارروائیوں کی دستوری توثیق اور خدمت سنسری کو بحال کرنے کے لیے جو عرصے سے کس مپرسی میں پڑ گئی تھی ابھی کچھ کرنا باقی تھا۔ اس لیے غالباً خود اُسی کے ایما سے اُسے "محتسب اخلاق و عادات" کے لقب[1] سے تنہا سنسر مقرر کر دیا گیا اور اُسے تین سال یعنی معمولی میعاد سے دگنے زمانے کے لیے دونوں سنسروں کے اقتدارات عطا کیے گئے۔ اس طرح نہ صرف مردم شماری و دیگر امور متعلقہ اُس کی نگرانی میں آگئے بلکہ سینیٹ کی تشکیل اور سرکاری ٹھیکوں اور دیگر مالی معاملات کی نگرانی بھی اُسی سے متعلق ہو گئی اور افراد قوم کے عادات و اخلاق پر حرف زنی کا بھی اُسے اختیار مل گیا۔ اُس کی دوسری ڈکٹیٹری کی میعاد ابھی ختم نہیں ہوئی تھی اور اس سال (۴۶ ق م) کے اختتام تک قائم رہی۔ قیصر انھیں شرائط پر ڈکٹیٹر تھا جیسے کہ سولا مگر سولا کی نظیر پر اب وہ عمل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی میعاد خدمت میں اب ایک تغیر ہوا۔

لے Praefeectus moribus ad fam سسرو ad fam ۹، ۱۵، ۵

سوئی ٹونیس جولیس ۷۶ - ڈائون ۴۳، ۱۴، ۴۴ -

باب ۳

جس کا نفاذ سال نو سے ہونے کو تھا یعنی اُس کے لیے خدمت ڈکٹیٹری بجائے غیر متعین مدت کے سالانہ کردی گئی لیکن اس کے ساتھ ہی دس سال کے لیے یک لخت اس کا تقرر کر دیا گیا۔ اس طور پر کیم جنوری ۷۰۸ء سے اس کا باضابطہ خطاب حسب ذیل ہوتا (Dictator tertium designatus quartum) (ڈکٹیٹر بار ثالث منتخب شدہ برائے بار رابع) یہ بھی واضح رہے کہ وہ تیسری مرتبہ اور سال آیندہ میں چوتھی مرتبہ کانسل ہوا اور (پامپی کی نظیر کے مطابق) اسکا کوئی ہم عہدہ بھی نہ تھا۔ علاوہ ازیں وہ سردار پجاری بھی تھا اور پجاریوں کی تمام اہم جماعتوں کا رکن تھا اس لیے اُس کی حکومت کے زمانے میں سیاسی کارروائیوں میں کوئی شخص مذہبی رکاوٹیں نہ ڈال سکتا تھا۔ جنتری کی صحت بھی اُسی سے متعلق تھی اور اگر اُسے موقع ملتا تو روما کی تقویم کی بھی وہ اصلاح کرسکتا تھا۔

قیصر کی مطلق العنانی

(۱۲۵۹) واضح ہو کہ حکومت شاہی کا قیام اب بالکل قریب ہے۔ اس موقع پر ہم دو سوال پیش کریں گے اور عارضی طور پر اُن کے جواب بھی دیں گے گو اُن کے حقیقی جواب قیصر کے باقی ماندہ ایام زندگی کے افعال میں مضمر ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے، کیا قیصر کا قصد تھا کہ روما میں مستقل طور پر حکومت شاہی قائم کرے، اس کا جواب یہ ہے کہ بظاہر اُس کا یہ قصد نہیں تھا کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ افریقہ سے واپس آنے کے بعد سینیٹ اور عامۂ خلائق کو مطمئن کرنے کے لیے اُس نے تقریریں کیں اور اُنھیں یقین دلایا کہ میری حکومت خلاف دستور یا مطلق العنان نہ ہوگی جیسے کہ کسی شخص کی اپنے غلاموں پر ہوتی ہے بلکہ مثل ایک باپ کے اپنے بچوں پر ہوگی اور میں تمھارا کانسل اور ڈکٹیٹر ہوں گا نہ کہ ٹائرنٹ (جابر اور غاصب حکمران) لیکن ڈائون[1] بھی جو واقعات کے گھڑنے میں مشاق ہے جمہوریہ کو قدیم طریقے پر قائم کرنے کا خیال اُس کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ حکومت شاہی قائم کرنے کے بعد اُس سے سبکدوش ہونے کا قصد تھا یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُس کا ہرگز یہ قصد نہ تھا کیونکہ

---

[1] ڈائون کیسیس ۴۳، ۱۵، ۱۸۔

باب ۴

بحالت موجودہ کوئی شخص اُس کا قائم مقام نہ بن سکتا تھا۔ سولا نے قتل عام اور دیگر مظالم سے راستہ صاف کر دیا تھا اور پھر سینیٹ کو حکومت سپرد کر کے خود گوشہ نشین ہو گیا مگر اُس کے نتائج خاطر خواہ ثابت نہ ہوئے بلحاظ تقاضائے حب وطن قیصر کی اُلوالعزمی پر خواہ کیسی ہی سختی سے نکتہ چینی کی جائے مگر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ واقعات ماسبق (بشمول اُس کے افعال کے) سے جو ذمہ داری اُس پر عائد ہوئی تھی اُس کو قبول کرنا ایک زبردست شخص کا کام تھا گو وہ خطاؤں سے پاک نہ ہو معاصرین کا اُس کو سولا سے بدتر اس بنا پر خیال کرنا کہ وہ حکومت مطلق العنانی کا دلدادہ تھا در حقیقت اُس کی بہترین تعریف ہے۔

قیصر کے جلوس ہائے فتح

(۱۲۶۰) اگست میں قیصر نے چار مختلف ایّام میں ایک ایک روز کے وقفے سے چار مرتبہ فتح کے جشن منائے اور ہر جلوس کا ساز و سامان علیحدہ تھا۔ سب سے پہلے فتح گال کا جشن منایا گیا، یہ فتح در اصل غیر ملکی دشمنوں پر حاصل ہوئی تھی اور اُس کی خوشیاں منانا بالکل بجا تھا۔ ورسنگے ٹورکس چھ سال تک روما کے زندان میں سڑنے کے بعد نکالا گیا اور تشہیر کے بعد قتل کر دیا گیا جس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رحم دل قیصر سے رواج قدیم کی متابعت میں یہ وحشیانہ حرکت کیوں سرزد ہوئی؟ کیا اس سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ ہم قوم مخالفوں کے ساتھ اُس کا سلوک بے رحمانہ تھا۔ ایک ایسے شخص کا جو سالہا سال سے اسیر تھا اس بے رحمی سے قتل کر دینے کی کوئی اور وجہ ضرور رہی ہوگی۔ اس کے بعد فتح مصر کا جشن منایا گیا، اس جلوس کا ایک حسرت ناک منظر یہ تھا شہزادی آرسینو پابجولاں ساتھ ساتھ تھی۔ پھر پانٹس کی فتح کا جشن ہوا جس میں عاجلانہ فتح کی یادگار میں الفاظ VENI VIDI VICI (میں آیا، میں نے دیکھا، میں نے فتح کیا) ایک تختی پر منقوش کر کے دکھائے گئے تھے۔ آخری جشن فتح افریقہ کا تھا جو بظاہر جوبا کے مقابلے میں حاصل ہوئی تھی۔ مگر ہر شخص جانتا تھا کہ اس جنگ کی فیصلہ کن لڑائی میں اہل روما کے ایک فریق کو غلبہ حاصل ہوا تھا اور بعض تماشوں سے یہ واقعہ نمایاں بھی ہوتا تھا۔ لوگوں نے قیصر کے اس فعل کو بدمذاقی پر محمول کیا جس سے اہل روما کی تذلیل مقصود تھی خصوصاً اس لیے کہ قیصر

روما کا سرداد پجاری تھا اور اُس نے یہ فعل شہر روما کی حدود کے اندر اور باب ۵۸
اُس کے دیوتاؤں کے مواجہ میں کیا تھا۔ اس سلسلے میں ہم ایک روایت
بیان کریں گے جس سے معلوم ہوگا کہ عوام کے توہمات کے متعلق قیصر کا کیا خیال
تھا۔ پہلے جلوس فتح کے موقع پر اُس کی رتھ کا دھرا ٹوٹ گیا۔ اور اُسے دوسری
رتھ میں بیٹھنا پڑا۔ لوگوں نے اُس سے بُرا شگون لیا۔ مگر قیصر شگونوں کی بہت کم
پروا کرتا تھا۔ مثلاً جب وہ افریقہ روانہ ہو رہا تھا تو ایک نجومی نے اُسے ڈرایا تھا
مگر اُس کی پیشین گوئی کی اُس نے کچھ پروا نہ کی۔ مگر اس موقع پر اس نے قرین مصلحت
یہی خیال کیا کہ دیوتاؤں کے حسد کو دفع کرنے کے لیے مجمع عام میں اپنا انکسار ظاہر
کرے۔ اس لیے کیپی ٹول کے مندر میں وہ گھٹنے کے بل داخل ہوا تاکہ عوام کے اور
شاید اُس کے شکوک دفع ہو جائیں۔ مثل سولا کے اسے بھی اپنے ستارۂ اقبال
پر بھروسا تھا مگر اتفاقی حادثات کے سلسلے کا جسے بحیثیت مجموعی "خوش قسمتی" کہتے ہیں وہ بھی
قائل تھا۔ جلوسوں میں زر و جواہر کا بے شمار انبار تھا اور طلائی تاج بھی دکھائے گئے
تھے جن سب کی مجموعی قیمت ایپین کے بیان کے مطابق ڈیڑھ کرور پونڈ تھی۔
مگر اس تمام روپے کی ان اخراجات کثیر کے لیے ضرورت تھی جن کی ابھی تک پابجائی
نہیں ہوئی تھی۔ فوج کے خرچ کا صرف اس واقعے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ معمولی
سپاہیوں کو ۲۰۰ پونڈ سے ۲۴۰ پونڈ تک انعام ملا اور سنتوریوں اور اعلیٰ عہدہ داروں
کو اس کا دگنا اور چوگنا۔ ہر شہری کو قریب چار پونڈ انعام دیے گئے اور غلّے کے
معمولی حصّوں کے علاوہ ان موقعوں پر غلّے اور تیل کی خاص تقسیم بھی ہوئی شہریوں
کی خاطر تواضع کے لیے بہت بڑی دعوت ہوئی اور اُن کی تفریح طبع کے لیے ناٹکوں
اور دوسرے تماشوں کا سامان کیا گیا۔ بارونق کھیل تماشوں، مسلح پہلوانوں
کی کشتیوں کی چہل پہل آخر ستمبر تک جاری رہی۔ جنگلی درندے بھی لائے گئے
جن میں زرافہ بھی تھا جو اُس زمانے میں ایک عجوبہ تھا۔ بعض تماشوں کے متعلق
یہ عذر کیا گیا تھا کہ یہ قیصر کی بیٹی جولیا کی تجہیز و تکفین کے سلسلے میں ہیں۔ خاندان جولی ای
کی فرضی مورثہ وینس جینی ٹرکس کے مندر کی تبریک کی رسم ابھی باقی تھی اور
قیصر کے نئے فورم کی بھی جو ابھی تک مکمل نہیں ہوا تھا۔ اسراف کا ایک نیا طریقہ

باسٹھ یہ تھا کہ مارس کے میدان میں بحری جنگ دکھانے کے لیے ایک تالاب کھودا گیا۔ مصنوعی بحری جنگ کا تماشا لوگوں کو بہت پسند آیا اور عہد شہنشاہی میں بھی اس کا چرچا بہت تھا۔ یہ سب امور قابل لحاظ ہیں کیونکہ ان سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بیشمار غلام ان تیاریوں میں زمانۂ دراز تک مصروف رہے ہوں گے اور محکوم اقوام کے صرفے سے حکمراں شہر کی احدی مخلوق کو خوش رکھنے میں کس قدر اسراف جائز رکھا جاتا تھا۔

تشویش (۱۲۶۱) اطالیہ کے دیگر حصص میں جب روما کے ان نت نئے تماشوں کی خبریں پہنچیں تو لوگ جوق جوق آنے لگے اور نو واردوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو گئی کہ عوام کو جہاں جگہ مل جاتی وہیں پڑ رہتے اور تماشوں میں لوگ پس کر مر جاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ اہل روما بالکل دیوانے ہو گئے تھے اور اُن کی دیوانگی نے عجیب عجیب صورتیں اختیار کر لی تھیں۔ روما کے طبقۂ ایکوائٹ کے کسی فرد کا نہ صرف ناٹک کے لیے ایک نقل لکھنا بلکہ اُس میں روپ بھی بھرنا سخت شرمناک تھا مگر ڈسی لابیریس نے قیصر کے دباؤ سے یہ کیا اور اس کا اُسے کافی معاوضہ بھی ملا۔ ایک واقعہ اس سے بھی بدتر تھا یعنی طبقۂ مذکور کے افراد اکھاڑوں میں مسلح پہلوانوں کی طرح کشتیاں لڑنے لگے تھے اور سینیٹ کے ایک رکن نے بھی زور آزمائی کی خواہش کی تھی مگر قیصر نے اُس کی یہ ذلّت گوارا نہ کی۔ مگر اُس کے ایما سے باعزّت لوگ اس طور پر اپنی سبکی اور بے وقری کرنے لگے تھے۔ اس کا یہ طرز عمل اعلےٰ طبقات کے لوگوں کو ناگوار تھا کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ سب لوگ خود کو حاکم مطلق العنان کا غلام خیال کرنے لگتے۔ تماشوں کے ساز و سامان درست کرنے میں جو فضول خرچی ہوتی تھی وہ سب تماشا دیکھنے والوں کو بھاتی نہ تھی۔ سپاہیوں کو شکایت تھی کہ مشرقی ممالک کے بُنے ہوئے ریشمی شامیانوں کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ جو روپیہ اس طرح ضائع ہو رہا ہے

سلہ ٹائریل اور پرسر سے مجھے اتّفاق ہے کہ یہ واقعہ ۴۶ء کے تماشوں کا ہے نہ کہ ۴۵ء کا (جلد پنجم دیباچہ صفحہ ۱۷) سسرو (ad fam) ۱۲/۸ ایراتن کا حاشیہ بھی دیکھو۔

۵۹ ق م انھیں کو مل جائے تاکہ وہ اُسے اپنے طریقے پر فضول صرف کر سکیں۔ تمرد کے آثار نمایاں ہو رہے تھے مگر اُن کا انسداد سختی کے ساتھ کر دیا گیا جیشن کے زمانے میں بھی لوگ بالکلیہ مطمئن نہ تھے اور اُس کے ختم ہونے کے بعد جب کاروبار کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا تو قیصر کے ہاتھوں میں تمام اختیارات کے آجانے سے اُن محبان وطن کو سخت مایوسی ہوئی جن کے دماغوں میں مختلف خیالات گونج رہے تھے جنھیں وہ عملیت کا جامہ نہیں پہنا سکتے تھے خصوصاً سسرو ایسے شخص کے لیے اپنے اصلی خیالات کو چھپانا سخت کوفت کا باعث تھا۔ یہ صحیح ہے کہ قیصر اور اُسکے خدّام دولت سسرو کے ساتھ بہت ادب سے پیش آتے تھے اور اُس کا بہت لحاظ کرتے تھے اور قیصر نے اُسے خوش کرنے کے لیے اُس کے پر مذاق مقولات کا ایک مجموعہ بھی بنایا تھا مگر سسرو کی ان باتوں سے دلجمعی نہ ہو سکتی تھی، سیاسیات سے اب وہ بالکل بیزار ہو گیا تھا کیونکہ اُسے اپنی قابلیت اور سرگرمی سے کام لینے کا کوئی موقع نہ تھا کیونکہ اب ہر چیز کا دار و مدار صرف ایک شخص کی خواہشوں پر تھا۔ سنہ ۴۶
سنہ ۴۵ میں اُس نے صرف تین تقریریں کیں اور ہر ایک تقریر میں اس کا خطاب قیصر ہی سے تھا جس کا کبھی اُس نے اظہار ترحم کے لیے شکریہ ادا کیا یا کسی سائل کی طرف سے کوئی درخواست اُس کی خدمت میں پیش کی سنین مذکور میں جو خطوط اُسنے اپنے بے تکلف دوستوں کو لکھے ہیں اُن سے اُس کے کرب روحانی کا اظہار ہوتا ہے خطوط مذکور میں اُس نے اپنے اضطرار قلب کو مختلف قسم کے جملوں میں ظاہر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلحاظ کیفیت وقت کبھی اس کا انتشار بڑھ جاتا تھا اور کبھی کم ہو جاتا تھا۔ کبھی وہ اپنے کو دلاسا دیتا ہے[1] کہ جمہوریہ کا احیا پھر عمل میں آئیگا اور قیصر خود اُس کو بحال کر دیگا۔ مگر بہ اوقات دیگر خود اُس کے دل میں یہ خیال آتا کہ یہ امر قیصر کے اختیار سے باہر ہے کیونکہ جو امور یعنی واقعات کی رفتار اور جو لوگ

[1] دیکھو ٹائرل اور پرسر کا قول جلد پنجم دیباچہ صفحہ ۱۶۔ سنہ ۴۵ کے خطوط سے جمہوریہ کے احیا کی امید کا ترشح ہوتا ہے۔ ایڈ اٹیکم ۱۳، ۴۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگست سنہ ۴۵ میں بھی بروٹس کو یہی امید موہوم تھی۔

باب ۵ کام میں اس کے شریک ہیں، جمہوریہ کے احیا کے مانع ہیں۔ قیصر کو حکومت شاہی سے جو عملی طور پر قائم ہو گئی تھی عداوت قلبی تھی کیونکہ اسے اس امر کا احساس تھا کہ میں محض ایک غلام ہوں اور اُس کے سبب سے اُسے خود اپنی ذات سے نفرت ہو گئی تھی۔ مگر با ایں ہمہ اُس کا اثر اس زمانے میں خاصا تھا جس سے کام لینے میں اُسے تامّل نہ ہوا کرتا۔ اس زمانۂ انتشار میں اُس نے جو خطوط اپنے جلاوطن دوستوں کو لکھے اور اُن کو واپس بلانے کے لیے اُس نے جو کوششیں کیں اُن سے اُس کا غم کچھ غلط ہو جایا کرتا تھا۔ لوگ اس کی سفارش کے متمنّی رہتے اور حکّام صوبجات کے نام جو سب قیصر کے آوردے تھے اُس سے خطوط طلب کرتے۔ روما میں اکثر وہ لوگوں سے ملا کرتا کیونکہ وہ یار باش آدمی تھا اور اُس کی میزبانی کو لوگ اپنا فخر خیال کرتے تھے۔ سسرو کو قیصر کی قابلیت کا ضرور اعتراف تھا جس کی مٹھی میں اُس وقت جمہوریہ تھی اور باوجود مخالف ہونے کے وہ قیصر کی منصف مزاجی، ترحّم، جفاکشی اور فراست کی داد دیتا ہے۔ اس کے علاوہ فریق ثانی کی کمزوریوں کا بھی اُسے احساس تھا۔ پامپی کے وحشی مزاج بیٹوں[۵۱] اور اُن کے بدمعاش اور سینہ زور پیرووں کے ساتھ اُسے کوئی حقیقی ہمدردی نہ تھی کیونکہ قتل عام یا لوٹ مار سے اُسے رغبت نہ تھی مگر اُس کے لیے سوہان روح یہ امر تھا جسے وہ زبان پر بھی نہ لا سکتا تھا کہ ترحّم کی امید اگر ہو سکتی تھی تو قیصر سے۔ اسی لیے وہ مجبوراً علمی مشاغل میں مصروف ہو گیا۔ ۴۶ و ۴۵ ق م میں اُس نے کئی رسالے[۵۲] لکھے جو زیادہ تر بلاغت اور فلسفے سے متعلق تھے اور ان تصانیف سے جن کے سلسلے میں اُسے تحقیقات بھی کرنی پڑیں اس کی ایک گونہ دلجمعی ہوئی مگر یہ علمی مشاغل اُس کی سابقہ زندگی کے نعم البدل نہ ہو سکتے تھے جبکہ سینیٹ اور فورم میں اُسے نمایاں کامیابیاں حاصل ہوا کرتی تھیں۔ البتہ اُس کی مایوسی ایک حد تک دفع ہو جایا کرتی تھی[۵۳]۔ المختصر دوسرے کے برتے پر نام و نمود حاصل کرنا اُس کے کرب روحانی کو اور بڑھاتا تھا۔

۵۱ (ad fam) ۱۵/۹/۴ میں کیسیس کا قول دیکھو۔

۵۲ ان میں اہم ترین بروٹس اور اوراٹور ہیں جو ۴۶ ق م میں لکھے گئے اور اکاڈیمیکا اور ڈی فی نی بس ۴۵ ق م میں۔

۵۳ سسرو (ad fam) ۵/۱۵/۳ (Propogatio miserrimi Temporis)

باعث رنج سسرو مصائب

(۱۲۶۳) اس میں شک نہیں کہ سسرو کی حالت غیر معمولی تھی کیونکہ وہ نہایت ذکی الحس واقع ہوا تھا اور سوائے سیاسی مشاغل کے دنیا کے کسی مشغلے سے اُسے دلبستگی نہ تھی۔ سسرو کے یاس وحرمان کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سنین مذکور میں اُس کے خاندان میں کئی واقعات ایسے ہوئے جن سے وہ بہت پریشان ہو گیا تھا۔ ٹیرنشیا سے جو اُس کی بیوی تھی حال ہی میں ناچاقی ہو گئی تھی اور سنہ ۴۶ کے ختم پر سسرو نے اُسے طلاق دے دی اور سنہ ۴۵ کے اوائل میں ایک نوجوان لڑکی پبلی لیا سے اُسکے جہیز کے لالچ میں شادی کر لی جو اُس کی تولیت میں تھی۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ حسب عادت اُسے روپے کی ضرورت تھی مگر اُس سے بھی ناچاقی ہو گئی اور بالآخر اُس کو بھی طلاق دینی پڑی۔ سسرو کی بیٹی ٹولیا کی شادی ڈولابیلا کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس شادی کا بھی یہی انجام ہوا یعنی طلاق کے بعد سنہ ۴۵ کے آغاز میں ٹولیا نے انتقال کیا جس سے سسرو کو بہت رنج ہوا۔ اس پر طرفہ یہ ہوا کہ اس کا بیٹا مارکس قیصر کی ہسپانوی مہم میں شریک ہونا چاہتا تھا اور بڑی مشکل سے اپنے قصد سے باز آیا۔ سنہ ۴۵ میں سسرو نے اُسے بغرض تعلیم ایتھنز روانہ کر دیا جہاں اُس نے ایسی فضول خرچی شروع کی کہ اُس کا باپ سخت پریشان ہوا۔ اپنے بھائی اور بھتیجے سے بھی سسرو کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ بھائی (کوئنٹس) سے تو وہ پہلے ہی لڑ چکا تھا اور جب قیصر ہسپانیہ گیا تو اُس کے بھتیجے نے جو اُس کے بھائی کا ہمنام تھا اپنے عہد سے کے اثر سے قیصر کو اپنے چچا (سسرو) کے خلاف بھڑکانا چاہا۔ مگر سسرو نے ان مشکلات سے کسی صورت سے گلو خلاصی حاصل کی پھر بھی وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز نہ کر سکتا تھا جن سے اُسے بار بار[۱] یاد دلایا جاتا تھا کہ بحالت موجودہ سیاسیات میں اُسے کوئی دخل نہیں۔ یہی اُس کے سوہان روح کا باعث تھا۔ اگر سسرو کو بے چارگی سے حد درجہ کا اضطراب تھا تو ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ دوسروں کی بھی یہی حالت رہی ہو گی گو اُن کا اضطراب

---

[۱] دیکھو سسرو (ad fam) ۹، ۵، ۱۴ (دسمبر سنہ ۴۶) جہاں اس نے بیان کیا ہے کہ اسکا نام سینیٹ کے احکام میں مندرج کر دیا گیا تھا اور بغیر اسکی اجازت یا علم کے وہ محرک قرار دیا گیا تھا۔

باشہ

اس درجے کا نہ رہا ہوگا اور یہ کہ اس اضطراب سے صرف اُس زمانے کے بہترین اشخاص متاثر ہوئے ہوں گے جن لوگوں کی فاتح (قیصر) نے جان بخشی کی تھی اُسکے ترحم سے ناراض تھے جس کی وجہ سے اُن کی جان تو بچ گئی مگر اُن کے گلوں میں طوق غلامی پڑ گئے۔ قیصر کے بالکل الگ تھلگ رہنے کے نتائج بھی اچھے نہیں ہوئے۔ پامپی کے مجسّموں کو جنھیں عوام نے گرا دیا تھا جب قیصر نے دوبارہ نصب کرایا تو سسرو نے کہا کہ اس فعل سے وہ اپنے مجسّموں کی حفاظت کا انتظام کر رہا ہے مگر سسرو اور دوسرے حقیقی جمہوریت پسندوں کو نہ اُس کے مجسّموں سے کوئی دلچسپی تھی نہ پامپی کے۔ واضح رہے کہ جس زمانے میں قیصر اپنی دور رس اصلاحی تجاویز کو نافذ کرنے میں مصروف ہوا تو ہر طرف خوشامد کا بازار گرم تھا مگر یہ خوشامد صدق دل سے نہ تھی اور رفتہ رفتہ بوجہ مرور زمانہ و مواقع کے یہ جھوٹی خوشامد حقیقی نفرت میں متبدّل ہوگئی۔[1]

نبرد آزما سپاہیوں میں اراضی کی تقسیم

(۱۲۶۳) ۴۶ء میں قیصر روما میں اپنے زمانۂ قیام میں حد درجہ مصروف تھا اور انصرام کار میں اُسے غالباً مددگاروں کے ایک جمّ غفیر کی ضرورت ہوئی ہوگی پُرانے سپاہیوں کو فوج سے علیٰحدہ کرنا اور انھیں قوت بسری کے لیے اراضیات کا فراہم کرنا بجائے خود ایک اہتم بالشان کام تھا مگر بوجہ عدم میسری اعداد و شمار اُسکی اہمیت کا ہم کافی اندازہ کرنے سے معذور ہیں۔ تقسیم اراضی میں دو اصول ملحوظ رکھے گئے تھے یعنی اوّلاً مستعمرین کو مسلسل قطعات اراضی پر آباد نہ کیا جائے کیونکہ اندیشہ تھا کہ کہیں وہ بھی سولا کے مستعمرین کی طرح موجب پریشانی نہ ہوں اور ثانیاً قابضین سابق کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ اس لیے یہ نبرد آزما سپاہی بجائے نئی نوآبادیوں میں بسائے جانے کے موجودہ بستیوں میں شامل کر دیے گئے۔ اراضی کی پیمائش کرنے والوں اور تقسیم اراضی کے حکّام کا کام بہت بڑھ گیا تھا کیونکہ تقسیم کا کام فوراً شروع کر دیا گیا اور سال مابعد میں بھی برابر جاری رہا جس کا حوالہ سسرو کے خطوط میں موجود ہے۔ بعض اشخاص غیر مطمئن ضرور تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ

---

[1] سسرو (ad fam) ۹، ۱۷-۱۴، ۴، ۵، ۱۷، ۸-

مالکان اراضی کے حقوق کا پورا لحاظ رکھا گیا اور قابل لحاظ شکایتوں کا کہیں ذکر نہیں | باب ۵
آتا - اس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ یہ کام قیصر کی نگرانی میں ہو رہا تھا جو بذات خود
حکام ماتحت کا تقرر کرتا اور متنازع فیہ معاملات کا قطعی تصفیہ خود ہی کرتا - جن مقامات
میں اراضی کی تقسیم عمل میں آئی اُن کی کوئی فہرست موجود نہیں مگر منتشر حوالوں سے
اطالیہ کے مختلف حصوں گال لدن روئے آلپ اور خصوصاً کیمپینیا میں تقسیم اراضی
کا پتا چلتا ہے[1] - اب سوال یہ ہے کہ تقسیم کے لیے اراضیات کا اسقدر رقبۂ کثیر
کہاں سے آیا؟ مگر اس کے متعلق ہماری معلومات حد درجہ محدود ہیں - کچھ اراضی
ضرور خرید کی گئی، کچھ تو بنجر زمینوں کو فروخت کر کے جو چھوٹے قطعات کے لیے
غیر موزوں تھیں اور کچھ اُس روپے سے جو قیصر کے پاس بچ رہا تھا - ضبط شدہ
علاقوں میں سے زیادہ تر فروخت ہو چکے تھے - ممکن ہے کہ ۵۹ ق م کے قانون جولین
کی رو سے جو قطعات تقسیم ہوئے اُن میں سے بعض وارثوں کے نہ ہونے کی وجہ
سے پھر سلطنت کی ملکیت میں آ گئے ہوں کیونکہ اُن کا بیع قانوناً ممنوع تھا اور
اب بھی اسی قاعدے[2] کی پابندی کی گئی تھی - بالمختصر کسی صورت سے اراضیات
بہم پہنچائی گئیں اور اُن کی تقسیم عمل میں آئی مگر سپاہیوں کو کسان بنانے میں جو
دقت سابق میں پیش آئی وہ اب بھی باقی تھی؛

(۱۲۶۴) قیصر کو سنسروں کے پورے اختیارات حاصل تھے اور | تقسیم غلہ کی فہرست
اُن پر وہ آزادی کے ساتھ عمل کر سکتا تھا[3] جس کی وجہ سے اُسے متعدد ضروری | میں ترمیم۔
اصلاحوں کو عمل میں لانے کا موقع ملا - غلّے کی تقسیم سے عرصے سے خرابیاں | حقوق شہریت

---

[1] مفصل بحث کے لیے دیکھو ژُمپٹ Comm. epigraph جلد اول صفحات ۳۰۴-۳۰۸
سوئی ٹونیس جولیس ۳۸، ۱۸۱، ایپین سوم ۱۲، نقولا دمشقی قیصر آگسٹس
۳۱ (قطعات تاریخ یونان سوم ۴۵۴-۴۵۵) مجموعہ کتبات لاطینی یکم ۶۲۴ (ولمنس ۱۴۳۶)
میں کیپوا کا کتبہ مع مام سین کے نوٹ کے دیکھو۔
[2] سسرو فلپیک پنجم ۵۳ ایپین سوم ۲، ۷
[3] کو بلر کے قیصر جلد سوم ڈیومبر کے نسخے میں Legessenatus-consultedecuta مجموعہ دیکھو

باب ۵ پیدا ہو رہی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُس زمانے میں تین لاکھ بیس ہزار اشخاص اِس رعایت سے مستفید ہو رہے تھے۔ دریوزہ گری کے اس عظیم الشّان نظام کو جو سلطنت کی جانب سے قائم تھا نابید کردینا ناممکن تھا اور ایک ایسے تمدّن میں جس کی بنیاد غلامی پر تھی صنعتی ترقی سے اُس کے بذات خود معدوم ہو جانے کی بھی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی۔ غلامی کی وجہ سے یہ خرابی جلد جلد بڑھتی جاتی تھی۔ غلاموں کے خرچ سے سبکدوش[1] ہونے کی آسان ترین ترکیب یہ تھی کہ اُن کو آزاد کردیا جائے جس کی وجہ سے آزاد شدہ غلاموں کا روما میں انبوہ کثیر جمع ہو گیا تھا جن کی پرورش کا بار سلطنت پر پڑتا تھا اور اسی لیے ہر سال غلہ خرید کیا جاتا تھا۔ میریس کے زمانے سے لوگوں کو خوب معلوم تھا کہ اگر کوئی دشمن چاہے تو بہ آسانی روما میں قحط پیدا کر کے مرکزی حکومت کو کمزور کر سکتا ہے۔ قیصر نے غالباً اپنے معتمد علیہ ملازمین کے ذریعے سے تحقیقات[2] کرا کے غلہ پانے والوں کی تعداد کو گھٹا کر ڈیڑھ لاکھ کردیا مگر اس کارروائی کے ختم ہونے میں غالباً عرصہ دراز لگا ہوگا۔ غلّے کی فہرست کی سالانہ ترمیم اور قرعہ اندازی کے ذریعے سے اُن جائدادوں کے پُر کرنے کا انتظام کردیا گیا جو بوجہ موت خالی ہوں۔ چونکہ ڈائون[3] نے بیان کیا ہے کہ شہریوں کے بہ تعداد کثیر ضائع ہونے کی وجہ سے اُن کی تعداد میں بہت کمی آگئی تھی اور قیصر نے کثیر العیال اشخاص کے ساتھ بہت سی رعایتیں کی تھیں اس لیے خیال کیا جاتا ہے کہ تقسیم غلہ کے جدید قواعد کا منشا یہ تھا کہ کثیر العیال اشخاص کی ہمت افزائی کی جائے مگر قیصر کا منشا یہ تھا کہ انبوہ شہر کی تعداد کم ہو لہذا معلوم یہ ہوتا ہے کہ ڈائون کا اشارہ کسی ایسی تجویز کی طرف ہے جو اطالیہ کی آبادی کو بڑھانے کے لیے عمل میں لائی گئی ہو قیصر نے مردم شماری کا کام بھی شروع کیا مگر حیات نے اُسے ختم کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اس مردم شماری میں اُس نے ایک قابل لحاظ تغیر قائم کی جس سے اُسکی وسعت نظر کا

[1] دیکھو ڈائون ۹ ۴۳/ ۲۴۔
[2] دیکھو خصوصاً سوئی ٹونیس جولیس ۴۱۔ اس کارروائی کو (Recensus) کہتے تھے۔
[3] ڈائون ۴۳۔ ۲۵۔ لینگ تاریخ قدیم روما سوم ۴۴۹۔

باب ۵۸ پتا چلتا ہے۔ اب تک غیر ملکیوں یعنی غیر اطالیوں کو حقوق مدنیت بوقت واحد عطا کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا یعنی غلاموں کو آزاد کر کے غیر ملکیوں کو حقوق مدنیت ذاتی قابلیت کی وجہ سے شاذ و نادر ملتے اور اگر ملتے بھی تو کسی زبردست مربی کے ذاتی اثر سے یا سلطنت روما کی خاص خدمات کی وجہ سے جس کے معنی بسا اوقات[1] یہ ہوتے کہ انھوں نے اپنی قوم کے ساتھ غداری کی ہو۔ قیصر نے اطبا، مدرسین اور مختلف علوم کے ماہرین اور مبلغین کو حقوق شہریت روما عطا کیے[2] اور انھیں ایک ایسی جماعت قرار دیا جسے روما میں رکھنا مفید تھا۔ یہ لوگ سب یا اکثر غالباً یا دو غلے یونانی تھے۔ اس جماعت کی قابلیت کا اعتراف کرنا فراست پر مبنی تھا کیونکہ روما میں اشاعت علوم کی ضرورت تھی اور قیصر انتظامی کاموں کے لیے ایسے لوگوں کی قدر دانی کرتا تھا جو قابلیت اور تجربہ رکھتے ہوں۔ زمانۂ شہنشاہی میں ہوشیار یونانیوں کو امور مملکت میں بہت دخل حاصل ہو گیا۔

محاصل (۱۲۶ ۵) قیصر کی بعض اصلاحی تجاویز خاص قوانین کی صورت میں

قانون جولیا نافذ ہوئیں جن میں سے ایک میں عیش و عشرت کے روکنے کی کوشش ہوئی مگر

متعلق بہ بلدیات اس قسم کے دیگر قوانین کی طرح اس میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ ایک دوسرے قانون کا منشا یہ تھا کہ اطالیہ میں احرار کی تعداد میں اضافہ ہو اور اس غرض سے حکم دیا گیا کہ چراگاہوں کے مالک جو جانوروں کی پرورش کرتے تھے ہر دو غلاموں کے مقابلے میں ایک آزاد شخص کو بھی ضرور نوکر رکھیں۔ چراگاہوں کے غلاموں کی وجہ سے قزاقی کو فروغ ہوتا تھا اور کائلیس اور میلو نے حال میں انھیں لوگوں کی تائید کی امید پر بغاوت کی کوشش کی تھی۔ دوسرا اہم معاملہ جس کی طرف فوری توجہ کی ضرورت تھی محاصل سلطنت کے اضافے کا تھا کیونکہ سلطنت کے لیے جو اپنی اراضی مقبوضہ سے دست کش ہو رہی تھی ایک مقررہ آمدنی کی ضرورت تھی۔ قیصر نے درآمد شدہ اشیا پر محصول کروڑ گیری بحال کر دیا جو سنہ[6] میں

[1] سوئی ٹونیس جولیس ۴۲۔

[2] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ایپین یکم ۲۸ پر اسطراغاں ڈیوڈس کا قول دیکھو۔

باب ۵ موقوف کر دیا گیا تھا۔ توانین یا قواعد مذکور کی تاریخ کا صحت کے ساتھ یقین نہیں کیا جا سکتا مگر ایک قانون بالخصوص قابل ذکر ہے جس کی عبارت کے بعض حصّے اب بھی موجود ہیں یعنی (Lex Julia municipalis) (قانون جولیا[1] متعلق بہ بلدیات) یہ قانون غالباً ۴۵ ق م کے اوائل میں نافذ ہوا مگر اس کا مسودہ ۴۶ ق م میں تیار ہوا ہوگا۔ قبل اس کے کہ قیصر ہسپانیہ روانہ ہو۔ قانون مذکور کے مضامین معلومہ حسب ذیل ہیں یعنی اُس میں روما میں تقسیم غلّہ کے متعلق قواعد تھے اور خاص اہتمام کیا گیا تھا کہ غلّہ صرف اُنھیں اشخاص کو دیا جائے جن کے نام ایک خاص فہرست میں درج تھے اور جن کا انتخاب بذریعۂ قرعہ ہوا تھا۔ اس کے علاوہ شہر اور اُس کے مضافات کی سڑکوں اور گلیوں کی صفائی اور نگہداشت اور گاڑیوں کی آمد و رفت کے لیے قواعد تھے۔ سرکاری اراضی پر دست درازی کو روکنے کے متعلق بھی قواعد تھے مگر ایسے اشخاص کے حقوق کی حفاظت کو مدّنظر رکھا گیا تھا جو عامۂ قوم کی طرف سے کوئی کام کریں مثلاً تعمیرات عامّہ کے ٹھیکہ دار، چبوتروں کے بنانے والے، اہلکار اور سرکاری غلام اور وہ اشخاص جو سلطنت کی طرف سے مذہبی رسوم ادا کرتے تھے۔ ایڈیلوں اور سڑکوں کے کمشنروں کے اقتدارات پورے طور پر بحال رکھے گئے۔ بالعموم فقرات مذکور کا منشا در اصل یہ تھا کہ مالکان جائداد کو اس امر کا ذمّہ دار قرار دیا جائے کہ وہ اُن راستوں کو صاف رکھیں جن سے اُن کی عمارات ملحق ہوں اور عامّۂ قوم اُن کی دست درازیوں سے محفوظ رہے۔ اس حد تک قانون مذکور صرف شہر روما اور اُس کے مضافات سے متعلق تھا جو ایک میل کے اِرد گِرد ہوں مگر اس کے بعد عام قواعد بلدیات کی حکومت خود اختیاری سے متعلق ہیں جن کا اطلاق مختلف اقسام کی بلدیات پر ہو سکتا ہے، مقامی سینیٹوں کی رکنیت اور اُن میں عہدوں کے حاصل کرنے کے استحقاق کے متعلق قواعد اس قانون میں مندرج تھے اور عدم استحقاق کے اسباب تفصیل کے ساتھ

[1] قانون کے نام کے لیے دیکھو ہیڈ ولا کا کتبہ (دلمنش ۳۰-۲) ۲) عبارت کے لیے دیکھو برنس (fontes) ورڈس ورتھ نمونے۔ تاریخ کے لیے دیکھو سسرو (ad fam) ششم ۱۸۔

بلدیہ

بیان کیے گئے تھے مثلاً فوجی ملازمت سے گریز کرنا، دیوالیہ ہونا، کسی عدالت سے سزا پانا، شرمناک افعال کا مرتکب ہونا، یا کوئی قبیح پیشہ کرنا۔ بلدیاتی مردم شماری کے لیے بھی قواعد تھے۔ یہ مردم شماری اسی وقت ہوتی جب کہ روما میں ہو اور اسی طریقے پر یہ حکم بھی تھا کہ مردم شماری کے کاغذات روما بھیج دیے جائیں اور ان کی ایک نقل بلدیۂ متعلقہ میں رکھ لی جائے۔ ایک خاص قسم کی بلدیات میں مقامی قوانین کی ترمیم[1] کے متعلق بھی ایک دفعہ تھا اور اس کے لیے ایک سال کی مہلت دی گئی تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ بلدیات کے یہ معاملات ایک ایسے قانون میں کیوں شریک کر دیے گئے جو شہر روما سے متعلق تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قیصر دونوں معاملات کو علیحدہ رکھنا عبث خیال کرتا تھا۔ شہنشاہی شہر روما کے معاملات کو مقامی بلدیات کے معاملات کے ساتھ مخلوط کر دینا بقول مام سین[2] اس امر کی نشانی ہے کہ وہ تمام سلطنت کو ایک شئے واحد خیال کرتا تھا۔ قیصر باشندگان گال زیر آلپ کا حامی تھا، یونانیوں کا مربی، یہودیوں کا بہی خواہ دوست، گالیوں اور جرمنوں کا جنگی سردار تھا اس لیے اس کے سیاسی مذہب میں اس قدیم عقیدے کی گنجائش نہ تھی کہ شہر روما سلطنت کا تنہا مرکز ہے اور دوسرے تمام شہروں سے بالکل مختلف ہے۔ جس طرح کہ روما میں تمام ملک اطالیہ شامل ہو گیا تھا اسی طرح دیگر محکوم ممالک بھی شامل ہو سکتے تھے اور قیصر کے دماغ میں اس طرح کے حقیقی شہنشاہی خیالات آ رہے تھے گو غالباً اس موقع پر کوئی قطعی تجویز اس کے دماغ میں نہ تھی مگر بصورت نفی اس کے اس رجحان کا ذیل کی کارروائیوں میں پتا چلتا ہے یعنی اس نے شہر روما کے انبوہ شہر کی تعداد کم کرنی چاہی

[1] اشپرنش میں ۳۰۔ دیکھو یہ قوانین وہ ہیں جنھیں ایک ایسا کمشنر منظور کرے جو روما سے کسی Municipia (Fundana) کو بھیجا گیا ہو۔ مام سین کا خیال ہے کہ اس اصطلاح سے مراد مہیا جنہ وغیرہ کے شہروں سے ہے جنھیں قیصر نے لاطینی حقوق دیے تھے انھوں نے حقوق شہریت روما (fundi farti) قبول کر لیے تھے۔ دیکھو سسرو پیرو بالبو ۹ اپر ایڈ کا حاشیہ۔

[2] مام سین تاریخ روما جلد چہارم صفحہ ۳۳۵ (ترجمہ انگریزی)۔

باب ۵۵

درآمد پر محصول لگا کر اہل اطالیہ کو اُن کے ایک خاص حق سے محروم کر دیا اور عیش و عشرت کے روکنے میں بھی اُس کی غالباً مصلحت یہی رہی ہو گی کیونکہ اسراف و تعیش حکام صوبجات کے استحصال بالجبر کی وجہ سے تھے اور اس کے باعث بھی ہوتے تھے۔ قیصر کے طرزِ عمل کی کسی جانب سے مخالفت ہونے کا کہیں تذکرہ نہیں، اس کا غالباً سبب یہ ہے کہ اُس کی مخالفت میں کسی کو کامیابی کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ مگر ناراضی کے آثار کا ان احمقانہ افواہ[1] سے پتا چلتا ہے کہ قیصر چاہتا تھا روما کو اپنے چند شرکا کی نگرانی میں چھوڑے اور مرکزِ حکومت کو سکندریہ یا ٹرائے کو منتقل کر دے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اب وہ دن گزر چکے تھے جبکہ سلطنت روما ایک محکوم دُنیا کی نامنصف مزاج مالکہ تھی اور اب ضرورت یہ تھی کہ اُس کا مالک کوئی ایسا شخص ہے جو منصف مزاج ہو یا نہ ہو مگر اس وسیع شہنشاہیت پر بحیثیت شہنشاہ حکمراں ہونے کی قابلیت رکھتا ہو اور بحیثیت مجموعی اُس کی بہبودی کا خواہاں ہو خواہ یہ اُس کے ذاتی نفع ہی کیلیے کیوں نہ ہو مگر بحالت موجودہ یہ خیال کرنا محض عبث تھا کہ شہنشاہیت کا مرکز روما کے سوائے کوئی اور شہر ہو سکتا ہے اور قیصر کے عملیت پسند اور صاف دماغ میں تو یہ لغو خیال کبھی آ ہی نہ سکتا تھا۔

عدالتی اصلاحات

سفر کے متعلق قیود صوبجات

(۱۲۶۶) قوانین جولین میں چند دیگر امور بھی شامل تھے جن سے ہمیں ایک حد تک معلوم ہوتا ہے کہ قیصر کن امور میں اصلاح کا خواہشمند تھا معلوم ہوتا ہے کہ بعض جرائم خصوصاً غداری اور نقض امن کے متعلق جو سزائیں قانوناً مقرر تھیں وہ اتنی سخت نہ تھیں کہ لوگ جرائم مذکور کے ارتکاب سے باز آتے اور اگر مقدمہ چلنے کے بعد جرم اُن پر ثابت بھی ہو جاتا تو زیادہ سے زیادہ انھیں جلاوطن ہونا پڑتا مگر اُن کی جائداد اُن کے قبضے ہی میں رہتی۔ اب یہ قانون نافذ کیا گیا کہ اُن کی نصف جائداد ضبط کر لی جائے اور اگر پدرکشی کے ملزم ہوں تو پوری جائداد ضبط کر لی جائے اس سے یقیناً یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جن ملزمین کو انکے کیفر کردار کو

[1] سوئیٹونیس جولیس ۷۹، نقولا دمشقی قیصر اگسٹس ۲۰۔

باب ۵

پہنچانا مقصود تھا دولتمند تھے اور جو اپنے غلاموں کی جماعتوں کے ذریعے سے جرائم کا ارتکاب کرتے تھے۔ اس قانون کے ضمن میں میلو اور جنگ بُووِیلئے کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ عدالتوں کے نظام میں یہ ترمیم کی گئی کہ اہل جوری کا تیسرا طبقہ (Decuria) جو ٹریبیونی ایرآریئی[1] (Tribuni Aerarii) پر مشتمل تھا خارج کر دیا گیا مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ قیصر اس ترمیم کو کیوں عمل میں لایا۔ غالباً کسی دوسرے قانون کے ذریعے سے جدید اور فتنہ پسند جماعتوں (Collegia) کو قانوناً ممنوع کر دیا۔ ایک اور قانون بھی تھا جس کے ذریعے سے ممالک غیر میں سفر کرنے پر قیود عائد کی گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شہریوں کو جنکی عمر ۲۰ اور ۴۰ سال کے درمیان ہو اطالیہ سے مسلسل تین سال تک باہر رہنا اس قانون کے ذریعے سے ممنوع کر دیا گیا سوائے اس صورت کے کہ کسی شخص سے فوجی حلف (Sacramentum) کیا ہو۔ علاوہ ازیں اراکین سینیٹ کے بیٹوں کو باہر جانے سے قطعاً ممانعت کر دی گئی سوائے اسکے کہ وہ کسی حاکم کے اسٹاف میں شریک ہوں خواہ وہ فوجی (Contubernalio) حاکم ہو یا انتظامی (Comes) یہ قانون "قانون جولیا فوجی" (Lex Julia militaris) کے نام سے مشہور ہے اور درحقیقت فوجی خدمت سے متعلق تھا لیکن آوارہ گرد اہل روما کی نقل و حرکت کے روکنے کی غالباً اور وجوہ بھی تھیں مثلاً سسی ٹیئس سا آدمی مقید صرف اس وجہ سے ثابت ہوا تھا کہ ایک نازک موقع پر اس نے قیصر کی خدمت کی تھی لیکن اسی قسم کے کسی شخص کا فریق ثانی کی طرف ہونا سخت مضر ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں اہل روما کی سیر و سیاحت سے باشندگان صوبجات پر بار پڑتا تھا اور فرض شناس صوبہ داروں کو اپنے فرائض کے ادا کرنے میں دقت ہوتی تھی۔ واضح رہے کہ ایک دوسرے قانون جولیا کی رو سے حکام صوبجات کی میعاد حکومت محدود کر دی گئی یعنی سابق پریٹروں کی ایک سالہ کر دی گئی اور

[1] دیکھو فقرہ ۹۵۸ ۔ مترجم۔

[2] لینگ تاریخ روما جلد سوم صفحہ ۴۵۶۔

باب ۸ سابق کانسلوں کی دو سالہ۔ اس تعیین مدت کی علت غائی غالباً یہ تھی کہ میریس کے زمانے سے طویل سپہ سالاریوں کی وجہ سے مرکزی حکومت کمزور ہوتی جاتی تھی جس کی ایک بیّن مثال خود قیصر کی حکومت کا ل تھی۔ مگر اب چونکہ مرکزی حکومت خود اُسی کے ید قدرت میں تھی اس لیے اُس کے استحکام کا وہ خواہشمند تھا۔ لیکن چونکہ اُس کا جام حیات اب لبریز ہو رہا تھا لہٰذا قانون مذکور اور قانون فوجی کا کوئی نتیجہ نہ ہوا البتہ صرف اُس کے مقاصد کا اُن سے اظہار ہوتا ہے۔

سینیٹ (۱۲۶ ۷) ہم بیان کر چکے ہیں کہ سینیٹ کی طرف سے احکام کے مسودے آزادی کے ساتھ تیار کیے جاتے تھے جو سسرو کو نہایت ناگوار ہوا تھا۔ ممکن ہے کہ اس قسم کی دیا دلی اکثر نہ ہوتی ہو اگر ایک دفعہ بھی ہوئی تو سینیٹ اُس کو پسند نہ کرتی۔ قیصر اور سینیٹ کے موجودہ تعلقات خوشگوار نہ تھے کیونکہ اُس کی یہ عادت پڑ گئی تھی کہ وہ صرف چند سربرآوردہ اراکین سے مشورہ کرتا تھا اور بعض وقت اپنے چند گہرے دوستوں سے جن کی حیثیت ایک "اندرونی کابینہ" کی تھی۔ انصرام کار کے لیے یہ طرز عمل بلاشبہہ مفید تھا اور غالباً اسی وجہ سے کثیر المشاغل دکٹیٹر نے اس طرز عمل کو اختیار کیا ہو گا بجائے اس کے کہ ہر معاملے پر پھر سینیٹ کے اجلاس کامل میں بحث ہو۔ لیکن نکتہ چیں طبیعتوں کو یہ عذر کب قبول ہو سکتا تھا۔ سینیٹ کی خالی شدہ جائدادوں کو یہ اقتدار سنسری پُر کرنے کو بھی اکثر لوگوں نے پسند نہ کیا۔ سنہ ۴۵ ہی میں جن اشخاص کو اُس نے مجلس مذکور میں داخل کیا تھا امرا کی نگاہ میں نااہل تھے اور اسی طرز عمل کو جاری رکھ کر اُس نے ایسے اشخاص کو داخل کر دیا جنھیں عدالتوں میں سزا ہوئی تھی یا جن کے چال چلن پر سنسروں کی کارروائیوں کی وجہ سے حرف آیا تھا یا جن کو سولا نے مستوجب سزا قرار دیا تھا۔ اشخاص مذکور کے نقصانات کی اس طرح سے تلافی کرنا ممکن ہے کہ قرین مصلحت ہو یا عالی ظرفی پر مبنی ہو مگر اس کارروائی سے لوگوں کو بے اطمینانی ہوئی اور بعض لوگ ناراض بھی ہو گئے۔ قیصر سینیٹ کو برخاست نہ کر سکتا تھا کم از کم اُس وقت تک کہ وہ علانیہ فوجی حکومت ہی قائم نہ کرے۔ اور یہ اُس کا ہرگز قصد نہ تھا کیونکہ اُس نے حال ہی میں اپنے نبرد آزما سپاہیوں کو خدمت سے علٰحدہ

باب ۵ — کردیا تھا اور مستقل فوج رکھنے کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لایا تھا۔ مگر یہ بھی اُس کی تدبیر کے منافی تھا کہ سینیٹ میں پھر امرا عنصر غالب ہو جائیں جو مجلس عامہ کے انحطاط کی وجہ سے اُس نے غصب کر لیے تھے۔ واضح رہے کہ مجلس عامہ میں اب یہ صلاحیت باقی نہ تھی کہ اپنے گم شدہ اقتدارات سے دوبارہ کام لے سکے۔ اس حقیقت سے قیصر سے بہتر کوئی شخص واقف نہ تھا کیونکہ اُس نے مجلس عامہ سے کالیکر سلطنت میں بحیثیت ایک سرانبوہ کے رسوخ حاصل کیا تھا۔ ایک کثیر المشاغل حاکم مطلق الشان کے لیے ایک ایسی مجلس سینیٹ کا وجود حد درجہ باعث تکلیف ہوتا جس میں امرا کا عنصر غالب ہوتا اور جس کی باگ چند امرا کے ہاتھ میں ہوتی جنھیں اپنے وقار کا بہت خیال تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شہنشاہی معاملات میں اُن کی رائے بالعموم اُس کی رائے کے خلاف ہوتی اس لیے مجلس مذکور کو کمزور کرنے کا آسان تر طریقہ یہ ہوتا کہ اُس میں ایسے ارکین کو بھر دیا جائے جو امرا کی باقی ماندہ جماعتوں سے ساز باز نہ کرسکیں اور اسی طرز عمل کا قیصر تادم مرگ پابند رہا گو اُس کی وجہ سے بہت سے دشمن دربردہ پیدا ہو گئے لیکن اس کے متعلق قطعی کارروائی اُس نے ۴۵ء تک نہ کی جبکہ ہسپانیہ سے واپس آیا۔

تقویم کی اصلاح — (۱۲۶۸) قیصر کی اصلاحوں میں سب سے مفید اور دیرپا تقویم کی اصلاح[1] تھی جو وہ بحیثیت سردار پجاری عمل میں لایا۔ روما میں دو سنین مستعمل تھے ایک تو سال تقویمی تھا جس کا تعین پجاری کرتے تھے اور جس کے ذریعے سے تہواروں

[1] تقویم کی اصلاح کا یہ تذکرہ مکمل نہیں ہے بلکہ صرف قیصر کی خدمات کی تصریح مدنظر ہے۔ اس مضمون کے متعلق معلومات کا ایک زبردست ذخیرہ ہی مارکوارٹ (Stow) سوم ۲۸۱ - ۲۸۶ اور لینگ تاریخ قدیم میں دو مفید خلاصے ہیں۔ قدیم مصنفین میں اس مضمون کے متعلق عبارتیں حسب ذیل ہیں؛ میک روبیس (Sat) یکم ۱۲ - ۱۶ کیمسوری نس ۲۰ سوئی ٹونیس جولیس ۴۰ آگسٹس ۳۱ اپین سوم ۱۵۴ پلوٹارک قیصر ۵۹ ڈائیو ۴۳ ۲۶ - ۴۸ ۳۳ پلینی تاریخ ۱۸ ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۱۲ - ایمین مارکس ۲۶ یکم ۷ - ۱۳ اشو لی نس یکم ۳۱ ۷ ۴۷ -

باب ۵ اور اُن ایام کا بھی تعین ہوتا تھا جن میں سرکاری کام ہو سکتے تھے۔ دوسرا حکام کا
سال تھا۔ سال مذکورۂ اولیٰ کا آغاز قدیم رواج کے مطابق مارچ میں ہوتا تھا
اور جنوری اور فروری کے مہینے جن کا اضافہ روما کے کسی بادشاہ کی طرف کہا جاتا
ہے سال کے آخر میں آتے تھے مگر حکّام کا سال ۱۵۳ ق م سے جنوری سے
شروع ہوتا تھا۔ تعداد ایام کے بیان کرنے میں جمہوریہ کے قبل کے زمانے کا
ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ معمولی سالوں میں بالعموم ۳۵۵ ایام ہوتے تھے،
مگر اہل روما کو یہ خوب معلوم تھا کہ شمسی سال میں دنوں کی تعداد اس سے زیادہ
ہے لیکن زمین کی کاشت کرنے والوں کے لیے شمسی سال کی پابندی ضروری
تھی اس لیے کہ زمانۂ سابق میں روما کے کاشتکاروں نے اجرام فلکی کی حرکتوں
کے لحاظ سے اپنا ایک موٹا سا حساب بنا لیا تھا جسے ہم سال فصلی کہہ سکتے ہیں
کیونکہ سرکاری سال اُن کی ضرورتوں کے لیے بالکل غیر مناسب تھا۔ حکومت جمہوری
کے زمانے میں شمسی اور قمری سالوں کے اصول کی باہمی تطبیق حسب ذیل
بھونڈے طریقے سے کی جاتی تھی۔ روایات میں یہ تطبیق ۴۵۰ء کے دس حکام
(ڈی کیم ویری) کی طرف منسوب کی جاتی تھی اور غالباً تصحیح کے سابقہ طریقوں سے
یہ بہتر تھی۔ اس کی بنیاد چہار[۱] سالہ قرنوں پر تھی۔ ہر قرن کے پہلے اور تیسرے سال
میں صرف ۳۵۵ دن ہوتے، دوسرے سال میں ۲۲ دن کے ایک لوند کے
مہینے کا اضافہ کر دیا جاتا اور چوتھے میں ۲۳ روز کے مہینے کا۔ اس تدبیر پر اگر برابر
عمل ہوتا تو ہر سال میں بحساب اوسط ۱۱ ۱/۴ روز کا اضافہ ہوتا اور سال ۳۶۶ ۱/۴
روز کا ہوتا یعنی سال شمسی سے ایک روز زیادہ۔ یہ ایک روز کی غلطی
معلوم نہیں کس طرح پیدا ہو گئی۔ لوند کے مہینے کا اضافہ کرنا بلا شبہ پجاریوں کا

۱؎ مام سین (Staatsr) سوم ۱ ۳۳۱ - ۳۳۲ (Chronol) ۱۲۴ - ۱۲۸ اگر یہ چہار سالہ قرن
یونانی اولمپیاڈ (اولمپس کے کھیلوں کا درمیانی چہار سالہ وقفہ) سے ماخوذ ہے لسٹرم
بھی ایک چہار سالہ مدت تھی۔ مگر اس کی پابندی نہ ہوئی اور زمانۂ مابعد کے طریقۂ شمار کی وجہ سے
پنج سالہ ہو گئی۔ قیصر نے اپنی تقویم میں چہار سالہ قرن کو پھر قائم کیا۔

باشپ

کام تھا مگر جہالت یا بے پروائی سے سخت بد انتظامی پڑ گئی اور کچھ روز کے بعد دوستوں کی رعایت، بغض وحسد اور توہّمات کو بھی اس میں دخل ہو گیا۔ مثلاً پجاریوں کو یہ اختیار تھا کہ موقع پا کر کسی دوست کی میعاد حکومت کی توسیع کے لیے لوند کے مہینے کا اضافہ کر دیں یا وقت مقررہ پر لوند کے مہینے کو نہ بڑھا کر کسی دشمن کی میعاد حکومت کو کم کر دیں یہ کسی اہم عدالتی مقدمے کی تاریخ ساعت کو جلد تر یا دور تر کر دیں یا کسی ٹھیکے کی مدت گھٹا یا بڑھا دیں۔ اس لیے وہ لوند کے مہینے کا اضافہ اپنی سہولت کے لحاظ سے کرتے تھے۔ اس طرح سے روما کی تقویم کی حالت نہایت ابتر ہو گئی اور روما کا سال نہ تو اجرام فلکی کی حرکات کے مطابق تھا نہ اس سے کوئی سیاسی سہولت مدنظر تھی بلکہ اُس کا دارومدار محض پجاریوں کی ذاتی اغراض پر تھا۔ سنہ ۵۰ میں کیوریو لوند کے مہینے کا خواہشمند تھا اور سنہ ۵۱ میں سسرو اُس کے بڑھائے جانے سے خائف تھا لیکن دونوں دفعہ میں اس مہینے کا اضافہ نہ ہوا کیونکہ حکمراں جماعت اس کے مخالف تھی۔[1]

تقویم قیصری۔ جدید سال شمسی

(۲۶۹) پجاریوں کی ان شرمناک کارروائیوں سے لوگ پہلے سے واقف تھے، قیصر نے البتہ یہ کیا کہ اُن کا خاتمہ کر دینے کا اُس نے قصد صمیم کر لیا۔ اُس کی مجوزہ تدبیر یہ تھی کہ روما کا سنہ شمسی کر دیا جائے اور سرکاری اغراض کے لیے اس کا آغاز یکم جنوری سے ہو مگر لحاظ رکھا کہ اس تغیر کا اثر مذہبی توہمات پر نہ ہو اسلیے ۳۵۵ دنوں میں اُس نے ۱۰ دنوں کا اضافہ کیا اور یہ انتظام کیا کہ ہر چوتھے سال میں فروری میں ۲۴ کے بعد ایک روز کا اضافہ کر دیا جائے۔ اُس طور پر بالا وسط ہر سال ۳۶۵ ¼ دن کا اضافہ ہو گیا۔ ایک ذراسی غلطی اب بھی رہ گئی تھی جس کی اصلاح سنہ ۱۵۸۲ء تک نہ ہوئی لیکن یہ مرمّمہ تقویم قیصری آج تک تمام عالم مسیحی میں مستعمل ہے۔ واضح رہے کہ اضافہ شدہ دس ایام کو تقسیم کرنے میں قیصر نے تا حدِّ امکان

لہ تاریخ کے لیے دیکھو مامسین (Chronol) صفحات ۲۷۹ - ۲۸۱۔ روایتوں کے لحاظ سے لوند کا مہینہ نہیں بڑھایا جاتا تھا۔ روما کے حساب سے ۲۴ فروری مارچ کے کیالینڈ سے چھ روز قبل تھی اور نیا بعد اسی کا اعادہ (Bis sex tum) خیال کیا جاتا ہے۔

باب ۶

قوم کے مذہبی توہمات کا لحاظ رکھا۔ طاق اعداد شگون نیک خیال کیے جاتے تھے۔ سال میں سوائے بدشگون ماہ فروری کے ہر مہینے کے ایام کے عدد طاق تھے یعنی ۲۹ یا ۳۱۔ جنوری، سیکسٹی لس (اگست) اور دسمبر میں اُس نے دو روز بڑھا کر بجائے ۲۹ کے ۳۱ کر دیا۔ اپریل، جون، ستمبر اور نومبر میں ایک روز بڑھا کر بجائے ۲۹ کے ۳۰ کر دیا۔ مارچ، مئی، کوِن ٹی لس (جولائی) اور اکتوبر میں پہلے ہی سے ۳۱ روز تھے اور تقویم قیصری میں اس کا اثر باقی رہ گیا۔ ان چاروں مہینوں میں قدیم تقسیمیں یعنی نونیس اور آئی ڈیس ۷ اور ۱۵ کو پڑتی تھیں اور حسب حال چھوڑ دی گئیں مگر دوسرے مہینوں میں ۵ اور ۱۳ کو پڑتی تھیں مگر یہ بھی حسب حال چھوڑی گئیں گو ان سے مہینوں کے دن بڑھ گئے تھے۔ علاوہ ازیں زائد ایام[1] کا اضافہ نہایت احتیاط کے ساتھ کیا گیا تاکہ تہواروں کی قدیم تاریخوں میں فرق نہ آئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قیصر کی خواہش تھی کہ تا حدِ امکان سہولت پیدا ہو جائے مگر اس کے ساتھ ہی جہاں تک ہو سکے کسی قسم کا اضطراب پیدا نہ ہو۔ لوند کا مہینہ اب ہمیشہ کے لیے غائب ہو گیا اور اہل روما کے لیے ایک ایسی سرکاری تقویم تیار ہو گئی جو جملہ اغراض کے لیے مفید تھی۔ یہ جدید شمسی تقویم مصر سے ماخوذ تھی جہاں ۳۶۵ ¼ روز کے سال کا عرصے سے رواج تھا اور اُس کی ترتیب میں قیصر نے ماہرانِ فن سے مشورہ کیا تھا بالخصوص یونانی ہیئت داں سوسی گینیس سے جو اسکندریہ کا باشندہ بیان کیا جاتا ہے۔ تقویم کے مرتب ہو جانے کے بعد قیصر نے اُس کی اشاعت کی اور اعلان کیا کہ سلطنت میں اُس کی پابندی جنوری سنہ مابعد (۴۵ ق م) کی کیالینڈ سے ہوگی۔ یہ حکم ایک فرمان کی صورت میں شائع ہوا جو اُس نے غالباً بحیثیت ڈکٹیٹر نافذ کیا ہوگا۔ اس اثنا میں یہ بھی ضروری تھا کہ قدیم تقویم کے بجائے جدید تقویم کے نفاذ[2] کا انتظام کیا گیا اور اُسکے لیے حسب ذیل صورت

[1] ان دس اضافہ شدہ ایام پر جدید تقویم میں (فاسٹس تہوار) کا نشان تھا مگر (کومیٹیالس ایام مجالسی) کا نہیں تھا یعنی سرکاری کام ہو سکتے تھے مگر مجالس کا اجلاس نہ ہو سکتا تھا۔ میکر و بیس یکم ۱۴ / ۱۲ وارو de ling, lat. ششم ۴۹۔

[2] ایام بین Chronol صفحات ۲۷۶ - ۲۷۸ Coosterier, Intercalis prior (لوند کا پہلا اور دوسرا مہینہ)

باب ۵۸ ب نکالی گئی۔ سال ماسبق (۴۷ ق م یا ۷۰۷ شنہ بنیادی) بحیثیت سال تقویمی لوند کے مہینے کے آخری دن کو ختم ہوا اور ۴۶ ق م (۷۰۸ شنہ بنیادی) یکم مارچ سے شروع ہوا۔ سال مابعد (۴۵ ق م یا ۷۰۹ شنہ بنیادی) جملہ اغراض کے لیے یکم جنوری کو شروع ہونے والا تھا۔ سابقہ تقویم کے لحاظ سے مارچ سے دسمبر تک دس مہینوں میں ۲۹۸ دن تھے۔ قیصر نے ان میں ۶۷ دن کا اضافہ کرنے کے لیے دو لوند کے مہینے بڑھا دیے اور اس طرح سے یہ سال مارچ سے دسمبر تک ۳۶۵ دن کا ہو گیا کیونکہ صرف ۶۷ روز کی کمی تھی اور اس طرح سے جدید تقویم کے نفاذ کے قبل ایک پورا سال بن گیا۔ لیکن اگر ۸۰ دنوں کا (جنوری فروری اور لوند کا مہینہ) کا جو ۴۵ ق م (۷۰۹ شنہ بنیادی) سے متعلق نہ تھے بلکہ ۴۶ ق م کے ۷۰۸ (شنہ بنیادی) سے متعلق تھے ۳۶۵ دنوں میں اضافہ کر دیا جاتا تو اس کا مجموعہ ۴۴۵ دن ہوتا۔ اسی طریقے سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ قیصر نے ۴۴۵ دن کا سال بنایا اور چوتھی صدی کے اواخر کے ایک مصنف نے اس کو (Annus Confusioniss) (ابتری کا سال) قرار دیا ہے۔ اس کا یہ قول غالباً معاصرین کے تمسخر پر مبنی ہے کیونکہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سسرو نے طنزاً یہ کہا تھا کہ اجرام فلکی مقررہ تاریخوں پر قیصر کے حکم سے نظر آتے ہیں۔[1] یہ بھی صحیح ہے کہ قیصر کی تیسری کاشلی ۴۴۵ دن تک رہی۔ یہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ قیصر کے انتقال کے بعد پجاریوں نے پھر غلطی کی اور زائد دن کا اضافہ اہل روما کے طریقۂ شمار کے لحاظ سے کیا جس کی رو سے ہر چوتھا سال دراصل تیسرا سال تھا اور اس غلطی کی اصلاح آگسٹس نے کی۔[2]

ہسپانیہ۔ قیصر دوم (۱۲۷۰) اصلاحات مذکور جب عمل میں لائی جا رہی تھیں، اسی زمانے میں قیصر کو مغرب سے وحشت انگیز خبریں وصول ہونے لگیں۔ ہسپانیہ کو جب وہ گزشتہ مرتبہ واپس آیا تھا تو اس نے سی ڈیڈیس کو مع اس کے بڑے کے ہسپانیہ اس امید سے بھیج دیا تھا کہ اس کے صوبہ دار اس شخص کی تائید سے

---

[1] سسرو ad fam ششم ۲/۱۴
[2] میکروبیس Sat یکم ۳/۱۴ پلوٹارک قیصر ۵۹۔

باب ۳ بغاوت کو فرو کر دیں گے۔ مگر کیوسیلیس کی بداعمالیوں کے نتائج اب ہویدا ہو رہے تھے۔ ہسپانیۂ بعیدہ کی فوج باغی ہو کر لائی اسے نس اور وارس سے مل گئی جب وہ افریقہ سے آئے اور نئے الیس پامپی باغیوں کا سرغنہ ہو گیا۔ جزیرہ نمائے مذکور کے مغربی اور جنوبی اضلاع میں باغیوں کا اثر غالب تھا اس لیے قیصر کے نائبوں نے اس سے التجا کی کہ وہ بذات خود ہسپانیہ آئے اس لیے اس کا جانا ناگزیر ہو گیا۔ جنگ سے وہ بیزار تھا کیونکہ جنگ کو وہ منزل مقصود پہنچنے کا ذریعہ خیال کرتا تھا اور بحالت موجودہ اس کا مقصد حاصل ہو چکا تھا اس لیے اسے اپنے سیاسی مشاغل کو چھوڑ کر جنگ کی تیاری میں مصروف ہونا اسے نہایت شاق گزرا۔ ہسپانیہ روانہ ہونے سے قبل متعدد امور کا تصفیہ کرنا تھا جن میں سے ایک جلاوطنوں کی واپسی کا مسئلہ بھی تھا۔ سسرو اور بعض اور اشخاص اپنے جمہوریت پسند دوستوں کو جلاوطنی سے واپس بلانے کے لیے سعی بلیغ کر رہے تھے اور اس رعایت کے مؤیدین میں ایک نوجوان کا نام بھی آتا ہے جس کی قسمت میں یہ تھا کہ روما بلکہ دنیا کی تاریخ میں اس کا نام ہمیشہ کیلیے رہ جائے۔ اس نوجوان کا نام سی۔ آکٹے وِیس تھا اور قیصر کی بھانجی اٹیا کا بیٹا تھا۔ قیصر کی اس پر نظر عنایت تھی اس لیے اُس نے اپنے اثر سے جلاوطنوں کے واپس بلانے کی کوشش کی جس سے اُس کی فراست ظاہر ہوتی ہے۔ اس طور پر نیک دل ہونے کی شہرت اُس نے حاصل کر لی اور سترہ سال کے سن میں اُس نے اپنی خوش سلیقگی حسن تدبیر اور موقع شناسی کا ثبوت دیا جن کی وجہ سے بالآخر اس آکٹے وِین اور آگسٹس کے القاب اختیار کر کے آنے والی حکومت شہنشاہی کی بنیاد رکھی۔ اس میں شبہ نہیں کہ قیصر بذات خود ترحم کی طرف مائل تھا مگر زمانے کی ہوا ایسی تھی کہ اس ترحم کے باعث بجائے اس کے وہ لوگ خیال کیے جاتے تھے جنھوں نے اُس کے غصّے کو فرو کیا حالانکہ وہ خود رحم دل تھا۔[1]

ایم مارکیلیس لیگاریئس (۱۲۷) جن لوگوں کے ساتھ رعایت کی گئی اُن میں سے دو بالخصوص

[1] نقولا دمشقی قیصر آگسٹس ۸ (قطعات تاریخ یونان سوم ۴۳۰-۴۳۱)

قابل ذکر ہیں اس لیے کہ سسرو نے زمانۂ دراز کے بعد اپنی زبان کا قفل توڑا اور باب ۵۸
ان دونوں کے حالات بھی خاص تھے۔ ان میں سے ایم مارکے لس (کانسل ۵۱ق م)
جس نے گال زیر آلپ کے ایک شخص کو سزائے تازیانہ دی تھی اور قیصر کا سخت
مخالف تھا سینیٹ میں اُس کے چچازاد بھائی نے جو سنہ ۵۰ میں کانسل تھا اور
پیسو نے جو قیصر کا خسر تھا اُس کو معاف کرنے کی درخواست کی اور اس
درخواست کی تائید میں تمام اراکین کھڑے ہو گئے۔ قیصر نے عالی ظرفی سے اُسکی
بداعمالیوں سے درگزر کی اور کہا کہ اگر سینیٹ کی خواہش ہے تو یہ تند مزاج شخص
بھی واپس آسکتا ہے۔ سسرو نے قصد کر لیا تھا کہ جب تک جمہوریہ معرض تعطل
میں ہے کوئی تقریر نہ کرے مگر قیصر کی عالی ہمتی نے اس کی مہر سکوت کو توڑ دیا اور
اُس نے سینٹ کی طرف سے قیصر کا شکریہ[1] ادا کیا۔ اس تقریر میں بلکہ اُس کے
اُس نسخے میں بھی جو اشاعت کے لیے تیار کیا گیا تھا اظہار تشکر و امتنان جس
خوشامد اور چاپلوسی کے ساتھ کیا گیا ہے اور قیصر کی سلامتی کے لیے جو تردد
ظاہر کیا گیا ہے سسرو کی زبان سے بہت عجیب و غریب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ
موجودہ سیاسی حالات سے وہ بالکل مطمئن نہ تھا۔ مگر نہ خیال کیا جائے کہ
یہ خیالات محض زبانی تھے کیونکہ تقریر کے آخر میں ایک معنی خیز فقرہ تھا جس میں
اُس نے امیدوار دل کا اظہار کیا اور قیصر کو یہ مشورہ دیا کہ شاندار فتوحات
کے بعد صرف اظہار ترحم ہی کافی نہیں بلکہ فاتح کے کام کی یہ صرف ابتدا ہے اور
اس کا اصل کام یہ ہے کہ جمہوریہ کی اصلاح کرے اور اس کی بیخ و بنیاد کو مضبوط
کرے، اور اس عالیشان مقصد میں اُسے کامیابی ہوئی تو نہ صرف موجودہ کانسل
اُس کی شکرگزار ہو گی بلکہ اُسے بقائے دوام حاصل ہو گا۔ الغرض سسرو کو اب بھی
امید تھی کہ قیصر بطیب خاطر جمہوریہ کو بحال کر دیگا مگر اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اب وہ
اسباب ہی باقی نہ تھے جن سے جمہوریہ کی بحالی کی امید ہو سکتی تھی حالانکہ یہ امر اب
بالکل بدیہی ہے۔ کیونکہ لگاریس ایک جلا وطن تھا جو افریقہ میں معاف کر دیا گیا تھا۔

[1] سسرو پرو مارکیلو (ad fom) چہارم ۴۔

باشپ

اس کا معاملہ[1] اتنی آسانی سے طے نہ ہوسکا کیونکہ اُس کا جرم حال ہی کا تھا۔ قیصر کی خدمت میں ایک وفد اُس کے مکان پر حاضر ہوا اور لگاریس کو واپس بلانے کے لیے درخواست پیش کی مگر اس درخواست کو قیصر نے رد کردیا۔ مگر سسرو نے تاڑ لیا تھا کہ قیصر غالباً اپنی ہٹ سے یاز آئے گا اس لیے جب عدالت میں لگاریس پر مقدمہ قائم ہوا تو سسرو اُس کی جوابدہی پر آمادہ ہوگیا حالانکہ اس عدالت کا صدر خود قیصر تھا۔ اس تقریر (پرو لگاریو) میں سسرو کو شاندار کامیابی ہوئی اور قیصر اس سے ایسا متاثر ہوا کہ اُس نے لگاریس کو بری کردیا اور اُسے واپس آنے کی اجازت دیدی۔ حقیقت یہ ہے کہ قیصر کا ترحم اُس کے گوناگوں محاسن میں سب سے نمایاں ہے۔ اس موقع پر جبکہ وہ ہسپانیہ جا رہا تھا اہل روما کو مطمئن کرنے کے لیئے ترحم سے کام لینے میں اُسے نفع بھی تھا۔ سسرو اُس کی تعریف میں اب رطب اللسان تھا، یہ بھی اُس کی کامیابی کی ایک نشانی تھی۔ لگاریس کی تائید میں سسرو نے جو تقریر کی تھی اُس کی قیصر کے دوست بالبس[2] نے بڑی تعریف کی اور شائع ہونے کے بعد قیصر کے پاس ہسپانیہ میں اس کی ایک نقل بھیج دی۔ اُس زمانے میں اخبار نہ تھے کہ حکومت وقت کے موافق اخبارات فخر کے ساتھ مخالف اخباروں کی پسندیدگی کو بیان کرسکتے مگر جمہوریہ کے مقرر کی تعریف وتحسین پر ناز کرنا بھی اسی کے مرادف تھا۔

کلیوپیٹرا

(۲۷-۱۲) روما میں افواہ کا بازار سرگرم تھا اور افواہ مذکور میں سے ایک قابل ذکر ہے۔ کلیوپیٹرا روما میں آئی تھی اور بیان کیا جاتا تھا کہ قیصر کے بلانے پر آئی تھی۔ اس کا کمسن شوہر بھی اس کے ساتھ تھا اور دونوں قیصر کے خانہ باغ میں مقیم ہوئے جو ٹائبر کے پار تھا۔ لوگوں کے دل میں قدرتی طور پر یہ خیال آنے لگا کہ ان دونوں کا وہ دیرینہ تعلق پھر قائم ہوجائیگا جسکا آغاز اسکندریہ میں ہوا تھا۔ لیکن یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ اہل روما کو اخلاق کے لحاظ سے

---

[1] ماٹحل اور پیرسر چہارم دیباچہ صفحہ ۲۷ کوِن ٹی لین ۱/۱۱، ۹، ۷ — ۸۰۔

[2] سسرو ایڈ ایٹکم ۱۳، ۱۹، ۳۔

اس تعلق پر اعتراض تھا کیونکہ اُن کی اخلاقی حالت بہت بگڑی ہوئی تھی۔ البتہ غیر ملکی عورتوں سے تعلق پیدا کرنا ناپسندیدہ خیال کیا جاتا تھا خصوصاً ایک ایسی عورت سے جو کسی ملک کی ملکہ ہو۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ خبر کب مشہور ہوئی کہ قیصر اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے مگر رفتہ رفتہ اس خبر میں یہ رنگ آمیزی ہوئی کہ وہ بادشاہ بننا چاہتا ہے اور اسکندریہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیگا۔ یہ قرین قیاس نہیں ہے اور اس سے صرف قیصر کو بدنام کرنا مقصود تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ صدیوں سے روما میں یہ رسم تھی کہ جب کسی شخص کو مجمع عام میں قتل کرنا ہوتا تو اقتدار شاہی کی ہوس کا اُسے ملزم قرار دیتے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قیصر نے تحکماً شاہ و ملکہ مصر کو اہل روما کے حلفا اور دوستوں میں شامل کرا دیا۔ اُس کی اس کارروائی سے شبہات اور بدگمانیوں کا پیدا ہونا لازمی تھا کیونکہ روما کے امرا میں ایسے لوگوں کی کمی نہ تھی جو ہر قول و فعل کو بدی پر محمول نہ کرتے تھے اور اُن کی یہ کیفیت دائمی کچھ نئی نہ تھی۔ ایم مارسے لس اور لگاریس کے معاملات سے ظاہر ہے کہ اہل روما میں کس قدر ہٹ دھرمی اور بد باطنی تھی۔ مارسیلس نے اوّل تو معافی سے نفع اُٹھانے سے انکار کر دیا لیکن آخرکار اپنے دوستوں کی منت سماجت سے مٹی لین سے جہاں وہ گوشہ نشین تھا روما کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں مقام پائرے ایس اُس کا ایک دوست یا متوسّل اُس سے ملاقی ہوا۔ کسی بات پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا اور اُس شخص نے مارکی لس کو قتل کر کے اپنا بھی کام تمام کر لیا۔ لگاریس البتہ واپس آ گیا مگر اس سیہ کار نے قیصر کے احسان کو فراموش کر کے اُس کے قتل کی سازش میں شرکت کی۔ (باب ۵)

(۳-۱۲) حکّام صوبجات کے تقرر کے متعلق چند امور قابل لحاظ ہیں۔ صوبۂ گال این روئے آلپ حسب سابق ڈی۔ بروٹس کے زیر نگرانی رہا کیونکہ اس سے بہتر کوئی اس صوبے سے واقف نہ تھا۔ سی۔ وی۔ بی اِس پانسا بجائے ایم بروٹس کے گال این روئے آلپ کا حاکم مقرر ہوا، وائی نیس حسب سابق الیریکم میں رہا اور سیالسٹ افریقۂ جدید میں یعنی نیومیڈیا کا اُس حصّے میں جو سلطنت روما میں ملحق کر لیا گیا تھا۔ شہر روما کے لیے قیصر نے (قیصر کے غیاب میں نائبوں کا تقرر)

باب ۶ — جو انتظامات کئے وہ خلاف دستور تھے مگر غالباً اُس کی معقول وجوہ ہوں گی۔ ششم میں وہ بہ لحاظ ضابطہ ڈکٹیٹر یا رسوم ہوتا۔ اب اس نے لیپی ڈس کو اپنا میر اصطبل قرار دیا۔ انٹونی اس زمانے میں ذلیل وخوار ہو گیا تھا اسلیے قیصر کے غیاب میں لیپی ڈس حکومت کا برائے نام صدر رہتا مگر اصلی قوت قیصر کے معتمد علیہ ملازمین بالبس اور اوپیس کے ہاتھوں میں تھی لیپی ڈس انتخاب عمل میں لایا جس کی رو سے قیصر بار چہارم کانسل بلا شرکت غیرے مقرر ہوا۔ پریٹروں، ایڈیلوں اور کویسٹروں کے انتظامی سررشتے پرلفیکٹوں کے تحت میں کر دیئے گئے۔ یہ عہدہ دار نائب تھے جن کو قیصر نے اپنے عام وسیع اقتدارات کی رو سے مقرر کیا تھا[۲]۔ ممکن ہے کہ یہ سب انتظامات قیام امن کی غرض سے کئے گئے ہوں مگر پسندیدہ نہ ثابت ہوئے مگر جن لوگوں کو مطلق العنان حکومت سب سے زیادہ ناگوار تھی انھیں بھی خوب معلوم تھا[۳] کہ بدمعاشوں کا جو جتھا ہسپانیہ میں بغاوت پھیلا رہا ہے اس سے کسی فلاح کی امید نہیں ہو سکتی اور قیام امن اور قوم کی بہبودی کا مدار ایک زبردست حاکم کے اقتدار کی بقا پر ہے۔ غیر قانع لوگ بغیر کسی حاکم کے وجود کے فلاح چاہتے تھے یہ حالات زمانۂ مذکور یہ ایک امید موہوم تھی۔

جنگ منڈا — (۴۶ ۱۲۷) قیصر روما سے دسمبر میں روانہ ہوا اور بعجلت طے منازل کرتا ہوا ہسپانیہ میں اپنی فوج کے پاس پہنچ گیا قبل اس کے کہ اس کے ورود کی امید ہو سکتی تھی۔ اُس کے سپاہیوں کی ٹھیک تعداد معلوم نہیں ہوتی مگر ہر آزما سپاہیوں میں سے بعض اُس کے ہمرکاب ضرور تھے۔ اُس کے پرانے لیجنوں میں سے بعض منتشر ہو چکے تھے مگر یہ بھی قرین قیاس ہے کہ جن سپاہیوں کو ابھی تک

---

[۱] ڈائیون ۴۳، ۳۳ کا بیان ہے کہ لیپی ڈس خود میر اصطبل بن بیٹھا جو خلاف دستور تھا غالباً اُس نے قیصر کے کسی حکم کو پڑھ کر سنایا ہوگا جو ہسپانیہ چلا گیا تھا۔

[۲] ٹائریل اور پرسر پنجم دیباچہ نمبر ۲۔

[۳] سسرو (fom) ۴/۲-۴-۳/۴-۱۵، ۱۹/۴ مقابلہ کرو ہیرو مارکیلو ۱۷، ۱۸ سے۔

اراضیات نہیں ملی تھیں وہ زمرۂ ملازمت میں باقی تھے اور موقع جنگ کو روانہ باب ۵۸
کردیے گئے دشمنوں کی فوج تعداد میں قیصر کی فوج سے کہیں زیادہ تھی مگر انمیں
زیادہ تر آزاد شدہ غلام اور دیسی سپاہی تھے جو بلحاظ ضبط فوجی روما کے
سپاہیوں سے کمتر درجے کے تھے۔ ان لوگوں کو خانہ جنگی کے اس آخری
معرکہ آرائی سے بذاتہ کوئی خاص دلچسپی نہ تھی بلکہ صرف لڑائی بھڑائی سے سروکار
تھا۔ اُن کی فوج کے بہترین سپاہی افرانیس[1] اور وارو[2] کے پرانے اطالیائی لجن
تھے جن میں بعض پناہ گیر بھی شریک ہوگئے تھے جو افریقیہ کی جنگ کے بعد
بھاگ آئے تھے اور بعض سپاہی جو جنوبی ہسپانیہ کے جنوبی شہروں میں
بھرتی کیئے گئے تھے۔ دونوں فریقین کی امداد کے لیئے ماری ٹانیا سے بھی
فوجیں آئی تھیں یعنی بوگس نے باغیوں کو کمک بھیجی اور بوگڈ نے قیصر کو
جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پی۔ سی ٹیس کے اپنی ریاست کی تنظیم کے لیے
اس ملک سے چلی جانے سے دونوں بھائیوں کی آتش رقابت پھر بھڑک
اُٹھی تھی۔ قیصر کے پاس بمقابلہ سابق اس جنگ میں سواروں کی تعداد
زیادہ تھی۔ اس معرکہ آرائی میں زیادہ تر رسد کے فراہم کرنے اور جائے پناہ
تلاش کرنے میں دقت ہوئی۔ قیصر زیادہ انتظار نہ کرسکتا تھا اس لیئے جنگ
کا سلسلہ موسم سرما ہی میں چھڑ گیا۔ قیصر دشمن کے تعاقب میں جنوبی ہسپانیہ میں
داخل ہوا مگر وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ دیہات بالکل ویران ہیں اور فصیل والے
شہروں پر مخالف افواج کا قبضہ ہے۔ اس معرکہ آرائی کے تذکرے غیر واضح
ہیں، البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں فریقوں سے اثنائے جنگ میں وحشیانہ
حرکتیں سرزد ہوئیں۔ ستے ٹیس پامپی کی حالت ایک درندے کی تھی اس لیے
قیصر بھی بدلہ لینے پر مجبور ہوا۔ باغیوں نے جن غلاموں کو آزاد کر کے فوج میں
بھرتی کر لیا تھا، اُن کے افعال خصوصاً ظالمانہ تھے۔ اولاً تو معرکہ آرائی کے نتائج

---

[1] یہ پہلے افریقیہ سے لایا گیا تھا۔ جنگ ہسپانیہ ۷/۴

[2] ٹری بونیشن سے یہ پہلے علیحدہ ہوگیا تھا۔ دیکھو فقرہ ۱۲۴۵ ماقبل اور کراٹر قیصر دوم ۲۱۔

باشندے

غیر قطعی تھے مگر جیسے ہی قیصر کو کچھ کامیابی ہوئی شہروں کے باشندے متزلزل ہونے لگے اس لیے پامپی نے جب دیکھا کہ لوگ اُس سے علٰحدہ ہو رہے ہیں تو وہ بھی ایک آخری جنگ پر آمادہ ہو گیا جو شہر منڈا کے قریب ہوئی۔ یہ شہر کورڈوبا (قرطبہ) کے نواح میں کہیں تھا۔ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ نہایت خوں ریز ہوئی۔ یہاں تک کہ قیصر اپنے گھوڑے سے اُتر گیا اور شمشیر بکف لڑنے لگا۔ لیکن بالآخر باغیوں کی فوج ہمّت ہار گئی اور قیصریوں نے جن کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا تھا قتل عام کر دیا۔ لابی اے نس اور وارو میدان جنگ میں کام آئے، نے ایس پامپی بھاگ کر کارٹیریا چلا گیا اور وہاں سے جہاز میں بیٹھ گیا مگر ساحل پر ایک دوسرے مقام پر اُسے اُترنا پڑا اور وہیں قتل کر دیا گیا۔ سیکس ٹس پامپی جو کورڈوبا میں متعین تھا بھاگ نکلا اور کچھ روز کے بعد اُس کے سبب سے پھر فساد برپا ہوا۔

قیصر اور آکٹے ویس کی روما کو واپسی۔

(۱۲۷ ۵) منڈا کی لڑائی ۱۷ مارچ ۴۵ قم کو ہوئی اور اسکے بعد ہی چونکہ اکثر شہروں پر قبضہ ہو گیا یا اُن کے باشندوں نے اطاعت قبول کر لی، ہسپانیہ کی بغاوت فرو ہو گئی۔ مگر قیصر صوبۂ مذکور میں سزائیں اور انعام دینے کی غرض سے ٹھیرا رہا یعنی باغی شہروں کی بعض اراضیات ضبط کر لی گئیں اور اُن کا خراج بڑھا دیا گیا اور وفادار شہروں کو اُن کی خدمات کے صلے میں مزید اراضیات عطا کی گئیں یا اُن کے ساتھ خاص رعایتیں کی گئیں۔ ان میں سے بعض کو گاڈیس کی نظیر کے مطابق حق مدنیت روما بھی مل گیا اور بعض روما کی نو آبادی قرار دیا گیا جس سے اُن کی حیثیت ایک حد تک بلدیات کی ہو گئی۔ ڈائون نے ایک روایت بیان کی ہے کہ جن بستیوں کو اُس نے مورد عنایت کیا اُن سے حقوق مذکور کی اُس نے قیمت وصول کی۔ البتہ یہ قرین قیاس ہے کہ مندروں کے خزانوں کو وہ اپنے تصرف میں لایا اور دوسرے طریقوں پر بھی اُس نے وصول کیا۔ باشندگان صوبجات کو فراخ دلی سے حق مدنیت عطا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت شہنشاہی میں صوبجات کی حقیقی حیثیت کے متعلق اُس کے کیا خیالات تھے۔ اُسی زمانے میں جبکہ وہ تنظیم جدید کے کام میں مصروف تھا نوجوان آکٹے ویس اس کے پاس پہنچا۔

باب ۵

جو کچھ روز سے علیل تھا مگر سفر کے قابل ہوتے ہی اُس پُرخطر سفر کیلئے تیار ہوا قیصر نے اس نوجوان کو اپنے ساتھ رکھا اور اسکی قابلیت کا اسپر اچھا اثر ہوا جس سے بعد میں اہم نتائج پیدا ہوئے اس زمانے میں امور انتظامی زیادہ تر ہسپالس (سیویل اشبیلیہ) میں طے ہوئے۔ واپسی میں قرطاجنۂ جدید میں قیصر ستمبر میں اطالیہ واپس آگیا روما کے قریب اپنی دیہاتی قیامگاہ میں اپنا وصیت نامہ مرتب کیا مگر شہر میں اکتوبر تک داخل نہیں ہوا۔ سوئی ٹونیس کا بیان ہے کہ ہسپانیہ میں وہ صرف جنگی یا انتظامی اشغال میں مصروف نہ تھا بلکہ علاوہ ایک نظم (ایٹر) کے جو اُس نے اثنائے سفر میں لکھی تھی اُس نے مناظرے میں بھی ایک رسالہ لکھا جس کا نام اینٹی کیٹو (کیٹو کا افشائے راز) جس سے جمہوریوں کے اس گل سرسبد کے عیوب اور کمزوریوں کو آشکارا کرنا مقصود تھا کیونکہ اُس کی شہرت سے اب زحمت ہو رہی تھی۔ یہ رسالہ سسرو کے رسالۂ لاادس کیٹونس کے جواب میں تھا اور ادبی لحاظ سے بھی قابل قدر تھا لیکن جوونیل نے جس طریقے پر اس کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مناظرے کے رسالوں کی ضخامت کے لحاظ ذرا طویل تھا۔ لیکن اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اپنے مخالفین کو مغلوب کرنے میں خوں ریزی سے کام لینا پسند نہ کرتا تھا اور اُس کا یہ طریقہ زمانہ ماقبل و مابعد کی قتل و غارت گری سے بالکل مختلف تھا۔

قیصر دیوتا بنتا ہے

(۱۲۷۶) روما میں قیصر کا یہ آخری ورود تھا۔ آکٹے وِیس بھی اُسکے ساتھ تھا۔ قیصر کی معرکہ آرائیوں کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا مگر جمہوریوں کا نہیں۔ جنگ منڈا کی خبروں کے وصول ہونے کے بعد سینیٹ اور مجلس عامّہ دونوں اپنے آقا کو بمقابلہ سابق نت نئے اعزاز عطا کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جدید اقتدارات تو کوئی ایسے باقی نہ تھے جو اُسے عطا کیے جاتے سوائے اسکے کہ ہم مسلسل دہ سالہ کانسلی پر

سلہ سوئی ٹونیس جولیس ۸۳۔
سلہ ۵۶ جوونیل ششم ۳۳۸ اس سے قبل ہرٹیس نے بھی اسی مضمون کا ایک رسالہ لکھا تھا دیکھو سسرو ایڈ اٹیکم ۱۲، ۴۵، ۳ ۔ ۴۰، ۱، ۴۱، ۴ ۔ بروٹس اور فیدیس گالس نے بھی کیٹو کی تعریف میں مضامین لکھے تھے

باب ۵۸ فائز رہنے اور اقتدار مطلق العنانی میں ٹلی بین حکام کے تقرر کے شمول سے حقوق کو جدید اقتدارات تصور کریں کیونکہ فی الواقع یہ دونوں اقتدار عملاً اُسے پہلے ہی سے حاصل تھے خزانہ سرکاری رقوم کو اپنے تصرف میں لانا اور اقتدار فوجی کو بلاشرکت غیرے رکھنا بھی گویا واقعات کو تسلیم کرنا تھا کیونکہ یہ اقتدار اُسے پہلے ہی سے الرڈا اور فارسالس کی فتوحات سے حاصل ہوئے تھے اور ان پر تھاپ سس اور منڈوا کی فتوحات نے مہر توثیق ثبت کردی تھی۔ لیکن اعزازوں کا سلسلہ خوشامد کی انتہا پر پہنچ جانے تک جاری رہا۔ جو اعزاز اُسے اب عطا ہوئے حسب ذیل تھے۔ پچاس روز تک شکرانہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا، اُس کی فتوحات کی یادگار میں سالانہ کھیل[1] مقرر کیے گئے، اس کا لباس ایک خاص قسم کا مقرر کیا گیا جس میں بادشاہت کا شائبہ موجود تھا، آزاد کنندہ (Liberater) کا خطاب دیا گیا اور امپراطور (Imprator) کا بھی مگر یہ ایک غیر معمولی فوجی اعزاز نہ تھا بلکہ بطور ایک موروثی لقب کے جو نام کے پہلے (Praenomen) آتا تھا، کوہ پلاٹین پر اُس کے لیے ایک سرکاری مکان بنایا گیا جو معمولی طرز کا نہیں تھا بلکہ اس میں مندروں کی طرح سامنے کی طرف مثلثی شکل کا اٹھا ہوا چھجا (Fastegium) بھی تھا، یہ سب حکومت شاہی کی نشانیاں تھیں، مگر اسی پر اکتفا نہ کیا گیا بلکہ یہ بھی انتظام کیا گیا کہ قیصر کی ہاتھی دانت کی ایک مورت سرکس کے کھیلوں میں جلوس کے ساتھ جائے۔ اس کا ایک مجسمہ کیپی ٹول میں اُن مجسمات کے قریب نصب کیا گیا جو ازروئے روایات روما کے قدیم بادشاہوں کے بیان کیے جاتے تھے اور اُس کا ایک دوسرا مجسمہ کوئی رینس کے مندر میں رکھا گیا۔ روایات میں بیان کیا گیا تھا کہ یہ کوئی رینس روما کا فرضی آباد کنندہ رومولس تھا جو قتل کرنے کے بعد دیوتا قرار دیا گیا تھا۔ مئی ۵ ق م میں سسرو نے جو ان تمام کارروائیوں سے بیزار اور جمہوریہ کے بحال ہونے کی رہی سہی امید سے مایوس ہو گیا تھا

[1] قیصر کے فتوحات عظیم کی برسیوں کو بھی تہوار قرار دیا گیا۔

ایٹی کس کو لکھا "میری خواہش تو یہ ہے کہ بجائے "سلامتی" کے مندر میں رہنے کے وہ کوئی رینس کے مندر میں جگہ پائے" منحوس پیشین گوئی ایک سال کے بعد سچ ثابت ہوئی۔ زمانۂ ابعد کے مصنفین کا یہ بیان غالباً کہ بعض لوگوں یعنی اراکین سینیٹ نے اعزازات مذکور کو قیصر کو دیا جانا اسلیے تجویز کیا تھا کہ وہ بدنام ہو جائے۔ سسرو نے لکھا ہے کہ ۲۰ یا ۲۱ کو پئی لس (جولائی) کو قیصر کے فتح کے تہوار (Ladi victoriae Caesaris) میں قیصر کی مورت "فتح" کی مورت کے ساتھ جلوس میں تھی مگر عام لوگوں نے اُسے دیکھکر نعرۂ خوشی بلند نہ کیا۔ قیصر ابھی تک باہر تھا مگر چونکہ متوسلین ذمہ داری کے تمام عہدوں پر مامور تھے اس لیے یہ قیاس کیا جاسکتا تھا کہ یہ سب فضول حرکتیں اُسی کے ایما سے ہو رہی تھیں اور واقعہ بھی یہی ہے کہ جب قیصر واپس آیا تو اسنے مجوزہ اعزاز میں سے صرف چند سے انکار کیا جس میں دہ سالہ کانسلی شامل تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ دیوتا بنائے جانے سے اُس نے انکار نہیں کیا کیونکہ غالباً اُسکے خیال میں یہ کوئی بڑی بات نہ تھی اس لیے کہ کسی ایسے مذہب میں جو کثیر التعداد دیوتاؤں کی پرستش کی تلقین کرتا ہو نئے دیوتاؤں کے شمول کے لیے ہمیشہ گنجائش نکل سکتی ہے۔ روما کے قدیم مذہب میں دیوتاؤں (Namiua) کو مختلف لاانتہا شکلوں میں قوت کا مظہر خیال کیا جاتا تھا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک مخصوص ہستی خیال کرنیکا رجحان یونان کے مذہب تشکیلی (Anttropomor phism) سے زیادہ ماخوذ تھا۔ عرصہ دراز ہو چکا تھا کہ ای نیس نے اس خیال کو مروج کر دیا تھا کہ دیوتا بھی انسان تھے جنھیں دیوتا قرار دیا گیا تھا۔ یہ سلسلہ مشرق میں پیدا ہوا تھا اور مصر میں خاندان بطلیموسی کو یکے بعد دیگر دیوتا قرار دیا گیا تھا۔ جولیس قیصر سے روما کے شہنشاہوں کے دیوتا بننے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

لے سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۲، ۴۵ - ۳ مقابلہ کرو ۱۳، ۲۸ - ۳ مجسمے پر کتبہ (Deoinovelo) تھا

لے سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۳، ۴۴ - ۱۔

باب ۵ قیصر اور قومی خیالات

(۱۲۷۷) ہسپانیہ واپس آنے کے بعد سے قیصر سے اجتہادی غلطیاں ہونے لگیں یعنی اُس سے ایسے افعال[1] سرزد ہونے لگے جو اُس کے لیے نازیبا تھے اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے عامۂ قوم کے خیالات کا احساس باقی نہ تھا فتح ہسپانیہ کی خوشی کا جلوس نکالنا قرین مصلحت نہ تھا کیونکہ ہسپانیہ روما کے مقبوضات میں سے تھا اور ہر شخص جانتا تھا کہ یہ فتح جن دشمنوں پر حاصل ہوئی تھی وہ بھی روما کے نام لیوا تھے۔ اس سے بدتر یہ حرکت تھی کہ اُس نے نائبوں فے بِیَس اور پیڈیس کو بھی اپنی ہسپانوی فتوحات[2] کی خوشیاں منانے کی اجازت دی۔ افریقیہ کی فتح کی خوشی لوگوں کو ناگوار ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد منڈا کی فتح کی خوشی کا منانا ان لوگوں کے لیے سوہان روح تھا جن میں حُبِّ قوم کا کوئی شائبہ باقی تھا۔ ممکن ہے کہ موجودہ انتہائی اعزاز کی وجہ سے قیصر کا دماغ پھر گیا ہو۔ مگر ان خلاف مصلحت کارروائیوں کی وجہ یہ ہو سکتی تھی کہ اب اُس کا کوئی ہم رتبہ یا ہمسر شخص کوئی نہ تھا جو اُسے معقول مشورہ دے سکتا۔ بالبس، اوپیس اور دیگر اشخاص دوست ضرور تھے مگر متوسّل بھی تھے اور اب بہ نسبت سابق کے اُس کے اور زیادہ دست نگر ہو گئے تھے۔ قیصر اب اپنے منصب اعلیٰ کی وجہ سے مجبور تھا کہ واقعات کو دوسرے لوگوں کی آنکھوں سے دیکھے اور جو اطلاعیں وہ بہم پہنچائیں اُنھیں پر عمل کرے۔ یہ لوگ ممکن تھا کہ ایماندار ہوں مگر پھر بھی اُس کے ارکان حاشیہ تھے، اس لیے ناگوار باتوں کو اس سے چھپاتے تھے اور یہ قوّت فیصلہ اور عاقبت اندیشی میں اس سے بہت کم تھے۔ علاوہ ازیں مختلف قسم کے اشخاص کی حق رسی کرنا بھی دشوار تھا مثلاً پامپی کے طرفداروں میں سے جن کو اُس نے معاف کر دیا تھا اُنھیں حکومت میں شریک کرنے کے لیے ضروری تھا کہ اُنھیں بھی چند اہم خدمات دی جائیں اور اسکے ساتھ ہی اپنے شرکا کو بھی خوش رکھنا ضروری تھا جو فوری ترقیِ مدارج کے خواہاں تھے۔

[1] دیکھو سیوٹونیس جولیس ۷۸، جس میں لکھا ہے کہ وہ ایک کرسی پر بیٹھا تھا جو ہسپانیہ کے جلوس فتح میں جبکہ قیصر اس کے پاس سے گزر رہا تھا اپنی نشست سے تعظیم کے لیے نہ اٹھا تھا۔

[2] جلوس ہائے فتح کی جنتری (Fasti triamphales) میں اس کو (er Hispania) (ہسپانیہ پر) بالوہ کیا گیا ہے

باب ۴ | قیصر نے سولا کے قتل و غارتگری کے آسان طریقے کو نہ اختیار کر کے اپنے لیے مصیبت انگیز مشکلات پیدا کر لیں۔ اظہار ترحم اور ذمہ داری کے قبول کر لینے میں دقتیں ہیں کیونکہ لوگ ترحم کو بھول جاتے ہیں اور حکومت کا بوجھ اپنے کندھوں پر سنبھال لینے کی وجہ سے جتنی جماعتیں اس سے بیزار تھیں مخالفت پر آمادہ اور مجتمع ہو گئیں۔[1]

انتظامات | (۸۲۷) قیصر اب کانسلی سے مستعفی ہو گیا اور سال کے باقی ماندہ ایام کے لیے کیو فے بیس میکسی مس اور سی ٹری بونیس کو کانسل منتخب کرا دیا۔ اس طور پر دو دعویداروں کی حق رسی ہو گئی مگر اس انتظام سے جس سے اس عظیم الشان خدمت کی تذلیل ہوتی تھی لوگ خوش نہ ہوئے۔ ختم سال کے قریب فے بیس نے اپنی میعاد حکومت کے ختم ہونے کے قبل انتقال کیا اور قیصر نے باقی ماندہ ایک یوم کے لیے ایک شخص کو اس کا جانشین مقرر کر دیا۔ اس کارروائی کی غالباً معقول وجوہ ہوں گی مگر لوگوں نے اس پر اعتراض کرنے شروع کیے اور سسرو نے بھی خوب پھبتیاں کہیں۔[1] سال کے باقی حصے کے لیے دوسرے حکام کا بھی انتخاب ہوا اور پریٹروں اور کوئیسٹروں کی تعداد بڑھا کر علی الترتیب ۱۴ و ۴۰ کر دی گئی۔ حکام صوبجات کا تقرر بھی قیصر نے ۴۴ق م کے لیے عارضی طور پر کر دیا لیکن شہنشاہی کی مکمل تنظیم جدید کے متعلق جو منصوبے اس کے دماغ میں تھے انھیں وہ یک لخت عمل میں نہ لا سکتا تھا۔ انتظامات مذکور میں اہم ترین یہ تھے کہ ڈی۔ بروٹس کا تبادلہ گال این روئے آلپ کو کر دیا گیا، وائی ریکس حسب سابق الیریکم میں رہا اور اکائیا (جیسا کہ جنگ فارلس سے عملدرآمد تھا) ایک علیحدہ صوبہ دار کے تحت میں رہا بجائے اس کے صوبۂ مقدونیہ کے تحت میں ایک زیر حفاظت سلطنت کی شکل میں رہتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قدیم یونان عنقریب سلطنت روما کا ایک صوبہ ہونے والا تھا۔ مگر سال آئندہ کے واقعات کے لحاظ سے انتظامات میں ردوبدل ہونے والا تھا اس لیے تفصیل کے ساتھ

[1] سسرو Ad fam ۷۔۳۰۔

باب ۳۵

ان کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ وائی نیس نے ۵ دسمبر ۴۵ء کو سسرو کو ایک خط لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر اپنے نامزد کردہ صوبہ داروں پر پوری نگرانی رکھتا تھا۔ وائی نیس نے ڈالماشیا میں کامیابی حاصل کی تھی اور اُس کے اعزاز میں شکرانہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا تھا مگر موسم کی خرابی کی وجہ سے مفتوحہ شہروں میں سے اُسے ایک کو خالی کر دینا پڑا۔ اُس نے سسرو سے درخواست کی کہ کوئی ایسی فکر کرے کہ یہ معاملہ ٹھیک طور سے قیصر کے پاس پیش ہو تا کہ وہ اُس کی اس ظاہری ناکامی سے چشم پوشی کرے۔ قیصر وائی نیس کا بہت کچھ ممنون منت تھا مگر چونکہ اب وہ برسر اقتدار تھا اس لیے اُس کے ملازمین باز پرس پر مجبور تھے۔ یہ اس مرکزی نگرانی کا آغاز ہے جو روما کی شہنشاہی کا ایک نمایاں پہلو ہو گیا۔[۵۲]

قیصر کا استقلال اور ترحم

(۹ ـ ۱۲) قیصر کے قوائے دماغی کے انحطاط کا اظہار اُس کے اُن افعال سے نہیں ہوتا ہے جو اُس نے شہنشاہی حیثیت سے کیے بلکہ اُس کی روز افزوں مطلق العنانی سے ہوتا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر بگڑ بیٹھنے سے اور بلا حزم و احتیاط ایسے کلمات کو اپنی زبان پر لانے سے جنھیں اس کے بدخواہ نمک مرچ لگا کر مشہور کر دیتے۔ اسی کے باعث سے سرکش اشخاص کی ایک جماعت اُس کے قتل کے درپے ہو گئی۔ قیصر بھی آخر انسان تھا اور سالہا سال کی مسلسل رزم و پیکار سے اُس کی صحت خراب ہو گئی تھی۔ صرع کی بھی اُسے شکایت تھی جو ایک عرصے کے بعد پھر عود کر آئی تھی مگر حاکم مطلق العنان ہونے کی وجہ سے چین نہ مل سکتا تھا۔ ہسپانیہ میں بھی وہ علیل تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سال قبل اُس نے کہا تھا کہ میری زندگی کے دن اب پورے ہو چکے ہیں، اُس کے مزاج میں چڑچڑا پن آ گیا تھا اور بالکل خستہ ہو گیا تھا۔ تنہائی اور امور مملکت سے اب وہ گھبرا اٹھا تھا۔ اُس پر اکثر اوقات غشی طاری ہو جایا کرتی تھی اور بُرے بُرے خواب نظر آتے تھے مگر حسب سابق اپنے دشمنوں کے قصوروں کو معاف کرنے میں اُسے اب بھی

[۵۲] ٹائرل اور پرسر دیباچہ صفحہ ۲۶۔

قائل نہ تھا۔ متعدد سیاسی جلاوطنوں کو جو بیرونجات میں مقیم تھے اُس نے بالکلیہ معاف کر دیا اور نہ صرف اُنھیں پورے حقوق کے ساتھ واپس آنے کی اجازت دی بلکہ خدمات کے لیے امیدوار ہونے کی بھی۔ ان منتخب شدہ اشخاص کے بعد غالباً اُس نے عام معافی کی منادی کرادی۔ اشخاص مذکورہ میں سے ایک سسرو کا دوست اسے۔کائی کی نا تھا جس سے خود قیصر کو ضرر پہنچا تھا یعنی اُس نے قیصر کے متعلق ایک نہایت ہی فحش بیان شائع کیا تھا مگر قیصر نے اُسے بھی معاف کر دیا جب سے اُس نے سال گزشتہ میں میس اور کال دس کو معاف کر دیا تھا۔ کٹیلس نے اُس کی ہجو کہی تھی مگر اُس نے اُس کے صلے میں شاعر کو کھانے کی دعوت دی۔ مگر اس فراخ دلی کو اُس کے پرانے رفقا پسند نہ کرتے تھے اور اپنے مخالفین کے اپنے ہم درجہ ہو جانے سے اُن کی آتش رقابت بھڑک اُٹھی اور ناراضی بڑھ گئی۔ اغلب ہے کہ آخری مرتبہ روما واپس آنے کے بعد جو اعزاز قیصر کو عطا کیے گئے اُن کے عطا کرنے سے محرکین کا منشا یہ تھا کہ قیصر سے لوگ ناراض ہو جائیں۔ اعزازات مذکور کی اگر کوئی غایت ہو سکتی تھی تو یہ تھی کہ اُس کے محکوم ذلیل تر ہو جائیں نہ یہ کہ اُن سے اُس کی خود عزت افزائی ہو۔ جدید اعزازوں کے متعلق حسب ذیل تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ قیصر کو اجازت دی گئی کہ عام جلسوں میں لباس فاتحانہ زیب بدن کرے اور اپنے نقیبوں کے نیزوں پر بے کے پھول لگائے۔ قیصر کے مجسمات مندروں اور دوسرے عام مقامات میں نہ صرف روما بلکہ اطالیہ کے تمام شہروں میں نصب کیے جائیں اُس کی سالگرہ کے دن تہوار منایا جائے اور ملک کے باپ، کا لقب (Cognomen) اُس کے نام کے بعد شامل کیا جائے۔ قیصر کے ذہن میں جو عظیم الشان منصوبے تھے ان کا ہم پھر ذکر کریں گے لیکن اُس کی موجودہ کیفیت باغی کے لحاظ سے جو اعزاز اُسے بہت پسند آیا وہ یہ تھا کہ سینیٹ نے جدید عمارات کی تعمیر کی نگرانی اُس کے سپرد کی اور عمارات مذکور کو اس کے نام سے موسوم بھی کیا۔

سلہ سوئی ٹونیس جولیس ۷۳۔۷۵۔

باشب

علاوہ ازیں اُس کے اقتدار کی دو طریقوں سے توسیع بھی ہوئی جس سے اُس کے افعال کا جواز گویا تسلیم کرلیا گیا۔ اوّلاً پریفیکٹس مورم تاعین حیات مقرر ہونے سے اقتدارات سنسر ہی اُسے دوامًا حاصل ہو گئے۔ سررشتۂ تعمیرات کے متعلق یہ اقتدارات بہت مفید تھے کیونکہ عمارتوں کے ٹھیکے بالعموم سنسر ہی دیتے تھے۔ ٹری بیونوں کے حقوق اُسے پہلے ہی سے مل چکے تھے اس لیے اُسے حق امتناع (Intercessio) حاصل تھا اور اُس کی ذات پر کوئی حملہ نہ ہوسکتا تھا اس میں غالبًا کچھ اضافہ ہوا اور اُسے وسیع تر معنوں میں مقدس (Sacrosanet) قرار دیا گیا۔ شہنشاہان روما کو آگسٹس کے زمانے سے یہ مامونیت نہ صرف مقدس حدود (pomeriam) کے اندر حاصل تھی بلکہ فصیل شہر سے ایک میل کے باہر بھی اور اُس کی یہ تعبیر کی جاتی تھی کہ یہ حق اُنکو تمام اقطاع سلطنت میں حاصل ہے۔ جو حقوق قیصر کو اُس وقت عطا ہوئے وہ بھی غالبًا اسی قبیل کے تھے۔[۲]

قیصر کے زبردست منصوبے

(۸۰ ۱۲) قبل اس کے کہ اُن کارروائیوں کا ذکر کیا جائے جو قیصر نے ۴۵ق م کے آخری مہینوں میں روما میں کیں مناسب ہوگا کہ ہم اُسکی عظیم الشان تجاویز کی طرف متوجہ ہوں جنھیں وہ اطالیہ اور بیرونجات میں عمل میں لانا چاہتا تھا۔ ان روایات میں مبالغہ ضرور ہے مگر کچھ حقیقت بھی ہے اور اُن سے قیصر کے عظیم الشان شہنشاہی منصوبوں کا پتہ چلتا ہے۔ تجاویز مذکور میں سے

---

[۱] غالبًا قدیم قاعدہ یہ تھا کہ مقدس حدود کے اندر فوجی اقتدار (Imperium) کے مقابلے میں ٹری بیونوں کا حق امتناع اثر پذیر ہوسکتا تھا مگر ایک میل کی حد تک نہیں۔ دیکھو مامسین اسٹاٹس ریخٹ یکم ۶۴-۷۰ دوم ۸۴۴ - لینگ (تاریخ روما سوم ۴۷۰) جس شہادت کی بنا پر تیقن کے ساتھ دعوے کرتا ہے زیادہ قابل وثوق نہیں۔ خیال کیا جاتا ہے (مامسین اسٹاٹس ریخٹ دوم ۸۶۴) کہ قیصر کو تمام سلطنت میں اقتدارات پروکانسلی مل گئے تھے۔

[۲] لینگ تاریخ روما سوم ۴۶۸ - ۴۶۹ -

حاشیہ

بعض سکندر اعظم کے کارہائے نمایاں سے غالباً ماخوذ تھیں کیونکہ اس سے تو زمانہ مابعد کے تمام اولوالعزم فاتح متاثر ہوئے تھے۔ اطالیہ میں عظیم الشان تعمیرات کی تجویز یا تھیں یعنی ایپی نائن کے سلسلۂ کوہ کے پرے ایک بڑی سڑک بننے والی تھی جس کے ذریعے سے شہر روما اور بحیرۂ ایڈریاٹک کے ساحل سے آمد و رفت کا راست سلسلہ قائم ہو جائے۔ فوکی نس جھیل اور پامپ ٹن کے دلدلوں کو خشک کر دیا جائے اور اس کے سلسلے میں ٹائبر ندی کے لیے ایک جدید نہر بنائی جائے جسکے ذریعے سے اُس کا پانی سمندر میں ٹیرا کینا کے قریب گرے، روما کا قدیم بندرگاہ حسب سابق آسٹیا ہی رہتا مگر اُس کی اصلاح کے لیے کھاڑیاں بنائی جاتیں اور اُس کے دہانے پر جو مٹی کا انبار ہو گیا تھا وہ صاف کر دیا جاتا۔ ٹیرا کینا کو جو نئی نہر بننے والی تھی وہ نالیوں کے پانی کے نکاس کے لیے تھی۔ دار السلطنت بھی جدید تعمیرات سے مستفید ہونے والا تھا اور تجویز تھی کہ مقدس حدود (Pomerium) اور شہر کی توسیع عمل میں آئے قیصر نے پہلے بھی شہر کی سرکاری عمارات میں اضافہ کیا تھا اور اب جدید تعمیرات کا ایک عظیم الشان خاکہ اُس کے پیش نظر تھا جس میں عمارات ذیل شامل تھیں مریخ دیوتا کا ایک عالیشان مندر، ایک تماشہ گاہ جو کیپی ٹول کی پہاڑی کو کاٹ کر بنایا جانے والا تھا سینیٹ کے لیے ایک نیا مکان اور کئی عمارتیں۔ فورم میں چند تغیرات عملاً بھی ہوئے مثلاً چبوترہ (Rostra) ہٹا دیا گیا۔ تجاویز مذکورہ کا اہم ترین جزو یہ تھا کہ کیمپس مارشیس (مریخ کا میدان) مکانات کی تعمیر کے لیے وقف کر دیا گیا اور یہ تجویز کی گئی کہ ایک نیا میدان ندی کے پرے اس کام کے لیے

۱؎ سوئی ٹونیس جولیس ۴۴

۲؎ پلوٹارک قیصر ۵۸ ← چٹانوں سے راہیں

ہے جیساکہ لانگ کا خیال ہے بلکہ ٹائبر ندی کی مٹی ہے جس سے کلاڈیس اور ٹریجن کی نہریں بھی پٹ گئیں۔

۳؎ اس زمانے میں عام طور سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ جس تغیر کے ذریعے سے فورم کی عمارتیں زمین کے رخ کے مطابق کر دی گئیں وہ بھی قیصر کی تجاویز کا ایک جزو تھا۔ عمارتوں کا قدیم رخ آفتاب کے لحاظ سے تھا اور جیساکہ آجکل عمارتوں کے کھودنے سے معلوم ہوا ہے ہر چہار اسمات کا لحاظ رکھا گیا تھا۔

باب ۵ مخصوص کیا جائے جس کے لیے ایک یا ایک سے زیادہ پلوں کے بنانے کی بھی ضرورت ہوتی علمی امور کی طرف سے بھی قیصر غافل نہ تھا کیونکہ اس کا قصد تھا کہ دو کتب خانے قائم کیے جائیں۔ ایک لاطینی کتابوں کا اور دوسرا یونانی کتابوں کا۔ کتابوں کی خرید اور ان کی ترتیب کا انتظام وارو کے سپرد ہونے والا تھا۔ یہ شخص اہل روما کا قابل ترین فرد تھا اور قیصر نے اسے حال ہی میں معاف کیا تھا۔ قیصر کی تجاویز میں اہم ترین قوانین کی اصلاح تھی۔ اس کا قصد تھا کہ موجودہ قوانین کا ایک مجموعہ تیار کیا جائے اور حشو و زوائد کو حذف کر کے اُس کی ضخامت کم کر دی جائے۔ اس کے بعد قوانین مذکور کی تکمیل و اصلاح کیلیے جدید قوانین کو وضع کرنے کی ضرورت ہوئی تاکہ ایک مکمل مجموعہ تیار ہو جائے جس کے لیے تجربہ کار مقننوں کی کمی نہ تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کام کی نگرانی اوفی لیس[1] کے سپرد ہونے والی تھی۔ مگر قیصر کے انتقال کر جانے سے یہ سب منصوبے رہ گئے اور قوانین کی تدوین کا کام باضابطہ طور پر جسٹی نین کے زمانے تک نہ شروع ہوا۔

جدید نو آبادیاں (۱۲۸) ہم بیان کر چکے ہیں کہ صوبجات پر قیصر کی خاص توجہ تھی اور اطالیہ کے باہر کی بستیوں کو حقوق مدنیت روما سے فیضیاب کر کے اُسنے ثابت کر دیا تھا کہ اُس کی خواہش ہے کہ ایک وسیع تر رقبہ روما کی مدنیت کے حقوق سے مستفید ہو۔ لیکن شہنشاہی کی تنظیم کی جامع تجاویز کے لیے تفصیلی معلومات کی ضرورت تھی۔ اس لیے تمام سلطنت کی مردم شماری کا اُس نے قصد کیا جس سے نہ صرف آبادی کے متعلق اعداد معلوم ہو جاتے مگر افراد سلطنت کی جائدادوں اور مختلف بستیوں کی آمدنیوں کے متعلق بھی معلومات حاصل ہوتیں۔ اس کی پہلی منزل یہ تھی کہ تمام سلطنت پر ایک سرسری نگاہ ڈالی جائے اور یہ کام اُس کی موت سے قبل شروع بھی ہو گیا۔ اُس کی شہنشاہی مصالح کا ایک

[1] سوئی ٹونیس جولیس ۴۴۔ دیکھو رُوبی جسٹی نین کے مجموعۂ قوانین کا دیباچہ باب ہفتم خصوصاً صفحہ ۱۱۔

باب ۳

اہم جزو یہ بھی تھا کہ صوبجات میں نوآبادیاں وسیع پیمانے پر قائم کی جائیں جس سے کئی ضرورتیں وقت واحد میں پوری ہو سکتی تھیں۔ تمام برخاست شدہ سپاہیوں کے لیے اطالیہ میں اراضیات کا بہم پہنچانا ناممکن تھا، غلے کی تقسیم پر جو قیود عاید کی گئی تھیں اُن کی وجہ سے روما کے اکثر باشندوں کی وزری کا دروازہ بند ہو گیا تھا، صوبجات میں روما کے تمدن کے رائج ہونے اور حقوق شہریت کی توسیع دونوں صوبجات میں اہل روما کی بستیوں کے قائم کرنے میں مدد ملتی کیونکہ یہی بستیاں روما کے تمدن کا مرکز بن جاتیں جہاں سے وہ اطراف ملک میں پھیل سکتا۔ علاوہ ازیں اطالیہ کے باہر سرکاری اراضیات موجود تھیں مثلاً وہ خطۂ ملک جو حال ہی میں مسالیہ سے چھین لیا گیا تھا۔ اس کی زمین بھی بہت اچھی تھی اور فوجی نقطۂ نظر سے بھی اہم تھی۔ قرطاجنہ اور کورنتھ کے تباہ شدہ شہروں کی زمینیں بھی تھیں جن کی نحوست کا کسی کو خیال اب نہ تھا اور جو اپنے جغرافیائی موقع کے لحاظ سے اب بھی مفید تھیں۔ ممالک شرقی اور غربی میں جدید نوآبادیوں کے لیے اور بھی موقعے تھے۔ اس لیے قیصر نے ایک جدید قانون[1] نافذ کرایا جس کی رو سے اُسے اطالیہ سے باہر نہ صرف سپاہیوں بلکہ شہریوں کی بھی نوآبادیاں قائم کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس طور پر وہ اسّی ہزار شہریوں کی بود و باش کا انتظام کر سکتا تھا۔ تجاویز مذکور کو عمل میں لانے پر قیصر تلا ہوا تھا اور جنوبی گال میں کام شروع بھی کر دیا گیا مگر اس کی تدابیر کی طرح موت نے اس تجویز کو بھی بارآور نہ ہونے دیا۔ تاہم نوآبادیوں کی تیاریاں اس حد تک مکمل ہو چکی تھیں کہ بعض کے قیام کا انتظام میں ہو رہا تھا۔ اور ان میں سے ایک کے قیام کا منشور (Lex)[2] ایک حد تک اب بھی موجود ہے۔ مجوزہ نوآبادیوں میں سے بعض کو زمانۂ مابعد میں آگسٹس نے قائم کیا۔ قیصر کی مجوزہ تعمیرات میں سے

---

[1] لینگ تاریخ روما سوم ۳-۴۷ (۲) ارکوارٹ اسٹائس ورڈ واٹلنگ یکم صفحہ ۲۶۳-۲۶۴-
[2] جنوبی ہسپانیہ کے مقام ارسو (ارسونیا) کی نوآبادی کا قانون Lex coloniae Genetivae Juliae برنس میں Fontes صفحہ ۱۱۰ مابعد

ا۸۵ب

ایک نہر بھی تھی جو خاکنائے کورنتھ میں سے گزرنے والی تھی اور اس کام کے لیے ایک مہتمم بھی اُس نے منتخب کر لیا تھا۔ یہ نہر اب تک نہ بن سکی اور جہاز رانی میں جو تغیرات ہوئے ہیں اُن کی وجہ سے اُس کی اب ضرورت بھی نہیں۔

مشرقی معاملات

(۱۲۸۲) شہنشاہت کی تنظیم جدید کے آغاز کے قبل امن و امان کا قائم ہونا ضروری تھا۔ بلجی گال میں قبیلۂ بیلو واکی نے بغاوت کی تھی مگر یہ بغاوت محض مقامی تھی اور تھوڑی۔ بروٹس نے اُسے ۴۶ ق م میں فرو کر دیا۔ اس وقت اگر پریشانی تھی تو شمالی مغربی صوبجات کی طرف سے نہ تھی۔ بلکہ شمالی مشرقی اور مشرقی سرحدوں کی طرف سے ڈینیوب ندی کے پار کی وحشی قومیں مدت دراز سے جنوب کے ممالک پر حملہ کرنے کی عادی ہو گئی تھیں اور مقدونیہ کے صوبہ داروں کو بھی اکثر پریشان کرتی رہتی تھیں۔ میتھرا ڈاٹیس کے زوال کے بعد سے سلطنت روما کا طرز عمل یہ تھا کہ تھریس کے رئیسوں سے تعلقات پیدا کیے جائیں جو مع اپنی اقوام کے روما کے مقبوضہ صوبہ (مقدونیہ) کی حفاظت کا ایک حد تک کام دیتے تھے۔ روما کے قبضے میں صرف ساحلی ملک تھا جس میں ہیلیس پانٹ کی سڑک گزری تھی۔ اندرون ملک کے تھریسی آزاد تھے اور روما کے مقاصد کے یہ خلاف تھا کہ شمال کے وحشی اُن پر غلبہ حاصل کریں۔ اُس زمانے سے کچھ قبل[1] یہ وحشی گیٹائی یا ڈاکی ایک زبردست اور قابل بادشاہ مسمی بوری بس ٹاس کے زیر علم متحد ہو کر نہایت طاقتور ہو گئے اور تمام ملک بلقان کو اُن کی طرف سے خطرہ تھا۔ اس خطرے کو نظر انداز کرنا نامناسب تھا اور غالباً قیصر اس قوم گیٹائی کے ساتھ جس نے ڈینیوب کو عبور کیا تھا وہی سلوک کرتا جو اُس نے اُن جرمنوں کے ساتھ کیا تھا جو رائن ندی کو عبور کر کے روما کے مقبوضات میں داخل ہوئے تھے۔ مگر یہ خطرہ جلد رفع ہو گیا یعنی بوری بس ٹاس کے قتل ہو جانے سے گیٹائی کی زبردست سلطنت پاش پاش ہو گئی۔ پارتھیا کی طرف سے بھی خطرہ تھا۔ یہ ملک دور و دراز تھا مگر اس کی طرف ہمیشہ خطرہ تھا اور اسی ملک کی وجہ سے "مشرقی مسئلہ" صدیوں تک اہل روما کے

[1] اسٹرابو ہفتم ۳، ۱۱ (صفحات ۳۰۳ - ۳۰۴)

پیش نظر رہا۔ کراسس کی شکست یابی کے بعد سے اہل پارتھیا جب موقع پاتے حملہ کر بیٹھتے اور اس وقت ملک شام کی حالت ایسی تھی کہ پارتھیوں کو حملہ کرنے کا موقع تھا۔ ۵۱ء میں جب قیصر فارناکیس کے مقابلے کے لیے جا رہا تھا اُس نے اپنے ایک عزیز سیکسٹیس جولیس قیصر کو وہاں کا صوبہ دار مقرر کر دیا تھا مگر جنگ افریقہ کے دوران میں فریق پامپی کے ایک افسر کیو۔ گائی کی لیس بیسس نے جو شام میں تھا۔ سیکس ٹس قیصر کے سپاہیوں کو بغاوت پر آمادہ کر کے اُسے قتل کرا دیا۔ لیکن بیسس بھی بہت جلد مشکلوں میں پھنس گیا کیونکہ جنگ تھاپ سس کے بعد اُس کی حیثیت ایک باغی کی تھی۔ اُس نے ایک عربی سردار سے کچھ امداد حاصل کی اور شاہ پارتھیا سے بھی امداد کا خواہاں ہوا۔ پارتھیوں نے اس وقت تک ادھر زیادہ توجہ نہیں کی تھی مگر اندیشہ تھا کہ شام پر اب اُن کا زبردست حملہ ہوگا اور یہ صوبہ روما کے قبضے سے نکل جائیگا۔ قیصر نے تین لیجن ایک صوبہ دار کے زیر کمان روانہ کئے مگر اسے کوئی کامیابی نہ ہوئی جس کی وجہ سے بتھی نیا کے صوبہ دار کو مزید افواج کے ساتھ شام کے صوبہ دار کو امداد کے لیے بھیجنا پڑا۔ واقعات مذکور سے ظاہر ہے کہ قیام امن اور مشرقی سرحدوں کی حفاظت کے لیے قیصر کے خود موجود ہونے کی ضرورت تھی پارتھیوں کے خلاف میں اعلان جنگ کا حکم حاصل کرنے کے لیے قیصر کے پاس معقول وجوہ تھیں، اگر وہ صرف کراسس کے قتل کا انتقام لینے ہی کے مسئلے کو پیش کرتا تو اس سے بھی اہل روما کی غیرت و حمیّت جوش میں آجاتی' مشرقی مسئلے کے کما حقہٗ تصفیے کے لیے اعلیٰ پیمانے پر تیاریاں ہونے لگیں اور آئندہ معرکہ آرائیوں کے لیے یونان اور مقدونیہ میں افواج جرار جمع کی گئی اور اُن کی تربیت شروع ہو گئی۔ نوجوان آکٹے ویس اپنی تعلیم کو جاری رکھنے اور تجربہ حاصل کرنے کے لیے اپولونیا بھیج دیا گیا جہاں وہ لیجنوں سے بھی اپنے تعلقات قائم رکھ سکتا تھا۔ اسی اثنا میں قیصر کے بعض دوستوں نے سیبیلی کتابوں کے محافظین کو اس امر پر آمادہ کیا کہ کتب مذکور میں موجودہ حل طلب مسائل کے متعلق کوئی قول فیصل تلاش کریں۔ سال مابعد (۷۶ء) کے اوائل میں یہ افواہ مشہور ہوئی کہ کتب مذکور میں

باب ۵۸

باب ۵

یہ فال نکلی ہے کہ سوائے بادشاہ کے پارتھیوں کو کوئی مغلوب نہیں کرسکتا۔ اس فال سے اہل روما کے اس خیال کی تائید ہو گئی کہ قیصر روما کا بادشاہ بننا چاہتا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اہل روما اپنے تخیل سے ہر قسم کی دور از خیال تجاویز اُس کی طرف منسوب کرنے لگے تھے۔ پلوٹارک نے ایک روایت بیان کی ہے کہ قیصر کا قصد تھا کہ پارتھیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد بحیرۂ اسود کے شمالی ممالک کو براہ کوہ قاف و بحیرۂ خزر طے کرتا ہوا جرمنی میں پہنچے اور اس ملک کو فتح کرنے کے بعد براہ گال اطالیہ کو واپس ہو۔ غالباً اس قسم کی گفتگو روما کے امرا کھانے کی میز پر کرتے ہوں گے کیونکہ اُس زمانے میں گفتگو کے لیے قیصر کے افعال و حرکات سے زیادہ دلچسپ کوئی مضمون نہ ہوگا۔

سینیٹ کے نئے اراکین

(۱۲۸۳) قیصر کی اہم ترین کارروائیوں میں سینیٹ کی رکنیت کے قواعد کی ترمیم بھی تھی۔ اس وقت گو اُس نے جدید اراکین کو مجلس مذکور میں داخل کیا تھا مگر اس مسئلے پر اُس نے اپنی پوری توجہ مبذول نہیں کی تھی اور نہ کوئی جامع اصلاح کی تھی۔ موجودہ ترمیمات میں جامعیت موجود تھی اور بظاہر اُن کا منشا یہ تھا کہ مجلس مذکور اُس کے نظام حکومت کے ہم آہنگ ہو جائے۔ فہرست[1] اراکین میں سے قیصر نے ان لوگوں کے نام خارج کر دیے جن پر ریپی ٹنڈے (استحصال بالجبر) کے الزامات ثابت ہو چکے تھے جس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اس کا قصد مصمم تھا کہ نظم و نسق صوبجات کے متعلق جملہ احکام و قواعد کی پابندی کی جائے لیکن اس کے علاوہ جدید اراکین کی ایک تعداد کثیر کا اضافہ کیا جس سے مجموعی تعداد ۹۰۰ ہو گئی۔ جدید اراکین میں سپاہی بھی تھے۔ آزاد شدہ غلاموں کی اولاد اور گالی جنھیں اسے مدنیت روما کے حقوق عطا کئے تھے۔ اس ہموار کرنے والے طرز عمل سے

[1] سوئی ٹونیس جولیس ۴۲ - واضح رہے کہ اس کے متعلق جو قانون نافذ تھا وہ قیصر کا قانون جولیا سنہ ۵۹ تھا اور اس قانون میں علاوہ استحصال بالجبر کے دوسرے جرائم بھی مذکور ہیں لیکن سوئی ٹونیس نے یہ بیان نہیں کیا کہ یہ ملزم Convicts روما میں کیسے آئے میرا خیال ہے کہ انکی تعداد بہت کم ہوگی۔

باب ۳۵ | دو تو پر اسنے اراکین سینیٹ خوش ہوئے نہ عوام شہر اور لوگوں نے نئے اراکین پر پھبتیاں
کہنی شروع کیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی کسی نئے رکن کو سینیٹ کے مکان
کا راستہ نہ بتاؤ۔ لیکن جدید اراکین کی شرکت سے اصل غایت یہ تھی کہ امرا کی
جماعت کو بے دست و پا کر دیا جائے جو سینیٹ کے گویا پیشوا تھے اور علاوہ ازیں
اپنی غیبت میں انھیں فساد برپا کرنے سے روکنا بھی مقصود تھا۔ مراتب و اعزاز
کی سابق کانسلوں وغیرہ کو دوسروں پر جو سبقت حاصل تھی اُس کی بھی اُس نے
کوئی پروا نہ کی اور اپنے من مانے جن لوگوں کے ساتھ رعایت مقصود تھی انھیں
ترقی مدارج سے سرفراز کیا جس کی وجہ سے انھیں سینیٹ میں دوسروں سے پہلے
تقریر کرنے کا حق حاصل ہو گیا۔ دوسری کارروائی جس کی تاریخی زمانے میں کوئی نظیر
نہ تھی جدید پیٹریسینوں (۱م۱) کا وجود میں لانا تھا۔ چند اغراض خصوصاً پجاریوں
کی خدمتوں کے لیے پیٹریسینوں کی ضرورت تھی اور پیٹریسین خاندانوں
کی تعداد اب بہت کم رہ گئی تھی۔ قیصر نے اس معاملے کا نہایت سادہ طریقے سے
تصفیہ کر دیا یعنی اُس نے جدید پیٹریسینوں کو وجود میں لانے کا اختیار بذریعہ قانون
حاصل کر لیا اور بحیثیت سردار پجاری اُس کو عمل میں لایا۔ جدید پیٹریسینوں میں
آسکٹے ویس بھی تھا جسے اُس نے بذریعہ وصیت اپنا وارث قرار دیا تھا۔[1]

ڈیٹارس | (۱۳۸ م) قیصر نے جملہ حکام دستوری کے اقتدارات کو غصب کر لیا تھا،
یہاں تک کہ جب عدالتوں کی صدارت کو وہ قرین مصلحت خیال کرتا تو پریٹروں
کے عدالتی اختیارات سے بھی کام لیتا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ لگاریس کے مقدمے
کی سماعت اُسی نے کی تھی اور معلوم ہوتا ہے کہ ان آخری مہینوں میں اُس نے
متعدد مقدمات کی سماعت کی۔ ڈائون کا بیان ہے کہ اُس کی اس حرکت سے

[1] ڈائون ۴۳-۴۷ سوئی ٹونیس جولیس ۴۱۔ ٹیسی ٹس تاریخ ۱۱، ۲۵ کے متعلق
نیبرڈے کی تحریر Adlectio کا طریقہ تعینات کے مماثل تھا۔ آکٹے ویس کا
دادا سینیٹ کا رکن بھی نہ تھا بلکہ طبقہ ایکوائٹ کے ایک معزز خاندان سے تھا اگر ڈائون ۴۶، ۲۲، ۴
میں کالی ٹس کی تحریر کو قابلِ وثوق خیال کیا جائے تو سسرو بھی ان جدید پیٹریسینوں میں تھا۔

باب ۳

لوگوں کو یہ شبہہ ہونے لگا کہ ملزمین کو رہا کرنے کے لیے وہ رشوت لیا کرتا ہے۔ یہ قصہ قرین صواب نہیں البتہ یہ ضرور صحیح ہے کہ متعدد اغراض کے لیے اُسے روپے کی ضرورت تھی۔ ضبط شدہ جائدادوں کے نیلام کا سلسلہ اب تک جاری تھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلطنت کی مملوکہ اراضیات بھی فروخت ہو رہی تھیں ان مقدموں میں اہم ترین گلاٹیا کے بادشاہ ڈیوٹارس کا مقدمہ تھا جسکی سماعت قیصر نے اپنے مکان میں کی۔ اس بادشاہ پر شبہہ یہ تھا کہ جنگ افریقیہ کے دوران میں جبکہ قیصر کی شکست کی خبریں مشہور ہو گئی تھیں وہ بھی غدّاری پر آمادہ ہو گیا تھا اور غالبًا اسی وجہ سے اس پر یہ مقدّمہ قائم کیا گیا سنہ ۴۷ میں فارناکیس کے شکست یاب ہونے کے بعد قیصر نے ڈیوٹارس کو تخت شاہی سے محروم نہ کیا مگر سرسری تحقیقات کے بعد جس میں ایم بروٹس نے اُسکی وکالت کی تھی اُس کے بعض مقبوضات چھین لیے گئے۔ اب اُس پر یہ الزام لگایا گیا کہ اُسی اثنا میں اُس نے قیصر کو قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ الزام کی تائید میں جو گواہ پیش کیے گئے تھے بظاہر معتبر نہ تھے مگر ڈیوٹارس کو اصل خطرہ اس امر کا تھا کہ قیصر اُس سے شاکی ہونے کی وجہ سے اُس کو برباد کرنے پر تُلا ہوا تھا جس کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ قیصر کو اندیشہ تھا کہ جب وہ پارتھیا کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو تو ممکن ہے کہ ڈیوٹارس کی سلطنت بغاوت کا مرکز بن جائے شاہ ڈیوٹارس بذات خود موجود نہ تھا مگر سسرو نے اس کا وکیل بننا منظور کر لیا۔ سسرو کی لسّانی اور خوشامد کا صرف[1] یہی نتیجہ ہوا کہ قیصر نے آخری فیصلے کے صدور کو ملتوی کر دیا۔ اس مقدّمے کی کارروائی حکومت مطلق العنانی کی ایک بیّن مثال تھی کیونکہ سینیٹ سے اس کارروائی کی کسی نوبت پر مشورہ نہیں کیا گیا حالانکہ سلطنت کی خارجی پالیسی سے اس کا تعلق تھا۔ سینیٹ کی بدانتظامیوں کے دلدادگان کی تعداد اب بھی کم نہ تھی اور کارروائی کی یہ نوعیت اُن کے دلوں میں ضرور کھٹکتی ہو گی۔ سسرو[2] کے ایک خط سے جو

[1] سسرو فلپیک دوم ۹۳-۹۵ سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے۔

[2] سسرو اٹیدا اینی کم ۱۳، ۵۲-

باب ۵

اُس نے دسمبر میں لکھا ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان جمہوریت پسندوں کے کیا خیالات ہوں گے جنھیں قیصر سے خانگی طور پر ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ سسرو اپنے مکان واقع پُٹیئولی میں تھا، اسی اثنا میں قیصر دو ہزار سپاہیوں کی محافظ فوج کے ساتھ ایل۔ مارکیس فلپیسؔ سے ملنے کے لیے آیا جس کا دیہاتی مکان قریب ہی تھا۔ دوسرے روز وہ سسرو کا مہمان کیا گیا جس نے اُس کے مرتبے کے لحاظ سے اُس کی حد درجہ خاطر و مدارات کی۔ دعوت خیریت سے گزر گئی اور سلسلۂ کلام آزادی سے جاری رہا مگر سسرو تاڑ گیا کہ قیصر اہم معاملات اور خصوصًا سیاسیات پر گفتگو کرنے سے گریز کرتا ہے۔ علمی تذکروں کی کوئی کمی نہ تھی اور قیصر کو ان میں لطف آتا تھا مگر سسرو کو یہ کب گوارا ہو سکتا تھا کہ سیاسی معاملات میں وہ بالکل حقیر خیال کیا جائے۔ اوائل سال میں اُس نے قصد کیا تھا کہ قیصر کو ایک مفصل نصیحت آمیز خط لکھ کر اُس کو اپنے سیاسی تجربے سے بہرہ مند کرے۔ قیصر جس زمانے میں ہسپانیہ میں تھا[1] سسرو نے اپنے خط کا مسودہ بالبس اور اوپیس کو دکھایا جو اپنے آقا کے خیالات سے واقف تھے مگر ان دونوں نے اتنی اصلاحیں پیش کیں کہ سسرو نے بجائے ایک ترمیمہ مسودے کے بھیجنے کے جس میں کوئی بات قابل لحاظ نہ ہو اس معاملے سے دستکش ہونا ہی بہتر خیال کیا۔ دسمبر کی ضیافت میں سیاسی معاملات کو نظر انداز کرنا خود پسند اور ذکی الحس سسرو کو بلاشبہہ ناگوار ہوا اور غالبًا اسی وجہ سے اُس نے ایٹی کس کو لکھا کہ ایسے مہمان کی ضیافت کی مجھے اب ہوس نہیں۔ اگر قیصر کا سلوک سسرو کے ساتھ جیسے وہ خوش رکھنا چاہتا تھا اس قسم کا تھا۔ ان لوگوں کی دلشکنی کا تو اُسے مطلق خیال نہ رہا ہوگا جن کی اُسے کوئی پروا نہ تھی۔

جدید تقررات۔ آکٹےوِیس کے اعزاز

(۱۲۸۵) ۴۴ءکے انتخابات تک اب ہم پہنچ گئے ہیں جو دسمبر میں

[1] سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۳، ۲۷۔ دوسرا خط (۲۸) میں وہ بیان کرتا ہے کہ قیصر اور سکندر اعظم میں ایک خاص مماثلت تھی۔ یہ امر غالبًا دوسرے خط میں قیصر کو خوش کرنے کے لیے بیان کیا گیا تھا۔

باب ۵۵ عمل میں آئے قیصر نے ایک قانون نافذ کرا دیا جس کی رو سے اُسے دونوں کانسلوں اور نصف دیگر حکّام کے نامزد کرنے کا اقتدار حاصل ہو گیا اس انتظام میں وہ تقررات بھی شامل تھے جو آئندہ تین سال کے لیے تھے مگر اس پر پورے طور سے عمل نہیں ہوا۔ بہر صورت آزادی انتخاب کا بظاہر بحال کرنا محض ایک دکھاوا تھا کیونکہ مجلس عامّہ کسی ایسے امیدوار کو منتخب نہ کر سکتی تھی جو قیصر کی آنکھوں میں ناپسندیدہ ہو۔ جائدادوں کی تعداد میں بھی مزید اضافہ ہوا۔ دو جدید ایڈیل سیریاس (Aedile cerales) فراہمی غلہ کے انتظام کے لیے مقرر ہوئے۔ چھوٹی خدمتوں میں سے حکّام کوتوالی و سکہ جات[1] کی تعداد بجائے تین تین کے چار چار کر دی گئی ۲ کے لیے قیصر نے خود کو پانچ دفعہ کانسل منتخب کرایا اور انٹونی کو اپنا ہم عہدہ (کانسل) بنایا۔ انٹونی پر غالباً اب پھر اُس کی نظر عنایت ہو گئی تھی اور اُس کے ذمے جو قرضہ تھا وہ بھی غالباً معاف کر دیا گیا تھا۔ انتظامات مذکورہ میں ایم۔ بروٹس اور سی کیسیس کا پریٹری کے لیے انتخاب قابل لحاظ تھا اور پھر اُس کے بعد اُن کا دو منفرد خدمتوں پر یعنی اہل شہر اور اجنبیوں کے معاملات کے تصفیے کے لیے مقرر ہونا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قیصر کو کس قدر اعتماد اپنے اُن دشمنوں پر تھا جنھیں اُس نے معاف کر دیا تھا۔ قیصر بذات خود ڈکٹیٹری پر قائم رہا اور کے آغاز میں ڈکٹیٹر بار چہارم اور کانسل بار پنجم تھا۔ لیکن اوائل سال مذکور غالباً[2] فروری میں وہ بجائے سالانہ ڈکٹیٹر ہونے کے اُس نے اس خدمت کو تا حین حیات قبول کر لیا۔ حکومت مطلق العنان پر اُس کے قائم رہنے میں اگر لوگوں کو کچھ شبہ تھا وہ بھی اس کی اس حرکت سے رفع ہو گیا۔ آکٹے ویس کو پیش پیش رکھنے میں اُس کے اس قصد کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک جولین خاندان کا بانی ہونا چاہتا تھا۔ آکٹے ویس کا

[1] Tresviri capitaco and montalos

[2] ۲۶ جنوری اور ۱۵ فروری کے درمیان میں بمقام ۲۸۰ Henzen, Ephem. Epigraph

ماثہ — سن اب ۸۱ سال تھا۔ پجاری وہ مقرر ہو چکا تھا اور کوہ البا کے لاطینی تہوار
کے زمانے میں وہ روما میں حاکم شہر بھی رہ چکا تھا گویا اب وہ میدان سیاست
میں آچکا تھا۔ قیصر کو اب بحیثیت ڈکٹیٹر میر اصطبل (Magister eg-nitum)
کی خدمت کو پر کرنا تھا۔ قیصر نے اس خدمت کے لیے لیپی ڈس کو فی الوقت
نامزد کیا مگر یہ بھی انتظام کر دیا کہ جب وہ جنگ پارتھیا پر روانہ ہو تو آکٹے ویس
خدمت مذکور پر مقرر ہو تاکہ سلطنت روما میں اس کے بعد آکٹے ویس ہی کا
درجہ ہو۔ قیصر کا وصیت نامہ جس کی رو سے آکٹے ویس کو اس نے متبنیٰ
کیا تھا ویسٹل کنواریوں کے سردار کے پاس تھا مگر وصیت نامے کی تفصیل سے
کوئی واقف نہ تھا اور آکٹے ویس کے ترقی مدارج سے قیصر کا جو اصلی مقصد
تھا اس سے غالباً معاصرین پوری طور سے واقف نہ تھے۔ جن لوگوں کو قیصر
مورد الطاف بنانا چاہتا تھا ان میں ڈولابیلا بھی تھا جس کی سابقہ شوریدہ سری
پر اس کے ان کارہائے نمایاں نے پردہ ڈال دیا تھا جو اس نے افریقہ اور
ہسپانیہ میں انجام دیے تھے۔ اس کی تجویز یہ تھی کہ وہ خود کانسلی سے دستکش
ہو جائے اور ڈولابیلا بجائے اس کے منتخب ہو کر انٹونی کا ہم عہدہ ہو جائے
مگر ان دونوں میں رقابت تھی اور انٹونی نے بے سوچے سمجھے بحیثیت آگر
بدشگونی کا بہانہ کر کے انتخاب کو روک دیا۔ اس لیے ڈولابیلا قیصر کے عین حیات
منتخب نہ ہو سکا۔ جماعت قیصری کے پختہ کار افراد اے ہرٹیس اور سی وی بیس
پانسا سال آئندہ (۳۳ء) کے لیے کانسل منتخب ہو چکے جو عرصۂ دراز تک
خدمات انجام دے چکے تھے۔

تشویشیں اور مظاہرے — (۱۲۸۶) قیصر اس زمانے میں اپنی مشرقی مہم کی تیاریوں میں منہمک تھا
مگر سینیٹ کو اس کے لیے نئے اعزاز تراشنے کی فرصت تھی گو اس کی زندگی
میں یہ آخری ثابت ہوئے۔ اپنے خلامانہ طرز عمل پر قائم رہ کر جس میں دشمنی بھی
مضمر تھی انھوں نے اس کے لیے ایسے اعزاز تجویز کیے جس سے اس کو
دیوتا اور بادشاہ بنانا مقصود تھا۔ اس کے تمام آئندہ افعال جائز قرار دیے
گئے اور تجویز کی گئی کہ حکام سے اپنی خدمتوں کا جائزہ لیتے وقت اس کی پابندی کا

باب ۵ حلف لیا جائے۔ اس کے لیے مجامع عام میں دعا مانگنے کا حکم دیا۔ ایک خاص اشتہار اُس کے اعزاز میں قرار دیا گیا کلی منیلٹیا کی دیوی کے مندر میں اُسے بھی جگہ دی گئی اور اس مندر کے لیے ایک خاص پجاری (Flamen) مقرر کیا گیا اور ماہ کونٹی لس کا نام بدل کر جولیس کر دیا گیا۔ مگر اس سے زیادہ اہم اُس کے افعال وحرکات ہیں جن سے اُس کے انجام کی پیشین گوئی ہو سکتی تھی۔ فورم میں ایک واقعہ ہوا تھا جس سے معاصرین کے دلوں پر ایک خاص اثر ہوا۔ قیصر وہاں بیٹھا ہوا عمارتوں کی ترمیمات کے متعلق معماروں کو ہدایتیں دے رہا تھا کہ اسی اثنا میں مجلس سینیٹ کے جملہ اراکین چند جدید اعزازات کی بذات خود اُسے اطلاع دینے کے لیے آئے جو حال ہی میں عطا ہوئی تھیں۔ قیصر اس قدر اپنے کام میں مشغول تھا کہ وہ اُنکے استقبال کے لیے اپنی جگہ سے نہ اُٹھا۔ قیصر نے بعد کو عذر کیا کہ میں علیل تھا مگر اس عذر سے اراکین سینیٹ کو اطمینان نہ ہوا جو اُس کے منہ پر تو خوشامد کرتے مگر دلوں میں ناراض تھے۔ اُسی زمانے میں جبکہ بعض لوگوں کا بغض بڑھ رہا تھا اور بعض اُس کے احسانات کو فراموش کرتے جاتے تھے اُس نے اپنی ذاتی سپاہ[1] کو باوجود وفادار دوستوں کے متنبہ کرنے کے علیحدہ کر دیا۔ اُس کی "مقدس" ذات کی حفاظت کے لیے اراکین سینیٹ وطبقۂ ایکوائٹ کا ایک گارڈ پیش کیا گیا تھا۔ اس گارد کو قبول کرنے سے اُس نے انکار کر دیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس تجویز سے مقصود یہ تھا کہ وہ اپنے محافظ سپاہیوں کو علیحدہ کر دے اور حملے سے اُس کے محفوظ رہنے کی کوئی صورت نہ رہے۔ سوئی ٹونیس نے غالباً اسی زمانے کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ قیصر کو معلوم تھا کہ خفیہ مجالس بوقت شب ہوتی ہیں مگر سوائے اپنے علم کا اظہار کرنیکے اُس نے اس کے متعلق کوئی عملی کارروائی نہ کی جس سے ظاہر ہے کہ اسمیں مطلق العنان جابر حکمرانوں (ٹائرنٹ) کے خصائص نہ تھے۔ مگر اب بعض لوگ

[1] سوئی ٹونیس (جولیس ۸۶) کا بیان ہے کہ یہ لوگ ہسپانی تھے۔

اس کے خلاف میں عملاً سازش کرنے لگے تھے اور عامۂ قوم کو اپنا شریک حال بنانے باب ۸۵
کے لیے یہ مشہور کر رہے تھے کہ قیصر اقتدار شاہی کا خواہشمند ہے اور کسی نہ کسی
وقت بادشاہ کا لقب اختیار کریگا۔ سازش کرنے والوں نے یہ انتظام کیا کہ عام
مجمعوں میں چند لوگ قیصر کو بہ آواز بلند بادشاہ کہیں اور جب وہ کہے کہ میں
بادشاہ نہیں ہوں بلکہ قیصر تو اُس کی اس سرد مہری پر لوگوں کو متوجہ کیا جائے
یہ نکتہ چینی صحیح ہو یا نہ ہو مگر اس کا عوام پر اثر ہونا لابدی تھا۔ اس کے بعد دو ٹری بیونوں
سے جھگڑا ہو گیا جس کا آغاز یوں ہوا کہ کسی شخص نے قیصر کے مجسمے پر تاج رکھ دیا
جس کو دونوں ٹری بیونوں نے ہٹا دیا اور مشہور کیا کہ یہ قیصر تاج کا خواہاں
نہیں۔ قیصر کو ان کی اس حرکت سے رنج ہوا کیونکہ ایک تو اُس کے ہاتھ سے
تاج جاتا رہا اور اس کے علاوہ بذات خود تاج کو واپس کرنے کا بھی اسے موقع
نہ ملا۔ اس کے بعد جب وہ لاطینی تہوار میں البا سے واپس آ رہا تھا تو لوگوں
نے اُسے بادشاہ کہہ کے مخاطب کرنا شروع کیا۔ جن لوگوں نے اس میں پیشقدمی
کی تھی انھیں ٹری بیونوں[1] نے گرفتار کر لیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اُن پر مقدمہ
قائم کرنا چاہتے تھے۔ قیصر نے لقب شاہی سے مخاطب کیے جانے سے انکار
کر دیا مگر اس قسم کی رکیک حرکتوں کو اب وہ برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اسلیے
اُس نے ایک دوسرے ٹری بیون کے ذریعے سے سینیٹ میں اُن پر حملہ کرا دیا
اور خدمت ٹری بیونی سے انھیں معزول کرنے کی عاجلانہ کارروائی کی۔ یہ دونوں
بلاشبہہ اُن لوگوں سے ملے ہوئے تھے جو قیصر کے خلاف سازش کر رہے تھے
اور اُس کو اشتعال دلانے سے اُن کا مقصود یہ تھا کہ وہ اپنے اقتدار سے کوئی
ایسا کام لے جو دستور مملکت کے خلاف ہو کیونکہ تر حمانہ طرز عمل کے بعد
سخت گیری کرنا اُس کے لیے بادی النظر میں بدنما معلوم ہوتا۔ لیکن
خونریزی سے متنفر ہونے ہی کی وجہ سے لوگوں کو یہ جرأت ہوئی تھی کہ اسے
پریشان کریں۔ سولا کو اس طرح سے اشتعال دلانے کی کسی کو ہمت نہ ہوتی۔ یہ

[1] ڈائون کیسیس ۴۴، ۹-۱۰-

باشبہ

واقعہ فروری کے اوائل کا ہے اور باغیوں کو اس سے تقویت ہوگئی۔ اس کے کچھ روز بعد ۴۴ ق م کے انتخابات ہوئے اور یہ افواہ مشہور ہوئی کہ جن تختیوں پر رائیں لکھی جاتی ہیں ان میں سے بعض پر بجائے قیصر کے نامزد کردہ اشخاص کے معزول شدہ ٹری بیونوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ ایک افواہ یہ بھی تھی کہ قیصر کے طرفداروں میں سے ایک شخص اُس کی روانگی کے بعد یہ تحریک پیش کرنے والا ہے کہ اُسے حسب خواہش متعدد عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اولاد چھوڑ سکے۔ روئے سخن غالبًا ملکہ کلیوپیٹرا کی طرف ہے اور غالبًا اس افواہ سے بھی اس کا تعلق ہے جس میں بیان کیا گیا تھا کہ قیصر کا مقصد تھا کہ سکندریہ میں سکونت پذیر ہو۔ اس کے بعد لیوپرکالیا کے تہوار (۱۵ فروری) کا مشہور واقعہ ہوا جبکہ انٹونی نے مجمع عام میں کئی دفعہ اُس کی خدمت میں تاج پیش کیا اور اُس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا جس پر لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کیے۔ قیصر نے تاج کو کیپی ٹول کے مندر کے جوو دیوتا پر چڑھانے کے لیے بھیج دیا۔ لیکن لوگوں نے اس پر صحیح یا غلط یہ حاشیہ چڑھایا کہ اس کا انکار دل سے نہ تھا اور اُسے تخت و تاج کی درحقیقت ہوس ہے۔ سسرو[1] کا بیان ہے کہ قیصر نے حکم دیا تھا کہ اس کے انکار کا کاغذات میں اندراج کر لیا جائے۔

قتل کی سازش

(۱۲۸۷) قیصر کو قتل کرنے کا خیال سب سے پہلے کس کے دل میں آیا یہ ہمیں معلوم نہیں لیکن سازش کا بانی البتہ سی۔ کیسیس تھا۔ یہ شخص پامپی کا شریک تھا مگر قیصر نے اُسے معاف کر دیا اور اُس کی جان بخشی کی، خدمت پریٹری پر بھی وہ قیصر ہی کی عنایت سے فائز ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ترش مزاج، کینہ پرور اور زودرنج تھا۔ ایسے موقع پر ایسے شخص کی شرکت ایک خاص اہمیت رکھتی ہے قیصر سے اُس کے رنجیدہ ہونے کا صرف یہی سبب تھا کہ وہ اُس کا آقا تھا اور ایسے شخص کے لیے اپنے آقا کو قتل کر دینے کے لیے ذرا سی رنجش کافی تھی۔ دوسروں سے بھی اُسے وقتًا فوقتًا معلوم ہو جایا کرتا تھا کہ وہ لوگ بھی قیصر کی مطلق العنانی سے بیزار ہیں

---

[1] سسرو فلپک دوم ۸۷

باب ۵

رفتہ رفتہ اُس کے ساتھ بدخواہوں کی ایک خاصی جماعت ہوگئی۔ یہ لوگ سب ذی رسوخ تھے جن میں آزادی کی ہوس تھی، لیکن اس آزادی سے شخصی آزادی مراد نہ تھی بلکہ سلطنتِ روما پر بے ایمانی سے حکومت کرنے کی جس کی امرائے جمہوری کو ہوس تھی اور جسے قیصر نے سلب کرلیا تھا اور بحال کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ مگر سازش کرنے والوں سے ہمدردی رکھنا اور عملاً سازش میں شریک کرنا ان دونوں امور میں بیّن فرق ہے اس لیے ہمدردی کو سازش کی شرکت میں متبدل کرنے کے لیے کسی ایسے معزز شخص کی ضرورت تھی جو سازشیوں کا برائے نام سردار بن جائے اور اُس کی شرکت کی وجہ سے سازش میں جان آجائے۔ اس خدمت کے لیے بہترین شخص ایم بروٹس تھا۔ یہ شخص کیٹو کا بھانجا تھا اور بروٹس "آزادکنندہ" کی اولاد سے ہونے کا ادعوٰے[1] رکھتا تھا جس نے روما سے خاندان ٹارکون کے اخراج میں شرکت کی تھی اور جس کا مجسمہ کیپی ٹول میں تھا۔ بروٹس کو بوجہ اپنی سنجیدگی اور تمکّن کے اہل روما میں خودغرض اور بے پروا تھے ایک خاص اعزاز حاصل ہوگیا تھا جس کا وہ بالکل مستحق نہ تھا۔ ہم بیان کرچکے ہیں کہ مالی معاملات میں بالکل بے درد تھا اور کڑا سود لیا کرتا تھا مگر اسکے دلدادہ اشخاص خود بھی اسی قسم کے تھے اور اُن کے مشاغل بھی یہی تھے۔ اگر بروٹس اصولی طور پر اس سازش میں شریک ہوجاتا تو وہ بوجہ اپنی سرگرمی کے اس سے علیحدہ نہ ہوسکتا تھا اور دوسرے اشخاص بھی اُس کی پیروی کرتے۔ اس کو ہموار کرنے کیلئے پہلے یہ تدبیر کی گئی کہ "آزادکنندہ" کے مجسمے پر یہ لوگ یہ مضمون لکھ دیا کرتے تھے کہ وہ اُسے دیکھ لے یا کاغذوں پر لکھ کر عدالت میں ادھر اُدھر پھینک دیا کرتے جب وہ بحیثیت پریٹر اپنے فرائض انجام دیتا۔ اس کے بعد خود جاجا کر لوگوں نے اُس سے عرض معروض کرنی شروع کی یہاں تک کہ اُس کے دل میں یہ بات جم گئی کہ اپنے محسن کو مار ڈالنا اُس کا فرض ہے جس کا وہ قریب تین سال سے معتمد علیہ تھا خودپسندی کی وجہ سے اُسے یہ بھی بھلا معلوم ہوا کہ اہل روما اُس کی پیروی کرنے کے مشتاق ہیں اس کی وجہ سے اُس کے اپنے شکوک بھی جاتے رہے اور وہ دل وجان سے اس

[1] سسرو ایڈ اٹی کم ۱۳، ۴۰۔

غدارانہ سازش میں شریک ہوگیا۔ کیسیس کو بروٹس سے بغض تھا کیونکہ قیصر کی ۴۴ ق م
اُس پر زیادہ عنایت تھی لیکن بروٹس کو اپنا شریک حال کرنے کے لیے اُس نے
اپنے بغض وحسد کو بالائے طاق رکھ دیا اور اس ایثار کا اُسے صلہ مل گیا۔ قریب
ساٹھ اشخاص کے بالآخر اس سازش میں شریک ہو گئے جن میں چند قیصری بھی تھے مثلاً
ڈی بروٹس صوبہ دار گال این روئے آلپ سی ٹری بونیس صوبہ دار ایشیا
اور ایل ٹلیس سمبر جس کا حال ہی میں بتھی نیا کی صوبہ داری پر تقرر ہوا تھا۔ پامپی کے
سابق شرکا میں سے کیوینگاریس تھا جو قیصر کے ترحم سے فیض یاب ہوا تھا،
سے ایس ڈومی ٹیس آسپلے ٹو بارلس جس کا باپ قیصر کا دشمن جانی تھا اور
ایل۔ پانٹیس اکیو بلا ڈری بیون (۴۵ء) جس نے ہسپانیہ کے جلوس فتح میں
قیصر کو سلام نہیں کیا تھا۔ جس سازش میں اتنے اشخاص شریک ہوں اُس کے
راز کا افشا نہ ہونا ناممکن تھا۔ روما میں سرگوشیاں ہو رہی تھیں کہ قیصر کے خلاف
میں کوئی سازش ہو رہی ہے اور بدشگونیوں اور خلاف فطرت واقعات کا بھی ذکر
تھا جن کی تعبیر کے لوگ منتظر تھے لیکن سازش کے حالات پورے طور سے ظاہر نہیں
ہوئے کہ ہر شخص کو علم ہو جائے کیونکہ اس میں ایسے لوگ شریک نہیں کیے گئے تھے
جو نامناسب ہوں مثلاً سسرو شریک نہیں کیا گیا کیونکہ قتل کی سازش میں شریک
ہونے کی غالباً اُس میں ہمت نہ تھی۔ انٹونی کے معاملے پر بھی بحث ہوئی مگر چونکہ
اُس پر بھروسہ نہ تھا اس لیے اُسی بھی شریک نہ کیا گیا۔ اس کے بعد یہ تجویز پیش ہوئی
کہ اُسے بھی قتل کر دیا جائے۔ مگر بروٹس نے کہا کہ بہ لحاظ ضرورت صرف قیصر
کا قتل کافی ہے۔ اور قتل کے لیے سینیٹ کا مکان اور مارچ کی آئیڈیس
(۱۵ مارچ) کی تاریخ مقرر ہوئی۔ اُسی روز جنگ پارتھیا کی اغراض کے لحاظ
سے قیصر کو "بادشاہ" کا خطاب عطا کرنے کی تحریک پیش ہونے والی تھی۔
یہ موقع ایسا تھا کہ بروٹس کو خاص حظ آتا کیونکہ اُس کے دماغ میں جابر
حکام کو قتل کرنے کے یونانی خیالات بھرے ہوئے تھے اور علاوہ ازیں تعویق
میں خطرہ بھی تھا۔ قیصر کے قتل کے تفصیلی حالات عالم متمدن کے ادبیات کا
ایک جزو بن گئے ہیں اور تمام اقوام عالم اُن سے واقف ہیں مثلاً کیا لپرنیا

(قیصر کی بیوی) کا خواب، پیشین گوئیاں جن کی طرف قیصر نے کوئی التفات نہ کیا، باب ۵۸
تحریری اطلاعیں جن کو پڑھنے سے اُس نے انکار کر دیا، اور بالآخر قفس عنصری سے
اُس کی روح کا پرواز کر جانا اور اُس کے جسدِ بے جان کا پامپی کے مجسّمے کے
پاس گر جانا تاریخ عالم میں اس سے زیادہ دردناک کوئی حادثہ شاید ہی ہوا ہوگا۔

(۲۸۸) قیصر کے خصائل اور اُس کے کارناموں کے متعلق مؤرخین
میں جس قدر اختلاف ہے شاید ہی تاریخ کے کسی دوسرے موضوع کے متعلق ہو۔
رائے قائم کرنے کے لیئے مواد کی مطلق کمی نہیں لیکن اگر زمانۂ مابعد کے مصنّفین
کے اقوال سے قطع نظر کیا جائے جنھیں شہنشاہوں کا ڈر لگا رہتا تھا جو اپنے آپ کو
قیصر کا جانشین خیال کرتے تھے تو قیصر کے متعلق روایات کا جو مجموعہ باقی رہتا
ہے اُس کا لب و لہجہ جمہوریانہ ہے۔ قیصر کے بدخواہ بھی اُس کے ترحّم، جرأت،
عالی دماغی اور محاسن اخلاق سے انکار نہ کر سکتے تھے لیکن اہل روما کے حقیقی جذبات
کا اظہار سوئی ٹونیئس[1] نے کیا ہے جس کا قول ہے کہ قیصر کے خلاف جو شہادت
موجود ہے وہ اُس کے قتل کے حق بجانب ہونے کے لیئے کافی ہے یعنی بالفاظ دیگر
وہ اپنے ملک کے ساتھ غدّاری کرنے کا مجرم تھا۔ ہم اس مؤرخ کے فیصلے سے اُسی
صورت میں اتّفاق کر سکتے ہیں اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ جمہوریہ کے تہ و بالا ہو جانے کا
قیصر تن تنہا باعث تھا حالانکہ خدمات جمہوری کو قبول کر لینے سے جمہوریہ کو قائم رکھنا
اُس کا فرض تھا۔ لیکن اگر اس تذکرے سے بھی ناظرین پر یہی اثر رہے تو یہ مصنّف کی غلطی
ہے نہ کہ واقعات زیر تذکرہ کی۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ چند عمیق وجوہ کے اثر سے جو زیادہ تر
معاشی اور تمدّنی تھے جمہوریۂ روما کی نکبت و بربادی کے آثار قریب ایک سو سال
سے نمایاں تھے قیصر نے جب میدان سیاست میں قدم رکھا تو بد انتظامی اور ناکارگی
کی یہ انتہا ہو گئی تھی کہ ایک انقلاب عظیم کا وقوع میں آنا لابدی تھا۔ دستور سلطنت
زمانۂ قدیم میں اور بالکل مختلف حالات کے لحاظ سے وجود میں آیا تھا دستور مذکور
میں حقیقی اصلاح کی صلاحیت نہ تھی۔ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ دوسرے طریقوں سے بھی

---

[1] سوئی ٹونیئس جولیس ۷۶۔

باب

اصلاح ہو سکتی تھی۔ سولا کی سیادت کے زمانے میں یہ دستور کچھ روز بحالت تعطل رہ چکا تھا اور اُس کو باضابطہ طور پر بحال کرنے میں کامیابی نہ ہوئی تھی۔ قیصر کے زمانے میں ناکارگی پر حملہ کرنا بغیر مختلف افراد قوم کے خاص حقوق پر حملہ کرنے کے ممکن نہ تھا کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے جز ولاینفک تھے اور اگر کوئی شخص اراکین سینیٹ کی بدانتظامی کو دفع کرنا چاہتا تو اُس پر لازم تھا کہ حاکم مطلق العنان ہو جائے خواہ اُس کی یہ مرضی ہو یا نہ ہو۔ سیاسی معاملات کے تصفیے کا انحصار صرف تلوار پر ہو جانا۔ قیصر کا قصور نہ تھا اور نہ اُس نے اس امر کو دریافت کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس نے کوئی نئی بات نہیں کی بلکہ تلوار سے اُسی وقت کام لیا جبکہ سیاسی ذرائع سے کام لینا ممکن نہ تھا۔ قیصر کو اپنی سیاسی زندگی کی کس نوبت پر پہنچ کر حصول تفوق کا خیال آیا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا فیصلہ مختلف اشخاص اپنے حسب مرضی مختلف طریقوں پر کریں گے۔ اُس کے دشمنوں کی انتہائی مخالفت کا جو اُسے تباہ کرنا چاہتے تھے اُس کے اخلاق پر ضرور اثر پڑا تھا۔ اُس زمانے کے اہل سیاست میں اور اس میں اس لحاظ سے بہت کم فرق تھا کہ وہ بھی اوباش مزاج تھا اور سیاسی شورشوں میں راست بازی کا بہت کم خیال رکھتا تھا لیکن بہ لحاظ صاحب عقل سلیم ہونے، واقعات کی اہمیت کا صحیح احساس رکھنے، فضول اور لغو چیزوں کو حقارت سے دیکھنے اور قوت تخلیق رکھنے کے اُس کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ ہم انیس سو سال کے بعد اُس کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں اس لیے ہمارے لیے یہ دریافت کرنا زیادہ اہمیت نظر نہیں رکھتا کہ وہ فلاں یا فلاں اعتبار سے قابل الزام تھا۔ بلکہ اہم تر یہ امر ہے کہ حکومت شاہی کے وجود میں آنے کے سوائے عملاً کوئی دوسرا چارۂ کار نہ تھا اور قیصر کے سوائے کوئی ایسا ذی عقل، جفاکش، منصف مزاج، عالی دماغ اور ہمدرد شخص نہ تھا جو بادشاہ ہو سکتا۔ اس کا مقابلہ اگر ہم کر سکتے ہیں تو صرف پامپی سے۔ پامپی میں مروت بہت کم تھی اور اُس کے خود پسند اور احمق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ چونکہ وہ خیالات محال میں مبتلا رہتا تھا اس لیے وہ واقعات کے متعلق غلط رائے قائم کرتا اور اچھے موقعوں سے وقت پر نفع نہ اُٹھا سکتا، اسی لئے جو لوگ اُس پر اعتماد کرتے انھیں بالآخر معلوم ہو جاتا کہ اُس کا

باب ۵
اعتماد بالکل بے جا تھا۔ جمہوریہ کے زوال کی خواہش نہ رکھنا یہ ایک ایسا امر ہے جس کا اُس کے محاسن میں شمار نہیں ہو سکتا ہے لیکن اُس کی یہ خوبی منفیانہ جسکو وہی لوگ پسند کرتے تھے جو اس کے اس ایثار سے مستفید ہوے نہ کہ وہ جویائے علم جو اُس کے کارہائے زندگی پر بحیثیت تاریخ قدیم کے ایک جزو کے نظر ڈالتا ہے۔ صفحات ماسبق میں ثابت ہو چکا ہے کہ روما کے انقلاب میں اُس کا زبردست حصہ ہے اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو اشخاص اس کرم خوردہ نظام جمہوریہ کے انحطاط کے باعث ہوئے اُن میں سب سے زیادہ حصہ اسی متزلزل مزاج اور بظاہر سنجیدہ شخص کا ہے جو نہ تو بغیر اقتدار زندہ رہ سکتا تھا اور نہ اس اقتدار سے کام لے سکتا تھا اور یہی قطعاً گو لاعلمی سے اُس کے زوال کا باعث ہوا۔

روما اور اطالیہ کی حالت قیصر کے زمانے میں

(۱۲۶۸) ناظرین ملحوظ خاطر رکھیں کہ عظیم الشان خانہ جنگی انقلاب کی صرف ایک منزل تھی اور فاتح ابتداءً سپاہی نہ تھا بلکہ اُس نے اپنی زندگی کا آغاز بحیثیت ایک سیاسی شورش کنندہ کے کیا اور جب مرا تو اُس کی حیثیت ایک مدبّر کی تھی۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ پامپی اور کراسس دونوں سولا کے چیلے تھے مگر برخلاف ان کے قیصر میریس اور کِنا کے توسط سے گراکی کا جانشین تھا۔ جنگ ہائے قرطاجنہ کے زمانے میں بھی فلامی نیس اور وارو ایسے اشخاص پیدا ہوئے تھے۔ ہم نے زمانۂ گزشتہ و حال کی کشمکش اور تغیر حالات کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ غلاموں نے آزاد کاشتکاروں کی جگہ لے لی تھی، دیہات کے لوگ جوق جوق شہروں میں آکر آباد ہو رہے تھے اور دیہات ویران ہو رہے تھے، ہر شہری اب لازماً سپاہی نہ تھا، اہل دولت کے مال و دولت میں روز افزوں ترقی ہو رہی تھی اور غریب لوگ اور بھی فاقہ مست اور قلاش ہو رہے تھے، اہل روما نے اپنے حلفا پر اتنا ظلم کیا کہ وہ آمادۂ پرخاش ہوگئے اور بالآخر اہل اطالیہ حقوق مدینت روما حاصل کر کے محکوم اقوام کی لوٹ مار میں اہل روما کے شریک ہو گئے۔ ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ دستور جمہوری کے تحت میں سیاسی تدابیر کے ذریعے سے ترقی کی کوئی دیرپا تحریک بار آور نہ ہو سکتی تھی

باب ۵ کیونکہ حکّام کی حکومت صرف یک سالہ ہوتی تھی اور دستور مذکور کی مجالس عام جذبات کا اظہار صرف عارضی جوش کی حالت میں کر سکتی تھیں۔ سیاسی تغیّرات زیادہ تر زبردستی بلکہ تلوار کے ذریعے سے عمل میں لائے جاتے۔ اہل اطالیہ میں کاشتکاروں کی زندگی بسر کرنے کی صلاحیت اب باقی نہ رہی تھی۔ معاشی تغیّرات اور سلطنت کی وسعت سے طرز تمدّن میں جو تغیّر پیدا ہو گیا تھا کچھ تو اُس کی وجہ سے اور کچھ عیش و عشرت کے پھیل جانے اور دولت کی ہوس پیدا ہو جانے سے اہل روما سے وہ اخلاقی قوّتیں ہمیشہ کے لیے معدوم ہو گئیں جن کی وجہ سے روما کا دستور اب تک قابل کار ثابت ہوا تھا۔ شہریان روما کا شغل اب یہ رہ گیا تھا کہ صوبجات مفتوحہ میں حصول دولت میں مصروف رہیں یا مالی اور تجارتی شراکتوں کے حصّے خرید لیں اور گھر بیٹھے اپنے مال کی نگرانی کرتے رہیں۔ روما کا ہر فرد بشر خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اب ایک لالچی ساہوکار ہو گیا تھا یہاں تک کہ قلّاش لوگوں کا گزر بھی اب صوبجات پر تھا کیونکہ سلطنت اُن کے خور و نوش کی کفیل تھی اور خدمات سلطنت کے امیدوار انھیں دعوتیں کھلا کر اُن کی رائیں (ووٹ) خرید لیتے اور پھر برسرکار ہو کر اپنا روپیہ اور اُس کا سود وصول کر لیتے۔ انتہائی اسراف اور تجارتی کاروبار میں نقصان اُٹھانے کی وجہ سے اکثر لوگ بال بال قرضدار تھے۔ یہ لوگ ہر ایسی تحریک کی تائید کیلیے تیّار تھے جس کی وجہ سے قرضوں سے سبکدوش ہو جانا آسان تر ہو جائے اور اُنھیں اس امر کا بالکل خیال نہ تھا کہ اُن کی اس حرکت سے قوم کی ساکھ باقی رہیگی یا نہیں۔ سلطنت کے ہر کام سے اُس کی ناکارگی ظاہر تھی۔ گال ہسپانیہ نیومیڈیا اور ایشیائے کوچک میں بد انتظامی اور رشوت ستانی کی وہ انتہا ہو گئی تھی کہ ہمارے وہم و گمان میں نہیں آسکتی۔ سمندروں میں بحری قزّاقوں کے بیڑے اس سلطنت کی مطلق پروا نہ کرتے تھے جس کی بحیرۂ روم کے ممالک پر حکومت تھی۔ اس بد انتظامی سے لوگ اکثر چلّا اُٹھتے تھے مگر جب تک کہ جان یا مال معرض خطر میں نہ پڑتا کوئی قرار واقعی کارروائی نہ ہوتی۔ ساہوکار اپنا نقصان کب برداشت کر سکتے تھے اس لیئے اُس وقت جس سرابنوہ کا دور دورہ ہوتا اُسکی تائید وہ شروع کر دیتے اور معاملات کا سرانجام عارضی طور پر امرائے سینیٹ کے

باب ششم

ہاتھوں سے نکل جاتا مگر اس خطرے کے رفع ہو جانے کے بعد امرائے مذکور پھر برسرِ اقتدار ہو جاتے گو ان کی قوت اس قسم کے ہر واقعے کے بعد گھٹ جاتی اور اُن کی بے ایمانی بڑھ جاتی۔ عامۃ قوم کی بے صبری کی وجہ سے میریس اور پامپی کو وہ عروج حاصل ہوا تھا جو دستورِ روما کے ضوابط کے لحاظ سے ممکن نہ تھا مگر سلطنت میں جو نقائص ہمیشہ سے موجود تھے اُن کو نہ تو یہ دونوں دفع کر سکے اور نہ رجعت پسند سولا۔ ان کے بعد قیصر کا دور دورہ ہوا جسے عہد انقلاب کی حقیقی اولاد کہنا چاہیئے اور جو مظہر تھا بے چینی کی ان تمام قوتوں کا جو اب تک دبی ہوئی تھیں اور اُسی کے ذریعے سے اُن کے لابدی نتائج مترتب ہوئے۔ اُس کی سیاسی زندگی جیسے کہ ہر سیاسی رہبر کی زندگی ہونی چاہیئے تاریخ ایّامِ سابقہ و حالاتِ حالیہ کا آئینہ ہے۔ سرانبوہ اور سپہ سالار کی حیثیت سے اُس نے روما کے امرا کی قوت کو اس طور پر توڑ دیا کہ اُسے بار دیگر وجود میں لانا یا کارگر بنانا ناممکن ہو گیا۔ اُس میں ہمہ دانی اور فراست کا خاص مادّہ تھا جس کی وجہ سے وہ ہر مشکل پر غالب آتا تھا۔ اُس کی سیاسی نبّاضی اور زمانہ شناسی کا بیّن ثبوت اُس کے اُن تعلقات سے ہوتا ہے جو اہلِ دولت کے ساتھ تھے۔ روما میں غالباً قیصر سے زیادہ قرض لینے میں کوئی شیر نہ تھا، یا کم از کم دوسروں کے روپے سے اپنا کام نکالنے میں اُسے یدِ طولیٰ حاصل تھا لیکن اقتدار کے حاصل کرتے ہی اُس نے سرمایہ داروں کو اطمینان دلانے کی پوری کوشش کی۔ زمانۂ زیرِ تذکرہ میں قیصر ایسے شخص کے متعلق ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں اس سے بہتر حاکمِ مطلق العنان نہیں ہوا ہے۔ بادشاہت یا جابرانہ حکومت (Tyranny) کا کسی نہ کسی صورت میں قائم ہونا لابدی تھا۔ واقعاتِ گزشتہ نے قانون کی پابندی کو ناممکن بنا دیا تھا اور قیصر کا قانون کو بالائے طاق رکھ دینا بلحاظِ نتائج بالکل جائز تھا۔

(۱۲۹۰) یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ قیصر اس عہدِ انقلاب کی حقیقی اولاد تھا۔ جو معاشی اسباب عرصۂ دراز سے اپنا اثر دکھا رہے تھے اور جمہوریہ کے قدیم شیرازے کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے تھے، اب اُن میں چند غیر ملکی (زیادہ تر یونانی) اثرات کی آمیزش سے جو ذہنی اور اخلاقی تھے تقویت اور تازگی پیدا ہو گئی تھی۔ قیصر اور اثرات زمانہ۔ اُس کا تدبر

اہل یونان کے قوائے ذہنی سے بنی نوع انسان کی ترقی میں جن چیزوں کا اضافہ ہوا تھا اُن میں مہتم بالشان دو چیزیں ہیں یعنی لاادریت اور تلاش حق کے تخیل۔ جو علمی تحقیقات میں تو قابل قدر تھے مگر معاملات سلطنت میں اُن کی وجہ سے وہ موانع نظر انداز ہو جاتے تھے جو منطقی نتائج کے استخراج میں حائل ہیں۔ اس تخیل کے دوش بدوش تجربے کی بنا پر وہ خندہ پیشانی کے ساتھ تسلیم کرتے تھے کہ اتفاقات کو بھی تمام انسانی معاملات میں دخل حاصل ہے روما کی فورٹونا (Fortuna) دیوی[1] غالباً زمانہ قدیم میں خوش قسمتی کی ایک دیوی تھی جس کی عنایتوں کے لیے لوگ رسوم مقررہ کو پورے طور سے ادا کرتے تھے۔ خوش قسمتی کے متعلق جو یونانی تخیل تھا اُس میں اتفاقات کو زیادہ دخل تھا یعنی یہ دیوی اُن آئندہ واقعات کی مظہر تھی جن کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ خوش قسمتی کے متعلق یہ تخیل خواہ یونان سے ماخوذ ہو یا نہ ہو مگر اب وہ اطالیہ میں رواج پا گیا تھا۔ قیصر کے مزاج میں نہ صرف حقیقت پرستی تھی بلکہ سلسلۂ اتفاقات کا بھی اسے پورا خیال تھا کیونکہ کسی شخص نے اُس سے زیادہ اُن اثرات کا لحاظ نہیں رکھا ہے جو کہ انسان کے قابو سے باہر ہوں یا جن کا قبل از قبل احساس نہ ہو سکتا ہو۔ اپنے خود نوشت تذکروں میں بھی اُس نے بار بار اعتراف کیا ہے کہ ہزیمت سے میں اکثر حسن اتفاق سے بچ گیا تھا۔ جنگ میں اُس کا اصل کام فتح حاصل کرنا تھا نہ یہ کہ اُس پر غرور و ناز کرے۔ فتح کے لئے ضروری یہ تھا کہ حقیقت حال کا پورا احساس ہو نہ کہ اپنی قوت فیصلہ کے بے خطا ہونے کے توہم میں مبتلا ہو۔ اب اصول موضوعۂ بالا کے لحاظ سے قیصر پر بحیثیت ایک مدبر کے نظر ڈالنی چاہیئے۔ اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بمقابلہ اپنے معاصرین کے صورت حال کا اُسے صحیح علم تھا اور زمانۂ مذکور کی ضروریات سے وہ زیادہ واقف تھا۔ اس خوبی کو اُس کے خصائل اور قوائے ذہنی کا علمی پہلو کہنا چاہیئے۔ اس نے خس و خاشاک یعنی جمہوریت کے باقی ماندہ آثار کو اپنا پورا زور لگا کر صاف کر دیا اور

[1] دیکھو پریلر (Rom. Mythoi) دہم ۱ (جلد دوم صفحہ ۱۷۹) پلینی (تاریخ دوم ۲۲-۷-۲) کے ایک مشہور فقرے میں خوش قسمتی کا ترقی یافتہ تخیل موجود ہے۔

باب ۵

اس عمارت یعنی شہنشاہی کی بنیاد رکھی جس کا وجود میں آنا لابدی تھا مگر جسے وہ تکمیل تک نہ پہنچا سکا کیونکہ قسمت کا یہ لکھا تھا کہ انھیں لوگوں کے خنجروں سے اُس کا کام تمام ہو جن میں کئی کی اُس نے جان بخشی کی تھی اور جنھیں اُس نے اعلیٰ عہدے دیے تھے۔ یہ اُس کی مہربانی کا پھل تھا، وہ بالطبع متحیر تھا اور زمانۂ مابعد یونانی فلسفے کے اثر سے جو رفتہ رفتہ اہل روما کی درشت مزاجی کو دور کر رہا تھا اُس میں ترحم کا مادہ اور بھی بڑھ گیا تھا۔ گر قیصر روما کا ایک ممتاز فرد تھا اور پیٹریشین بھی تھا یعنی اپنے باپ کی طرف سے وہ روما کے ایک ایسے خاندان کا رکن تھا جس کی امارت مسلم تھی۔ قوائے ذہنی اور تمدنی حیثیت کے لحاظ سے وہ پورا امیر تھا اور روما اور یونان کے بہترین عناصر کا مجموعہ تھا۔ اُس کی صورت سے بھی اُس کی خاندانی امارت کا ثبوت ملتا تھا یعنی قد اُس کا دراز، بدن چھریرا اور چہرہ خوبصورت تھا گو آخری عمر میں سر کے بالوں کے گر جانے سے اُس کی صورت میں کچھ فرق آگیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس عیب کو چھپانے کی غرض سے اُس نے درخت بے (Bay) کے پتوں کا گچھا سر پر رکھنا بخوشی قبول کر لیا تھا[1]۔ معرکہ آرائیوں اور دور دراز سفروں کی صعوبتوں کو وہ اپنی جسمانی قوت کی وجہ سے برداشت کر سکتا تھا۔ اکثر اپنے سپاہیوں کے ساتھ پیدل کوچ کرتا جو نازک خرامی کے عادی تھے۔ عورتوں کی طرح سپاہی بھی اُس کی پرستش کرتے تھے۔ زمانۂ مذکور میں اہل روما پُرخوری اور شراب خواری کے عادی تھے مگر برخلاف اُن کے وہ کم خوراک تھا اور شراب بہت کم پیتا۔ اُس کا دوست اوپیس ناقل[2] ہے کہ ایک دعوت میں زیتون کا تیل پیش کیا گیا مگر کچھ اترا ہوا تھا اس لیے کسی مہمان نے اُسے نہ لیا مگر قیصر نے اُسی تیل کو کھایا اور پھر مانگا تاکہ میزبان کی دل شکنی نہ ہو۔ کیٹو کو ہمیشہ یہ شکایت رہی کہ جو لوگ جمہوریہ کو تہ و بالا

---

[1] مثل آگاتھوک لیس کے۔ ڈاؤ دورس ۲۰، ۵۴۔

[2] سوئی ٹونیس جولیس ۵۳ یعنی قیصر روما کے شرفا سے اُس زمانے میں زیادہ با اخلاق تھا جبکہ مروت کا معیار نہایت اعلیٰ تھا۔ دیکھو فاؤلر تمدنی زندگی صفحات ۱۰۶، ۱۲۴۔

کرنے کے باعث ہوئے۔ ان میں صرف قیصر کھانے پینے کے معاملے میں اعتدال پر تھا۔ اعتدال پسندی اُس کی ممتاز ترین خصلت تھی نہ صرف کھانے پینے میں بلکہ ان معاصی میں بھی جن میں روما کے بدنام کرنے والوں کو لطف آتا تھا اور جنھیں قابل مواخذہ خیال نہیں کیا جاتا تھا۔

قیصر کے خصائل اور کارناموں کی یکسانی

(۱۹۱۲) قیصر کو ایک بے لاگ سورما قرار دینا جس میں خطا کا شائبہ بالکل نہ ہو اور اُس کی موت کو ایک بے لوث محبّ وطن کی شہادت خیال کرنا ایک مضحکہ انگیز سورما پرستی ہے۔ اسی طرح تاریخ میں جو اُس کی حقیقی حیثیت ہے اسے ہم ہرگز نہ سمجھ سکیں گے اگر ہم اسے محض ایک جاں باز سپاہی خیال کریں جسکی ہوا و ہوس کی کوئی انتہا نہ تھی جو زمانہ سازی اور بے ایمانی سے متعدد مشکلات پر غالب آیا۔ اولوالعزم وہ ضرور نہ تھا ورنہ اُس میں کوئی حوصلہ ہی نہ ہوتا۔ اسیطرح وہ ہر فن مولا بھی تھا ورنہ اس سے کچھ نہ ہو سکتا۔ لیکن امرائے جمہوری کا وہ شروع سے آخر تک مخالف تھا۔ امرائے مذکور نے تاڑ لیا تھا کہ وہ اُنکا خطرناک دشمن ہے اسلیئے وہ اس کو تباہ کرنے پر آمادہ ہو گئے اور وہ بھی اُنھیں تباہ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن اُنھیں تباہ کرنا کافی نہ تھا، کیونکہ خوف کے زائل ہونے کے بعد بھی اُن کی جانیں باقی رہ گئیں یعنی گو اُنکے سرغنے جنگ میں ختم ہو چکے تھے مگر اب بھی اتنے جمہوریت پسند باقی تھے کہ ایک دوسرے کو اس امر پر آمادہ کریں کہ جس قوت کو وہ میدان جنگ میں کھو چکے تھے اُسے خنجر کی دھار سے حاصل کر لیں۔ اس خطرے سے بچنے کے لیئے قیصر نے کوئی تدبیر نہ کی تھی۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ عدم احتیاط غلط اندازے پر مبنی تھی یا ضرورت سے زیادہ اعتماد پر یا بے پروائی پر۔ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ تینوں وجوہ کو اس میں دخل ہو سکتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب اُسے بروٹس سے ہوشیار رہنے کو کہا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ بروٹس (جسے وہ ہونہار خیال کرتا تھا) میری موت کا انتظار کرے گا۔ اُس کا ایک اور قول بھی نقل کیا گیا ہے کہ ”میرا بقید حیات رہنا جمہوریہ کے لیئے زیادہ مفید ہو گا بمقابلہ میری ذاتی اغراض کے“۔ قتل کے قبل شام کو گفتگو ہو رہی تھی کہ بہترین موت کیا ہے۔ قیصر نے کہا کہ ”بغیر کسی اطلاع کے فوراً مر جانا“ یہ اقوال

اُس کی زندگی اور خصائل سے پوری مطابقت رکھتے ہیں۔ شجاعت اور سکوت اُس کی ممتاز خصوصیات تھیں۔ وہ گھبراتا مطلق نہ تھا اور نہ صرف اپنی ذاتی اغراض میں منہمک رہتا اُس کی یہی حالت جوانی میں تھی جبکہ مٹی لین کے محاصرے میں اُس نے تاج بلدی حاصل کیا اور یہی حالت اُس وقت بھی تھی جب کہ اپنی جان جوکھم میں ڈال کر اُس نے کیٹی لین کے شرکاء کی جان بخشی کی کوشش کی اور تادم مرگ اُس کی یہی حالت رہی یعنی اُس کے دل میں کسی چیز کا نہ تو خوف تھا نہ خیال ؛ باب ۹

حصہ ہشتم

آخری کشمکش اور شہنشاہیت کا وجود میں آنا

باب پنجاہ و نہم

جمہوریہ کو بحال کرنے میں ناکامی

سنہ ۴۴ تا ۴۲ ق م

(۱۲۹۲) اب یہ معلوم کرنا بالکل ناممکن ہے کہ قیصر کی بے پروائی جسکی وجہ سے اس نے اپنی جان گنوائی خطرات کے ناکافی احساس پر مبنی تھی یا اپنی زندگی کی صعوبتوں اور سختیوں سے تنگ آجانے پر یا جوش شجاعت پر جس کے غرے میں وہ خطروں کی بالکل پروا نہ کرتا تھا۔ قیصر کے قتل کے بعد اس کے قاتلوں کی جو حیثیت تھی اس کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ سلطنت کی باگ جس شخص کے ہاتھ میں تھی اس کا قتل اگر قرین انصاف ہو بھی سکتا تھا تو صرف اس صورت میں کہ اس کے قاتل کوئی ایسا واضح طرز عمل پیش کرسکتے جس پر فوراً عمل ہوسکتا تاکہ ان کے زیر ہدایت جمہوریہ کا کام بغیر کسی رکاوٹ یا تعویق کے چلنے لگتا۔ لیکن بانیان سازش کا مقصد محض نفی تھا یعنی قیصر کو ہلاک کردینا یا بہ الفاظ دیگر حاکم مطلق العنان کو دفع کردینا اور یہ فرض کرلیا گیا تھا کہ اس کے دفع ہوجانے کے بعد مطلق العنان حکومت کا بھی

باب ۵۹

خاتمہ ہوجائیگا۔ جو لوگ نتائج پر غور کرسکتے تھے وہ بھی اس خیال خام میں تھے کہ جمہوریہ کے قدیم اعضا یعنی سینیٹ، مجلس عامہ اور حکام پھر اپنا کام باقاعدہ کرنے لگیں گے اور امرائے روما کے وہ حقوق اور آمدنی کے ذرائع بحال ہوجائیں گے جن سے قیصر نے انھیں محروم کردیا تھا۔ بروٹس کے لئے جس کا حب وطن کا تخیل نہایت بلند تھا یہ فرض کرلینا بالکل قرین قیاس تھا۔ اور کیسیس جو اس سے زیادہ صاحب فراست تھا اس وقت ان جزوی معاملات میں منہمک تھا جن پر سازش کی کامیابی کا انحصار تھا قتل کے بعد کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے اگر اس معاملے پر سنجیدگی کے ساتھ بحث کیجاتی تو غالباً اس سے تصدیق ہوتی اور غدّاری اور افشائے راز کا بھی اندیشہ تھا یا کم از کم قیصر صحیح و سالم مشرق چلا جاتا اور گزشتہ کوششوں سے ثابت ہوگیا تھا کہ اس کی غیبت میں اس کے انتظاموں کو تہ و بالا کرنا ناممکن ہے اسلئے بروٹس سا سطحی فلسفی جسے سازش کی اخلاقی قوت کہنا چاہیئے اب قاتلوں کا واحد سرغنہ رہ گیا جو قیصر کی لاش لے کر بیٹھے رہ گئے اور ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس کے بعد کیا کریں۔ قتل میں[1] جو لوگ شریک تھے ان کی تعداد قلیل تھی اور باقی اراکین سینیٹ جو سازش میں شریک نہ تھے بھاگ کھڑے ہوئے

صورت حال

(۱۲۹۲) قیصر کے قتل سے تین امور کا فوری فیصلہ لازمی ہوگیا یعنی (۱) جمہوریہ اب باقی تھی یا نہیں (۲) اگر باقی نہیں تھی تو اس کا احیاء ممکن تھا یا نہیں (۳) اگر جمہوریہ کا احیا ممکن نہ تھا تو سلطنت روما کا آئندہ حکمران کون شخص ہونے کو تھا۔ جمہوریہ کے احیا کی کوشش میں ناکامی ہوئی اس لئے اسی پہلے سوال کا بھی جواب ہوگیا۔ اسی کوشش میں سسرو اور متعدد اشخاص نے اپنی جانیں گنوائیں اور بالآخر ۴۲ ق م میں بمقام فلپی جمہوریوں کو قطعی شکست ہوئی۔ تیسرے امر کا تصفیہ اس کے ۱۴ سال (۳۰ ق م) بعد ہوا جبکہ انٹنی [illegible]

---

[1] قتل میں سب سازش کرنے والے شریک نہ تھے۔ زخموں کی تعداد ۲۳ تھی اور قریب ۶۰ آدمی سازش میں شریک تھے۔

باب ۹ مآخذ

آمیہ میں فتح حاصل ہوئی ؎

(۱۲۹ ؎) ہمارا موضوع جمہوریۂ روما کی تاریخ ہے اور اُس پر آشوب زمانے کے تفصیلی حالات سے ہمیں صرف اتنی حد تک سروکار ہے جہاں تک اُن سے گزشتہ واقعات پر روشنی پڑتی ہے اور ہمیں اپنی آراء کی صحت کا اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس دور کے واقعات کے متعلق شہادت کثیر موجود ہے۔ معاصرین کی بھی اور مصنّفین زمانۂ مابعد کی بھی۔ مگر یہ تذکرے باہم متناقض ہیں، بعض اوقات ناقابل وثوق ہیں اور سخت جانبداری کیساتھ لکھے گئے ہیں پولیبو کی تاریخ اور لیوی کی تاریخ کے آخری اجزا کے ضائع ہو جانے سے ہم بہترین اور مسلسل تذکروں سے مستفید ہونے سے محروم ہو گئے ہیں گو پولیبو کی تاریخ کے مفید ہونے میں شبہ ہے۔ مآخذ مذکورہ کے باہمی تعلقات، اُن کی قدر و قیمت رجحانات اور ذرائع معلومات پر شوارز[1] نے تنقیدی نظر ڈالی ہے جس سے اُن کی عام جانبداری ثابت ہوتی ہے اُس نے بہت سے اہم امور پر بحث کی ہے جس میں ان لوگوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے جو اس پیچیدہ دور کے واقعات کا تفصیلی مطالعہ کریں۔ میں یہاں صرف چند مہتم بالشان نتائج سے بحث کروں گا۔ شہنشاہ آگسٹس کو خواہش تھی کہ اُنکی ابتدائی زندگی کے واقعات خوش آیند طریقے پر لکھے جائیں اور اس خواہش کا اظہار نہ صرف اُس کے خود نوشت تذکرے[2] کی صورت میں ہوا بلکہ دیگر تصنیفات میں بھی جو اب ضائع ہو گئی ہیں۔ ان میں سب سے بڑھ کر ۲۳ ق م تک کے اُسکے حالات زندگی ہیں جن میں اُس نے اُس زمانے کے کارناموں کا ذکر کیا ہے جبکہ وہ سی۔ آکٹے ویس اور سی۔ جولیس قیصر آکٹے ویانس کے نام سے مشہور تھا۔ اس نسخے سے جسے باضابطہ اور سرکاری کہنا چاہئیے بہت سے

---

[1] (Hermes) ۳۳، ۱۸۵-۳۴۴ میں ای شوارز کا قابل قدر مضمون گو اُسنے قیاسیات کو بہت دخل دیا ہے۔

[2] (Monamentum Aucyranam) یادگار (انکا برا) کے نام سے مشہور ہے۔

باب ۵۹

تفصیلی حالات ماخوذ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔ ولیس اور سوئی ٹونیس نے اُسے ایک حد تک آزادی کے ساتھ استعمال کیا ہے [۱] مگر اس کا اثر زیادہ تر ڈائون کیسیس کے تذکرے میں ہے اور خلاصہ نویسوں کی تحریروں سے اس کے پیشیر ولیوی کے تذکرے میں بھی ظاہر ہوتا ہے اور سب سے زیادہ نقولائوس دمشقی کی تصنیف میں جس میں بحد مبالغے سے کام لیا ہے۔ اس نسخے میں انٹونی کی بہت مذمت کی گئی ہے۔ پلوٹارک، بروٹس اور اس کے پیرووں کی تحریرات سے متاثر ہوا ہے اس لیے وہ انٹونی کی طرف مائل ہے اور اس کا رجحان آگئے ویین اور سسرو کے خلاف ہے۔ انٹونی کی طرفداری ایپین نے کی ہے جس نے واقعات کو غلط طریقے پر پیش کیا ہے تاریخیں غلط لکھی ہیں اور فرضی امور درج کر دیئے ہیں جس سے شبہ [۱] ہوتا ہے کہ اس نے کسی ایسے مصنف سے اخذ کیا ہے جس نے انٹونی کی تائید میں کوئی کتاب لکھی تھی۔ مگر یہ محض قیاس ہی قیاس ہے۔ سسرو سے اس کی زندگی کے اس پُر آشوب زمانے میں جو افعال سرزد ہوئے اُن کے متعلق مختلف رائیں ہیں اور ہوں گی۔ اس نے جو خطوط خصوصاً ایٹی کس کو لکھے ہیں وہ واقعات کے متعلق مستند خیال کئے جا سکتے ہیں مگر باوجود اس کے اس کی تحریرات وقتی جذبات اور رجحانات پر مبنی ہیں اور بعض صورتوں میں (مثلاً انٹونی کے نام کے خطوط میں) [۲] اس کی تحریریں صداقت سے بہت دور ہیں۔ اُس کی ان تقریروں سے جو فلپک کے نام سے مشہور ہیں باوجود لاطائل دلائل اور سب وشتم کی کثرت کے بہت سی مفید باتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ انٹونی سے اُسے واقعی نفرت تھی مگر علانیہ ناچاقی ہو جانے کے بعد اُس نے اپنے اس دشمن کا اس درجہ بدزبانی سے ذکر کیا ہے کہ اُس کے قول کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ بروٹس اور آگئے ویین سے اُس کے جو تعلقات تھے اُس کا اندازہ صرف اُس کے خطوط سے ہو سکتا ہے خصوصاً اُس مراسلت سے جو ۴۳ء میں

---

[۱] شواز صفحات ۲۳۱-۲۳۴۔

[۲] سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۴، ۱۳، ۱۴ مع ۱۳ (الف) و ۱۳ (ب)

باب ۹

اُس کے اور بروٹس کے مابین ہوئی۔ موجودہ مآخذ کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُن میں سربرآوردہ اشخاص اور اُن کے مختلف طرزہائے عمل کا متناقض، غیر واقعی اور غیر واضح خاکہ کھینچا گیا ہے اور اُن کے اُلجھے ہوئے بیانات سے حقیقت کے انکشاف کی کوشش اور اہم امور کو مسلسل بیان کرنے میں باوجود نیک نیتی کے ناکامی کا اندیشہ ہے۔

جمہوریت پسندوں کی عدم آمادگی۔ انٹونی کی کامیابی

(۵۹ ۱۲۹) ۱۵ مارچ کو شرکائے سازش اپنے خون آلود خنجروں کو لئے ہوئے مجمع عام میں حاضر ہوئے اور شہریوں سے کہا کہ ہم نے حاکم مطلق العنان کو قتل کر کے قوم کو پھر آزاد کر دیا ہے، اس آزادی سے اب تمھیں مستفید ہونا چاہیئے۔ مگر جب انھوں نے دیکھا کہ کسی نے اُن کی اس حرکت پر نعرۂ تحسین بلند نہ کیا تو انھوں نے کیپی ٹول پر قبضہ کر لیا۔ بعض اراکین سینیٹ اور چند دیگر اشخاص اُن سے جا ملے۔ ان میں سسرو بھی تھا جس کی امداد قتل کے بعد اُن کے لیئے بہت ضروری تھی۔ ۱۶ مارچ کو جا کر انٹونی اور لیپی ڈس کے حواس سنبھلے۔ انٹونی کانسل تھا اور لیپی ڈس مقتول ڈکٹیٹر کا سپہ سالار تھا۔ موخر الذکر کے زیر حکم ایک لیجن شہر میں موجود تھا۔ برخاست شدہ سپاہیوں کی تعداد کثیر بھی شہر میں موجود تھی جو انٹونی کو اپنا پیشوا خیال کرتے تھے۔ برخلاف اس کے سازش کرنے والوں کے ساتھ کوئی فوج نہ تھی اور اگر لڑائی تک نوبت پہنچتی تو وہ صرف مسلح پہلوانوں کی ایک جماعت سے کام لے سکتے تھے اور اس کے علاوہ روما کے ہر ذی ثروت شخص کے ساتھ مسٹنڈے غلاموں کا ایک بدرقہ ہوا کرتا تھا۔ ان لوگوں نے بار بار کوشش کی کہ عوام کو اکسائیں اور انٹونی اور لیپی ڈس کو اپنا ہمنوا بنا لیں۔ انٹونی شروع ہی سے نہایت حزم و احتیاط سے کام لے رہا تھا کیونکہ اب تک کسی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ قاتلوں کو کس حد تک مدد پہنچ سکتی ہے۔ اسی اثنا میں قیصر کی بیوہ کیلپرنیا نے اُس کا نقد روپیہ اور یادداشتیں انٹونی کے سپرد کر دیں جس کی وجہ سے وہ جماعت قیصری کا سرگروہ اور اُس کے مفاد کا نگران تسلیم کر لیا گیا۔ اس امانت سے زمانۂ آئندہ میں اُسے جو نفع پہنچنے والا تھا اُسے وہ خوب سمجھتا تھا اس لیئے لغزشوں سے بچنے کی وہ پوری کوشش کرتا تھا تاکہ یہ

سونے کی چڑیا اُس کے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ ۱۷ مارچ کو سینیٹ کا جلسہ ہوا ارکین کی تعداد غالب قاتلوں کے موافق تھی مگر انھیں یہ احساس بھی تھا کہ فوراً تلوار کو نیام سے نکالنے میں کسی نفع کی امید نہیں ہوسکتی۔ علاوہ ازیں وہ لوگ اس وجہ سے بھی سمجھوتہ کر لینے پر آمادہ تھے کہ انھیں اُن انتظامات سے بھی لگاؤ تھا جو حاکم مطلق العنان نے اُن کے یا اُن کے دوستوں کے لیئے نفع کے لیئے کیئے تھے۔ دوران مباحثہ میں سسرو نے جو ارکین کے مزاج سے واقف تھا عام معافی کی تحریک پیش کر کے منظور کرا دی۔ لیکن جس شکل میں یہ قرارداد بالآخر منظور ہوئی اُس میں ایک فقرہ تھا جس میں تصریح کے ساتھ ڈکٹیٹر کے تمام افعال کے جواز کی تصدیق کی گئی اور بظاہر اس قرارداد میں اس کے معلوم شدہ ارادوں اور اُن ارادوں میں جو اُس کے کاغذات کو دیکھنے سے معلوم ہوئے کوئی تفریق نہیں کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی قرار پایا کہ قیصر کا وصیت نامہ مجمع عام میں کھول کر پڑھا جائے اور اس کا جنازہ شان و شوکت کے ساتھ نکالا جائے جس میں ہر شخص شریک ہو۔ اس طور پر قاتلوں کی کوشش رائگاں گئی کیونکہ قیصر کا غصب حکومت صریحاً جائز قرار دیا گیا اور وہ حاکم مطلق العنان جس کے اکثر اشخاص مرہون منت تھے بالآخر حاکم مطلق العنان نہ رہا۔ لیکن جیسا کہ سپیو ایمی لیا لس کے معاملے میں ہوا تھا قاتلوں کو سزا دینے کے متعلق کوئی کارروائی نہ ہوئی حالانکہ اُن کی شناخت بہ آسانی ہوسکتی تھی اس سے ظاہر ہے کہ اس معاملے میں انٹونی کو صریحی کامیابی ہوئی لیپی ڈس کی طرف سے بے فکر ہو جانے کے لیئے انٹونی نے اُسے قیصر کی جگہ پر سردار پجاری مقرر کرا دینے کا وعدہ کیا اور ڈولا بیلا کو جمہوریت پسندوں کی جماعت سے علیحدہ کرنے کی غرض سے انتخاب کانسلی میں اُس کی مخالفت کرنے سے باز رہنے کا وعدہ کیا۔ شرکائے سازش بھی بالآخر کیپی ٹول سے نکل آنے پر آمادہ ہوگئے گو انھوں نے اپنی جان کی سلامتی کے لیئے کفیل لے لیئے۔ بروٹس اور کیسیس نے لیپی ڈس اور انٹونی کے ساتھ کھانا کھایا گو اس نام نہاد مصالحت کے بعد بھی جنگ کا ہونا ناگزیر تھا۔

باب ۹
قیصر کا وصیت نامہ

(۱۲۹۶) مگر اس اثنا میں عوام شہر اور سپاہی قیصر کے مرنے سے بیقرار تھے اور برخاست شدہ سپاہی جو تقسیم اراضی کے منتظر تھے پریشان تھے کہ انکے ساتھ جو وعدے کیئے گئے تھے ان کا ایفا ہوگا یا نہیں۔ بروٹس نے ایک تقریر کی جس سے انھیں کچھ تسکین ہوئی اور اُن کے شکوک کچھ دفع ہوئے اور سسرو نے سینیٹ کے تصفیے کی تائید میں تقریر کی کہ قتل کے متعلق تحقیقات نہ ہو۔ لیکن یہ سب بے سود ثابت ہوا اور ان کوششوں سے جو کچھ کامیابی ہوئی تھی وہ قیصر کے وصیت نامے کے پڑھنے اور اُس کی تجہیز و تکفین کے واقعات سے کالعدم ہوگئی۔ وصیت نامے میں اُس نے لکھا تھا کہ ٹائبر کے پار اُس کا جو باغ ہے وہ عام تفریح گاہ قرار دیا جائے اور روما کے ہر شہری کو قریب قریب تین پونڈ انگریزی اُس کی جائداد سے دیئے جائیں۔ اُس کا اصل وارث اس کی بھانجی کا بیٹا یعنی آکٹیویس تھا جو اُس کی جائداد کے تین ربع کا وارث ہوا اور باقی ربع حصہ دوسرے اعزا میں تقسیم ہوا۔ علاوہ ازیں آکٹیویس کو اُسنے متبنیٰ بھی کرلیا تھا طریقۂ مروجہ کے لحاظ سے ورثۂ مذکور کے علاوہ دیگر اشخاص کو بھی وارث قرار دیا تھا جن کو اُن کے مرجانے کی صورت میں میراث پہنچتی۔ ان اشخاص میں ڈیسیمس بروٹس بھی تھا۔ ہر شخص کو معلوم تھا کہ اُسے قیصر کا وفادار نائب ہونے کی وجہ سے عروج نصیب ہوا تھا اور خدمات کا صلہ بھی خوب ملا تھا۔ قیصر نے یہ بھی خیال رکھا تھا کہ ممکن ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اُس کی بیوی کیلپرنیا کے کوئی لڑکا پیدا ہو اور اُس لڑکے کے ولی بھی اُس نے مقرر کردیے تھے جن میں قاتلوں میں سے اکثر تھے۔ ان سب باتوں کو سن کر عوام قاتلوں سے سخت برافروختہ ہوگئے۔ ہم اس جگہ بیان نہیں کرسکتے کہ اس موقعہ سے انٹونی نے کس چالاکی سے نفع اُٹھایا اور قاتلوں کے خلاف میں اُس نے عوام کی آتش غیظ کو کس طرح مشتعل کردیا۔ اسی قبیل کے چند اور واقعات بھی ہیں مثلاً قیصر کی لاش کا فورم میں جلایا جانا اور اس کے بعد فتنہ و فساد کا برپا ہوجانا وغیرہ۔ قاتلوں کو اب اپنی جان کے لالے پڑ گئے اسلیئے وہ یا تو روپوش ہوگئے یا بھاگ کھڑے ہوئے۔ جمہوریت کے حامی روما میں

باب ۹

اب وہی لوگ رہ گئے تھے جو قتل میں شریک نہ تھے گو وہ اس فعل کو پسند کرتے ہوں اور اُس سے نفع اٹھانے کو تیار ہوں۔ سینیٹ میں اُن کی جماعت کا صرف کمزور عنصر باقی رہ گیا تھا جس میں یا تو ایسے اشخاص تھے جن کی حیثیت یا اثر بہت کم تھا یا وہ لوگ جن میں سرگرمی فراست یا ہمت اس قدر نہ تھی کہ انھیں سازش میں شریک کیا جاتا۔ برخلاف اس کے جماعت قیصری باوجود اپنی قلت تعداد کے انٹونی سا زیرک سرگروہ مل جانے کی وجہ سے خوف و ہراس کو بالائے طاق رکھ کر پھر سنبھل رہی تھی اور جمہوریت پسندوں کی طرح اُس کے کندھوں پر قدیم نظام جمہوری کو بحال کرنے کا بار بھی نہ تھا۔ ان کے علاوہ متعدد دوسرے اراکین بھی تھے جو ان دونوں جماعتوں میں سے کسی سے تعلق نہ رکھتے تھے زمانے کے پُرآشوب ہونے اور مستقبل کے تاریک ہونے کی وجہ سے اراکین سینیٹ کو زیادہ تر اپنے جان و مال کی سلامتی کا خیال تھا۔ اس لیئے جس جماعت کو کامیابی ہوتی اُس کے بہت شرکا پیدا ہو جاتے اور جب تک اُس کا عروج باقی رہتا اُس کا ساتھ دیتے اور یہ المناک نتائج زیادہ تر سینیٹ کے طرز عمل کے یکساں نہ ہونے کی وجہ سے وجود میں آئے۔

انٹونی کی کارروائیاں

(۱۲۹۷) انٹونی کی نیت یہ تھی کہ اُس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے نزاعوں کا سلسلہ فوراً چھڑ جائے بلکہ وہ چاہتا تھا کہ اپنی قوت کو مستحکم کرلے اور بہ لحاظ خصائل ذاتی اُسے اس امر کی مطلق پروا نہ تھی کہ کامیابی کے لیئے جو ذرائع وہ اختیار کرتا ہے مستحسن ہیں یا نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے لیپی ڈس کو قاتلوں سے انتقام لینے سے باز رکھا کیونکہ اُس میں عجلت کی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ ازیں امرائے جمہوری کے بعض افراد سے آیندہ طرز عمل کے متعلق مشورہ کرتا رہا جو اُن کے سکون قلب کا باعث ہوا اُس نے تحریک کی کہ خدمت ڈکٹیٹری دوامًا موقوف کردی جائے۔ سینیٹ نے اس تحریک کو فوراً منظور کرلیا لیکن دراصل یہ ایک معمولی چال تھی جس سے انھیں خوش کرنا منظور تھا، کیونکہ ہر شخص جانتا تھا کہ جو چیز ایک دفعہ موقوف ہو پھر وجود میں لائی جاسکتی ہے۔ سسرو کا بیان ہے کہ انٹونی نے ایک حکم نافذ

باب۵ ہونے دیا جس کی رو سے قیصر کی یادداشتوں کی بنا پر عطائے مراعات کی اشاعت ممنوع قرار دی گئی۔ قیصر کے افعال کی توثیق کی یہ تنسیخ غالباً صحت کے ساتھ بیان نہیں کی گئی ہے۔ اگر بالفرض کوئی ایسا حکم نافذ بھی ہوا تو انٹونی نے اپنے طرزِ عمل سے بہت جلد ثابت کر دیا کہ وہ اُس کو بالکل ہیچ سمجھتا ہے لیکن اپنے "نیک شہری" ہونے کا اُس نے یہ مزید ثبوت دیا کہ شہر میں بلووں کا سختی کے ساتھ انسداد کیا اور بلوائیوں کے یونانی سرغنہ کو جو میریس کی اولاد سے ہونے کا دعوے کرتا تھا قتل کر دیا۔ یہ واقعہ اپریل کا ہے۔ مگر اس اثنا میں انٹونی قیصر کے کاغذات کو اُلٹ پلیٹ رہا تھا تاکہ اُن سے اپنا کام نکالے۔ اس غرض سے اُس نے ایک شخص مسمی فابیے ویس کو ملازم رکھ لیا جو قیصر کے معتمدین میں سے تھا اور اُس کی امداد سے کاغذات مذکور کے چھانٹنے اور اور ترتیب دینے کا کام شروع کر دیا لیکن اس سلسلے میں اُس نے جعلسازی بھی شروع کر دی اور جلا وطنوں کی واپسی، عطائے حقوق مدنیت، محصولات کی معافی، ماتحت ریاستوں کے بادشاہوں کو تسلیم کرنے وغیرہ یعنی ایسے کل معاملات کے متعلق جعلی کاغذات تیار کر لیئے جن کے ذریعے سے رشوت ملنے کی امید ہو سکتی تھی بلکہ اگر سسرو کے بیان کو قابل وثوق خیال کیا جائے تو جعلسازیوں کا یہ سلسلہ بہت بڑے پیمانے پر تھا اس میں شک نہیں کہ روپے کی اُسے سخت ضرورت تھی اور کسی بہانے سے اُس نے سلطنت کی ایک رقم خطیر پر بھی قبضہ کر لیا جو اُوپیس کے مندر میں جمع تھی ڈولابیلا کو بھی جو سالی کے پورے فرائض انجام دے رہا تھا اس مال غنیمت کا ایک حصہ دیا گیا اس لیئے انٹونی کا اس معاملے میں کوئی مزاحم نہ ہوا قیاس کیا جاتا ہے[1] کہ ان خلاف قانون کارروائیوں میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیدا ہونے کی غرض سے انٹونی نے ایک قانون نافذ کرا لیا جسکی رو سے

[1] لینگ تاریخ قدیم روما سوم ۴۹۴۔ یہ قیاس بظاہر صحیح معلوم ہوتا ہے مگر جن عبارتوں سے استشہاد کیا گیا ہے کامل ثبوت نہیں ہوتا۔

باب ۹

اسے اپنے صوابدید پر عمل کرنے کی پوری آزادی عطا ہوئی۔ ممکن ہے کہ یہ قیاس صحیح ہو مگر یقین کامل نہیں ہو سکتا۔ جھوٹے میریس کے انسداد کے بعد ڈولابیلا[1] نے اُن بلووں کو بھی فرو کر دیا جو اُس کے بعد ہوئے۔ بلوائی غلاموں کو قتل کر دیا اور ایک مینار کو گرا دیا جو اُس مقام پر بنایا گیا تھا جہاں قیصر کی لاش جلائی گئی تھی۔ انطونی نے اس معاملے میں دخل نہیں دیا کیونکہ قیصر کے طرفدار عوام کے ان بے سود مظاہروں سے اُس کی تدابیر کی تکمیل میں دقت پیدا ہوتی تھی اور قاتلوں اور اُن کے جمہوریت پسند ہمنواؤں سے نبٹنے کا یہ مناسب طریقہ نہ تھا۔ سینیٹ نے اُس کی ان پُر زور کارروائیوں کو پسند کیا مگر عوام شہر اُس سے ناراض ہو گئے جس کی وجہ سے اُسے بہانہ مل گیا کہ اپنی ذاتی حفاظت کے لیئے ایک گارڈ رکھ لے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اُس نے سینیٹ کی اجازت سے کیا اور رفتہ رفتہ چھ ہزار چیدہ سپاہی رکھ لیئے۔

آکٹے ویس

(۱۲۹۸) بہ سبیل تذکرہ اس موقع پر یہ بھی بیان کرنا مناسب ہوگا کہ کلیوپیٹرا جو روما میں مقیم تھی۔ قیصر کے انتقال کے چندہی روز بعد سکندریہ[2] روانہ ہو گئی مگر ملکۂ مذکور کے فرار ہونے سے اہم تر طالیہ میں سی۔ آکٹے ویس کا ورود ہے جسے قیصر کے قتل کی خبر اپولونیا میں ملی۔ اُس وقت اُس کی عمر ۱۹ سال سے بھی کم تھی۔ اپریل کے وسط میں اُس نے بحیرۂ ایڈریاٹک کو عبور کیا اور ۱۸ اپریل کو کمپینیا میں پہنچ گیا۔ سلسلۂ واقعات سے اُسے پوری واقفیت تھی اور اپنی پُر خطر میراث پر قبضہ کرنے اور قیصر کا جانشین ہونے پر وہ تلا ہوا تھا۔ اس کے عزم بالجزم میں نہ تو اپنی ماں کے خوف و ہراس سے فرق آیا نہ اپنے سوتیلے باپ

---

[1] مجھے باور نہیں آتا کہ آوارہ مزاج اور بے اُصول ڈولابیلا در حقیقت جمہوریت کا حامی تھا۔ سسرو نے اُس کے افعال کی اس لیئے تعریف کی ہے کہ وہ چاہتا تھا کہ ڈولابیلا جمہوریت کا حامی ہو جائے۔

[2] میرے خیال میں Ad Att ۱۵،۱۵،۲ (۳ سرحون) کی عبارت سے یہ مترشح نہیں ہوتا کہ وہ اُس وقت روما میں مقیم تھی۔ البتہ اُس کے کارپرداز وہاں موجود تھے۔

باب۹ ایل مارکیس فلیپس کی ابہام و تفہیم سے اپنے حقوق سے دست کش ہو کر اپنی ہستی کو مٹا دینا وہ ہرگز پسند نہ کرتا تھا۔ باوجود اس کے کہ ابھی اُسکے عنفوان شباب کا زمانہ تھا مگر اُس کی قوت فیصلہ پختہ ہو چکی تھی جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ایک اعتدال آمیز طرز عمل کو اختیار کرنے سے محترز رہا جس میں نفع بھی کم تھا اور خطرات بمقابلہ اولوالعزمی کے کم نہ تھے۔ کیمپینیا میں وہ سسرو سے ملا جو اُسکی سعادت مندی سے بہت خوش ہوا۔ اُس کے ارا کین حاشیہ البتہ جمہوریت پسندوں کے مخالف تھے اور سسرو اُن کے اثر سے خائف تھا مگر آکٹیوین نے خود پسند بڈھے کالسلر کو لطائف الحیل سے رام کر لیا جو اُسے محض طفل مکتب خیال کرتا تھا۔

(۱۲۹۹) روما سے سسرو کے چلے جانے کی وجہ یہ نہ تھی کہ اُسے حالیہ تغیرات سے اطمینان ہو گیا تھا۔ چند روز تک تو وہ البتہ قیصر کے قتل کی خوشیاں مناتا رہا۔ مگر وہ بہت جلد یہ محسوس کرنے لگا کہ حاکم مطلق العنان کے قتل سے دستورِ حکومت مطلق العنان کا خاتمہ ہوا نہ حکومت جمہوری از سر نو زندہ ہوئی۔ رونا تو یہ تھا کہ گو حاکم مطلق العنان سے بہ آسانی گلو خلاصی ہو گئی تھی مگر لوگ ابھی تک اُس کے ارادوں کے پابند تھے اور اُس کی تحریری یادداشتوں کے غلام تھے خواہ وہ اصلی ہوں یا جعلی۔ لیکن اصل واقعہ یہی تھا اور جوں جوں دن گزرنے لگے سسرو کو صاف معلوم ہونے لگا کہ اُس کی محبوب جمہوریہ کے ایام زندگی ختم ہو چکے تھے۔ جو غلطیاں اب تک ہوئی تھیں اُن سے ثابت ہو گیا تھا کہ سینیٹ پر کبھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور سینیٹ کے باہر بس خدا کا نام تھا۔ اپریل کے اوائل میں وہ روما سے جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ زمانۂ زیر تذکرہ اور اُس زمانے کے لوگوں کی خصوصیات اس امر سے ہویدا ہیں کہ اس بُرے وقت زمانے میں سسرو کا دوست ایٹی کس جو سیاسیات سے الگ تھلگ تھا اور ہر قسم کے لوگوں کو اپنا مرہون منت رکھتا تھا امن و امان کے ساتھ روما اور اُس کے قرب و جوار میں زندگی بسر کرتا رہا۔ سسرو جب مرکز سیاسی سے

سورماؤں کا منتشر ہونا۔

لہ دیکھو Ad Att ۱۴) ۲۷۶ (۱۲ اپریل) Ad fam ۱۲:۱ (بنام کیسیس ۳ مئی)

کچھ روز کے لیئے چلا جاتا تو اسی شخص کے ذریعے سے اسے زیادہ خبریں ملتیں باب۹
اس اثنا میں گو سسرو ڈولابیلا کی دست درازیوں سے خوش ہو رہا تھا مگر انٹونی
کے اثر کی روز افزوں ترقی اور سورماؤں کی بے بسی کی خبروں کے سننے سے
اُس کی مایوسی بڑھتی جاتی تھی بروٹس اور کیسیس دونوں پریٹر تھے اور اُن پر
لازم تھا کہ روما میں اپنے فرائض انجام دیتے۔ مگر یہ دونوں شہر میں منہ نہ
دکھا سکتے تھے اس لیئے سینیٹ نے انٹونی کی منظوری سے اُنھیں چند روز
کی رخصت دے دی۔ ٹریبونیس دُم دبا کر صوبۂ ایشیا پر قبضہ کرنے کے لیئے
چلا گیا۔ ڈیسمس بروٹس راہی گال این روئے آلپ ہوا، ان دونوں کے
تقرّرات قیصر نے کر دیئے تھے سسرو کو معقول اندیشہ تھا کہ کہیں خانہ جنگی
پھر نہ چھڑ جائے۔ ملک شام میں فہلق پامپی کا ایک رکن باسس قیصر کے
تائیوں کے مقابلے پر اب بھی تلا ہوا تھا۔ جنوبی ہسپانیہ میں سیکس ٹس پامپی
سر اُٹھا رہا تھا اور بہت جلد یہ خبر آگئی کہ اُسنے قیصری صوبہ دار آسی نیس پولیو
کو شکست دے کر صوبۂ بعیدہ پر قبضہ کر لیا سیکسٹس کے زیر کمان ایک
بیڑا تھا جس کی وجہ سے سمندر پر اُس کا دور دورہ تھا۔ یہ افواہ بھی مشہور تھی کہ
انٹونی ڈیسمس بروٹس کو گال این روئے آلپ سے بیدخل کرنا چاہتا ہے
جس سے لڑائی کا چھڑ جانا ناگزیر تھا۔ مگر جمہوریت پسندوں کی جماعت جس کے
پاس فوجیں نہ تھیں کوئی قوّت نہ رکھتی تھی۔ بیرونجات میں جو افواج تھیں وہ سب
ڈکٹیٹر متوفی کے نامزد کردہ اشخاص کے زیر کمان تھیں، اس لیئے صاف
ظاہر ہے کہ اگر علانیہ مخالفت پیدا ہو جاتی تو صورت حال کا دار و مدار زیادہ تر
قائدین مذکور کے طرز عمل پر ہوتا۔ اب سوال یہ تھا کہ اگر بالفرض ان میں سے
کوئی ہمدردی یا ذاتی اغراض کی وجہ سے جمہوریت پسندوں کی تائید پر
آمادہ ہو جاتا تو کیا اُس کے سپاہی بھی اُس کا ساتھ دیتے؟ انٹونی کو اُس وقت
زیادہ تر پریشانی سیکس ٹس پامپی کے فروغ سے ہو رہی تھی اس لیئے
اُس نے لیپی ڈس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے صوبۂ ہسپانیہ بعیدہ
کو روانہ ہو اور سیکس ٹس سے کسی صورت سے مصالحت کر لے یعنی اس

باب ۹۵

وعدہ ہے کہ اُس کے حقوق مدنیت بالکلیہ بحال کردیئے جائیں گے اور اُس کے باپ کی جائداد کی ضبطی سے جو نقصانات ہوئے تھے اُن کی تلافی کردی جائیگی۔ اس طور پر یہ خطرہ کچھ روز کے لیئے دفع کردیا گیا؛

آکٹے ویس اور انٹونی

(۱۳۰۰) قیصر کے برخاست شدہ سپاہیوں کو خوش رکھنا بھی کچھ کم ضروری نہ تھا۔ اس لیئے انٹونی کیپوا روانہ ہوا اور اُس شہر کی نواح میں اُن کی ایک نوآبادی قائم کرنے کے بندوبست میں مصروف ہوگیا۔ بیان کیا گیا ہے اور یہ بیان غالبًا صحیح ہے کہ اُن کے لیئے اُس نے اسلحہ کے فراہم کرنے کا انتظام کردیا تاکہ بوقت ضرورت بغیر کسی تعویق کے وہ فوج میں بھرتی ہوسکیں اس واقعے سے اور دوسرے قیصریوں کی بات چیت سے سسرو کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ جنگ پر تلے ہوئے ہیں سسرو کو سب سے زیادہ شاق یہ تھا کہ متخاصمین کے درمیان میں بیچ بچاؤ کرنے کے لیئے کسی ایسے ماہر سیاست کو بالکل توقع نہ تھا جو بالکل غیر جانبدار ہو کیونکہ رواداری اور ترحم کا قیصر کیساتھ خاتمہ ہوچکا تھا۔ آکٹے ویس کے ورود کی خبر سُن کر انٹونی کو فورًا روما واپس ہونا پڑا۔ یہ لڑکا، اپریل کے اواخر میں شہر مذکور میں وارد ہوا اور بلاپس وپیش اپنی میراث کا طلبگار ہوا اور اُس نے اعلان کردیا کہ قیصر کے وصیت نامے کے بموجب جن رقوم کی ادائی مجھ پر واجب ہے انھیں ادا کرنے کے لیئے میں تیار ہوں۔ اس طور پر اُس نے عوام شہر پر اپنا سکہ جمادیا اور اپنی عجیب وغریب موقع شناسی اور فراست سے اُس نے قیصریوں کے دلوں میں عظمت پیدا کرلی۔ انٹونی کے لیئے جس کے دشمنوں کی تعداد کم نہ تھی اس نوجوان کی موجودگی خوش آیند نہ تھی۔ اب وہ قیصر کی جائداد کا طالب ہوا جسے انٹونی اپنے تصرف میں لاچکا تھا اور جس کے ادا کرنے سے اب وہ قاصر اور منکر تھا۔ اس لیئے آکٹے ویس نے اپنی ذاتی جائداد کو فروخت کرکے اور کچھ روپیہ دوستوں سے قرض لے کر اُن رقوم کو ادا کرنا شروع کردیا جنکی ادائی

لہ سسرو ایڈ اٹیکم ۱۴، ۶/۱۷، (۳ مئی) ۲۲، ۲ (۱۶ مئی)۔

قیصر کے وصیت نامے کے بموجب اس پر لازم آئی تھی۔ اس طور پر اُس نے اپنی قوت کو مستحکم کر لیا۔ قیصر کے اعزاز اور فتح فارسالس کی یادگار میں اُس نے چند تماشے بھی کرائے۔ واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ روما میں انطونی کا ایک خطرناک رقیب پیدا ہو گیا تھا۔ آکٹے ویس کے خلاف صرف ایک امر تھا یعنی وہ کم سن تھا مگر یہ ایک ایسا نقص تھا جسے مرورِ زمانہ دفع کر سکتا تھا اور اسکے علاوہ اس کا ایک نعم البدل بھی تھا یعنی بمقابلہ انطونی کے اُسے اپنی طبیعت پر قابو تھا۔ انطونی نے اپنی بے اعتدالیوں سے اپنے زبردست قویٰ کو ماؤف کر دیا تھا برخلاف اس کے آکٹے ویس کی صحت ایسی خراب تھی کہ وہ عیاشی میں مبتلا ہونے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ زمانہ ساز دونوں تھے مگر آکٹے ویس میں زمانہ سازی کے ساتھ دور اندیشی بھی تھی اور اُسے اپنی طبیعت پر بالکلیہ قابو تھا۔ انطونی ان دونوں خصائل سے عاری تھا۔ اپنے ذرائع سے کام لینے میں دونوں حریفوں میں تا دمِ مرگ ایک بیّن فرق قائم رہا۔ جوشیلے اور سخی مزاج انطونی کے ہاتھ میں جو کچھ آتا وہ اُسے فوراً اڑا دیتا اور یہ خیال نہ کرتا کہ اس فعل سے مجھے کیا نفع ہو گا۔ برخلاف اس کے آکٹے ویس کے ہر کام کی ایک خاص غایت ہوتی، اسی لیے وہ روپیہ بھی جب خرچ کرتا تو کسی خاص مقصد سے۔ ظاہر ہے کہ سخاوت میں جس کا اثر عارضی ہوتا ہے اور خاص اصول کے ساتھ روپیہ لگانے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قیصر کی جائداد کے جھگڑے کی وجہ سے دونوں میں جو کشیدگی پیدا ہو گئی تھی مہینوں باقی رہی مگر آکٹے ویس نے انطونی کی مخالفت کی مطلق پروا نہ کی اور اپنی دھن میں لگا رہا لیکن اُس کی تبنیت کی باضابطہ تکمیل یا ہ پنیکس لی لیس (اگست سنہ ۴۴ ق م) کے اواخر تک نہ ہو سکی گو اس کے قبل ہی سے لوگ اُسے قیصر کہنے لگے تھے۔ باب ۹

(۱۳۰۱) انطونی کو اب یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ سال آیندہ (سنہ ۴۳) کے لیے صوبہ داریوں کا انتظام اُس کے مفاد کے لحاظ سے ہو جائے یکم جون کو سینیٹ کے اجلاس کے انعقاد کی تاریخ مقرر کی گئی کیونکہ اسی زمانے میں اس قسم کے مسائل طے ہوتے تھے صوبہ داریوں کا صوبہ داریاں

باب ۹ انتظام[1] فی الوقت حسب ذیل تھا۔ دو صوبوں پر سابق کانسل حکمران تھے یعنی ایشیا میں ٹری بونیس اور شمالی ہسپانیہ اور ناربولی گال میں لیپی ڈس یہ دونوں جائدادیں سنہ ۴۳ تک خالی نہ ہوسکتی تھیں۔ باقی صوبے سابق پریٹروں کے تحت میں تھے یا ایسے اشخاص کے جو قانون جولین کے لحاظ سے ایک سال کے لیئے ابطور پریٹر حکمران تھے۔ قیصر کا قصد تھا کہ مقدونیہ انٹونی کو دے اور شام ڈولابیلا کو۔ معمولی عملدرآمد کے لحاظ سے یہ دونوں بحیثیت کانسل صوبہ جات مذکور کے حاکم سنہ ۴۲ و ۴۳ کے لیئے ہوتے۔ مگر انٹونی نے اپنے آقا کی سیاسی زندگی کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ اُسے بھی آرزو تھی کہ اُس کی میعاد حکومت[2] دو سال سے زیادہ ہو۔ گال میں قیصر کی طویل میعاد حکومت کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اُس نے اپنی حفاظت کا انتظام کرلیا اور آنے والی مشکلات کے لیئے پورے طور پر تیار ہوگیا، علاوہ ازیں جملہ حالات سے باخبر رہنے اور مواقع سے فوری نفع اُٹھانے کے لیئے کوہ آلپ کے ادھر والے ملک گال سے بہتر کوئی صوبہ نہ تھا۔ اگر اس صوبے کے ساتھ پہاڑی اُدھر والا ملک گال بھی شریک ہوسکتا تو اُن کے حاکم کے ہاتھوں میں سلطنت روما کی عنان حکومت کا آجانا چنداں دشوار نہ تھا۔ اپریل کے اواخر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ انٹونی دونوں صوبجات گال لینا چاہتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ قانون مذکور کے تحت میں اُس کی اور ڈولابیلا کی حکومت کی جو میعاد ہوسکتی ہے اُس میں سینیٹ سے اضافہ کرالے۔ یہ خبر صحیح تھی مگر کچھ روز کے بعد اُسکے

---

[1] دیکھو شوارز ہرمیس ۲۳: ۱۸۵–۱۹۰ و ۲۲۶–۲۲۷۔

[2] شوارز کی رائے ہے کہ اگر عملدرآمد سابق پر عمل ہوتا تو بروٹس اور کیسیس جو اب پریٹر تھے سنہ ۴۸ میں کانسل ہوجاتے اور اس کے بعد سنہ ۴۹ کے لیئے کانسلی صوبوں کے صوبہ دار ہوجاتے۔ اگر انٹونی کو شش سالہ میعاد کے لیئے صوبہ داری مل جاتی تو اُس کی میعاد حکومت ان دونوں کے قبل ختم نہ ہوتی۔ مجھے بھی اتفاق ہے کہ صوبجات کے معاملے میں انٹونی نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ ایک حد تک اسی خیال پر مبنی تھا۔

باب ۵۹

دل میں یہ خیال آنے لگا کہ اس معاملے کو سینیٹ پر چھوڑنا مناسب نہیں۔ واضح رہے کہ ڈِسی بروٹس ہوبۂ گال این روئے آلپ پر قبضہ کرنے کے لیئے روانہ ہو چکا تھا اور آکٹے ویَن روما میں آچکا تھا۔ ان دونوں واقعات کی وجہ سے صورت حال متغیر ہو چکی تھی۔ اس لیئے انٹونی نے مناسب خیال کیا کہ قیصر کی ایک دوسری نظیر کی پیروی کرے یعنی اپنے مقصد کو مجلس عامہ سے ایک قانون نافذ کرا کے حاصل کرے۔ یکم جون کے قبل ہی اس کے منصوبے کا لوگوں کو علم ہو گیا تھا مگر اسے روک کون سکتا تھا۔ اس کی ذاتی فوج نے اہل شہر کو مرعوب کر رکھا تھا اور پرانے سپاہی جوق جوق شہر میں آ رہے تھے بالکل اس کے زیر فرمان تھے۔ اس لیئے یکم جون کو مجلس عامہ کی رائے سے دونوں صوبے گال کے اُسے مل گئے اور شام ڈولابیلا کو۔ دونوں کی میعاد حکومت چھ چھ سال تھی جس میں سنہ رواں بھی شامل تھا۔ اسی قانون کی رو سے اُسے ڈِسی بروٹس کو خارج کرنے کا موقع مل گیا اور غالباً اُن چار لیجنوں کی کمان بھی مل گئی جو فی الوقت مقدونیہ میں تھیں اور جنھیں قیصر نے جنگ پارتھیا کیلیئے بھرتی کیا تھا۔ اس طور پر اُس نے ڈولابیلا کو جمہوریت پسند دل کا مخالف بنا کر اپنا شریک بنا لیا۔ انٹونی کی قوت اب بمقابلۂ سابق اور بھی مستحکم ہو گئی کیونکہ اُس کا شریک بالکل اس کے قبضے میں تھا اور اُس کے بھائیوں میں سے ایک گائیس پریٹر تھا اور دوسرا لیوسیس ٹری بیون تھا۔ سینیٹ کے اراکین اُس کی فوجی قوت سے مرعوب ہو گئے اور سرگرم جمہوریت پسند جلسے میں شریک نہیں ہوئے۔ مگر اُس کی قوت کا مدار زیادہ تر نبرد آزما سپاہیوں کی تائید پر تھا اور یہ لوگ مفت میں اس کی تائید نہیں کر رہے تھے۔ اگر بجائے اسکے یہ لوگ کسی دوسرے سرگروہ کی تائید پر آمادہ ہو جاتے تو انٹونی کی قوت متنزلزل ہو جاتی ہے۔

سسرو کی ابن الوقتی بزدلی اور کیسیس کی بےبسی

(۱۳۰۲) سسرو نے جو خطوط مئی اور جون کے اوائل میں لکھے اُن کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سربرآوردہ جمہوریت پسند۔ اپنی بے بسی، تذبذب اور بے اعتباری کی وجہ سے محض ایک عضو معطل رہ گئے تھے۔

باب ۹ ہرٹیس اور پانسا جو ۷۱۱ھ کے لئے کانسل نامزد ہوئے تھے قیصری تھے مگر دونوں کے افعال اور اقوال سے اعتدال پسندی عیاں تھی اس لئے امید کیجاتی تھی کہ وہ وفادار (جمہوری) جماعت کے ہمنوا ہوجائیں گے۔ سسرو کے سپرد یہ خدمت کی گئی کہ اُن کے خیالات کو معلوم کرے اور اُنھیں امداد کرنے پر آمادہ کرے۔ مگر ہرٹیس کے پُراحتیاط جوابوں سے یہی نتیجہ نکل سکتا تھا کہ ان دونوں سے کوئی امید رکھنا ابھی قبل از وقت ہے۔ سسرو خود اس فکر میں تھا کہ اُسے بطور لیگاٹیو[1] سرکاری خرچ سے سفر کرنے کی اجازت مل جائے تاکہ وہ اسی بہانے سے اطالیہ سے چلا جائے۔ اب نہ اُس کی بیوی تھی نہ بیٹی، بیٹا ایتھنز میں تھا اور اُس کا بھتیجا کونٹس اب انٹونی کے حواریوں میں تھا۔ قیصر کے قتل سے کسی قرار واقعی نفع حاصل ہونے کی طرف سے اب اُسے بالکلیہ مایوسی ہوچکی تھی۔ اُسے یہ بھی معلوم ہوچکا تھا کہ اُس کے "مسیحا" غلط راہ پر چل رہے تھے اور اب اُن سے کچھ نہ بن پڑتا تھا۔ بروٹس اور کیسیس روما کے قریب تھے مگر ندا زماسپاہیوں کی موجودگی سے یہ ہمت نہ پڑتی تھی کہ شہر میں آکر اپنے فرائض بلدی انجام دیں اسی زمانے میں انھوں نے ایک اعلان شائع کیا جسمیں انھوں نے اطالیہ میں نقض امن کی کوشش نہ کرنے کے متعلق بہت کچھ اپنی مدح سرائی کی تھی حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ بالکل بے دست و پا تھے اور کچھ کر نہ سکتے تھے۔ انھوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ انٹونی سے لکھ کر دریافت کیا کہ اگر ہم لوگ شہر میں یکجا ہوجائیں تو ہماری جانیں معرض خطر میں تو نہ ہوں گی۔ مگر یہ محض الطائف الحیل تھے۔ کانسل (انٹونی) کو اپنے ارادوں کے پُرامن اور حب وطن پر مبنی ہونے کا یقین دلانے میں اُنھوں نے اس امر کو نظرانداز کردیا تھا کہ روما ایک خاص قوت کے تحت میں تھا اور وہ قوت فی الوقت انٹونی کے ہاتھوں میں تھی۔ بروٹس کا فرض تھا کہ بحیثیت حاکم شہر (پریٹر) کھیلوں[2] کی صدارت کرتا مگر وہ شہر میں آنے کی جرأت

[1] دیکھو فقرہ ۱۰۲۴۔

[2] یہ کھیل Ludi Appollinares تھے جو ماہ کوئن ٹالس کی ساتویں تاریخ کو ہوتے تھے۔ اس مہینے کا نام اُسی زمانے میں جولیس رکھا گیا جو سسرو کو سخت ناگوار ہوا۔

نہ کر سکا جو اُس کی انتہائی کمزوری اور بے بسی کی نشانی تھی۔ لطف یہ تھا کہ ان کھیلوں کا خرچ اُسی نے دیا مگر صدارت بجائے اُس کے انٹونی کے بھائی کائیس نے کی۔ مگر اس کے قبل ان دونوں سوراؤں کو ایک صدمہ اور پہنچ چکا تھا۔ ۵ جون کو انٹونی نے سینیٹ کے ایک اجلاس کی صدارت کی جس میں بروٹس اور کیسیس کو سال آیندہ کے لئے صوبجات سپرد ہوئے۔ یہ صوبے غالباً[1] کریٹ اور سائرین تھے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ ۴۳ ق م میں انھیں غیر اہم خدمات پر مقرر کر کے دور دراز مقامات پر بھیج دیا جائے تاکہ وہ انٹونی کے مقاصد میں مخل نہ ہو سکیں۔ مگر ابھی سال رواں کے باقی ماندہ حصے کے لیئے انتظام کرنا باقی تھا۔ اس کی یہ صورت نکالی گئی کہ شہر کے لیئے غلّہ فراہم کرنے کا کام[2] ان دونوں کے سپرد ہوا مگر مثل پامپی کے انھیں کوئی عام اقتدارات عطا نہیں ہوئے بلکہ صرف چند مخصوص اضلاع انھیں سپرد ہوئے یعنی ایشیا بروٹس کو اور سسلی کیسیس کو۔ تقررات مذکور دونوں کو سخت ناگوار ہوئے اور اوّلاً انھوں نے قصد کیا کہ صاف انکار کر دیں مگر[3] سسرو نے انھیں کچھ ٹھنڈا کیا اور انکار کرنے سے باز رکھا کیونکہ احکام مذکور کی زباتی پابندی کم از کم ضروری تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اطالیہ میں وہ خطروں میں گھرے ہوئے تھے اور بالکل بے بس تھے، برخلاف اس کے صوبجات مفوضہ کو قبول کر لینے سے وہ مشرق میں پہنچ سکتے تھے اور مشرق ہی میں انھیں ان ذرائع پر دسترس حاصل ہو سکتا تھا جو اس عظیم الشان جد و جہد کے لیئے ضروری تھے جس کے بغیر حکومت جمہوری دوبارہ قائم نہ ہو سکتی تھی۔ مغرب میں انٹونی اور

---

[1] ڈائون کیسیس کا بیان ہے کہ یہ صوبے کریٹ اور بتھی نیا تھے ۴۷/۲۱۔

[2] اس سال کے ابتدا میں بھی غلے کی کمیابی کا احتمال تھا کیونکہ سیکس ٹس پامپی اور اُس کے بیڑے کی طرف سے اندیشہ تھا اور اسی لیئے انٹونی نے احتیاطاً جو کچھ غلّہ موجود تھا سب ضبط کر لیا تھا۔ سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۴-۳ (۹ اپریل)۔

[3] سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۵، ۹-۱۰-۱۱-۱۲-

باب ۵۹ لیپی ڈس کا دور دورہ تھا۔ نوجوان پامپی سے بھی اس وقت کسی امداد کی امید نہ ہوسکتی تھی اور انٹونی ڈی۔ بروٹس کو گال این رو ئے آلپ سے نکالنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ بے بسی اور غصے کی حالت میں دونوں سرگروہوں نے ڈیسیمس کو کوسنا شروع کیا۔ جو بجائے اس کے کہ دھاوا کر کے انٹونی کی روز افزوں قوت کو توڑ دیتا کوہ آلپ کے قبائل پر یورش کر کے اپنی فوج کو جنگ کی مشق کرا رہا تھا۔ سسرو بھی اس کے طرز عمل کو غلطی پر محمول کرتا تھا مگر اس کی رائے میں یہ غلطی اس قدر فاحش نہ تھی جتنا کہ انٹونی کو قیصر کے ساتھ مارچ میں قتل نہ کرنا۔ اس طور پر سرگرم حامیان جمہوریت نہ صرف اپنے مخالفوں کے مقابلے میں بازی ہار گئے بلکہ انھیں خود اپنی ناقابلیت کا احساس تھا جس سے اُن کی ہمتیں پست ہو رہی تھیں۔ بروٹس نے حسب عادت نہایت سنجیدگی سے عازم ایشیا ہونے کا اعلان کیا مگر کیسیس سسلی جانے کے لئے تیار نہ تھا۔ سسرو نے اب تک انٹونی سے علانیہ قطع تعلق نہیں کیا تھا اور ڈولابیلا نے حال ہی میں اُسے اپنا ایک لیگاٹی مقرر کر کے اُسے خوش کر دیا تھا یعنی اب وہ بھی قیصری کانسلوں کا ممنون احسان تھا۔ علاوہ ازیں ایٹی کس کے ایما سے وہ باشندگان بوتھ رو ٹم[1] واقع ایپائرس کی سفارش ان دونوں اور خصوصاً انٹونی سے کر رہا تھا۔ قیصر نے باشندگان قصبۂ مذکور کی کچھ اراضیات ضبط کر کے سپاہیوں کی ایک نوآبادی قائم کرنے کا حکم دیا تھا۔ ایٹی کس اُن کا ہمسایہ تھا کیونکہ اُس کا قلعہ اور علاقہ اس مقام کے قریب تھا۔ اسکی یہ خواہش تھی کہ یہ لوگ اس مصیبت سے بچ جائیں اور سسرو اسکی درخواست کو رد نہ کر سکتا تھا اسلئے اُنکی درخواست کی تائید میں اُسنے ڈولابیلا کو ایک خط لکھا جسکے اثر سے اُنکی درخواست

[1] سسرو نے جو خطوط اپریل سے جولائی تک لکھے ہیں ان میں اس معاملے کا اکثر ذکر آیا ہے۔ ایڈ ایٹی کم نمبر ۱۴/۱، ۱۷-۲ و ۱۶/۲، ۲۱ - ۱۶ الفقرات بالخصوص ملاحظہ ہوں۔ یہ دراصل قیصر کے انتقال کی کوشش تھی کیونکہ قیصر نے بقول سسرو اپنے مرگ ناگہانی کے قبل اپنے حکم کو مسترد کر دیا تھا۔

باب ۵

منظور ہو گئی۔ اس معاملے کے متعلق مہینوں سے کارروائی جاری تھی اور کانسلوں کے تعیفیے کے بعد نزاعوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ہماری موجودہ بحث میں اس واقعے کی وقعت یہ ہے کہ ایک طرف تو سسرو کو انٹونی کے قتل نہ کیے جانے کا رنج تھا اور دوسری طرف اُس سے مراعات کے خواستگار ہونے میں عار نہ تھا اور سیاسی تعلقات میں یہ اخلاقی حالت اس شخص کی تھی جسے جمہوریت پسندوں کے اعلیٰ خصائل کا بہترین نمونہ ہونے کا دعوے تھا اور جس نے دستور سیاسی کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا مگر باوجود ان پریشانیوں کے علمی مشاغل کا سلسلہ برابر جاری تھا سال زیر تذکرہ میں اُس نے متعدد رسالے[51] لکھے جن میں سے اکثر اب بھی باقی ہیں گو وہ ستمبر تک ادھر اُدھر پھرتا رہا اور اس کے بعد پھر اُسے تقریر کرنے کا موقع ملا جس کا اُسے بہت شوق تھا۔ مگر اس وقت تو وہ جنگ چھڑ جانے کے خوف سے اطالیہ سے فرار ہونے کی فکر میں تھا۔ جون میں یہ خبر مشہور ہونے لگی کہ نوجوان پامپی نے انٹونی اور لیپی ڈس کی پیش کردہ شرائط کو رد کر دیا تھا اور مغرب سے اپنی فوجیں ساتھ لے کر آ رہا تھا[52]۔

انٹونی سے سسرو کی دوستی۔ خانہ جنگی کے آثار

(۱۳۰۳) مگر اطالیہ کو خیرباد کہنا سسرو[53] پر بہت شاق تھا کیونکہ اُس کی اصل خواہش تھی کہ روما واپس آکر سیاسیات میں دخل دے۔ جون کے اواخر میں بھی اُس نے ایک خط میں لکھا تھا کہ "میں انٹونی سے دوستی کے قدیم تعلقات کو برقرار رکھنا چاہتا ہوں جس میں جھگڑوں کی وجہ سے کبھی اب تک خلل نہیں پڑا"[54] آکٹے وین کے بارے میں بھی اُس نے اچھا خیال[55] ظاہر کیا تھا جس کو وہ آکٹے وین کہنے لگا تھا

---

[51] مباحث ٹسکیولن de Deorum Natura, de Divinatione, de Fato, Cato Maior, Laelius, de Officiis, de Gloria (گم شدہ) رسائل میں جس کے بارے میں اُس کا خیال بہت اچھا تھا۔

[52] سسرو اڈ اٹی کم ۱۵/۲۸-۲۵/۱۶، ۲-۶-۲ Phil ۷۱۔

[53] سسرو Ad fam ۱۶/۲۳ (بنام ٹرے بیتیم روما) کیا اس سے مقصود تھا کہ اس کی خیر اب انٹونی کے کان تک پہنچ جائے

[54] اڈ اٹی کم ۱۵/۱۲-۲ (۱۰ جون)

باب ۵ اُسے یہ امید تھی کہ یہ نوجوان بروٹس کیسیس اور دوسرے سور باؤں[1] کے موافق ہوجائیگا مگر اس کے لیئے ضروری یہ تھا کہ وہ انٹونی سے دور رکھا جائے اگر دور افتادہ سسرو کا یہ خیال تھا تو ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ جو لوگ روما میں مقیم تھے اُن کا بھی یہی خیال ہوگا جمہوریت کے تمام ہی خواہوں کی یہ خواہش ہوگی کہ قیصر کے نوجوان وارث اور اُس کے زبردست سپہ سالار کی اغراض میں تناقض پیدا ہوجائے۔ واضح رہے کہ اس اثنا میں جبکہ سیاسی معاملات نہایت ہی خطرناک صورت اختیار کر رہے تھے اور بالآخر خون ریزی اور خانہ جنگی کی نوبت آگئی مگر دنیا کے روزمرہ کے کام حسب سابق بغیر کسی روک ٹوک کے ہوتے رہتے تھے۔ لوگ قرض لیتے اور دیتے، رقمیں لیتے اور دیتے (یا نہ دیتے مثلاً ڈولابیلا نے اب تک ٹولیا کے جہیز کی پوری رقم واپس نہ کی تھی) عدالتوں کے اجلاس ہوتے، مقدمات کی سماعت ہوتی یا ملتوی رہتی اور قانونی مباحث مقننوں کے زیر غور رہتے[2]۔ ان جملہ امور کا ذکر سسرو کے خطوط میں ہے گو وہ روما میں مقیم نہ تھا۔ سسرو کے مالی معاملات نہایت ابتر حالات میں تھے جس کی وجہ سے اُس کے وفادار دوست ایٹی کس کو سخت زحمت ہوتی تھی۔ شادیوں، طلاقوں، تعمیر امکنہ، اور جائداد کی خرید و فروخت کا سلسلہ جاری تھا اور سازشیں ہوتی تھیں کہ فلاں فلاں اشخاص کی جائداد نبرد آزما سپاہیوں کو راضیات عطا کرنے کے لیئے ضبط نہ ہو۔ انٹونی اب تک قیصر کی یادداشتوں سے اپنا کام نکال رہا تھا اور مختلف مراعات (مثلاً ڈیوٹارس کو حقوق شاہی عطا کرنا) عطا کر کے رشوتیں وصول کر رہا تھا جس کی وجہ سے نقد روپیے کا چلن ایک حد تک جاری تھا۔ سسرو جب پامپی پائی سے ۱۷ جولائی کو روانہ ہوا تو اُسکا قصد تھا کہ ختم سال کے قریب روما کو واپس ہو۔ گو رخصت اس دنوں میں بروٹس کے ساتھ ہوا تھا مگر سسرو کو اُس سے مل کر سخت مایوسی ہوئی اور اُس کے اوچھے پن، بے ہمتی،

---

[1] دیکھو ایک دلچسپ خط Ad fam ۷، ۲۱ جسمیں ایک مقدمے کا ذکر ہے جس کے بارے میں بروٹس (کائی ٹیو) نے بحیثیت حاکم شہر ایک عارضی حکم دیا تھا۔

[2] سسرو ایڈ ایٹی کم ۱۶، ۵-۴-۲-

بے بسی اور تذبذب کا راز سسرو پر کھل گیا۔ بروٹس آخر تک اس امیدِ موہوم میں باب ۹
تھا کہ کھیلوں پر جو رقم کثیر اُس نے خرچ کی تھی اس سے عوام روما اس سے
خوش ہو جائیں گے اور اُسے روما واپس جانے کا موقع ملیگا۔ مگر سسرو پر
حقیقت حال آشکار اتھی اور اُس نے نہایت تحقیر کے ساتھ اصل واقعے کا
اظہار کیا کہ اہل روما کی اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ جمہوریہ کی حمایت
کے لیئے نہیں اُٹھاتے بلکہ تالیاں بجانے کے لیئے۔ اس لیئے پامپی یائی سے
وہ ناخوشگوار خیالات کے ساتھ روانہ ہوا اور اٹی کس کو اُس نے خط لکھا کہ میں
امن کو چھوڑ کر اب پھر میدان کارزار کو جا رہا ہوں ؎ اس کا ارادہ تھا کہ اپنے بیٹے سے
اتھینز میں ملے۔ مگر یہ سفر خوشگوار نہ تھا۔ مقدونیہ سے جو لیجن آرہے تھے اُن کی
راہ میں وہ ٹھیرنا نہیں چاہتا تھا اس لیئے اُس نے بُرنڈیسیم کے نزدیک تر راستے
کو چھوڑ دیا اور یہ بھی خبر تھی کہ سمندروں میں قزاقوں نے پھر لوٹ مار شروع
کر دی ہے۔ اس کے علاوہ اُسے حال ہی میں اطلاع ملی تھی کہ خانہ جنگی کا ہونا
ناگزیر ہے۔ نوجوان پامپی کے قدم ہسپانیہ میں جمتے جاتے تھے اور اس نے
حال ہی میں کانسلوں کو ایک آخری اطلاع بھیجی تھی جس میں (علاوہ شرائط پیش کردہ کے)
اُس نے مطالبہ کیا تھا کہ باپ کا مکان جس پر انٹونی قابض تھا مجھے واپس کر دیا جائے
اور تمام فوجیں منتشر کر دی جائیں ؎

سسرو در اکیڈونیہ (۱۳۰۴) سسرو سمندر کی راہ سے ۱۷ جولائی کو روانہ ہوا اور ویلیا اور
ویبو سے گزرتا ہوا آبنائے سسلی میں پہنچا۔ اس کے بعد وہ سیراکیوز گیا مگر جب
اُس نے یونان کا رخ کیا تو باد مخالف کے جھکولوں نے اُسے ریجیم کے قریب
ایک مقام پر پہنچا دیا جہاں اُس نے ۷ اگست کے قریب مہتم بالشان خبر سنی یعنی
یعنی انٹونی اور بروٹس اور کیسیس کے درمیان کھلے خطوط اور اعلانوں
Edicte کے ذریعے سے علانیہ جھگڑا شروع ہو گیا تھا جمہوریت پسندوں کی جانب سے

۱؎ سسرو اٹیاٹیکم ۱۶، ۵ - ۴ - ۲ -

۲؎ سسرو اٹیاٹیکم ۱۶، ۷ -

باب ۹ اس قسم کے مظاہرے محض بیکار تھے کیونکہ اُن کی تائید پر کوئی فوج نہ تھی لیکن وہ کوشش کر رہے تھے کہ معززارا کین سینیٹ یکم ستمبر کو مجلس مذکور کے ایک اجلاس میں شریک ہوں۔ انھیں یہ بھی امید تھی کہ انٹونی درگزر کریگا اور کوئی ایسا انتظام ہو جائیگا کہ سسرو اور دیگر جمہوریت پسند روما کو واپس آسکیں۔ اس صورت میں سسرو کی غیر حاضری سے لوگوں کو نکتہ چینی کا موقع ملتا اس لیئے وہ اپنے قصد سے باز آیا اور ۱۷ اگست کو پھر ویلیا پہنچ گیا جہاں وہ بروٹس سے ملا اور ختم ماہ سے قبل ٹسکیولم میں وارد ہوا۔ مگر سیاسی مباحث میں شریک ہونے کی اُسے کم امید تھی کیونکہ صورت حال نازک ہوتی جاتی تھی۔ یکم اگست کو سینیٹ کے اجلاس میں انٹونی کی مخالفت کرنے کی کوشش کی گئی مگر بوجہ عدم تائید کامیابی نہیں ہوئی۔ اس اثنا میں ساہوکاروں نے آنے والی جنگ کے اندیشے سے اپنے ہاتھ کھینچ لیئے جس کی وجہ سے روپے کی کمی ہوگئی تھی۔ اب وہ وقت قریب آگیا تھا کہ سسرو بھی مقابلے پر آجائے اور جمہوریت کی بقا کے لیئے اپنا آخری زور لگا دے۔ یہ ظاہر تھا کہ انٹونی سے قطع تعلق کرنا ضروری تھا مگر ابھی اس کا موقع نہیں آیا تھا۔ قیصر کے انتقال کے بعد سے سسرو کے تعلقات اس کے سربرآوردہ متوسلین مثلاً بالبس، آپیئس اور ہائیس سے نہایت خوشگوار تھے۔ سسرو کا خیال تھا کہ ان لوگوں کا اپنے آقا کی موت پر تاسف کرنا بالکل حق بجانب تھا کیونکہ اس میں احمقانہ تعصب نہ تھا جس کی وجہ سے بروٹس اور اُس کے ہمنواؤں نے اعلان کر دیا تھا کہ قیصر کے لیئے ایک آنسو بھی گرانا جمہوریت کے حق میں غداری ہے۔ افسوس ہے کہ جن سورماؤں کی تعریف میں سسرو رطب اللسان تھا وہ حد درجہ تنگ نظر اور کینہ ور تھے لہ

آکٹے وین (۵ . ۱۳۰) اب ہم انٹونی کی کارروائیوں پر ایک نظر ڈالیں گے۔ آکٹے ویس (جسے اب ہم آکٹے وین کے نام سے یاد کریں گے) کا ورود انٹونی کے لیئے موجب پریشانی تھا کیونکہ یہ نوجوان اپنے حقوق سے باز آنے والا نہ تھا

لہ سسرو Ad fam ۱۱، ۲۷–۲۸۔

باب ۵۹ انٹونی نے اعلان کر دیا کہ قیصر کی جائداد عامۂ قوم کی ملک تھی مگر اس پر بھی آکٹیوین اپنے دعوے سے باز نہ آیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں باوجود دقتوں کے اُس نے ان رقوم کو ادا کرنا شروع کر دیا تھا جو قیصر کے وصیت نامے کی رو سے واجب الادا تھیں۔ جمہوریت پسندوں کی تالیف قلوب کی بھی وہ کوشش کر رہا تھا اور گو انٹونی سدِ راہ تھا اور اُس کی تذلیل کی فکر میں تھا مگر باوجود ان دقتوں کے اُس کے قدم برابر جمتے گئے۔ قیصر کے کاغذات انٹونی کے قبضے میں تھے جن میں سے وہ اپنے مطلب کے احکام حسب خواہش نکال لیا کرتا تھا۔ اوائل جون میں کوشش کی گئی کہ اس کو ان حرکتوں سے باز رکھا جائے۔ سینیٹ کے ایک حکم کے بموجب ان یادداشتوں کو ترتیب دینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی جس میں دونوں کانسل شریک تھے۔ مگر سسرو کا بیان[1] ہے کہ انٹونی بلا لحاظ حکم مذکور اس کام کو بلا شرکت غیرے کرتا رہا۔ حکم سابقہ پر عمل کرنے کے لئے پھر ایک قانون اب نافذ کیا گیا مگر انٹونی پر اس کا بھی معتدبہ اثر نہیں ہوا کیونکہ درحقیقت سوائے فوجی قوت کے کوئی چیز اُسے روک نہ سکتی تھی۔ اُسکے نبرد آزما سپاہیوں کی فوج جمہوریت پسندوں کے خلاف اس کی تائید پر پورے طور پر تیار تھی کیونکہ سپاہیوں کو یہ خوف تھا کہ جمہوریت پسند اُن کو اُن انعاموں سے محروم کرنا چاہتے ہیں جن کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا یا جن کی اُنھیں امید تھی۔ مگر آکٹیوین کے مقابلے میں اُن کی تائید ذرا مشتبہ تھی کیونکہ قیصر کا وارث ہونے کی وجہ سے سپاہی اُسے بنظر استحسان دیکھتے تھے۔ اس لئے انٹونی نے مناسب خیال کیا کہ کچھ اور فوجیں روما میں بلا لے اور حکم دے دیا کہ مقدونیہ میں جو چار لیجن موجود ہیں فوراً روانہ کر دیئے جائیں۔ اسی اثنا میں اپنی قوت کو مستحکم کرنے کے لئے اس نے ایک جدید زرعی قانون[2] پیش کر دیا جس کے تفصیلی حالات زیادہ معلوم نہیں لیکن غالباً اُس کا منشا یہ تھا کہ اطالیہ کی بعض اراضیات

---

[1] سسرو Phil ۲، ۱۰۰۔ ایڈ اٹیکم ۱۶، ۱۶ ب ۸-ج ۲۔
[2] اوائل جون میں باوجود بدشگونیوں کے نافذ ہوا۔ دیکھو لینگ تاریخ قدیم سوم ۵۰۳۔

باب ۹ (مثلاً جو علاقے حال کی ضبطیوں کے ضمن میں خرید کیئے گئے تھے) کے موجودہ قابضوں کے حق قبضہ کو معرض بحث میں لایا جائے اور شاید یہ بھی مقصود تھا کہ پامپ ٹن کی دلدلوں کو بھی قابل تقسیم قرار دیا جائے جو ابھی تک خشک نہیں کی گئی تھیں۔ اس قانون کے منشا کو عمل میں لانے کے لیئے سات[1] اشخاص کا ایک کمیشن مقرر کیا گیا اور غالباً انھیں سات اشخاص کی کارروائیوں کی وجہ سے سسرو کو اپنی جائداد واقع ٹسکیولم کی طرف سے خوف پیدا ہو گیا تھا۔ قانون مذکور سے نہ صرف نبرد آزما سپاہیوں بلکہ غریب شہریوں کو بھی نفع پہنچانا مقصود تھا اور جن اشخاص کی جائدادیں اس مصرف میں لائی جاتیں اُن میں زیادہ تر جمہوریت پسند جماعت کے سربرآوردہ ارکان تھے۔ جولائی اور اگست میں حکومت بالکل انٹونی اور اُسکے دونوں بھائیوں کے ہاتھوں میں تھی۔ اُس کا یہ بھی قصد تھا کہ سنسروں کا انتخاب کرائے اور اس خدمت پر اپنے بدنام چچا کو مقرر کرانا چاہتا تھا جو سسرو کے ساتھ کانسل ہوا تھا لیکن اس خیال کو اُس نے ترک کر دیا۔ اُس کی ہر دل عزیزی اب گھٹتی جاتی تھی اس لیئے ہر دل عزیز بننے کے لیئے اُس نے دو جدید قوانین[2] پیش کیئے مگر یہ دونوں قانون قیصر کے قوانین کے بالکل خلاف تھے۔ ایک قانون کی رو سے جوریوں کی تیسری جماعت Decuria جسے قیصر نے موقوف کر دیا تھا بحال ہو کر سنتوریوں کے لیئے مخصوص کر دی گئی۔ اس طور پر فوجی عنصر عدالتوں میں بھی داخل ہو گیا۔ دوسرے قانون کی رو سے ان اشخاص کو مجلس عامہ میں مرافعہ کرنے کا حق عطا کیا گیا جنھیں نقض امن یا غداری (vis یا Maiestas) کی پاداش میں سزا ملی ہو۔ یہ قانون عدالتوں کے نظام کے بالکل خلاف تھا جو اپنے فرائض کو بطور اہل روما کے نائب کے انجام دیتی تھیں اور ان مستقل عدالتوں Quaestiones Perpetuae کے فیصلے گزشتہ سو سالوں سے بالکل قطعی خیال کیئے جاتے تھے۔ اصول مقررہ کی خلاف ورزی خصوصاً ایسی حالت میں کہ سولا اور قیصر کے قوانین سے بھی اُن کی توثیق ہو چکی تھی

[1] تینوں بھائی انٹونی ڈولابیلا اور تین اشخاص جو انٹونی کے متوسلین میں سے تھے۔
[2] دیکھو لنگ۔ تاریخ قدیم سوم ۵۰۵۔ سسرو Phil یکم ۱۹-۲۳۔

باب ۹

دانشمندی کے بالکل خلاف تھے اور اس کا نتیجہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ ذی اختیار اشخاص جو چوریوں کی بے ایمانی سے سزا سے ہمیشہ بچتے رہتے تھے۔ اب سزا سے بالکل محفوظ ہو جائیں معلوم ہوتا ہے کہ قوانین مذکورہ کا نفاذ ستمبر سے قبل نہیں ہوا۔

سسرو اور انٹونی کی نزاع

(۱۳۰۶) سسرو کو امید تھی کہ انٹونی اپنے اختیارات سے دستبردار ہو جائیگا اور جمہوریت پسندوں سے گفت وشنود کریگا مگر اب وہ اپنی غلطی سے متنبہ ہو گیا۔ روما میں وہ ۳۱ر اگست کو وارد ہوا مگر یکم ستمبر کے سینیٹ کے اجلاس میں شریک نہ ہوا اور عدم شرکت کو طول طویل سفر کی تکان پر محمول کیا مگر اطالیہ کے موسم گرما کے سفر کی تکان کے علاوہ عدم شرکت کا ایک اور سبب بھی تھا یعنی ایک ایسے مقابلے میں جو برابر کا نہ تھا انٹونی کے مقابلے میں پیش قدمی کرنے میں اسے تامل تھا۔ سینیٹ میں اہم ترین معاملہ زیر بحث انٹونی کی ایک تجویز تھی کہ تمام شکرانے کے تہواروں میں قیصر کو جواب دیوتا قرار دیا گیا تھا نذریں چڑھانے کے لیئے ایک زاید یوم کا اضافہ کیا جائے۔ یہ تجویز نہ صرف قوانین مذہبی کے لحاظ سے قابل اعتراض تھی بلکہ بقول سسرو بالکل ناقابل قبول تھی مگر اب اس قسم کے اعتراضوں کا زمانہ باقی نہ تھا اور تجویز منظور ہو گئی۔ اپنی تقریر میں انٹونی نے سسرو کی عدم موجودگی کی طرف اشارہ کیا بروٹس اور کیسیس کیساتھ سسرو کے جو تعلقات تھے ان کا اسے بخوبی علم تھا اور چونکہ سسرو اب روما میں آگیا تھا اس لیئے وہ اُسے مجبور کرنا چاہتا تھا کہ اپنے حقیقی خیالات کا اظہار کرے۔ اُس نے دھمکی دی کہ اگر سسرو سینیٹ کے اجلاسوں میں شریک نہوا تو میں اُسے زبردستی شرکت پر مجبور کروں گا۔ دوسرے روز سینیٹ کا پھر اجلاس ہوا مگر انٹونی موجود نہ تھا۔ اس جلسے میں سسرو[1] نے ایک تقریر کی جس میں اُسنے انٹونی کے طرز عمل پر اعتراض کیئے مگر گالی گلوچ سے باز رہا۔ سسرو نے انٹونی کی ابتدائی کارروائیوں کا جو دستور کے خلاف نہ تھیں اُس کے زمانۂ مابعد کی

---

[1] یہی تقریر پہلی فلپک کے نام سے مشہور ہے۔

باب ۵۹

کارروائیوں سے مقابلہ کیا جن سے انقلاب پسندی کی بو آتی تھی اور قیصر کی یادداشت کی کتابوں اور اس کے قوانین کے منسوخ کرنے کی طرف بھی اشارہ کیا۔ سسرو نے یہ بھی کہا کہ "شہر میں امن قائم رکھنا، خدمت ڈکٹیٹری کو موقوف کردینا بہت مناسب تھا مگر دستور کو بالائے طاق رکھ کر تخویف کے زور پر حکومت کرنا شئے دیگر ہے اور اگر دونوں جدید قوانین پر عمل کیا جائے تو عدالتوں کا وجود محض بیکار ہوگا کیا اہل روما اس کو برداشت کرسکتے ہیں؟ قیصر کا جو حشر ہوا سب کو معلوم ہے"۔ ڈکٹیٹر کے حقیقی افعال کی توثیق کے متعلق اس نے اپنی پسندیدگی ظاہر کی اور موجودہ کانسلوں کی کارروائیوں کی بھی جہاں تک ہوسکتا تھا اس نے تعریف کی۔ تقریر کا جو اصلاح شدہ نسخہ ہمارے پیش نظر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سسرو نے تالیف قلوب کی کوشش کی تھی مگر عملاً اس کا نتیجہ برعکس ہوا۔ انٹونی کے لیئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ ایسے شخص سے جو علانیہ اُس کا مخالف تھا قطع تعلق کرلے اور یہی اُس نے کیا۔ ۱۹ ستمبر کو اس نے سینیٹ کا ایک اجلاس منعقد کیا جس کے لئے اُس نے نہایت احتیاط سے ایک تقریر تیار کی تھی۔ اس تقریر میں اُس نے سسرو کی خوب گت بنائی۔ اُس کی سیاسی زندگی کے تمام واقعات کو اس نے رنگ آمیزی کے ساتھ سامعین کے سامنے پیش کیا۔ ان واقعات میں بیشتر ایسے تھے جن پر مخالف کو اعتراض کرنے کا بخوبی موقع تھا۔ انٹونی کا مقصد بلاشبہہ یہ تھا کہ ارکین کو یقین دلائے کہ ایسے شخص کی پیروی کرنا خطرناک اور دانشمندی کے خلاف ہے کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ سسرو کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو متلون مزاج ارکین سینیٹ میں روح پھونک کر ایک زبردست مخالف جماعت کھڑی کردیتا۔ سسرو کو اندیشہ تھا اور یہ اندیشہ غالباً حق بجانب تھا کہ انٹونی اُسے قتل کرا دیگا۔ مگر اکتوبر کے وسط تک روما میں رہ کر وہ انٹونی کی زبردست مخالفانہ تقریر کا جواب تیار کرنے اور سیاسی حالت کا اندازہ کرنے میں مصروف رہا غالباً[1]

---

[1] دیکھو وہ خطوط جو اُس نے اُس زمانے میں لکھے Fam ۱۰-۱، ۳، ۱۲، ۲-۳-۲۳-

باب ۹۵

ایک نتیجہ تو اُس نے یہ نکالا کہ اگر جمہوریہ کا احیا پھر حقیقی طور پر عمل میں آسکتا ہے تو اُس کی صورت صرف یہ ہو سکتی ہے کہ حکام صوبجات جن کے زیر کمان فوجیں ہیں وفاداری کے ساتھ اُس کی تائید پر آمادہ ہو جائیں۔ اس وفاداری کو وجود میں لانے کے لیئے جو ذرائع اُس کے پیش نظر تھے اُن کا پتا اُس کے خطوط سے چلتا ہے۔ پلانکس صوبہ دار گال بعیدہ کو اُس نے لکھا تھا کہ آئندہ ترقی کی تمام امیدیں تم کو دستور کے "بہترین تصفیہ" کے ساتھ وابستہ رکھنی چاہئیں یعنی امرائی جمہوریہ کی بحالی کے ساتھ کارنی فی کیس صوبہ دار افریقہ معزول کر دیا گیا تھا اور اسکی جگہ پر دوسرا صوبہ دار مقرر ہوا تھا جو فریق قیصری کے موافق تھا۔ سسرو نے کارنی فی کیس کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے اُسے متنبہ کیا کہ تم باوجود اس تذلیل کے خاموش بیٹھے ہوئے ہو بالمقصود ایسے جذبات کو برانگیختہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے جن کا بقا اُسی حد تک ہو سکتا ہے جب تک کہ وہ صوبہ داران مذکور کی ذاتی اغراض یا حفاظت جان کے خلاف نہ ہوں۔"

روما میں سیاسی پیچیدگیاں انٹونی اور آکٹیوین کی رقابت

(۷۰۳) ستمبر کے آخر میں بروٹس سمندر کی راہ سے یونان روانہ ہوا اور چند روز کے بعد کیسیس بھی وہیں چلا گیا۔ ان دونوں کا یہ قصد تھا کہ ڈولابلا کے پہنچنے سے قبل ہی ممالک مشرق پر تسلط حاصل کر لیں اور سربر آوردہ جمہوریت پسند اس مہم کی کامیابی کی خبر سننے کے مشتاق تھے کیونکہ اُسی پر اُن کی جماعت کی آیندہ فلاح کا انحصار تھا۔ سسرو نے اپنی جماعت کے سربر آوردہ اراکین میں سے اکثر کے نام گنائے ہیں جو یا تو روما میں موجود نہ تھے یا سینٹ کے جلسوں میں شریک ہونے سے ڈرتے تھے۔ سسرو کے سوا اُس کی جماعت کے صرف پانچ شخص تھے مگر ان پانچ باوقار اشخاص کے وجود کو بھی وہ غنیمت خیال کرتا تھا کیونکہ اگر موقع مل جاتا تو ان لوگوں کی امداد سے وہ سینٹ میں سکہ جما لیتا۔ سیاسی حالات بھی اب متغیر ہونے لگے تھے۔ آکٹیوین انٹونی سے علانیہ قطع تعلقات کرنے سے گریز کرتا تھا مگر درحقیقت دونوں میں صفائی نہ تھی۔ جماعت قیصری میں جو لوگ اُس سے طور سے

باب ۵۹ شریک تھے ان کا خیال تھا کہ قیصر کے قاتلوں کو بلا لحاظ اعلان معافی سزا ضرور ملنی چاہیئے۔ انٹونی اور آکٹے وین کی بھی بظاہر یہی خواہش تھی مگر انٹونی کی کارروائیاں اس قسم کی تھیں کہ اُن سے مترشح ہوتا تھا کہ بجائے قیصر کے قتل کا انتقام لینے کے اُسے قیصر کا جانشین بننے کی زیادہ فکر ہے۔ آکٹے وین نے قیصریوں کو یہ باور کرایا کہ وہ انتقام کے بارے میں زیادہ سرگرم ہے مگر در پردہ وہ اپنی معتدل روش سے جمہوریت پسند دل کے شبہوں کو رفع کر رہا تھا۔ ۲ر اکتوبر کو ایک مخالف ٹری بیون نے انٹونی سے درخواست کی کہ اپنے ارادوں کا اظہار کرے۔ انٹونی صاف جواب دینے سے گریز نہ کر سکتا تھا اس لیئے اُس نے قبول کرلیا کہ میں قاتلوں کو سزا دلانا چاہتا ہوں سسرو کا بیان ہے کہ حاضرین جلسہ نے ناخوشی کا اظہار کیا۔ ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ آکٹے وین کے اثر کے رفتہ رفتہ بڑھنے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں سے انٹونی کا خوف نکل گیا تھا۔ چند روز کے بعد یہ خبر مشہور کی گئی کہ چند قاتلوں نے کانسل (انٹونی) پر حملہ کیا تھا اور یہ کہ قاتلان مذکور کو آکٹے وین نے اس کام پر مقرر کیا تھا۔ سسرو[1] کا بیان ہے کہ باخبر امرا اس اولیت کو صحیح خیال کرتے تھے اور اس تدبیر کے مؤید تھے مگر انٹونی نے کوئی باضابطہ کارروائی کرنے کی جرأت نہ کی کیونکہ لوگ اُس سے بالعموم نفرت کرنے لگے تھے۔ Hem. pı ofarre عوام شہر کا خیال تھا کہ انٹونی نے آکٹے وین کو بدنام کرنے کے لیئے یہ جھوٹا الزام اس پر لگایا ہے اور غالباً اُن کا یہ خیال صحیح تھا۔ آکٹے وین کے

[1] سسرو Ad fam ۱۲، ۲۳، ۳ - Phil ۲، ۳، ۱۹ میں جو اقبال ہے اس کا تعلق غالباً اسی واقعے سے ہے مصنفین مابعد میں سینیکا اور سوئی ٹونیس اس روایت کو صحیح خیال کرتے ہیں اور ولیس نکولائوس اور ایپین تسلیم نہیں کرتے معلوم نہیں کہ پلوٹارک (انٹونی ۱۶) یا اُس کے ماخذ میں کیا مذکور ہے۔ ایپین (سوم ۳۹) کہتا ہے کہ اس وقت انٹونی کو قتل کرا دینا آکٹے وین کے مصالح کے خلاف تھا مگر یہ قابل وثوق نہیں ہے۔

باب ۹ ملازم انطونی کی ذاتی فوج کے نبرد آزما سپاہیوں کو ورغلا رہے تھے جس کی وجہ سے انطونی کو سخت فکر تھی۔ ۹ اکتوبر کو وہ روما سے روانہ ہوا تاکہ ان چار لیجنوں سے جا کر ملے جو حال ہی میں برندی سیم میں اتری تھیں۔ اگر ان لیجنوں کو وہ رام کر لیتا اور انھیں اپنے ساتھ روما لے آتا تو پھر اس کے مقابلے پر کوئی نہ آسکتا تھا۔ لیکن آکٹیوس کی مستقل مزاجی اور چستی و چالاکی سے وہ بخوبی واقف نہ تھا جو کیمپے نیا کی نوآبادیوں کا دورہ کرنے کے لیئے فوراً روانہ ہو گیا اور وہاں اس نے نبرد آزما سپاہیوں کی بھرتی شروع کر دی۔ اس کام کے لیئے روپیہ کی ضرورت تھی جس کا بیشتر حصہ ان لوگوں نے فراہم کر دیا جو اس کو انطونی کے مقابلے پر کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ اس نے بہت جلد ایک خاطر خواہ فوج تیار کر لی اور اوائل نومبر سے ان کی تربیت میں مشغول ہو گیا۔ سپاہیوں کی بھرتی بھی برابر جاری تھی۔ اس اثنا میں اس کے کارپرداز برندی سیم کی افواج کے سپاہیوں کو ورغلا رہے تھے جس کی وجہ سے انھوں نے انطونی کا خیر مقدم خوشی سے نہ کیا۔ انطونی نے فی کس ایک سو دینار انعام دینے کا وعدہ کیا مگر انھیں معلوم تھا کہ آکٹیوس اپنے سپاہیوں کو فی کس ۵۰۰ دینار دے رہا ہے۔ ضبط فوجی کو بحال کرنے کیلیئے مخالف سنتوریوں میں سے بعض کو انطونی نے قتل کر دیا مگر اس سے مخالفت اور بھی بڑھ گئی۔ اس کے بعد وہ گالیوں کی لیجن الاؤڈا[1] کو ساتھ لے کر روما چلا گیا اور دوسرے لیجنوں کو حکم دیا کہ وہ متعاقب آئیں۔ روما میں وہ نومبر کے وسط میں پہنچا مگر آکٹیوس وہاں پہلے ہی سے دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ پہنچ چکا تھا۔ مگر ان سپاہیوں کی تعداد اس قدر نہ تھی کہ فوج کا نام ان پر صادق آسکے اور کانسل کے خلاف وہ لڑنے کو تیار بھی نہ تھے۔ ایپین کا بیان ہے کہ انھوں نے اپنے سرغنہ کا ساتھ کچھ روز کے لیئے چھوڑ دیا کم از کم انکے ذریعے سے

---

[1] اس لیجن کے جھنڈوں پر چنڈول کی تصویر تھی مگر یہ چار اولیں لیجنوں میں سے نہ تھا بلکہ غالباً روما سے لایا گیا تھا۔ یہ چاروں دوم، چہارم سی و پنجم اور مارشیا تھے۔

اپنے منصوبوں کو عمل میں لانے میں اُسے ضرور دقت ہوئی۔ ان سپاہیوں کا اصل مقصد یہ تھا کہ قیصر کے قتل کا انتقام لیا جائے اور قیصر کی قائم کردہ فوجی حکومت برقرار رہے۔ انٹونی اور آکٹے ویَن کے ذاتی جھگڑوں میں وہ شریک ہونا پسند نہ کرتے تھے۔ مگر اس کے بعد ہی خبر آئی کہ انٹونی کے چار لیجنوں میں سے ایک نے شمالی ساحل کی سڑک کو چھوڑ کر البا[1] پر قبضہ کر لیا ہے اور آکٹے ویَن کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے جس کی وجہ سے صورت حال متغیر ہو گئی۔ یہ لیجن مارشیا تھا اور چوتھے لیجن کے سپاہیوں نے بھی بہت جلد اُن کی متابعت کی۔ آکٹے ویَن نے سینیٹ کی طرف سے بے پروائی کرنے کا غلط طریقہ اختیار نہ کیا کیونکہ انٹونی کے مقابلے میں وہ مجلس مذکور سے کام نکالنا چاہتا تھا۔ جس زمانے میں کہ وہ جنوب میں مصروف تھا سسرو سے برابر نامہ و پیام کرتا رہا اور اُسے یقین دلاتا رہا کہ میں سینیٹ کے ساتھ مل کر اُس کے ذریعے سے کام کرنے کو تیار ہوں۔ قیصر کے قتل کا انتقام لینے کے ارادے سے باز آنے کا وعدہ کر کے اُس نے سسرو کو روما واپس آنے اور مجلس سینیٹ کی پیشوائی کرنے پر آمادہ کرنا چاہا۔ مگر فی الوقت سسرو نے پیش قدمی نہ کی کیونکہ اس اتحاد کی طرف سے اُس کے دل میں خدشہ تھا کہ وہ انٹونی کو تباہ اور برباد کرنا ضرور چاہتا تھا۔ قیصر کے نوجوان وارث کا شہر کے لوگوں نے بخوشی خیر مقدم کیا مگر اپنی ایک تقریر میں اُس نے قیصر کا جانشین ہونے پر زیادہ[2] زور دیا جس کی وجہ سے سسرو کو جمہوریت کے فدائی ہونے کی حیثیت سے اندیشہ ہو گیا اور عاقبت اندیش اٹی کس نے اُسے مشورہ دیا کہ فی الحال سکوت بہتر ہے۔ آکٹے ویَن اپنی فوج کے ساتھ اٹروریا چلا گیا اور آرے ٹیم میں ایک چھاؤنی قائم کی تیر و تازہ سپاہیوں اور رنگروٹوں کو اور بھرتی کر کے اُس نے ایک کارگر فوج بنالی۔ انٹونی اپنے

[1] مورخین میں اختلاف ہے مگر میرا خیال ہے کہ یہ وہی قلعہ اور نو آبادی ہے جو فوکی نس کی جھیل پر واقع ہے۔

[2] سسرو ایڈ اٹی کم ۱۶، ۱۵، ۳-۱ سسرو کے شبہات کے لئے دیکھو ۱۴، ۱، ۲۔

بلاء

وفادار لیجنوں کو ٹیبور میں لایا تھا مگر اُسے وہاں جا کر سپاہیوں کو وفاداری پر قائم رہنے کے لیئے انعامات دینے پڑے۔ فوجی زندگی کا اس زمانے میں نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ حریص سپاہیوں کے مطالبات کو پورا کرنے کے لیئے روپے پیسے بے پایاں صرفے کی ضرورت تھی۔ البا میں انٹونی کی کچھ شنوائی نہ ہوئی کیونکہ سپاہی آکٹیوین کے بندۂ زر تھے اور اُس سے متنفر تھے۔ ۲۸ نومبر کو وہ روما میں پہنچا سینیٹ میں بہت سی کارروائیاں[1] اُس نے بعجلت طے کرا دیں جس میں ان صوبوں کا انتظام بھی شامل تھا جو سال آئندہ میں سابق پریٹروں کے سپرد ہونے کو تھے۔ مقدونیہ اُس کے بھائی گائس کے حصے میں آیا۔ اس کے بعد اُس نے اپنی فوجوں کو مجتمع کیا اور شمال میں آریمینم کی طرف روانہ ہوا۔ میدان جنگ میں فوج کی کمان کرنا اُس کے مذاق کے مطابق تھا اور اُس کا مقصد تھا کہ ڈی بروٹس کو ادھر والے گال سے نکال دے اور اپنے صوبے پر قبضہ کر لے قبل اس کے کہ آکٹیوین کی فوج تیار ہو اور دوسری فوجیں اُس کو اپنے مقصد سے باز رکھنے کے لیئے تیار ہو سکیں۔

انٹونی کے خلاف سیسرو کی دوسری تقریر (فلپک) (۱۳۰۸) انٹونی کے روانہ ہو جانے سے جمہوریت پسندوں کو ہاتھ پاؤں مارنے کا موقع ملا بشرطیکہ اپنی کارروائیوں کو حق بجانب قرار دینے کے لیئے اُن کے پاس کافی فوج ہوتی۔ فوج کے ملنے کی صرف یہی صورت تھی کہ وہ آکٹیوین سے اتحاد پیدا کرتے جو نوجوان آکٹیوین جس کی عمر اب ۱۹ سال تھی اس کے لیئے بالکل تیار تھا۔ سر برآوردہ جمہوریت پسندوں کی امداد کی وجہ سے اس اتحاد کو سینیٹ میں زبردست غلبہ حاصل ہو جاتا اور اس کو خود بھی موقع ملتا کہ سلطنت روما کا نمائندہ بن جاتا جس کے زیر کمان ایک زبردست فوج بھی تھی سینیٹ کے اراکین بھی اس اتحاد سے متفق تھے کیونکہ ان کے لیئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اب تک کسی کے دل میں یہ شبہ نہیں گزرا تھا کہ انٹونی کو زیر کرنے کے لیئے قیصر کے وارث کو اُس کے

---

[1] سینیٹ کے اسی اجلاس میں جو تھے لیجن کی بے وفائی کی خبر اُسے ملی۔

باب ۹۵

مقابلے پر آمادہ کرنے میں وہ اپنے آپ کو ایک ایسے شخص کے قبضۂ قدرت میں دیرہے تھے جو بحیثیت آقا کے انٹونی سے بدرجہا قابل تھا اور جس کا مقابلہ وہ کبھی کر نہیں سکتے تھے۔ سسرو روما میں ۹ دسمبر کو پہنچا اور اس وقت تک وہ اس جدوجہد کے لیئے پورے طور پر تیار ہو چکا تھا جس کے لیئے اُس نے اپنی جان لڑا دی۔ اس زمانے میں وہ ایک سیاسی رسالے کی تصنیف میں مصروف تھا جو "فلپک ورم" کے نام سے مشہور ہے اور جو تقریر کی شکل میں انٹونی کی ۹ ستمبر کی معاندانہ تقریر کے جواب میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس رسالے کو اُس نے اپنے مخلص دوستوں کو بغرض تنقید دیا تھا اور پھر نہایت احتیاط کے ساتھ خود اُس پر نظر اصلاح ڈالی تھی تاکہ ہر ایک نشتر تیز اور زہر آلود ہو جائے یہ رسالہ روما کی فصاحت کا بہترین اور مسلمہ نمونہ ہے جس میں اُسکے افضل ترین زندہ ادیب نے خود پسندی، سیاسی مخالفت اور بغض و حسد سے مجبور ہو کر اپنا زور قلم دکھایا ہے۔ تقریر مذکور کو سسرو نے اس وقت شائع کیا جبکہ انٹونی شمال کی طرف چلا گیا تھا اور اہل روما میں فوراً مقبول ہوئی مگر جو لوگ کہ اس تقریر کو مزہ لے لے کر پڑھتے تھے اور ہر ایک ذاتی حملے پر خوش ہوتے تھے ان میں بہت کم ایسے تھے جو جمہوریت کے لیئے کسی زبردست ایثار پر یا سسرو کی طرح اُس پر اپنی جان قربان کر دینے کو تیار تھے مگر داد دینے والوں کی کمی نہ تھی اور سسرو خود علمی شہرت کا خواستگار تھا لیکن اب پانسا پڑ چکا تھا اور جمہوریت کی احیا کے مستقل ارادے سے اب وہ سیاسی کارزار کے میدان میں داخل ہو چکا تھا۔ اُس کی تدبیر یہ تھی کہ قیصر کے وارث کی امداد سے "قیصریت" کا خاتمہ کرا دے مگر خود پسند سسرو پر ابھی تک یہ راز نہ کھلا تھا کہ یہ عیار "لڑکا" خود اس چال میں تھا کہ نہ صرف دستور سیاسی کے فرسودہ نظام سے تا حد امکان اپنا کام نکالے بلکہ سسرو ایسے تجربہ کار مدبر کو بھی اپنی اغراض کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ لیکن اب معاملہ طے ہو چکا تھا اور اسی کی وجہ سے جمہوریت کی احیا کا آخری موقع بھی نکل گیا۔

حکام صوبجات

(۱۳۰۹) یکم جنوری سنہ ۴۳ اب قریب ہی آ رہی تھی جبکہ بجائے موجودہ

باب ۵

ان سکے جو غائب تھے اور جن کے غیاب سے سلطنت کے کاموں میں
ابتری واقع ہو رہی تھی ہرٹیس اور پانسا کانسل مقرر ہو کر سلطنت کی صدارت
کرتے۔ ان دونوں کے قابل اعتبار ہونے اور خدمت مذکور کی ذمہ داریوں
کا بار اٹھانے کی اہلیت رکھنے کے متعلق اکثر لوگوں کو شبہہ تھا، علاوہ ازیں
ہرٹیس صحت سے نہیں رہتا تھا۔ مگر باوجود اپنی کمزوریوں اور قبیح خصائل کے
یہ دونوں اب انٹونی سے سخت بیزار تھے۔ اور چونکہ اب عملاً جنگ شروع
ہو رہی تھی اس لیئے سال نو کے انتظار میں بیکار بیٹھے رہنا بھی ناممکن تھا اسلیئے
سسرو نے حکام صوبجات سے مراسلت شروع کر دی تاکہ افواج کے سپہ سالار
وفاداری پر قائم رہیں خصوصاً گال بعیدہ کا ناقابل اعتماد حاکم پلانکس۔ ڈی بروٹس
کو اس نے لکھا کہ گال این روئے آلپ میں اپنے قدم جمائے رہے اور سینیٹ
کی پسندیدگی کا انتظار نہ کرے جس کے متعلق موجودہ پریشانیوں کے رفع ہو جانے
کے بعد انتظام ہو جائیگا۔ قیصر کے انتقال کے کچھ روز بعد ہی سسرو نے اقبال[1]
کر لیا تھا کہ جمہوریہ کو بحال کرنے کے ذرائع صوبجات میں تھے اور اس نے
ڈیسی مس بروٹس کو لکھا کہ انٹونی کے پنجے سے جمہوریت کو آزاد کرائے
اور جو کام شروع ہو چکا تھا اسے اختتام تک پہنچا دے، کیونکہ نہ صرف شہر روما
بلکہ سلطنت روما کی تمام قوموں کی آنکھیں اس پر لگی ہوئی تھیں۔ محکوم قوموں
کی طرف یہ اشارہ قابل لحاظ ہے۔ باشندگان صوبجات کو روما کی فلاح و بہبود سے
کچھ نہ کچھ سروکار ضرور تھا مگر ان میں سے جو مہذب تھے وہ آزادی کے خواہاں
تھے اور جو فرماں بردار تھے انھیں روما سے اس کے امرا کی بے ایمانی اور
ظلم اور اس کے بے رحم ساہوکاروں کے استحصال بالجبر کی وجہ سے سخت تنفر
تھا۔ یہ تمام خرابیاں امرائی جمہوریت کا جزو لاینفک تھیں مگر اس سے سسرو
تا دم مرگ چشم پوشی کرتا رہا۔ ایک دوسرے امر کے متعلق بھی اس کی گرمجوشی نے
اسے دھوکا دیا۔ مفصلات کے اکثر شہروں میں آکٹے وین کا خیر مقدم ہوا تھا

[1] سسرو Ad fam ۱۱، ۵، ۷ (دسمبر ۴۴ء) اسکے علاوہ دیکھو ۱۵، ۲۰، ۲ (اپریل)

باب ۵

اور اُسے نوجوان رنگروٹ ملے تھے۔ جب آکٹے وین نے سینیٹ سے اتحاد پیدا کیا تو سسرو نے تقریر کرکے لوگوں کو یقین[1] دلایا کہ سپاہیوں کی بھرتی میں جو کامیابی ہوئی وہ جمہوریت کے ہر دل عزیز ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ مگر واقعات مابعد سے یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ اس قسم کا خیال کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا مگر یہ خیالات خوشحال لوگوں کے تھے نہ کہ غریب شہریوں کے جن کے خیالات و جذبات کے متعلق ہم اُن کی شہادت کو کافی نہیں خیال کرسکتے۔ سپاہیوں کی بھرتی میں کامیابی کے دوسرے اسباب یہ تھے کہ آکٹے وین برخلاف انٹونی کے ہر دل عزیز تھا اور لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوگیا تھا کہ اس پرآشوب زمانے میں وہی لوگ اپنے مفاد کی حفاظت کرسکتے ہیں جن کے ہاتھ میں تلوار ہو۔ قرطاجنہ کی دوسری جنگ کے بعد سے روما کے سپاہیوں میں قسمت آزمائی کا خیال پیدا ہوگیا تھا اور میریس کی اصلاحوں سے اُن کی حیثیت اجیر سپاہیوں کی ہوگئی تھی اور اُن کے ان رجحانات کو وقت واحد میں بدل دینا ناممکن تھا۔ یہ بھی ایک امید موہوم تھی جیسے کہ یہ امید کہ اہل روما[2] پھر اب اپنے آبا و اجداد کے دم خم دکھائیں گے۔

سسرو انٹونی کی علانیہ مخالفت کرتا ہے

(۱۳۱۰) ۱۰ر دسمبر کو جدید ٹری بیون اپنی خدمتوں پر فائز ہوئے۔ ۲۰ر ماہ مذکور کو انھوں نے سینیٹ کا ایک جلسہ منعقد کیا جس میں سسرو[3] نے انٹونی کو دشمن قوم قرار دیا اور آکٹے وین کو سلطنت کا نجات دہندہ قرار دے کر اُس کی خوب مدح سرائی کی۔ تقریر کے اثنا میں اُس نے اُن دو لیجنوں کی بھی بہت تعریف کی جو

[1] Phil ۱۱، ۳۹ سے معلوم ہوگا کہ کس حد تک اس وہم کا اُس پر اثر ہوا کیونکہ ان نوجوان رنگروٹوں کو وہ نبرد آزما سپاہیوں پر ترجیح دیتا تھا۔ (مارچ ۴۳ق م) دیکھو فقرہ ۱۳۰۴۔

[2] سسرو Ad fam ۱۲، ۲۲، ۲ (کارنی فی کیس کے نام جو افریقہ میں تھا۔ ۲۲ر دسمبر)۔

[3] یہ تقریر فلپک سوم کے نام سے موسوم ہے۔ سسرو نے Ad fam ۱۰، ۲۸ (فروری ۴۳ق م) میں خود اقرار کیا ہے کہ اراکین سینیٹ کو ہمت دلانے میں اُسے بہت دقت ہوئی تھی۔ ۱۰، ۲۵، ۲ (مارچ) میں اُس نے بیان کیا ہے کہ اسی روز میں نے ایک جدید جمہوریہ کی بنا ڈالی۔

باب ۹۵ اُن کے شریک ہو گئے تھے اور ایک قرار داد منظور کرا دیا جس کے اجزا حسب ذیل تھے (۱) منتخب شدہ کانسلوں کو یہ انتظام کرنے کا حکم دیا جائے کہ یکم جنوری کو سینیٹ کا اجلاس امن وسکون کے ساتھ ہو سکے۔ (۲) ڈیسِمَس بروٹس کی تائید کی جائے اور انٹونی کی مخالفت کرنے اور اپنے صوبے پر قابض رہنے کے بارے میں اُس نے جو اعلان کیا تھا اُس کے متعلق اظہار پسندیدگی کیا جائے۔ (۳) صوبجات کے موجودہ حکام، بالخصوص[1] ڈی بروٹس اور ایل پلانکس کو اپنے اپنے عہدوں پر قائم رہنے کی ہدایت کی جائے جب تک کہ سینیٹ کے حکم سے وہ سبکدوش نہ کر دیئے جائیں (۴) سینیٹ کی طرف سے آکٹے وین اور دونوں لیجیونوں کا شکریہ ادا کیا جائے جنھوں نے روما کی آزادی کی حفاظت کی تھی۔ (۵) منتخب شدہ کانسلوں کو ہدایت کی جائے کہ عامۂ قوم کی طرف سے باقاعدہ اظہار شکریہ کا انتظام کریں۔ اس طور پر اُس نے نہ صرف مجلس مذکور کو انٹونی کی مخالفت پر اپنی تقریر سے آمادہ کر لیا بلکہ انٹونی کے زیر ہدایت صوبجات کی تقسیم کا جو انتظام ہوا تھا اُسے بھی اُس نے منسوخ کرا دیا۔ اسکے بعد اُس نے جلسۂ عام میں ایک تقریر[2] کی جس میں اُس نے موجودہ سیاسی معاملات کو سمجھا کر سینیٹ کے طرز عمل کو حق بجانب قرار دیا اور تمام شہریوں سے اس طرز عمل کی تائید کی درخواست کی۔ سسرو اب بظاہر روما کا سربر آوردہ شہری تھا اور اس عظیم الشان شہنشاہی جمہوریہ کی مرکزی حکومت کی رہبری کر رہا تھا لیکن درحقیقت اُس کی حیثیت ایک ایسے مریض کے تیمار دار کی تھی جو جاں بلب بلکہ مردہ تھا اور جس کو وہ بستر مرگ پر سے اُٹھ کر اپنے اعضائے رئیسہ سے کام لینے کا حکم دے رہا تھا حالانکہ یہ اعضا عرصے سے بیکار رہتے اور جمہوریہ مرض الموت میں مبتلا تھی۔ اُس کے صرف ایک عضو یعنی سینیٹ میں کارکردگی کی کچھ ضعیف سی صلاحیت باقی تھی مگر اس مجلس میں بھی فریق قیصری کے ایک زبردست رکن کیو فوفی نیس کیالی نس کی

---

[1] ان دونوں کو قیصر نے ۴۲ء کی کانسلیوں کے لیئے نامزد کیا تھا۔
[2] فلپیک چہارم۔

باب ۴ سرگروگی میں ایک مختصر جماعت تھی جسے سسرو کی مخالفت میں مطلق ہراس نہ تھا۔ جسے پریشانی اور تذبذب کے موقعوں پر متزلزل مزاج ارکین کی رائیں ضرور ل جاتیں۔ البتہ اس آزمودہ کار مدبر کی سرگرمی اور جرأت کی تعریف زبان سے ضرور نکلتی ہے جو اس وقت اپنے ملک کی خدمت پر دل وجان سے تیار رہتا۔ انٹونی کا وہ سخت مخالف تھا اور اُسے خوب معلوم تھا کہ اس مخالفت کی وجہ سے اُس کی جان معرض خطر میں ہے مگر ایک محب وطن جو جمہوریہ کا دلدادہ ہو ہرگز تسلیم نہ کرسکتا تھا کہ جمہوریہ کا اب خاتمہ ہوچکا ہے۔ سیاسی معاملات میں اس وقت جتنے اشخاص شریک تھے ان میں سے صرف آکٹے وین ہی ایک ایسا شخص تھا جو سسرو کے طرز عمل سے نفع اٹھا سکتا تھا۔[1]

میوٹی نا کا محاصرہ (۱۳۱) لیکن اس اثنا میں شمال سے متوحش خبریں آرہی تھیں یعنی انٹونی ڈِسی بروٹس کی دور افتادہ فوجوں کو اپنے آگے بھگاتا ہوا گال ادھر دلے آلپ میں داخل ہوگیا اور بروٹس مجبوراً میوٹی نا کی نوآبادی کے قلعے میں چلا گیا اور وہیں سے مقابلے کی تیاری کرنے لگا۔ مگر اس کی فوج انٹونی کے برد آزما سپاہیوں کا مقابلہ نہ کرسکتی تھی۔ انٹونی نے شہر مذکور کا محاصرہ کرلیا اور ایک دوسری فوج بولونیا میں چھوڑ دی۔ اب جنگ عملاً شروع ہوگئی تھی۔ یکم جنوری ۴۳ ق م کو سینیٹ کا اجلاس جدید کانسلوں کے زیر صدارت ہوا مگر مباحثے کے متعلق قطعی رائیں ۴ر جنوری تک نہیں لی گئیں۔ کیالی نس کو بھی کچھ معاون مل گئے تھے جس کی بنا پر اُس نے یہ تحریک پیش کردی کہ قبل اس کے کہ کوئی انتہائی کارروائی عمل میں لائی جائے مناسب ہوگا کہ انٹونی کے پاس ایک سفارت بھیجی جائے اور اُسے متنبہ کردیا جائے کہ اس طرف کے ملک گال کا تخلیہ کردے۔ سسرو نے اس تحریک کے جواب میں ایک نہایت سخت تقریر کی جس میں اُس نے یہ دلیل پیش کی کہ ۲۰ر دسمبر کی قرارداد کی رو سے انٹونی عملاً دشمن قوم کافی وجوہ کی بنا پر تسلیم کرلیا گیا تھا اور سفارت کے بھیجنے سے جو تعویق ہوگی اُس سے اُن کے

[1] فلپک پنجم۔ اسکے بعد فلپک ششم ہے جس میں اُس نے عامۂ قوم کو مخاطب کیا تھا۔

فساد کو سخت نقصان پہنچیگا۔ بروٹس اور اُس کے سپاہیوں اور اُن تمام اشخاص باب ۵۹
کے لیئے جو انٹونی کا ساتھ چھوڑ دیں یا چھوڑ چکے تھے اُس نے انعام اور
اعزاز تجویز کیئے۔ اُس نے ایک تحریک یہ بھی پیش کی کہ آکٹے وین کو پروپریٹر
کا منصب عطا کیا جائے گویا کہ اس کا تقرر معمولی طریقے پر ہوا ہے تاکہ اُسے
وہ اقتدار (امپیریم) حاصل ہو جائے جو سلطنت کی افواج کی کمان کرنے
کے لیئے ضروری تھا۔ نوجوان قیصر کا سلطنت کے زمرۂ ملازمت میں ہونا بدیہی تھا۔ سلطنت
کا ہمیشہ وفادار محافظ ہونے کے متعلق پیرانہ سال کانسلر نے حلف اٹھایا۔
آکٹے وین کو اس کے علاوہ اور بھی اعزاز عطا ہوئے اور اُسے حکم دیا گیا
کہ جنگ میں کانسلوں کا شریک کار ہو۔ انٹونی کو باضابطہ طور پر دشمن قوم
قرار دینے کی تحریک ایک ٹری بیون کی مداخلت سے رُک گئی۔ کیا لی نس کے
شرکاء درپردہ اراکین سینیٹ کو ڈراتے رہے جس کی وجہ سے نتیجہ خاطر خواہ
نہ ہوا اور سفارت بھیجنے کی تجویز منظور کر لی گئی۔ سفیروں کے ذریعے سے انٹونی کو
حکم دیا گیا کہ گال این روئے آلپ کا تخلیہ کر دے اور سینیٹ کے احکام کی
پابندی کرے۔ نیز روما سے ۲۰۰ میل کے فاصلے پر رہے اور بصورت انکار
سفیروں کو اختیار ہوگا کہ فوراً اعلان جنگ کر دیں۔ کانسلوں کو حکم دیا گیا کہ
فوج کی بھرتی کا کام فوراً شروع کر دیں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکے۔ اس کام
کو کانسلوں نے فوراً شروع کر دیا اور سسرو[1] نے اعلان کیا کہ جبری بھرتی کی مطلق
ضرورت نہ تھی کیونکہ اطالیہ میں بوجہ عام گرمجوشی کے لوگ جوق جوق بطور
رضاکاروں کے داخل ہو رہے تھے۔ مگر انٹونی ایسا آدمی نہ تھا کہ ان
دھمکیوں سے ڈر جائے یا اس قسم کی شرائط کو قبول کرے۔ تین سفیروں میں سے
ایک تو اثنائے راہ میں مر گیا اور باقی دو انٹونی کے پاس پہنچے۔ میوٹی نا کو
اُس نے پورے طور سے محصور کر لیا تھا اس لیئے اُس نے گستاخانہ جوابی شرائط
کے ساتھ انہیں واپس کیا۔ گال قریب سے دست کش ہونے کو وہ تیار تھا بشرطیکہ

[1] سسرو Ad fam ۱۱، ۸، ۲۔

باب۹ث کال بعیدہ کا صوبہ اُسے آئندہ پانچ سال کے لیئے دیا جائے، چھ اور لیجن اُسکے سپرد کیئے جائیں اور اُس کے عہد کی تمام کارروائیوں، احکام قوانین وعطیات کی توثیق کی جائے جنھیں سسرو اور اُس کے پیرو منسوخ کرانے پر تلے ہوئے تھے۔ فروری کے اوائل میں اُس کے اس جواب پر سینیٹ میں مباحثہ ہوا اور اطالیہ میں حالت جنگ Tumultus کا اعلان کیا گیا[۵۲]۔ سسرو کا اصرار تھا کہ یہ نزاع دراصل قبیح ترین قسم کی غیر ملکی جنگ Bellum تھی جس میں اگر انٹونی اور اُس کے گرگوں کو کامیابی ہو گئی جو تاخت و تاراج کی فکر میں تھے تو قتل وغارتگری کا بازار گرم ہو جائیگا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ اس وقت کسی فعل سے عدم استقلال نمایاں نہ ہونا چاہیئے ورنہ اہل اطالیہ کی عام سرگرمی پر پانی پھر جائیگا۔ "میں خود بھی امن کا خواہاں ہوں مگر حقیقی امن کا جو اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ موجودہ جنگ سرگرمی کے ساتھ اختتام پر پہنچائی جائے"۔ اُس نے اپنے ہم چشم کانسلروں کی بزدلی اور بے وفائی پر بھی رد و قدح کی جن سے سلطنت کو رہنمائی اور مشورۂ نیک کی امید تھی مگر جو اس وقت ساکت تھے۔ سسرو نے ایک تحریک یہ بھی پیش کی کہ جن لوگوں نے انٹونی کا ساتھ چھوڑ دیا تھا یا دوسرے طریقوں پر خدمات انجام دی تھیں اُن کے گزشتہ جرائم سے درگزر کیا جائے اور انھیں انعام دیئے جائیں۔ انٹونی کی حیثیت[۵۳] اب ایک دشمن قوم کی تھی۔ اس وقت وہ میوٹی نا کی تسخیر میں اپنا زور لگا رہا تھا اور قلعۂ مذکور میں غلے کا ذخیرہ ختم ہو رہا تھا۔

افواج صوبجات (۱۳۱۲) اب ہم سلسلۂ کلام کو منقطع کر کے سلطنت روما کے دوسرے حصص کے واقعات پر ایک نظر ڈالیں گے۔ آغاز سال سے سسرو اپنے ملاقاتی حکام صوبجات سے مراسلت کر رہا تھا اور انھیں سمجھا رہا تھا کہ جمہوریہ کی طرف

[۵۱] فلپک ششم۔ ساتویں تقریر میں اُس نے اہل روما کو ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی تھی۔
[۵۲] دیکھو Ad fam ۱۲، ۴، ۵ — ۱۰، ۲۸۔
[۵۳] ابھی تک وہ باضابطہ طور پر دشمن قوم قرار نہیں دیا گیا تفصیلات حالات مثلاً چندوں سے روپیہ جمع کرنے، خرچ میں کفایت شعاری کرنے، بعض قوانین کو منسوخ کرنے، فوجی لباس Sagum پہننے وغیرہ کے متعلق دیکھو مائریل ورپرسر ششم ۴۴۔

باب ۹

اُن کے فرائض کیا ہیں اور وفاداری اور خدمات کے صلے میں اُنھیں کیا اعزاز حاصل ہوں گے۔ غرضکہ ہر طرح سے اپنی جماعت کی بہتری کی کوشش میں مصروف تھا۔
سینیٹ کو بھی حکام صوبجات کی دقت کا احساس تھا اور اُنھیں باضابطہ طور پر حکم دیا گیا کہ اپنی وفاداری کا علانیہ اظہار کرکے مرکزی حکومت کو تقویت دیں۔ اولاً ہم شمال اور مغرب کے صوبوں پر نظر ڈالیں گے۔ ہسپانیہ بعیدہ کا صوبہ دار پولیو قیصر کا طرفدار رہ چکا تھا مگر انٹونی سے اُسے اُنس نہ تھا اور چونکہ اُسکی طبیعت اعتدال پسند اور نکتہ چین واقع ہوئی تھی اس لئے حکومت مطلق العنان پر وہ جمہوریہ کو ترجیح دیتا تھا مگر اُس کے اور دوسرے جمہوریت پسندوں کے درمیان لیپی ڈس کا وسیع صوبہ حائل تھا جس پر انٹونی کے طرفدار ہونے کا شبہہ تھا اُس کے پاس خط بھی صرف سمندر کی راہ سے پہنچ سکتے تھے اور چونکہ کامیابی کی کوئی قوی امید نہ تھی اس لیئے وہ زیادہ جاں فشانی بھی نہ کرنا چاہتا تھا لیپی ڈس ہسپانیۂ قریبہ اور ناربونی گال کا صوبہ دار تھا، نومبر میں جو اعزاز[1] اُسے عطا ہوئے تھے اُن سے اُسے بہت مسرت ہوئی تھی اور انٹونی سے تعلقات قائم رکھنے سے یوں بھی اُسے نفع تھا۔ اُس نے جواب میں ایک مبہم سا خط لکھا اور مشورہ دیا کہ جنگ سے فی الحال دست بردار ہوجانا مناسب ہوگا لیکن اس وقت اگر صلح ہوتی تو اُس سے نفع صرف انٹونی کو ہوتا۔ گال بعیدہ کا صوبہ دار ایل پلانکس سخت بدمعاش تھا اور اُسے صرف اپنے نفع کا خیال تھا۔ اُس نے دبی زبان سے خوش آئند وعدے تو بہت سے کئے مگر دراصل اُس کا رجحان یہ تھا کہ جمہوریت پسندوں سے رفتہ رفتہ پرخاش جوئی کرے تاکہ وقت ضرورت پر اُن کا ساتھ چھوڑنے کے لیے اُسکے پاس معقول عذر ہوں۔ اُس کے زیر کمان ایک زبردست فوج تھی جس کی اطلاع اُس نے سینیٹ کو اواخر مارچ میں کردی تھی لیکن سسرو کی درخواست کی اُس نے مطلق شنوائی نہ کی کہ کوہ آلپ کو طے کرکے بروٹس کو بچائے۔ اب ہم مشرقی صوبوں پر

---

[1] سیکس ٹس پامپی کے ساتھ نامہ و پیام کرنے کے صلے میں بطور اعزاز عام مذہبی تہوار Soupplicatio منایا گیا تھا۔

باب ۹۵ نظر ڈالیں گے۔ ۴۴؁ میں مقدونیہ میں کیو۔ ہارٹین سیس (اپنے ہمنام مقرر کا بیٹا)
صوبہ دار تھا صوبۂ مذکور قیصر نے انٹونی کے لیئے مخصوص کر دیا تھا مگر بجائے
مقدونیہ کے اس نے گال کے دونوں صوبے لے لیئے اور مقدونیہ کو
اپنے بھائی گائیس پر منتقل کر دیا۔ وائی نیس الریکم میں تھا سی ٹری بونیس
۴۴ و ۴۳؁ کے لیئے ایشیا کا صوبہ دار تھا۔ ملیئس کمبر بتھی نیا کا صوبہ دار تھا
اور ایل۔ اسٹائیس مرکس شام کا۔ کیو مارسی کرسی پیس بھی کسی صوبے
غالباً سلیسیا کا حاکم تھا۔ صوبۂ شام انٹونی نے ڈولابیلا کو دلوا دیا تھا جو
صوبۂ ایشیا میں سے گزر کر صوبۂ مذکور پر قبضہ کرنے کے لیئے روانہ ہو گیا تھا۔
بروٹس اور کیسیس اطالیہ سے اس غرض سے چلے گئے تھے کہ جمہوریت کو
بحال کرنے کے لیئے مشرق میں فوجیں جمع کریں اور ان کا یہ منصوبہ تھا کہ اوّل الذکر
بروٹس مقدونیہ پر قابض ہو جائے اور کیسیس شام پر۔ صوبجات مذکور پر
انھیں کوئی قانونی حق نہ تھا اور ان چھوٹے صوبوں کو انھوں نے نظر انداز کر دیا
تھا جو جون ۴۴؁ میں ان کے سپرد ہوئے تھے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ۲۰ ماہ دسمبر کو
سینیٹ نے موجودہ صوبہ داروں کو ہدایت کر دی تھی کہ بحالت موجودہ اپنے اپنے
صوبوں پر قابض رہیں لیکن جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔ احکام مذکور اگر پہنچے بھی
ہوں تو ان کا زیادہ اثر نہیں ہوا۔ بروٹس اور کیسیس کو اب یہ مشکل
حل کرنی تھی کہ کسی صورت سے مشرقی صوبوں کی روما کی افواج کو اپنا معاون
بنا لیں اگر اس میں کامیابی ہوتی تو جو اہل روما مشرق میں مقیم تھے انھیں فوجوں میں
بھرتی کرنا چنداں دشوار نہ تھا اور سلطنت روما کو اس حصے کے متوسل بادشاہوں
سے بھی امداد مل سکتی تھی۔ سوار، تیر انداز اور ہلکے ہتھیار والے سپاہی بکثرت
اہل تھریس اور دیگر جنگجو اقوام سے فراہم ہو سکتے تھے اور ایشیا کے باشندوں
سے جو مظالم کے سہنے کے عادی ہو گئے تھے ایک کثیر التعداد فوج کی تنخواہ اور اخراجات خوراک

۱؎ میں نے اس مقام پر شوارز کے اخذ کیئے ہوئے نتائج کو تسلیم کر لیا ہے جو اس نے اپنے مضمون
(ہرمیس ۳۳) محولہ بالا میں ظاہر کیئے ہیں۔

باب ۵۹

کے لیئے زبردستی روپیہ اور سامان وصول ہو سکتا تھا۔ مشرق کے بحری ذرائع بھی مغرب سے زیادہ تھے اور کیسیس کے پاس ایک چھوٹا سا بیڑا تھا جو اُسکے بھائی لیوسیس کے زیر کمان تھا اُن کی کامیابی کا دارمدار اب زیادہ تر حکام صوبجات کے رجحان پر تھا جنھوں نے اپنے متوفی آقا کی فرمانبرداری تو بخوشی کی تھی مگر جو نہ تو انٹونی کے تفوق کو تسلیم کرنے کو تیار تھے اور نہ اُنھیں آکٹے وین کی روزافزوں اہمیت کا اندازہ تھا۔ بروٹس اور کیسیس کی مہم کو ہماری نگاہوں میں کامیابی کا زیادہ موقع معلوم نہیں ہوتا مگر واقعہ دراصل یہ نہ تھا۔ صوبہ دار سب کے سب سینیٹ کے رکن تھے اس لیئے مجلس مذکور کا پھر بااختیار ہونا انھیں ناپسند نہ ہوگا اور بروٹس اور کیسیس کو دعویٰ تھا کہ وہ سینیٹ کے فریق غالب کے حقیقی نمائندے ہیں اور یہ صحیح بھی تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اُن کی امداد پر ایک زبردست اخلاقی قوت تھی جس کے اثر کو خفیف نہ خیال کرنا چاہیئے؛

بروٹس اور کیسیس

(۱۳۱۳) بروٹس نے کچھ دن ایتھنز میں گزارے جس کی حیثیت اب ایک علمی مرکز کی تھی اور جہاں نوجوان اہل روما اپنی قابلیت کو بڑھانے کے لیئے جاتے تھے اور فلسفہ کے مدرسوں کے درس میں شریک ہوتے تھے لیکن وہ جنگ کے لیئے تیاری کر رہا تھا اور اساتذہ کے حلقہ ہائے درس میں جو نوجوان تھے اُن میں سے بعض اُس کے ساتھ ہو لیئے۔ ان نوجوانوں میں سسرو کا بیٹا مارکس تھا اور کیو ہوریسیس فلاکس جو ایک معزز آزاد شدہ غلام کا بیٹا تھا۔ زمانۂ قیام ایتھنز میں وہ آس پاس کے صوبہ داروں سے نامہ و پیام بھی کر رہا تھا جس کا نتیجہ اُس کے حسب مرضی ہوا قسمت بھی اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ روما کے چند جہاز وہاں موجود تھے جنھیں اُن کے کمان افسر نے بروٹس کے سپرد کر دیا اور ایشیا اور شام سے جو کویسٹر[1] واپس آرہے تھے اُنھوں نے ایک کثیر

[1] پہلے ایک نے اور اُس کے بعد غالباً دوسرے نے۔ دیکھو Ad Brutum کیم ۲ - ۸۵ پر ٹائریل اور پرسر کا حاشیہ۔

باب۵

سرکاری رقم اُسکے سپرد کردی۔ پامپی کے کچھ پرانے سپاہی ابھی تک یونان میں موجود تھے اُنھیں اُس نے بھرتی کرلیا اور سواروں کے ایک دستے کو جو ڈولابیلا کے پاس ایشیائے کوچک میں جارہا تھا اُسنے روک کر اپنی فوج میں شریک کرلیا۔ اس کے علاوہ اُس نے ڈی میٹ ریاس میں ہتھیاروں کے ایک بڑے ذخیرے پر قبضہ کرلیا جو قیصر نے پارتھیا کی جنگ کے لیئے جمع کئے تھے۔ اس کے بعد وہ مقدونیہ میں داخل ہوا اور ہارٹینسیس نے صوبہ مع فوج اُس کے سپرد کردیا۔ واٹی نیس نے بھی ہتھیار ڈال دیئے کیونکہ بروٹس نے موسم سرما فروری (سنہ ۴۳) ہی میں پہاڑوں کو طے کرلیا۔ واٹی نیس[1] نے معلوم ہوتا ہے مقابلہ نہ کیا۔ گائیس انٹونیس جو مقدونیہ کا دعویدار تھا بروٹس کی فوجوں کے مقابلے میں عاجز تھا۔ اُس کے سپاہیوں نے بالآخر اُس کا ساتھ چھوڑ دیا اور دوسروں کی طرح بروٹس کے شریک ہوگئے۔ تمام جزیرہ نمائے بلقان اب جمہوریت پسندوں کے قبضے میں تھا اور ان کی فوج بھی زبردست تھی۔ مشرق بعیدہ میں کیسیس کو بھی کچھ کم کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ اُسے بھی ایشیا میں کچھ سرکاری روپیہ مل گیا اور اس نے بہ عجلت صوبۂ شام کا رخ کیا۔ مرکس اور کرسپس پامپی کے افسر باسس کا اپامیا میں محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے اپنی فوجوں کو کیسیس کے سپرد کردیا اور باسس[2] کے سپاہیوں نے بھی اُسے اسی امر پر مجبور کیا۔ مارچ کے اوائل تک صوبۂ شام میں جہاں اُس نے فوجی شہرت حاصل کی تھی کیسیس کے قدم پورے طور سے جم گئے۔ اُسے سب سے پہلے یہ فکر تھی کہ روپیہ وصول کرے اور اس میں بھی اُسے کامیابی ہوئی مگر اس کی خوش قسمتی کا سلسلہ ابھی جاری تھا۔ مصر میں جو سپاہی بطلیموسی بلکہ کلیوپٹرا کے ملازم تھے اُن کو لانے کے لیئے ڈولابیلا کا ایک نائب روانہ

---

[1] ڈائیون کیسیس (۴۷، ۲۱، ۶) کا بیان ہے کہ اُسکے سپاہیوں نے اُسکا ساتھ چھوڑ دیا۔

[2] یہ امر قابل لحاظ ہے صرف یہی افسر جو پامپی کا طرفدار تھا ہتھیار ڈالنے پر رضامند نہ تھا۔
سسرو Ad fam ۱۲،۱۲،۳ Misere noluit

باب ۹

کیا گیا تھا۔ ان سپاہیوں کی تعداد بشمول اُن لوگوں کے جو وہاں قیصر نے ۴۸ءمیں چھوڑ دیئے تھے اور پامپی کے سپاہیوں اور دوسرے پناہ گیروں کے قریب تین یا چار لیجن تھے۔ یہ فوج جب ڈولابیلا کے پاس سلیسیا جاتی ہوئی شام سے گزری تو کیسیس سے یکایک مقابلہ ہوگیا اس لیئے اُس کے کمان افسر نے اطاعت قبول کرلی کیونکہ کیسیس کی فوج قوی تر تھی۔ مئی کے اوائل میں کیسیس کے زیر کمان ۱۱ یا ۱۲ لیجن تھے۔ روما کے مشرقی مقبوضات کا زیادہ تر حصہ اب جمہوریت پسندوں کے قبضے میں تھا۔ ڈولابیلا بھی صوبۂ ایشیا میں ۴۳ء کے آغاز میں داخل ہوا۔ ٹریبونیس پر غلبہ حاصل کرکے اُسے اُس نے قید کرلیا اور پھر نہایت بے رحمی سے اُسے قتل کر دیا۔ مگر اُس کی فوج کی تعداد بہت کم تھی اور کیسیس کی روزافزوں قوت کے مقابلے میں اُسے کامیابی کی بہت کم امید ہوسکتی تھی۔

جمہوریت پسندوں کی ناعاقبت اندیشی۔

(۱۴۳|۱۴۴) تاریخوں سے روما کے سلسلۂ واقعات کا صحیح پتا نہیں چلتا۔ البتہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مارچ میں سسرو بہت مشغول تھا اور سینیٹ میں بھی کام بہت تھا۔ بروٹس کی کامیابی کی خبروں کے مشہور ہونے سے ایک زبردست مباحثہ ہوا۔ کیالینس نے تحریک کی کہ بروٹس معزول کردیا جائے اور اُس کی یہ دلیل پیش کی کہ قیصر کے قاتلوں کے سرغنہ کو اعزاز عطا کرنے سے نبرد آزما سپاہی برافروختہ ہوجائیں گے سسرو نے اُس کے جواب میں ایک تقریر[1] کی مگر وہ قانونی حقوق پر استدلال نہ کرسکتا تھا کیونکہ بروٹس کو قانوناً مقدونیہ وغیرہ پر حکومت کرنے کا حق نہ تھا اس لیئے اُس نے مصالح ملکی پر زور دیا اور بروٹس کی سترگ خدمات کی طرف اشارہ کیا جن کو اس نازک موقع پر نظر انداز کرنا نامناسب تھا۔ سینیٹ نے اس سے استدعا کی کہ اپنے طرزِ عمل کو اس وقت نبرد آزما سپاہیوں کی مفروضہ خواہشوں پر مبنی نہ کرے جو ڈیسی مس بروٹس کی امداد کے لیئے روانہ ہورہے تھے لیکن اگر مارکس قیصر کا

[1] فلپک دہم۔ کوین تقریر بمقن سروییس سلپی کیس کو اعزاز عطا کرنے کے لیئے کی گئی تھی جو میوٹی نا کو بطور سفیر گیا تھا اور اثنائے راہ میں مرگیا تھا۔

باب ۵

شامل ہونے کی وجہ سے موردالزام تھا تو ڈیسی مس کی بھی یہی حالت تھی۔ سسرو نے یہ تحریک پیش کی کہ بروٹس کی خدمات کا شکریے کے ساتھ اعتراف کیا جائے اور تسلیم کیا جائے کہ اُس کی سپہ سالاری میں صوبجات مقدونیہ، الیریکم اور یونان شامل ہیں، علاوہ ازیں اُسے اختیار دیا جائے کہ سرکاری روپے کو جس طرح چاہے صرف کرے، سلطنت کی جانب سے قرض لے، رسد مہیا کرے اور اُسے یہ بھی ہدایت کی گئی کہ جہاں تک ہو سکے اپنی فوجوں کو اطالیہ کے قریب رکھے جو قابل لحاظ ہے سسرو کی یہ تحریک منظور ہو گئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان خوش آئند خبروں سے اُس کے پیروؤں کی تعداد بڑھ گئی تھی اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اگر میوٹینا پر انٹونی کا قبضہ بھی ہو جائے تو بروٹس کے حملہ کر دینے کی صورت میں جمہوریت پسندوں ہی کا غلبہ رہیگا۔ لیکن اس عارضی خوشی کی وجہ سے سسرو سے ایک سخت فروگزاشت ہو گئی۔ بروٹس کی کامیابی سے اُسے مسرت قلبی تھی مگر اُس کے شرکا میں چند ایسے تھے جنھیں اس کی مطلق خوشی نہ تھی مثلاً اگر جمہوریہ کا احیا ایک ایسی فوج کے ذریعے سے عمل میں آتا جس کا سپہ سالار قیصر کے قاتلوں کا سرغنہ تھا تو اس سے قیصر کے وارث (آکٹے وین) کی امیدوں کا خاتمہ ہو جاتا۔ سسرو کا دعوے تھا کہ جمہوریت پسندوں کی فتح سے نبرد آزما سپاہیوں کو یہ اندیشہ نہ کرنا چاہئے کہ قیصر کی تمام کارروائیاں کالعدم کر دی جائیں گی۔ سپاہی اس کا یہ جواب دے سکتے تھے کہ اپنے حقوق کے تحفظ کے لیئے انھیں آکٹے وین پر زیادہ اعتماد تھا۔ درشت مزاج سپاہیوں کے احساسات کی زیادہ پروانہ کرنا بظاہر عالی ہمتی اور حریت پسندی پر دلالت کرتا تھا مگر واقعات مابعد سے ثابت ہو گیا کہ یہ طرزعمل خلاف مصلحت تھا، آکٹے وین کو واقعات کے مہتم بالشان ہونے کا کافی احساس تھا، ابھی تک وہ انٹونی کا مخالف ہونے کی حد تک جمہوریت پسندوں کے ساتھ تھا مگر وہ اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کی فکر میں تھا نہ کہ سسرو کے۔ اس کے چند روز بعد ایک دوسری کارروائی اسی قسم کی ہوئی یعنی سینیٹ کو جب ایشیا میں ڈولابیلا کی حرکات کا علم ہوا تو وہ دشمن قوم قرار دیا گیا جسکی وجہ سے شام کی صوبہ داری کا مسئلہ بھی زیر بحث ہو گیا سسرو نے[1]

[1] فلپک یازدہم سسرو کو یہ دعوی کرنے کی جرأت نہ ہوئی کہ صوبۂ شام پر کیسیس کو کوئی قانونی حق تھا۔

باب ۵۹ بیان کیا کہ اگر ڈولابیلا کو روکا نہ گیا تو وہ بھی انٹونی کی تقلید کریگا اس لیئے اُس کو زیر کرنے کے لیئے کیسیس کو متعین کرنا چاہیئے۔ سسرو کی تحریک یہ تھی کہ کیسیس کو شام کا صوبہ دار مقرر کیا جائے اور مشرق بعید کے تمام صوبجات اُس کے زیر نگرانی کر دیئے جائیں تا کہ وہ ڈولابیلا کو مغلوب کر سکے مگر یہ تحریک منظور نہیں ہوئی کیونکہ کیالی نس نے پانسا کی تائید سے یہ تجویز منظور کرا دی کہ صوبجات ایشیا و شام موجودہ کانسلوں کو سپرد کر دیئے جائیں جب وہ شمال کی موجودہ جنگ سے فارغ ہوں۔ اس طرز عمل کے متعلق سسرو نے جو اعتراض کیئے تھے وہ درست تھے مگر سینیٹ نے کسی وجہ سے اُن پر لحاظ نہ کیا۔ سسرو نے اس موقع پر نبرد آزما سپاہیوں کا ذکر کرتے ہوئے ناعاقبت اندیشی سے بیان کیا کہ ہماری امیدیں حال کے بھرتی کیئے ہوئے رضا کاروں اور اہل اطالیہ کی عام سرگرمی سے وابستہ ہونی چاہئیں اور اُس نے نئے سپاہیوں کو پرانے سپاہیوں پر ترجیح دی جن کی سپہ گری کے دن گزر چکے تھے۔ سامعین میں سے اکثر نے اس بیہودہ بکواس کو ناپسند کیا ہوگا۔ سینیٹ میں ناکامیاب ہو کر سسرو نے ایک عام مجمع[1] میں نہایت سخت تقریر کی جس کے متعلق اُس کا خود بیان ہے کہ لوگوں کو پسند نہ آئی۔ اس کا خیال البتہ صحیح تھا یعنی کیسیس احکام و قوانین کی پروا نہ کریگا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہی ہوا۔

انٹونی کا عیارانہ خط (۵۱۳) فروری کے اختتام تک ہرٹیس اور آکٹیوین نے اپنی فوجیں سڑک ایمی لی پر آری مینم اور بونونیا کے درمیان ڈال دی تھیں۔ بونونیا پر انٹونی کا قبضہ تھا جس کے قریب سڑک کیسین[2] سڑک مذکور سے ملی تھی۔ انٹونی پر یہ لوگ حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے کیونکہ اُن کے سپاہی بالکل نئے رنگروٹ تھے۔ میوٹینا کے محاصرے کے اُٹھنے کی ابھی تک کوئی امید نہ ہو سکتی تھی اور اہل روما کی ہمتیں اب پست ہو رہی تھیں۔ انٹونی کیساتھ نامہ و پیام کرنے کے لیئے پھر ایک سفارت بھیجنے کی تجویز ہوئی اور پانچ سفیروں میں

---

[1] یہ تقریر ضائع ہوگئی ہے۔ دیکھو Ad fam ۱۲، ۷
[2] جو آگے بڑھ کر ۱۸۰ قدم کی سڑک فلامی نیا سے مل گئی تھی دیکھو فقرہ ۵۶۲۔

باب ۹۵ ایک سسرو بھی تھا۔ یہ تجویز سخت مہمل تھی اور سسرو نے گو اُس کی مخالفت نہیں کی مگر دوسرے روز اُس کی تائید پر پشیمانی ظاہر کی اور اُسے مسترد کر دیا۔ مارچ کے وسط میں پانسا روما سے موقع کارزار کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد ہی لیپی ڈس اور پلانکس کے پاس سے خط آئے جس میں انھوں نے صلح کر لینے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر اب معاملہ بہت بڑھ چکا تھا اور صلح کا موقع باقی نہیں رہا تھا یعنی جانبین میں سے ایک کو شکست اُٹھانا ضروری تھا۔ خانگی خطوط کے جو جواب[1] سسرو نے دیئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے خود اور اُس کے جمہوریت پسند پیرؤوں کو ان دونوں صوبہ داروں پر اعتماد نہ تھا۔ ہمارے پیش نظر سسرو کی صرف ایک تقریر[2] ہے جو اُس نے ایک طویل ملتوی شدہ مباحثے کے اختتام پر کی تھی اور جس میں اُس نے لیپی ڈس کا شکریہ ادا کیئے جانے کی تحریک کی تائید کی تھی مگر صلح اور جنگ کے مسئلے کے تصفیے کو سینیٹ کے لیئے اُس نے محفوظ رکھا تھا۔ یہ تحریک منظور ہو گئی۔ تقریر مذکور کا بڑا جزو وہ ہے جس میں اُس نے انٹونی کیساتھ مصالحت کرنے کو ناممکن ثابت کیا تھا۔ اسی کے ضمن میں اُس نے سینیٹ میں ایک خط[3] پڑھ کر سنایا جو انٹونی نے ہرٹیس اور آکٹے ویس کو لکھا تھا۔ خط کو سسرو نے فقرہ وار پڑھا اور ہر فقرے کے متعلق اپنے خیالات کو بھی ظاہر کرتا گیا۔ اس طریقے سے پڑھنے سے سامعین پر اُس کے حسب مرضی اثر ہوا مگر اس خط کو شروع سے آخر تک پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بمقابلہ سسرو کے انٹونی موجودہ سیاسی حالت اور مختلف جماعتوں اور افراد کی متضاد اغراض کو بہتر سمجھتا تھا۔ انٹونی کا طرز تحریر معاندانہ تھا مگر اُس نے خط میں یہ بھی جتا دیا تھا کہ میں نے لیپی ڈس سے

---

[1] فلپک دوازدہم۔
[2] سسرو Ad fam ۱۰، ۶، ۲۔
[3] فلپک سیزدہم
[4] شلنگ برگ نے سسرو کے خطوط کے ترجمے (جلد چہارم صفحات ۱۸۹-۱۹۲) میں اس خط کو سلسلہ وار درج کر دیا ہے۔

باب ۵۹

خانگی طور پر گفتگو کرلی ہے اور میرا اور پلانکس کا طرزِ عمل یکساں ہے اور خواہ وہ اسے شکست دیں یا وہ انھیں شکست دے مگر ان میں جو فتحمند ہوگا وہ فریق پامپی کی سابقہ جماعت کے پنجے میں پھنس جائیگا جس کا سرغنہ اب سسرو تھا۔ اُس نے آکٹے وین اور ہرٹیس کو متنبہ کردیا تھا کہ ہوشیار رہیں اور اگر اپنی عافیت چاہتے ہیں تو اپنے مشترک دشمنوں کے مقابلے میں اُس کا ساتھ دیں۔ اس خط سے ہم انٹونی کی حقیقی قابلیت کا اندازہ کرسکتے ہیں جب وہ عیاشیوں سے دور اور میدان کارزار میں ہو۔ ہرٹیس پر جو اثر اس خط کا ہوا وہ اُس اثر کے بالکل برعکس تھا جو سسرو پر ہوا تھا اور بلاشک وشبہہ آکٹے وین نے انٹونی کی سبق آموز نصائح پر بخوبی غور کیا ہوگا۔ مگر اس خط میں کوئی ایسا وعدہ نہ تھا جسکی بنا پر آکٹے وین اپنے موجودہ شرکا کا ساتھ چھوڑ دیتا۔ انٹونی ابھی تک بے بس نہیں ہوا تھا اور اپنی اغراض کے لیئے لڑ رہا تھا اس لیئے میوٹی نا کا محاصرہ اٹھا دینے کے لیئے فوجی کارروائیاں جاری رہیں۔ اسی اثنا میں شوریدہ سر سیکس ٹس پامپی نے روما کے معاملات میں پھر دخل دینا شروع کیا اور مسالیہ سے بذریعۂ تحریر اپنی خدمات سینیٹ کو پیش کیں اور سسرو نے انٹونی کے متعلق اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے اس خوش آیند معاون کا شکریہ ادا کرنے کی تحریک کی۔

پلانکس۔ ڈیسی مس

(۱۶) (۱۳) اپریل کے اوائل میں پلانکس کے پاس سے ایک مراسلہ آیا جو اب تک ایک وفادار صوبہ دار ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔[1] اُس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اپنے صوبے کے باشندوں کو فرماں بردار اور تابع رکھے اور اپنی فوجوں میں اضافہ کرے اور انھیں فوجی تعلیم دے تاکہ وقت ضرورت پر جمہوریہ کے کام آسکیں لیکن ڈی۔ بروٹس کی طرح وہ جلد بازی کرنے کو تیار نہ تھا۔ سسرو نے

[1] پلانکس کو اب جاکر معلوم ہوا کہ انٹونی کو اُس کے صوبۂ گال بعیدہ پر دعویٰ تھا جسکی وجہ سے وہ ناراض ہوگیا۔ جولین جس کا حوالہ ٹائرل اور پرسر نے دیا ہے۔ ۲۱۶۔ سسرو Ad fam ۱۰، ۸، ۱۲ ایڈ بروٹم ۲، ۲۔

باب ۴ جو ان وعدوں کو درحقیقت یا بظاہر صحیح خیال کرتا تھا۔ ۹ راپریل کو پلانکس کو اعزاز عطا کرنے کی ایک تحریک منظور کرادی۔ لیکن یہ مباحثہ تین دن تک جاری رہا اور ایک پریشان کن جمہوریت پسند مسمی پی ئسر ولیس ایک ٹری بیون کی امداد سے مباحثے میں فضول دخل درمعقولات اور مخالفت کرتا رہا جس سے سسرو کی جماعت کی حقیقی اندرونی کمزوری عیاں ہوتی ہے۔ ایسے نازک موقع پر قوانین کی لفظی پابندی نہیں ہوسکتی مگر دور انقلابی کے کئی سال گزر جانے کے بعد بھی یہ لوگ اپنے سرگروہ پر فضول لفظی اعتراضات کرکے اُسے پریشان کرتے تھے۔ مگر جب مباحثہ ختم ہونے کو تھا ملک شام میں کیسیس کی قطعی کامیابی کی خبر آئی جس کی وجہ سے سسرو کی تحریک منظور ہوگئی۔ اب سب لوگوں کو شمال کی جنگ کے نتائج کا انتظار تھا کیونکہ سب کو یہ علم تھا کہ قحط کی وجہ سے یا تو میوٹی نا کا سقوط عمل میں آئیگا یا محصورین کی نجات ہوجائیگی۔ اس جنگ میں انہماک کا ثبوت ایک قسمت آزما سپاہی کی کارروائیوں سے ملتا ہے۔ یہ شخص پی ونٹی ڈیس[1] قیصر کا ماتحت رہچکا تھا اور اب انٹونی کا شریک تھا۔ اسنے دو لیجن جنوب میں بھرتی کیئے اور شمال کی طرف جاتے ہوئے ایک تیسرا لیجن پیکے نم میں بھرتی کرلیا۔ اپی نائن کو طے کرکے وہ جمہوریت پسندوں کی فوجوں سے بچ نکلا اور انٹونی سے ایسے موقع پر جاملا جبکہ وہ پسپا ہورہا تھا۔ یہ قصہ نہایت عجیب وغریب ہے مگر اس کے اصل واقعات کو باور نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔

میوٹی نا کے محاصرے کا اٹھنا (۱۳۱۷) گال ایس ردئے آلپ کی جنگ کا اب قطعی فیصلہ ہونے کو تھا۔ ہرٹیس اور آکٹے وین کے دباؤ سے مجبور ہوکر انٹونی نے بونونیا کا تخلیہ کردیا اور پانسا کے آجانے سے اس پر لازم آیا کہ اُن کی پیش قدمی کو

[1] یہ پیکے نم کا باشندہ تھا اور اطالیہ کی جنگ عظیم میں لڑکپن میں قید کرلیا گیا تھا۔ اس شخص کے عجیب وغریب احوال زندگی کے لیئے دیکھو ڈائون کیسیس ۴۳، ۵۱، گیلیس ۱۵، ۴۔

باب ۹ب

رو گئے۔ ۱۵ اپریل کو شاہراہ پر ایک جنگ[1] بونونیا اور میوٹی نا کے درمیان ہوئی۔ جانبین کے نبرد آزما سپاہی اس جنگ میں پیش پیش تھے اور ان میں سے بہت سے کام آئے۔ انٹونی کی حالت فریق ثانی سے بہتر تھی مگر وہ جب میوٹی نا کی طرف واپس ہو رہا تھا ہرٹیس اُس پر بلائے ناگہانی کی طرح نازل ہو گیا اور اُس کی تھکی ہوئی فوج کو سخت شکست دی کیونکہ اُس کے زیر کمان غیر ملکی سواروں کا ایک زبردست دستہ تھا جس کی وجہ سے وہ بچ نکلا۔ اُسی روز پانسا کو ایک زخم کاری لگ گیا۔ آکٹے وین کی اس جنگ میں شرکت صرف اُسی حد تک تھی کہ اُس نے ایک حملے کو دفع کر دیا جو اُس کی چھاؤنی پر ہوا تھا۔ یہ جنگ فورم گیلورم کی لڑائی کے نام سے موسوم ہے۔ ۲۱ اپریل کو ایک دوسری لڑائی میوٹی نا کے قریب ہوئی جس میں انٹونی کو سخت ہزیمت ہوئی اور اُس کی فوج بے قاعدہ طور پر پسپا ہو گئی جس کی وجہ سے میوٹی نا کا محاصرہ اُٹھ گیا۔ لیکن عین فتح کے وقت ہرٹیس میدان جنگ میں کام آیا اور پانسا بھی زخموں سے جاں بر نہ ہو سکا اور چند روز کے بعد مر گیا۔ اب صرف دو سپہ سالار موقع کارزار پر جمہوریہ کی افواج کی کمان کر سکتے تھے جن میں سے ایک ڈیسی مس بروٹس قیصر کا قاتل تھا جس کے سپاہی فاقہ کشی سے بالکل کمزور ہو گئے تھے یا فاقہ کشی کے بعد پُرخوری کی وجہ سے مر رہے تھے اور دوسرا قیصر کا وارث (آکٹے وین) تھا جو دونوں کانسلوں کے مر جانے کی وجہ سے تین فوجوں کا افسر اعلیٰ ہو گیا تھا۔ فوجی اغراض کے لحاظ سے انٹونی کی شکست خوردہ فوج کا تعاقب کرنا اور اُسے تباہ کر دینا نہایت ضروری تھا۔ انٹونی مغرب کی طرف بھاگ رہا تھا اور اگر اُسے ایک دفعہ اور شکست ہوتی تو پھر وہ ہمیشہ کے لیے بیکار ہو جاتا۔ مگر کوئی اُس کا سدّ راہ نہ ہوا کیونکہ بروٹس فوراً کوچ نہ کر سکتا تھا اور آکٹے وین اُس کی امداد کرنے پر آمادہ نہ تھا اس لیے انٹونی بھاگ نکلا۔ اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ سینیٹ نے اس صورت حال کے متعلق کیا رائے

[1] دیکھو سسرو fam. ۱۰، ۳۰ میں گالبا کا خط ٹائریل اور پرسر ششم ۲۴۲، ۲۴۳۔

باب ۹ قائم کی اور خصوصاً یہ کہ اس نوجوان کے ساتھ اس کا کیا سلوک ہوگا جس نے اپنی خوبی قسمت سے یکایک اس قدر اثر اور اقتدار پیدا کر لیا تھا۔ شمالی جنگ کے دوران میں روما کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔ شکست کی افواہ مشہور ہو رہی تھی اور ڈیسی ٹڈیس کے دعاوے کی وجہ سے جو کھلبلی مچ گئی تھی اسکے سبب سے لوگ اُن خبروں کا یقین بھی کرنے لگے تھے بعض لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ سسرو اعلیٰ اقتدارات غصب کرنا چاہتا ہے جس کی وجہ سے اُس کی جان کے لالے پڑ گئے تھے مگر ایک ٹریبیون نے جو اُس کا دوست تھا تقریر کر کے اُسے بچا لیا۔ مگر جب فورم گیلورم کی فتح کی خبر پہنچی تو اُس کے اعزاز میں مظاہرے ہونے لگے اور وہ بے حد ہر دل عزیز ہو گیا۔ دوسرے روز (۲۱ اپریل) سینیٹ میں یہ تحریک پیش ہوئی کہ صلح کا لباس پھر پہنایا جائے مگر سسرو[۱] نے اس تحریک سے اختلاف کیا اور سینیٹ کو میوٹی نا کا محاصرہ اُٹھ جانے تک انتظار کرنے پر آمادہ کر لیا۔ مگر شکرانہ ادا کرنے کی تجویز کی اس نے تائید کی کیونکہ اس میں یہ مضمر تھا کہ انٹونی اور اُس کے سپاہی دشمن قوم ہیں۔ اُس نے اپنی فوجوں کے مقتولین کے لئے اعزاز عطا کرنے اور زندہ لوگوں کو انعام دیئے جانے کی تجویز پیش کی جس میں مقتولین کے وارث بھی شریک تھے۔ اس کے بعد ہی میوٹی نا کی دوسری جنگ اور محاصرے کے اُٹھ جانے کی خبر آئی اور ۲۶ اپریل کو انٹونی کے شرکا باضابطہ طور پر دشمن قوم (Bostes) قرار دیئے گئے۔ فتح کی خوشی نے عقلوں پر پردہ ڈال دیا اور جمہوریت[۲] پسندوں نے سینیٹ میں جن کی تعداد غالب تھی بے سوچے سمجھے اعزاز اور انعام تجویز کیئے دونوں باقی ماندہ سپہ سالاروں کو اعزاز عطا کرنے میں جو بین فرق رکھا گیا تھا اس سے اُن کے اصلی خیالات ظاہر ہوتے ہیں۔ ڈی بروٹس کے لیئے اُنھوں نے علاوہ

---

[۱] فلپک چہارم سسرو کی یہ آخری تقریر ہے جو اب تک باقی ہے۔

[۲] ڈائون کیسیئس (۴۶، ۳۹) کا بیان ہے کہ انھوں نے خدمات کی میعاد کو یکسالہ کرنے کے بارے میں ایک قانون نافذ کرایا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت جمہوریہ کو زندہ کرنا چاہتے تھے۔

باب ۹۵

جلوس فتح دوسرے اعزاز بھی تجویز کیے جن میں سے بعض غیر معمولی تھے اور خلاف اس کے آکٹے وین کے لیئے کمتر درجے کا جلوس فتح (Ovatio) تجویز کیا گیا علاوہ ازیں متوفی کانسلوں کی فوجیں ڈسی بروٹس کے سپرد ہوئیں اور اُسے انٹونی کا تعاقب کرکے جنگ کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا جس سے یہ امتیاز اور بھی بیّن ہوگیا۔ اسی اثنا میں دوسرے احکام بھی نافذ ہوئے جن سے ثابت ہوگیا کہ انتظامات مذکور صرف بروٹس کے حقوق تقدم خدمات پر مبنی نہ تھے۔ سیکس ٹس پامپی کی خدمات بھی قبول کرلی گئیں اور بحریہ کا افسر اعلیٰ مقرر کرکے سواحل کی نگرانی اُس کے سپرد ہوئی کیسیس بھی باضابطہ طور پر شام کا صوبہ دار مقرر ہوا اور ڈولابیلا کو زیر کرنے کے علاوہ مشرق بعیدہ کے تمام صوبجات کی عام نگرانی بھی اُس کے تفویض ہوئی۔

جمہوریت پسندوں کی غلطیاں

(۱۳۱۸) احکام مذکورا اور دیگر احکام سے جن کی وقعت اُن سے کچھ کم نہ تھی سینیٹ نے اپنے حقیقی ارادوں کا اظہار کردیا تھا۔ جمہوریت پسند جن کا سرگروہ سسرو تھا اس خیال خام میں تھے کہ خطرہ گزر چکا تھا اور اب وہ بلاخوف و خطر اپنے منصوبوں کو عمل میں لاسکتے تھے۔ آکٹے وین سے بے اعتنائی کرنا جس نے انھیں انٹونی کے پنجۂ ستم سے بچایا تھا اور قیصر کے قاتلوں اور علانیہ دشمنوں کو مناصب اعلیٰ پر پہنچانا اُسی وقت باثر ہوسکتا تھا اگر جمہوریہ کا حقیقی وجود ہوتا لیکن واقعہ یہ تھا کہ جس جمہوریہ کی بنیاد سسرو نے اپنی فصاحت و بلاغت سے رکھی تھی وہ دراصل محض ایک فرضی چیز تھی۔ اگر آکٹے وین بالکلیہ جمہوریہ کا فدائی بھی ہوتا تو اب وہ متنبہ ہوچکا تھا کہ اُسے خود اپنی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیئے ورنہ اُس کی سیاسی وقعت کا خاتمہ ہوجائیگا اور اس کا انجام فی الحقیقت یہی ہوتا اگر جملہ امور کا مدار سینیٹ کی تقریروں اور شمار آرا پر ہوتا لیکن اس نوجوان کو خوب معلوم تھا کہ اعضائے جمہوریہ یعنی سینیٹ اور قوم روما دونوں محض باقیات الصالحات ہیں اور حقیقی قوت فوجوں کے سپہ سالاروں کے ہاتھوں میں ہے۔ اعلیٰ عہدوں کا

سلہ ۲۷ راپریل بسسرو ایڈ بروٹم یکم ۵ /۱ –

اثر بھی زائل ہو چکا تھا اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ دونوں کانسل مر چکے تھے اور قانونی موانع کی وجہ سے اُن کے جانشینوں کا انتخاب جلد نہ ہو سکتا تھا جس کی وجہ سے نظام دستوری بدقسمتی سے بالکل معطل ہو گیا تھا۔ آکٹیو وین انتظار کرتا رہا اور واقعات کو بغور دیکھتا رہا اور جمہوریت پسند حماقت سے ایسی حرکات کر رہے تھے جس سے اُسے تقویت ہو رہی تھی۔ انھیں یہ دھوکا ہو رہا تھا کہ انٹونی کی جو حالت دراصل تھی اس سے بہت خراب ہے اور یہ کہ ڈی بروٹس ایک زبردست اور کارگر فوج کے ساتھ اُس کا تعاقب کر رہا ہے۔ انھوں نے لیپی ڈس اور پلانکس کو حکم دیا کہ آن روئے آلپس سے اُسے گھیر لیں اور اس طور پر جمہوریہ کی فتح کو تکمیل پر پہنچا دیں۔ قطعی کامیابی کے متعلق انھیں مطلق شبہہ نہ تھا اس لیئے وہ آکٹیو وین کی تذلیل میں مصروف ہو گئے اور انھوں نے ایک وفد حالیہ انعامات کی باضابطہ رپورٹ کے ساتھ روانہ کیا۔ انعامات[1] مذکور سب کے لیئے یکساں نہ تھے بلکہ ان سے فوجوں میں تفرقہ اور باہمی حسد پیدا کرنا مقصود تھا اور یہ بھی تجویز تھی کہ انعاموں کے متعلق اعلان راست سپاہیوں کے روبرو کیا جائے نہ کہ حسب قاعدہ سپہ سالاروں کے توسط سے۔ آکٹیو وین کے سپاہی اس طرز عمل سے برافروختہ ہو گئے مگر اُس نے یہ انتظام کر دیا کہ سپاہی سفیروں کا استقبال گرمجوشی سے کریں جس کی وجہ سے سپاہی سابق سے بھی زیادہ اُس کے خیر خواہ ہو گئے اور حکام روما پر شبہہ کرنے لگے۔ شمال کی فوجی حالت بھی ایسی نہ تھی جیسا کہ سسرو اور اُس کے دوستوں کا خیال تھا۔ انٹونی بے ترتیبی کے ساتھ ضرور بھاگا تھا مگر تعاقب دو روز کے بعد شروع ہوا اور اُس کی خوبی یہ تھی کہ نازک وقت میں اُس سے بہتر کوئی سپہ سالار نہ تھا۔ ڈی بروٹس[2] کے پاس باربرداری کا سامان نہ تھا کیونکہ اُس نے حال ہی میں ایک طویل محاصرے سے گلو خلاصی حاصل کی تھی اور اُس کے سپاہیوں میں یا تو

---

[1] سسرو ایڈ بروٹم یکم ۵، ۴ پر ٹائرل و پرسر کا حاشیہ۔

[2] ولیپس دوم ۶۲؛ ۴، ۵ ڈائون ۴۶؛ ۴۰، ۴۱ ایپین سوم ۸۶۔

میوٹی نا کے مریض تھے یا نئے رنگروٹ۔ کانسلوں کی دونوں فوجوں کے نبرد آزما باب ۹
سپاہیوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور آکٹے وین نے چونکہ اُسے
اُن کی وفاداری پر اعتماد تھا تعاقب میں شریک ہونے سے انکار کر دیا اور حیلہ حوالے
کرتا رہا۔ ونٹی ڈیس بھی اسی اثنا میں اپنے تین زبردست لیجنوں کے ساتھ
بلا مزاحمت اپنی نائن کو طے کرکے واڈا سبائیا پر انٹونی سے جا ملا جو جنیوا
کے قریب ہے۔ اس مقام سے لیپی ڈس کے صوبے تک پہنچنا بہت آسان
تھا اور لیپی ڈس نے جو کچھ کیا ہم اُسے آگے چل کر بیان کریں گے۔ آکٹے وین
بھی درحقیقت انٹونی کو تباہ نہ کرنا چاہتا تھا اور انٹونی کے دم خم بھی اب
وہ نہ تھے اس لیئے وہ آکٹے وین کی شرائط تسلیم کرنے پر آمادہ تھا۔ سسرو
اور دوسرے متعصب جمہوریت پسندوں کی نگاہ میں انٹونی گردن زدنی تھا
مگر آکٹے وین کا یہ خیال نہ تھا اور انٹونی کے گرفتار شدہ سپاہیوں کو
اُس کے پاس واپس کرنے کے علاوہ آکٹے وین نے اپنی ہمدردی کو
دوسرے ذریعوں سے بھی ظاہر کیا۔ اس طور پر ڈی۔ بروٹس کی کوششیں
بیکار اور ضائع ہوئیں۔ مئی کے پورے مہینے اور جون کے اوائل میں یہ ناشاد
سپہ سالار باوجود اپنے محدود ذرائع کے کامیابی کے لیئے پوری کوشش کرتا رہا
اور مزید سپاہ اور روپے اور ایم بروٹس کے مقدونیہ سے بلائے جانے
کے لیئے درخواست کرتا رہا مگر سب بے سود تھا۔ نہ فوج آئی نہ روپیہ آیا اور
بالآخر وہ سخت خطرے میں پڑ گیا۔ مگر اُسے باور کرایا گیا کہ روما کے ارباب حل وعقد
اُس کی ناکامی سے سخت مایوس ہو گئے تھے اور خیال کرنے لگے تھے کہ اس نے
ہمت سے کام نہیں لیا حالانکہ یہ ناکامی جیسا کہ اُس نے انھیں مطلع کر دیا تھا
آکٹے وین کی وجہ سے تھی۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ آکٹے وین اپنے سپاہیوں
کی نافرمانی کی وجہ سے مجبور ہے۔ جمہوریت پسندوں نے آکٹے وین کی قوت اور
اُس کے ارادوں کا بالکل غلط اندازہ کیا تھا، اس کی تصدیق یوں ہوتی ہے کہ
مئی کے آخر میں سسرو[1] نے ڈیسی مس کو ایک خط لکھا جس میں اُس نے

[1] سسرو Ad fam ۱۴/۱۱ - اس کا بیان ہے کہ افریقہ کے لیجن بھی بلائے گئے تھے۔

باب ۲۹

تسلیم کرلیا کہ صورت حال نہایت خطرناک ہے اور ڈیسی مس کو یقین دلایا کہ وہ بھی مارکس اور اُس کی فوج کو بلانے اور آکٹے وین کو اطالیہ کا محافظ مقرر کرنے سے متفق ہوں ۔ جمہوریت پسندوں نے اپنی حرکات سے آکٹے وین کو سخت ناراض کردیا تھا اور وہ اُن کی مخالفت سے پورے طور پر متنبہ ہوگیا تھا ۔ اب اس پر طرہ یہ ہوا کہ سینیٹ نے انٹونی کے زمانہ کا نسلی کی کارروائیوں کی اصلاح کے لیئے دس کمشنر مقرر کردیئے ۔ اس کی وجہ سے ہر قسم کے معاملات زیر بحث ہو جاتے جس میں تقسیم اراضی کا مسئلہ بھی تھا ۔ آکٹے وین ان دس کمشنروں میں نہ تھا جس سے اُس کے سپاہی ناراض ہوگئے کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ اُس کے عدم تقرر کی وجہ سے انھیں نقصان پہنچیگا ۔ سسرو نے حال ہی میں ایک پھبتی نوجوان قیصر پر کسی تھی جو اُسے سخت ناگوار ہوئی ۔ آکٹے وین کیساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے اس کے متعلق سسرو نے کہا تھا کہ "ہمیں اُس کی تعریف کرنی چاہیئے، اُسکا اعزاز کرنا چاہیئے اُسے بلند تر کرنا چاہیئے"[2] تیسرے لفظ 'بلند تر' سے دو معانی پیدا ہوتے ہیں یعنی اعلیٰ وارفع کرنا اور دفع کرنا ۔ اس بے موقع مسخرے پن سے ظاہر ہوگیا کہ اب تک سسرو نے آکٹے وین کی جو کچھ تعریف و توصیف کی سب زمانہ سازی پر مبنی تھی ۔ آکٹے وین نہ کبھی کسی واقعے کو بھولتا اور نہ کسی دشمن کو معاف کرتا اس لیئے سسرو کو بھی اب اُس کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوگیا تھا[1]

لیپی ڈس ۔ پلانکس

(۱۳۱۹) اب ہم لیپی ڈس اور پلانکس کا ذکر کریں گے ۔ پلانکس اب تک اپنی وفاداری کا پابند تھا اور غالباً انٹونی کی حکومت پر جمہوریت کو ترجیح دیتا تھا ۔ مئی اور جون اور جولائی کے مہینوں کی پریشانیوں کے اثنا میں وہ سسرو سے مراسلت کرتا رہا مگر چونکہ دور اندیش تھا اس لیئے نہ تو اُس نے سسرو کی نصیحت پر عمل کیا اور نہ اس سبز باغ میں آیا جو سسرو اُسے دکھایا کرتا تھا ۔ اُسے معلوم تھا کہ ابھی بہت کچھ کرنا ہے جس کا روما کے مدبّروں کو احساس نہیں اور

---

[1] Ad fam ۱۱، ۲۰، ۲۱ - ولییس دوم ۶۲، ۶ -

[2] Laudandum, ornandum. tollendum

ایک ناممکن العمل کام میں شریک ہو کر خود کو برباد کرنا نہ چاہتا تھا۔ لیپی ڈس کی طرف سے باب ۹
اُسے بہت شبہہ تھا اور سسرو کو اُس نے مطلع کیا کہ میں اس کو انٹونی سے
مل جانے سے روکنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اُس نے سسرو کو یہ بھی لکھا
تھا کہ میرے سپاہیوں میں سے اکثر ناقابل اعتماد ہیں اور لیپی ڈس کی
فوج کا تو اور بھی اعتماد نہیں۔ لیپی ڈس پر ہر شخص کو شبہہ تھا یہاں تک کہ سسرو
کو بھی مایوسی تھی۔ ۲۹ مئی کو لیپی ڈس انٹونی سے جا ملا۔ اُس نے غالباً
ایک دیرینہ معاہدے کی بنا پر انٹونی کو قریب آنے دیا اور دونوں فوجوں
میں جب آپس میں میل جول ہو گیا تو اُسے اعلان کرنے کا بہانہ مل گیا کہ فوج کے
روگردان ہو جانے کے خوف سے میں مجبوراً دشمن کا شریک ہو گیا ہوں
اور یہ کارروائی میں نے خوں ریزی کو روکنے اور مصالحت ہو جانے کے لئے
کی ہے۔ اس طور پر اس ناقابل اعتماد سردار بیچارے (لیپی ڈس) نے اپنا
اصلی رجحان ظاہر کر دیا۔ پلانکس اپنی فوج کے ساتھ اپنے صوبے کی سرحد
پر تھا اور واقعات کی رفتار کو دیکھ رہا تھا۔ اب وہ مجبوراً واپس ہو گیا کیونکہ وہ
متحدہ فوجوں کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ مگر انٹونی کا جس کے پنجے میں لیپی ڈس
تھا یہ قصد نہ تھا کہ گال بعیدہ کے صوبہ دار کو دباؤ اور جبر سے زیر اثر کر لے
اس لئے اُس کو رام کرنے کے لئے دوسری تیاریاں کر رہا تھا۔ دو بڑے امر ایسے
تھے جن کا نہ تو سسرو نہ پلانکس نہ ڈی بروٹس کو علم تھا حالانکہ واقعات مابعد
پر ان کا بہت اثر تھا۔ پہلا واقعہ یہ تھا کہ آکٹے وین نے انٹونی اور لیپی ڈس
سے گفت و شنود کر لی تھی اور دوسرا یہ تھا کہ مارکس بروٹس نے عہد مصمم کر لیا
تھا کہ جمہوریہ کی تائید کے لئے اطالیہ پر حملہ نہ کرے۔ ان دونوں واقعات
سے لاعلم ہونے کی وجہ سے سینیٹ نے لیپی ڈس کو دشمن قوم قرار دیا کیونکہ
اُنھیں قوی امید تھی کہ جب آکٹے وین کی زبردست فوج ان کے ساتھ ہے،
دو لیجن افریقہ سے آرہے ہیں اور بروٹس بھی واپس آرہا ہے تو پھر وہ اپنے

[1] سسرو Ad fam دہم ۳۵ میں اُس کا عیارانہ خط دیکھو۔

باب ۵۹
ایم۔ بروٹس کی عجیب حرکت

دشمنوں کا بخوبی مقابلہ کرسکتے ہیں؎
(۱۳۲۰) اب وقت آگیا ہے کہ ہم ان اسباب کا ذکر کریں جن کی وجہ سے بروٹس اطالیہ پر حملہ آور ہونے سے باز آیا۔ مقدونیہ اور الیریکم میں اُسے شاندار فتوحات حاصل ہوئی تھیں لیکن اگر عارضی جمہوری حکومت کا خاتمہ ہوجاتا تو اُسکی فتوحات کی وجہ سے جمہوریت کا دوبارہ قیام ناممکن تھا۔ اطالیہ میں اُس کے رہنے کی سخت ضرورت تھی مگر اس ضرورت کا اُسے کافی احساس نہ تھا لیکن سوال یہ ہے کہ بروٹس کیوں نہیں آیا جبکہ دونوں کانسلوں کی موت کے بعد جنگ کی حالت دگرگوں ہوگئی اور سسرو کو ایسی فوجوں کی ضرورت تھی جن سے اسکے مقاصد کی تکمیل ہوسکتی تھی۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ بروٹس اور سسرو کے درمیان موافقت بالکل نہ تھی۔ آکٹے وین کی مدد کا قبول کرنا شروع ہی سے اُسے ناگوار تھا اور حاکم مطلق العنان (قیصر) کے وارث (آکٹے وین) کو جو اعزاز عطا ہوئے تھے اُن سے اُسے ناقابل برداشت رنج ہوا تھا۔ خود پسندی اور تنگ خیالی کی وجہ سے وہ اس زعم باطل میں تھا کہ باوجود ایک دور و دراز مقام پر ہونے کے وہ اُصولی معاملات اور ممکنات کو زمانہ شناس سسرو سے بہتر سمجھ سکتا ہے جو مرکز حکومت میں موجود تھا۔ اپریل کے وسط میں دونوں میں جو مراسلت ہوئی اُس سے موانست کا اظہار نہیں ہوتا۔ مارکس انٹونی کا بھائی سی۔ انٹونیس جو مقدونیہ کی صوبہ داری کا دعویدار تھا اُسے بروٹس نے شکست دے کر قید کرلیا تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ اس کا کیا حشر ہو سسرو نے یہ مشورہ دیا کہ ڈیسی مس کی سلامتی جان کے لئے اُسے بطور کفیل قید رکھو۔ ۱۳۔ اپریل کو بروٹس کا ایک خط سینیٹ میں پڑھا گیا جسکے ساتھ سی۔ انٹونیس

۱؎ بروٹس اور سسرو کے جعلی نہ ہونے کے مسئلے کی ٹائریل اور پرسر نے جلد ششم میں خوب بحث کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ صرف دو خطوں (بہ۔ بروٹس یکم ۱۶-۱۷) کو جعلی خیال کرنے کے کافی وجوہ ہیں۔

۲؎ خود اُسی کے الفاظ دیکھو فلپیک یازدہم ۲۷۔

باب ۹۵

کا بھی ایک خط منسلک تھا۔ بروٹس نے اس خط میں اپنے قیدی کا ذکر رحم کے ساتھ کیا تھا اور اُسے اپنے آپ کو پرو کانسل ملقب کرنے کی بھی اجازت دی تھی جس سے سب لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ یہ ایک عجیب معما تھا جس کی وجہ سے بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ بروٹس کا خط جعلی ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ تھا کہ جمہوریت کا یہ بہترین نمونہ (بروٹس) انٹونی سے ساز باز کرنا چاہتا تھا اور اس غرض سے انٹونی کے بھائی کا اُس کے قبضے میں ہونا نہایت مفید تھا۔ سسرو نے بروٹس پر اپنے خط میں بیجا ترحم اور صلح جوئی کا الزام رکھا اور اُسے سمجھایا کہ حقیقی امن جنگ میں کامیاب ہونے سے قائم ہو سکتا ہے اور انٹونی کی غلامی سے آکٹے ویَن کی بامَوقع امداد نے بچالیا تھا۔ اُس نے یہ بھی لکھا تھا کہ تینوں برادران انٹونی کی بھی بعینہ وہی حالت ہے جو کہ ڈولابیلا کی ہے، اگر ہم نے انھیں تباہ نہ کیا تو وہ ہمیں تباہ کردیں گے۔ مراسلت کا سلسلہ اسیطرح جاری رہا، بروٹس کو سسرو متنبہ کرتا رہا کہ اس موقع پر کمزوری دکھانا خطرے سے خالی نہ تھا اور یہ کہ آکٹے ویَن نے اُس وقت تک اُن کی جماعت کو تباہی سے بچایا تھا۔ جمہوریت پسندوں کی فتوحات اور میوٹی نا کے محاصرے کے اُٹھ جانے سے سسرو کی ہمت بڑھ گئی اور اُس نے بروٹس سے کچھ روز تک امداد کی درخواست نہ کی لیکن وہ اب تک سی۔ انٹونیس اور ڈولابیلا کے خون کا پیاسا تھا مگر بروٹس کو یہ عذر تھا کہ میں اپنے قیدی کو بغیر سینیٹ کے حکم کے قتل نہیں کرسکتا اور سسرو کے طرزِ عمل پر نکتہ چینی کرنے لگا۔ آکٹے ویَن کے اعزاز پر اُسے بالخصوص اعتراض تھا اور اُس کا قول تھا کہ اُسے اس قدر پیش پیش نہ کرنا چاہئیے ورنہ خطرناک ہو جائیگا۔ بروٹس نے اس افواہ پر یقین کرلیا تھا کہ سسرو کانسلی کی کوشش کر رہا ہے اور آکٹے ویَن کو اپنا شریکِ عہدہ بنانا چاہتا ہے جس پر اُس نے اپنی ناراضی بھی ظاہر کی۔ یہ واقعہ مئی کے وسط

---

۱ اگر دونوں خطوط (بروٹس بکیم ۱۶، ۱۷) جعلی نہیں ہیں تو وہ ہرزہ گوئی پر بھی اتر آیا تھا اور سسرو اور اپٹی کس دونوں کو مطعون کیا تھا۔

باب ۹

کا ہے اور اس کے کچھ دن بعد ہی ایڈریاٹک کے ساحل سے کوچ کر کے وہ مقدونیہ کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا سسرو سے اُس سے اب تک دوستانہ تعلقات قائم تھے اور دونوں ایک دوسرے سے مختلف قسم کی درخواستیں کرتے رہتے۔ مگر اب بروٹس اور بھی دور ہو گیا تھا اور مئی کے اواخر میں شمال میں جمہوریت پسندوں کی حالت نہایت نازک ہو گئی۔ ڈیسی مس سخت خطرے میں تھا اور آکٹے وین اپنی جگہ سے ہلتا نہ تھا۔ جون اور جولائی میں سسرو سخت پریشان تھا۔ بروٹس کی آمد کی خوش خبری دے کر وہ ڈیسی مس کی امیدیں بڑھا رہا تھا اور مارکس بروٹس اور کیسیس کو بار بار لکھتا تھا کہ جلد آکر مدد کرو ورنہ "وہ تاتو بن میری من بخدا می رسم" کا مضمون ہوگا۔ لیکن بروٹس کا آنا اب بھی بے سود اور بے اندازہ وقت تھا۔ بروٹس در اصل آنا ہی نہ چاہتا تھا کیونکہ وہ اپنی خلقی ضد اور سخن پروری کی وجہ سے اپنی تدابیر میں کسی قسم کا تغیر کرنے سے مجبور تھا، علاوہ ازیں سسرو کے افعال سے بھی جنھیں اُس نے سمجھایا نہ سمجھا تھا اُسے سخت رنج تھا لیکن اس کے علاوہ ایک دوسرا اثر بھی تھا جس سے امرائے روما کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے جن کی خصائل حمیدہ سے جمہوریہ عروج میں آئی تھی اور جن کی بداعمالیاں اب اُس کے زوال کا باعث ہو رہی تھیں۔

مارکس بروٹس کے خاندانی تعلقات

(۲۱) ۱۳ یہ اثر خاندانی تعلقات کا تھا۔ لیپی ڈس اور کیسیس کی بیویاں بروٹس کی سوتیلی بہنیں تھیں۔ روما کے امرا میں شادیاں بہت سوچ سمجھ کے ہوتی تھیں اور باوجود طلاق کی کثرت اور زن و شوہر کی بے وفائی کے ان رشتوں سے خاندانوں میں ایک زبردست تعلق پیدا ہو جاتا تھا جسے رسم و رواج تمدنی کے لحاظ سے نظر انداز کرنا دشوار تھا۔ خود سسرو کو ڈولابیلا سے قطع تعلق کرنے میں دشواری ہوئی تھی حالانکہ اُس کی بدکرداری سے وہ خوب واقف تھا اور اُس کی پیاری بیٹی ٹولیا کو اُس نے بہت ستایا تھا۔ ان شادیوں میں ایک لین دین کا معاملہ بھی تھا جس کا بیان کرنا ضروری ہے۔ سسرو سخت پریشان تھا کہ ٹولیا کے جہیز کی رقم کس طرح وصول کرے۔ اپنی مطلقہ بیوی ٹیرن شیا کے جہیز کی واپسی میں اُسے سخت پریشانی ہوئی تھی۔ سسرو نے پبلی لیا سے شادی کی اور پھر اُسے طلاق دی۔

باب ۹ یہ سب کچھ اُس نے روپیہ ہی کے لئے کیا تھا۔ پالی بیس نے ایک سو سال قبل انھیں جمہوریہ کے معاملوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ اہل روما روپیہ کے معاملے میں بہت سخت ہیں۔ بروٹس بھی بحیثیت ایک حریص سرمایہ دار کے مالی پہلو کو نظر انداز نہ کرسکتا تھا۔ اسی لئے جب سسرو نے جون میں نہایت دردناک الفاظ میں اُس سے امداد کی درخواست کی اور ان خطرات سے اُسے متنبہ کیا جن میں جمہوریہ پھنسی ہوئی تھی اُس پر ان سب باتوں کا مطلق اثر نہ ہوا اور اُس نے صورت حال کے متعلق ایک دوسری رائے قائم کی۔ سسرو کا بیان تھا کہ حالت نہایت نازک ہے اور آکٹے ویَن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا جو اب کانسلی کا دعویدار ہے مگر اس سے بروٹس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر ڈِسی۔ بروٹس نے غلطی کی تھی تو سسرو بھی غلطی کرنے کے الزام سے بری نہیں ہوسکتا۔ ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ بروٹس کا مقدونیہ سے بعجلت آنا بھی خلاف مصلحت تھا یعنی اگر وہ وقت پر آجاتا تو ایک ایسی جنگ کا سامنا تھا جس کے نتائج کے بارے میں کوئی تیقن نہ ہوسکتا تھا اور اگر بعد از وقت پہنچتا تو ممکن تھا کہ اُس کی فوج بھی مخالفین جمہوریہ سے جا ملتی جن کو اطالیہ میں غلبہ حاصل تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ خود بھی مارا جاتا اور جمہوریہ کا خاتمہ ہوجاتا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ سسرو اور بروٹس ایک دوسرے کی مشکلات کا اندازہ نہ کرسکتے تھے۔ بروٹس کسی نہ کسی وجہ سے سسرو کی مشکل میں آڑے نہ آیا مگر لیپی ڈس کے حفاظت قانونی سے خارج کردئے جانے سے وہ پریشان تھا۔ جولائی میں جبکہ سسرو کو صرف اُس کی امداد کا آسرا رہ گیا تھا تو بجائے اس کے کہ وہ اپنے آنے کی خوشخبری سناتا اس نے سسرو سے درخواست کی لیپی ڈس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے کیونکہ قانوناً ایسے شخص کی جائداد ضبط کرلی جاتی ہے اور اُس کے اہل وعیال کو بطور کفیل کے قید کرلیا جاتا ہے۔ سسرو نے پہلے تو جواب دیا کہ قانونی کارروائی ہوگی مگر کچھ دن کے بعد لکھا کہ میں اپنے حسب مقدور اُن لوگوں کی مدد کررہا ہوں۔ اپنے آخری دردناک خط میں اُس نے کوشش کی ہے کہ خود پسند بروٹس کے جذبۂ محبت کو جوش میں لائے اور لکھا ہے کہ اگر تمھیں اپنی بہن اور اُس کے اہل وعیال سے محبت ہے

باب ۹

توخود اگر اُن کی حفاظت کا انتظام کرو۔ اس خط کے ساتھ اس مراسلت کا خاتمہ ہوتا ہے اور مکتوب و مکتوب الیہ ہمیشہ کے لیئے داعی اجل کو لبیک کہنے کے لیئے جدا ہوتے ہیں۔ سسرو نے اس قدر ذلت گوارا کی تھی کہ بروٹس پر ثابت کر دیا کہ اُس کا طرز عمل ضروریات سیاسی کے لحاظ سے حق بجانب تھا گو خود کو اس طرح ذلیل کرنا اُسے ناگوار تھا اور اُسے کوئی فائدہ بھی نہیں۔ روما کے لیئے یہی اُس کا آخری ایثار تھا۔

انٹونی کا ستمگرانہ طرز عمل

(۱۳۲۲) شمال میں جانبین کی طرف سے مئی اور جون میں کوئی فوجی کارروائی نہیں ہوئی۔ جون کے وسط کے قبل ڈی۔ بروٹس پلانکس سے جا ملا۔ ان دونوں کے زیر کمان ۱۳ یا ۱۴ لیجن تھے جن میں سے صرف چار میں نبرد آزما سپاہی تھے مگر اُن کی وفاداری پر بھی اعتماد نہ ہوسکتا تھا۔ روپے کی کمی تھی اور جیسے جیسے دن گزرتے جاتے تھے اُس کی ضرورت بھی بڑھتی جاتی تھی انٹونی اور لیپی ڈس بھی موقع کے منتظر تھے۔ اُن کی فوجی قوت اُن کے مخالفین سے کم نہ تھی بلکہ زیادہ تھی اور حالات کچھ ایسے تھے کہ بمقابلۂ لڑائی بھڑائی کے اُنھیں التوائے جنگ سے زیادہ نفع تھا۔ پلانکس کی فوج میں مخالفین کے جاسوس پہنچ گئے تھے اور سپاہیوں سے رقوم خطیر کے وعدے کر رہے تھے مگر یہ وعدے ایسے تھے کہ جنھیں فریق غالب پورا کرسکتا تھا۔ عہد انقلاب کے سپاہیوں نے سپہگری کو بطور ایک پیشے کے اختیار کیا تھا اور صرف اپنے سپہ سالاروں کے احکام کے پابند تھے اور انھیں سے انعام کی امید رکھتے تھے۔ فوجی زندگی کے عادی ہو جانے کے سبب سے ان کے لیئے ضرورت تھی ایک ایسے شخص کی جس پر انھیں اعتماد ہو اور جس کی وہ فرماں برداری کرسکیں۔ اگر کوئی سپہ سالار سینیٹ کا بندۂ حکم ہونے کا دعوی رکھتا تھا تو سینیٹ کا یہ فرض تھا کہ اُس کے سپاہیوں کو وقت پر کافی انعام دے ورنہ جمہوریہ کے وجود سے سپاہیوں کو کس نفع کی امید ہوسکتی تھی۔ قدیم نظام جمہوری امرا کے حسب مرضی ضرور تھا کیونکہ خدمات کے صلے میں اُنھیں اعلی عہدے ملتے اور بالآخر صوبہ دار ہو جاتے مگر غریب سپاہیوں کو یہ اعزاز کیسے حاصل ہوسکتے تھے۔ جمہوریت پسندوں کی عارضی حکومت جس کا سسرو سرغنہ تھا اس کی حالت بالکل دیوالیوں کی سی تھی۔ ان لوگوں نے جنگی قرضہ (Tributum) وصول کرنے کی کوشش کی مگر صرف ایک قلیل رقم جمع ہوئی

باب ۹ کیونکہ قریب ۱۲۵ سال سے یہ طریقہ مسدود ہو چکا تھا اور انتہائی احتیاج کی حالت میں اہل دولت سے رقوم کا وصول کرنا دشوار بھی ہے کیونکہ یہ طبقہ نہ صرف روما میں بلکہ ہر جگہ خود غرضی ہی سے روپیہ جمع کرتا ہے۔ اس لیئے سینیٹ سپاہیوں کی جوع البقر کو روپے سے سیر نہ کرسکتی تھی اور سپاہیوں کو یہ بھی معلوم تھا کہ بمقابلہ ایک فرد واحد کے جس کی ذمہ داری شخصی ہے ایک جماعت کثیر کا وعدہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ نقد روپیے کے نہ ہونے سے سینیٹ بالکل بے دست و پا تھی اور اس لیئے اُنھوں نے بیضابطہ طور پر روپیہ پیدا کرنے کی فکر کی مثلاً لیپی ڈس کی جائداد ضبط کرلی گئی لیکن سپاہیوں کو خوش کرنے کے لیئے زر کثیر کی ضرورت تھی جس کے لیئے ضروری تھا کہ ضبطیوں کا سلسلہ عرصے تک جاری رہے مگر یہ ناممکن تھا۔ واقعات مذکورۂ بالا کے لحاظ سے انٹونی کا طرز عمل یہ تھا کہ اپنی جگہ پر خاموش بیٹھا رہے اور آکٹے وین سے نامہ و پیام کرتا رہے کیونکہ جمہوری فوجوں میں بے اطمینانی پھیل رہی تھی اور اُن کے سپاہی عرصے تک وفاداری پر قائم نہ رہ سکتے تھے۔

آکٹے وین کی قطعی کارروائی (۱۳۲۳) اگست کے اوائل میں یہ حالت شش و پنج ختم ہو گئی۔ آکٹے وین نے سنتوریوں اور دوسرے سپاہیوں کا ایک وفد روما کو روانہ کیا۔ اُن کے مطالبات یہ تھے کہ جن انعاموں کا اُن کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا فوراً ادا کر دیئے جائیں اور آکٹے وین کو کانسلی پر مامور کیا جائے۔ یہ لوگ اپنے کام سے خوب واقف تھے اور اُنھوں نے اپنی طرف سے ایک اور مطالبہ پیش کر دیا کہ انٹونی کے خلاف قانون کی حفاظت سے خارج کرنے کا جو حکم ہوا تھا منسوخ کر دیا جائے۔ اس سے ظاہر تھا کہ انٹونی اور آکٹے وین کے درمیان کچھ میل ہو گیا تھا اور اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اُن کے احکام کی تعمیل کی جاتی۔ مگر جمہوریت پسند یا تو واقعات کا صحیح اندازہ نہ کرسکتے تھے یا اُن کا خیال تھا کہ اب پیچھے ہٹنا اُن کے لیئے خلاف مصلحت ہے۔ سینیٹ نے دوسرے مطالبات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا یا گریز کیا اور کانسلی کے متعلق یہ جواب دیا کہ ہم نے آکٹے وین کو خطابی کانسولر بنا دیا ہے حالانکہ انھیں معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ نوجوان آکٹے وین ان کھلونوں سے رام نہیں ہو سکتا لیکن ارکان وفد نے جب اُس سے انکار کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعدہ کیا گیا کہ

باب ۵ آکٹے وین ریٹر منتخب ہونے کا مستحق کر دیا جائیگا لیکن جون ہی میں سسرو کو معلوم ہو چکا تھا کہ جماعت قیصری کے اشخاص آکٹے وین کو کانسل مقرر کرانے کی تحریک کو عوام میں پھیلا رہے ہیں۔ اس لیئے اُس کی امیدواری کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا اب محض دیوانہ پن تھا۔ لیکن پھر بھی کوئی رعایت نہیں کی گئی اور ارکان وفد دھمکیاں دیتے ہوئے واپس ہو گئے۔ اُن کی واپسی سے فوج کی آتش غیظ مشتعل ہو گئی اور آکٹے وین نے آٹھ لیجن اور سوار اور غیر ملکی معاون فوج کو لے کر جن کی مجموعی تعداد قریب چالیس ہزار ہو گی روما پر دھاوا کر دیا۔ سینیٹ نے اُس کے قریب آجانے کے بعد کیا کارروائی کی اُس کی تفصیل صحت کے ساتھ معلوم نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے تو اُنھوں نے انعامات موعودہ کی ادائی کے لیئے روپیہ[1] اس امید سے بھیجا کہ حملہ آور فوج مزید پیش قدمی نہ کرے۔ آکٹے وین سے اُنھوں نے کانسلی کا وعدہ کیا اور دوسری رعایتیں بھی کیں مگر اس کا وقت اب گزر گیا تھا۔ سسرو کچھ دور دور رہا مگر آخری وقت میں وہ پھر آ گیا اور مایوسانہ جد وجہد شروع کر دی۔ حملہ آور فوج کے پاس پیام بھیجا گیا کہ روما نہ آئے اور دو لیجن جو حال میں افریقہ سے واپس آئے تھے اور ایک لیجن جو پانسا شہر میں چھوڑ دیا گیا تھا حفاظت کے لیئے متعین کر دیئے گئے۔ مگر درحقیقت قلیل التعداد فوجوں سے شہر کی حفاظت نہ ہو سکتی تھی اور اہل شہر کو یہ بھی معلوم تھا کہ باہر سے کسی امداد کی امید نہیں۔ آکٹے وین کے آتے ہی تینوں لیجن اُس سے مل گئے اور اہل شہر جوق جوق اُس کے استقبال کے لیئے شہر کے باہر جانے لگے۔ بیان کیا جاتا [2] ہے کہ سسرو نے آکٹے وین سے ملاقات کی اور اپنی صفائی میں یہ کہا کہ میں نے تمہارے کانسل مقرر کیئے جانے کی تائید کی تھی۔ لیکن اگر یہ واقعہ صحیح بھی ہو تو یہ کوشش بے سود تھی اور بیان کیا جاتا ہے کہ آکٹے وین اس کے ساتھ نہایت بے رخی سے

---

[1] یہ روپیہ کس قدر تھا اور کیسے وصول کیا گیا تھا اسکے متعلق اسپین (سوم ۸۸ - ۹۰) اور ڈائون ۴۶، ۴۴، ۴۴ خاموش ہیں۔

[2] اسپین سوم ۹۲ جن مورخین سے اُس نے اخذ کیا ہے سسرو کے سخت مخالف ہیں۔

باب ۹

پیش آیا۔ ایک خبر یہ بھی مشہور ہوئی تھی کہ آکٹے وین کی کارروائیوں سے ناراض ہوکر دو لیجنوں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی سینیٹ کے ارکین جمع ہو گئے مگر جب معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے تو سب منتشر ہو گئے اور سسیرو ایک پالکی میں بیٹھ کر بھاگ گیا۔ یہ خبر صحیح ہو یا غلط اب آخری امید بھی جاتی رہی تھی اور جس جمہوریہ کی سسیرو نے بنیاد رکھی تھی اب اُس کا خاتمہ ہو گیا تھا اور سسیرو روما کو ہمیشہ کے لیئے خیرباد کہہ کر ٹسکولم روانہ ہو گیا۔ مشرق میں بروٹس اور کیسیس اپنی فوجوں اور بیڑوں کے ذریعے سے جمہوریہ کا نام قائم رکھے ہوئے تھے مگر مغرب میں اب سوائے آکٹے وین اور انٹونی کی بندگی کے کوئی چارہ نہ تھا۔

آکٹے وین کی کانسلی قانون بپیڈیا

(۱۳۲۴) روما میں گزشتہ چند دنوں کے واقعات سے جو گھبراہٹ اور تشویش پیدا ہو گئی تھی وہ بھی بہت جلد دفع ہو گئی کیونکہ حکومت کی باگ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں تھی جس کا ابتدا ہی سے کوئی مقابلہ نہ کرسکتا تھا اور جس نے اب اپنی قوت کو باضابطہ کرنے کی کارروائی نہایت حزم و احتیاط سے شروع کردی اور یہ بھی خیال رکھا کہ یہ کارروائی نظائر سابقہ سے تاحد امکان متغائر نہ ہو۔ اس کا قصد مصمم تھا کہ کانسل منتخب ہو جائے کیونکہ علاوہ دیگر منافع کے اس میں ایک نفع اُسے یہ بھی تھا کہ انٹونی اور لیپی ڈس سے معاملہ کرنے میں اُسے آسانی ہوئی جن سے کمتر درجے پر وہ نہیں رہنا چاہتا تھا۔ ہرٹیئس اور پانسا کے جانشینوں کے انتخاب میں جو دقتیں حائل تھیں اُنھیں دور کرنے کے لیئے ایک نئی تدبیر نکالی گئی یعنی قائم مقام حاکم شہر (پریٹر) نے انتخابات عمل میں لانے کے لیئے اقتدار کانسلی رکھنے والے دو کمشنروں کا انتخاب کرایا اور پھر ان دونوں حکام (Duoviri) نے کانسلوں کا انتخاب کرایا۔ اثنائے انتخاب میں آکٹے وین شہر سے باہر چلا گیا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ وہ انتخاب میں دخل نہیں دینا چاہتا۔ اسکی خواہش تھی کہ اُس کا عزیز کیو۔ پیدیس جو قیصر کی وصیت کی رو سے وراثت میں اُسکا شریک تھا اُسکے ساتھ کانسل منتخب ہو۔ ۱۹ اگست[1] کو یہ دونوں خدمت کانسلی پر

---

[1] ۲۳ ستمبر کو آکٹے وین کی عمر ۲۰ سال کی ہوئی۔

باب ۹

فائز ہوئے۔ سپاہیوں کے انعامات موعودہ ادا کر کے انھیں خاموش کر دیا گیا تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ قاتلوں کو سرکاری روپیہ مل گیا تھا جس سے رقوم مذکور کی ادائی ہوئی مگر کسی مورخ نے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ یہ رقم خطیر[1] کہاں سے آئی کیونکہ اس کام کے لیئے زر کثیر کی ضرورت تھی۔ پہلا کام جو اُس نے کیا وہ یہ تھا کہ تبنیت کی رسوم کی تکمیل کر دی جس کی وجہ سے اب وہ باضابطہ سی جوئیس قیصر ہو گیا اور قیصر کے وصیت نامے کی رو سے جو رقوم واجب الادا تھیں انھیں بھی اُس نے فوراً ادا کر دیا۔ ڈائیون[2] کا بیان ہے کہ یہ رقوم بھی اُس نے سرکاری خزانے سے ادا کیں۔ ایپین کا بیان ہے کہ رسوم تبنیت کے ادا کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ قیصر کا پسر متبنیٰ ہو جانے کی وجہ سے وہ قیصر کے کثیر التعداد آزاد شدہ غلاموں کا مربی Petronus ہو گیا جن میں سے اکثر دولتمند تھے۔ ڈولا بیلا کو قانون کی حفاظت سے خارج کرنے کا حکم منسوخ کر دیا گیا کیونکہ اس کی شکست اور قتل کا حال ابھی تک معلوم نہ تھا۔ اس کے بعد قیصر کے قاتلوں کی باری آئی پیڈیس کے ایک قانون کے تحت میں اُن اشخاص کے مقدمات کی سماعت کے لیئے ایک عدالت قائم ہوئی جنھیں قتل سے راست یا بالواسطہ تعلق تھا یا جنھوں نے قاتلوں کا ساتھ دیا تھا۔ اس قانون پیڈیا کی رو سے متعدد اشخاص پر فوراً مقدمہ قائم کر دیا گیا اور علاوہ ضبطی جائداد کے انھیں قانون کی حفاظت سے خارج کر دیا گیا۔ انعام کے لالچ سے بہت سے مستغیث پیدا ہو گئے اور اہل جوری بھی ملزموں کو بری کرنے سے ڈرتے تھے جن میں سے اکثر غائب تھے۔ ایک شخص نے اہل جوری میں سے بروٹس کو بری کر دیا۔ اس ناعاقبت اندیش شخص سے اس وقت تو درگزر کیا گیا تاکہ لوگوں کو اکٹے وین کے ترحم کا یقین ہو جائے مگر چند روز کے بعد وہ قتل عام میں مارا گیا۔ جن لوگوں کو سزا ہوئی اُن میں سیکس ٹس پاپمپی بھی تھا

[1] مقابلہ کرو مسٹر وائیڈ بروگم جلد ۱۸، ۱۵ کا ان عبارتوں سے جسے گارٹ ہاوسین نے اگسٹس ۲، ۳ نوٹ میں نقل کیا ہے۔

[2] ڈائیون ۲۶، ۵، ۴۔ ایپین سوم ۹۴۔

باب ۹

جسے قتل سے کوئی تعلق نہ تھا اور اُس وقت ہسپانیہ میں تھا۔ لیکن حکام وقت کی خواہش تھی کہ وہ بھی بروٹس اور کیسیس کی طرح قانون کی حفاظت سے خارج ہو تاکہ جو شخص چاہے انھیں قتل کر دے۔ مستغیثوں میں ایک نوجوان ایم وِس پائیسِنَس ایگریپا بھی تھا جس نے زمانۂ مابعد میں شہرت حاصل کی۔ یہ نوجوان اکٹو لوئنیا میں آکٹے وین کے ساتھ تھا اور پھر اسی کے ساتھ اطالیہ آیا۔ (۱۳۲۵) قیصر کا وارث اب روما کا حاکم اعلیٰ تھا۔ یہ منصب اعلیٰ اس نے بزور شمشیر حاصل کیا تھا مگر یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس کے علاوہ کانسل کے لیے جو عمر قانوناً مقرر تھی اُس سے ۲۳ سال قبل وہ کانسل مقرر ہوا تھا مگر پامپی نے بھی یہی کیا تھا۔ بظاہر جمہوریہ اب بھی باقی تھی کیونکہ لاطینی الفاظ (Res publica) (جمہوریہ) سے مثل اکثر یونانی سیاسی اصطلاحات کے کسی خاص طریقۂ حکومت سے مراد نہیں ہے مگر ان مشہور الفاظ سے اب ایک آزاد حکمران قوم سے مراد نہ تھی۔ زمانۂ آیندہ میں ان سے مراد صرف سلطنت اور معاملات سیاسی وغیرہ سے ہو گی سوائے ان مقامات کے جہاں کہ کوئی مصنف خاص طور پر قدمائے سلف کو دہراتا ہے۔ اس کے بعد سینیٹ کا اجلاس ہوا کہ نوجوان کانسل کو ہدایت کی گئی کہ مزید افواج بھرتی کرے، روما کی حفاظت کا انتظام کرے اور انٹونی اور لیپی ڈس کے خلاف فوج کشی کرے۔ ڈی بروٹس کی فوج بھی اُسی کے زیر کمان کر دی گئی آٹھ لیجن وہ اپنے ساتھ لایا تھا اور تین لیجن اُس کی فوج میں شریک ہو گئے اس لیے اب روما کے پیدل سواروں کے قریب ۷ لیجن اُس کے زیر کمان تھے علاوہ غیر ملکی معاون افواج کے یا ان فوجوں کے جو اُس نے بھرتی کی ہوں اراکین سینیٹ مجبور تھے اور غالباً اب بھی اُن میں ایسے لوگ ہوں جنھیں امید تھی کہ یہ سب کچھ ہونے کے بعد جمہوریت پسند دل کو پھر عروج نصیب ہوگا کیونکہ انھیں علم تھا کہ بروٹس اور کیسیس کی فوجوں کی مجموعی تعداد آکٹے ڈین کی فوجوں سے کہیں زیادہ تھی جو انٹونی کی فوجوں کے مقابلے میں بھی کچھ نہ تھی۔ اگر آکٹے وین اور انٹونی اطالیہ اور ممالک غربی میں تفوق حاصل کرنے کے لیے آپس میں لڑتے تو ان میں سے جسے فتح حاصل ہوتی وہ بھی کمزور ہو جاتا اور مشرق کی فوجیں

آکٹے وین اور انٹونی میں مصالحت۔

اُسے زیر کرلیتیں اور اس طرح جمہوریہ پھر قائم ہوجاتی۔ مگران خیالات سے جو اراکین سینیٹ کے دماغوں میں گونج رہے تھے آکٹے ویَن بھی ناآشنا نہ تھا۔ بروٹس اور کیسیس کا ساتھ تو وہ کسی صورت سے نہ دے سکتا تھا اور قانون پیڈیا کے تحت میں جو کارروائی ہوئی تھی اُس سے یہ صاف ظاہر تھا۔ آکٹے ویَن کے مقاصد کے لحاظ سے موجودہ مشکلات صرف ایک طریقے پر حل ہوسکتی تھیں یعنی بروٹس اور کیسیس کو تباہ و برباد کردیا جائے جو بغیر انٹونی کی امداد کے ناممکن تھا۔ آکٹے ویَن اب خوب سمجھ گیا تھا کہ انٹونی کے ساتھ سمجھوتہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے متعلق نامہ و پیام پہلے ہی سے شروع ہوگیا تھا، اب صرف دیکھنا یہ تھا کہ انٹونی بحیثیت ہمسر کے مشارکت میں داخل ہونا چاہتا ہے یا نہیں اسلیئے آکٹے ویَن نے آہستہ آہستہ شمال کی طرف کوچ کیا اور پیڈیس نے سینیٹ میں یہ تحریک پیش کی کہ انٹونی اور لیپی ڈس کو قانون کی حفاظت سے خارج کرنے کا حکم منسوخ کردیا جائے۔ آکٹے ویَن کو جب معلوم ہوگیا کہ حکم مذکور منسوخ ہوگیا ہے تو اُسنے انھیں مبارکباد دی اور امداد کرنے کا وعدہ کیا جس کی انٹونی کو ضرورت نہ تھی۔
اب ستمبر کا مہینا آگیا تھا اور روما کی خبروں سے کوہ آلپ کے پرے کے صوبوں میں ایک تغیر عظیم ہوگیا تھا۔ جو لوگ اب تک متزلزل تھے انھوں نے ہزیمت خوردہ جماعت کا ساتھ چھوڑ کر اپنی جان بچائی۔ پولیو نے جو اپنی فوج کے ساتھ ہسپانیہ سے آیا تھا اور پلانکس صوبہ دار گال بعیدہ نے انٹونی کی اطاعت قبول کرلی۔ ڈی بروٹس کا جب پلانکس نے اور پھر خود اُسکے سپاہیوں نے ساتھ چھوڑ دیا تو اُس نے مشرق کی طرف بچ نکلنے کی کوشش کی مگر ایک گالی سردار نے اُسے قتل کردیا۔ انٹونی اپنے ایک نائب کے زیر کمان چھ لیجن گال میں چھوڑ کر ۱۷ لیجنوں اور دس ہزار سوار دل کے ساتھ اطالیہ میں داخل ہوا اور میوٹی نا کی طرف پیش قدمی کی لیپی ڈس نے موقع پاکر آکٹے ویَن کے ساتھ اُس کی ملاقات کا انتظام کیا۔ آکٹے ویَن ایک زبردست فوج کے ساتھ بونونیا میں مقیم تھا اور اسی نواح میں ایک منتخب مقام پر ان تینوں کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جہاں ہر ایک کی حفاظت کا خاص انتظام تھا اور کوئی شخص غیر اس خلوت میں مخل نہ ہوسکا۔

باب ۵۹
حکومت ثلاثہ

(۱۳۲۶) ان تینوں کی اغراض ایک دوسرے سے وابستہ تھیں اسلیئے مناسب تھا کہ وہ باہمی مناقشات کو بالائے طاق رکھ کر اشتراک عمل پر متفق ہوں اس لیئے دو روز کے مباحثے کے بعد تمام ضروری جزوی امور طے ہوگئے۔ تیسرے روز آکٹے وین نے بحیثیت کانسل فوج کو مباحث مذکورہ کے نتائج سے آگاہ کر دیا۔ یہ طے پایا تھا کہ وہ (Triumviri rei Publicae Constituendae) کے لقب سے نظام سلطنت کی اصلاح کی ذمہ داری اپنے اوپر لیں یعنی بہ الفاظ دیگر اُن کی حکومت مطلق العنان ہو۔ انٹونی کے موجودہ تفوق کا ثبوت اس انتظام سے بھی ہوتا ہے کہ آکٹے وین کانسل سے استعفا دیدے اور سال رواں کے ختم تک وینٹی ڈیس کانسل رہے۔ سال آئندہ (۴۲ ق م) کے لیئے یہ انتظام کیا گیا کہ لیپی ڈس کانسل مقرر ہو اور تین لیجنوں کے ساتھ اطالیہ میں رہے اور انٹونی اور آکٹے وین بیس لیجنوں کے ساتھ بروٹس اور کیسیس کو زیر کر کے مشرقی صوبوں پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیئے روانہ ہوں۔ مغربی صوبوں کا حسب ذیل انتظام ہوا۔ لیپی ڈس کو علاوہ اُس کے موجودہ صوبے کے جنوبی ہسپانیہ بھی دیدیا گیا جو اب تک پولیو کے زیر حکومت تھا۔ انٹونی نے گال قریبہ اور گال بعیدہ لے لیا اور آکٹے وین کو افریقہ سارڈی نیا سسلی اور دوسرے چھوٹے جزیرے ملے۔ اس تقسیم میں بھی انٹونی بازی لے گیا کیونکہ اُس کے صوبوں سے رنگروٹ بکثرت مل سکتے تھے۔ لیپی ڈس کو یہ اجازت دی گئی کہ اطالیہ میں رہے اور نائبوں کے ذریعے سے اپنے صوبوں پر حکومت کرے۔ اس انتظام کی وجہ سے اُس کی قوت بظاہر بہت زیادہ معلوم ہوتی تھی مگر درحقیقت مثل پامپی کے اپنے شرکا کے لیئے وہ باعث خطرہ نہ ہو سکتا تھا۔ آکٹے وین کو جو صوبے ملے تھے اُن کے متعلق سخت دقتیں تھیں کیونکہ قبل اس کے کہ اُن پر قبضہ کرے اُن کا فتح کرنا ضروری تھا۔ علاوہ ازیں ان پر قبضہ کرنے کے لیئے ضروری تھا کہ سمندر پر اُس کا دور دورہ ہو ایک ایسے وقت جبکہ بروٹس اور کیسیس کے پاس ایک زبردست بیڑا تھا اور سیکسٹس پامپی مع اپنے جہازوں کے

باب ۵

اُن کا شریک ہو رہا تھا۔ لیکن اس چالاک نوجوان نے وہ چیز حاصل کر لی تھی جو موجودہ مقبوضات سے بدرجہا اہم تھی یعنی وہ ایک تجربہ کار اور مشہور سپہ سالار انٹونی کے دوش بدوش ایک ہمسر فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا تھا۔ انٹونی کی کمزوریوں سے وہ بخوبی واقف تھا اور چونکہ قیصر کا وارث ہونے کی وجہ سے اُسے ایک خاص اثر حاصل ہو گیا تھا اس لیئے وہ انٹونی کی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھا سکتا تھا۔ اہل فوج کے حقوق پر بھی کافی لحاظ کیا گیا۔ آیندہ پانچ سالوں کے لیئے حکام نامزد کر دیئے گئے اور جس سے سربرآوردہ فوجی افسروں کو اُن کی خدمات کا صلہ مل گیا۔ سپاہیوں کو بھی بڑے بڑے انعاموں کی امید دلائی گئی اور بالخصوص اطالیہ کے ۱۸ شہر انھیں بطور نوآبادیوں کے دے دیئے گئے یعنی اُنھیں اختیار دیا گیا کہ موجودہ قابضوں کو بے دخل کر کے اراضیات پر حسب مرضی قبضہ کر لیں۔ بالمختصر اب اطالیہ کی حالت ایک مفتوحہ ملک کی تھی جس کے باشندوں کے سیاسی حقوق باقی نہ رہے تھے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ تجویز اور اس قسم کی سابقہ تجاویز میں کیا فرق تھا اور اس کے بارآور ہونے کی کیا امید ہو سکتی تھی کیونکہ سولا کے زمانے سے اب تک سپاہیوں کی جتنی نوآبادیاں بسائی گئی تھیں کسی کو سرسبزی نصیب نہ ہوئی تھی۔ تجویز موجودہ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس سے شہروں کے دولتمند طبقے کو تباہ کرنا مقصود تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اسی طبقے کے جمہوری رجحانات کی وجہ سے سسرو کو اطالیہ کے شہروں کی وفاداری کا دھوکا ہوا تھا۔ اب کندۂ ناتراش سپاہی مرفہ الحال اہل شہر کو اُن کے پرلطف مکانوں اور باغوں سے نکالنے والے تھے۔[1]

سسرو کا حسرتناک انجام۔

(۱۳۲۷) افواج مجتمعہ کو اس مجوزہ نظام سے اطمینان کلی ہو گیا کیونکہ اُن کی اصل خواہش یہ تھی کہ تینوں سردار باہمدیگر متفق ہو جائیں اور اس اتفاق کو

۱؎ اپین (۴، ۳) کا بیان ہے کہ ان شہروں میں حسب ذیل شہر شامل تھے کیپوا، ریجیم، وینوسیا، بینے وینٹم، نوکیریا، آریمینم۔ وی بو دیکھو ۴، ۸۶ اور فقرہ ۱۳۳۸ کتاب ہذا۔

باب ۹ پختہ کرنے کے لیئے سپاہیوں نے یہ تجویز پیش کی کہ انٹونی کی سوتیلی بیٹی کلوڈیا[1]
نوجوان قیصر سے منسوب کردی جائے تاکہ ایک رشتۂ خاندانی پیدا ہو جائے
یہ تجویز بھی منظور کرلی گئی مگر شرائط مشارکت میں ایک جزو اور بھی تھا جسکا اظہار
اعلان میں نہیں کیا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ ارکان ثلاثہ نے اپنے آپ کو خطرات
سے محفوظ رکھنے اور رقوم کے حاصل کرنے کے لیئے جن کی آنے والی جنگ اور
موجودہ قرضوں وغیرہ کے ادا کرنے کے لیئے ضرورت تھی۔ آپس میں یہ طے
کرلیا تھا کہ اپنے دشمنوں کی تعداد کثیر کو حفاظت قانونی سے خارج کردیں اس
موقع پر یہ دریافت کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس شرمناک معاملے میں ارکان ثلاثہ
میں سے ہر ایک کی ذمہ داری کس حد تک تھی۔ البتہ ان کے نقطۂ نظر سے یہ
ضروری تھا کیونکہ جولیس قیصر کا ترحم اس کی ناکامی کا باعث ہوا تھا اور اس
نازک موقع پر اخلاقی اصول کا خیال رکھنا ناممکن تھا اس لیئے انھوں نے ایسے
اشخاص کی فہرست بنائی جن کے دفع ہو جانے سے سرگروہوں کے نہ ہونے
کی وجہ سے جمہوریت کے پھر زور پکڑنے کا اندیشہ جاتا رہیگا اور ان لوگوں کی
جائدادوں سے موجودہ ضروریات کے لیئے روپیہ بھی مل جائیگا۔ جن لوگوں
سے ارکان ثلاثہ کو قلبی نفرت تھی ان کی باری سب سے پہلے آئی جن میں سسرو
بھی شریک تھا بلکہ اُس کا نام ایک فہرست میں تھا جو پہلے ہی سے اس حکم کیساتھ
بھیج دی گئی تھی کہ ان لوگوں کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ سسرو کے حسرتناک
انجام کا یہاں تفصیل کے ساتھ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ کچھ دنوں تک
تو وہ کشش و پنج کی حالت میں رہا مگر جب امید بالکل جاتی رہی اُس نے قاتل
کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ سسرو کی فصاحت و بلاغت و ادبیت یا اُسکے
محاسن ذاتی سے ہمیں یہاں سروکار نہیں۔ اس کی سیاسی زندگی کے متعلق
مام سین نے جو نا موافق رائے قائم کی تھی، مورخین حال کو اس سے اختلاف ہے

[1] لڑکی فلویا کی بیٹی تھی اُس کے پہلے شوہر کلوڈیس سے۔ دیکھو سوئی ٹونیس
آگسٹس ۶۲ اور شاک برگ کا حاشیہ۔

باب ۵

مگر سسرو کی رائے میں یہ اختلاف بھی حد سے تجاوز کر گیا ہے۔ اگر کوئی مدبر بوجہ نامساعدت حالات زمانہ سازی کرنے پر مجبور ہو تو اُسے ہم معذور خیال کر سکتے ہیں مگر جب اس زمانہ سازی کے ساتھ ایک ایسی کیفیت دماغی بھی ہو جس میں خواہشات عقل سلیم پر غالب ہوں اور اُس مدبر کو اشخاص اور جماعتوں کے ساتھ سخت عناد ہو تو اُسے اپنے افعال کا خمیازہ بھگتنا چاہیئے سسرو کی سیاسی زندگی اوہام اور تناقض افعال سے مملو ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اُس کا دماغ بھی کچھ ایسا واقع ہوا تھا کہ ایک روپ چھوڑ کر دوسرا روپ اختیار کرنا اُس کے لیئے چنداں دشوار نہ تھا مگر سیاسیات میں یہ طرز عمل خطرے سے خالی نہیں۔ لیکن صرف ایک جزو میں اُس کے طرز عمل میں شروع سے آخر تک یکسانیت تھی یعنی بحیثیت ایک "نئے آدمی" کے وہ خاندانی امرا کی پرستش کرتا تھا اور طبقۂ ایکوائٹ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سرمایہ داروں کے حقوق سے وہ غافل نہ تھا اسی لیئے اُس کا سیاسی مطمح نظر ہمیشہ یہ رہا کہ سرمایہ داروں اور خاندانی امرا میں اختلاط پیدا کرے گو اُسے معلوم تھا کہ ان دونوں کی شرکت اگر ہو سکتی ہے تو بدانتظامی، استحصال بالجبر اور بے ایمانی میں اُس نے کبھی خود بے ایمانی نہیں کی مگر دوسروں کی بداعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لیئے ہمیشہ تیار رہتا تھا۔ اپنی جماعت کے اغراض کے لیئے یا اپنے پیشے میں فروغ حاصل کرنے کے لیئے ممکن ہے کہ کبھی کبھی اُس نے کسی بڑے ملزم کی پردہ داری کی ہو مگر زیادہ تر اُس نے اپنی لیاقت انتہا درجے کے بدنام ملزموں کو قانون کے شکنجے سے بچانے میں صرف کی روما کی عدالتوں میں وکیلوں کی شخصیت ایک خاص اہمیت رکھتی تھی اسلیئے زمانۂ حال کے وکیلوں کے معیار سے اُس پر محاکمہ کرنا صحیح نہ ہوگا سینیٹ میں وکیلوں کا اثر اور بھی زیادہ تھا۔ لیکن سسرو اکثر ایسے امور کی تائید کرتا تھا جنھیں وہ بذات خود پسند نہ کرتا۔ اسکا مستقل طرز عمل یہ تھا کہ ان امور کی تائید کرے جن سے حکومت امرائی اور اہل دولت اور امرا کے باہمی تعلقات کو نقصان نہ پہنچے۔ اس کے عہد سیاست کا دردناک ترین زمانہ اُس کی زندگی کے آخری ایام ہیں جب اُس نے امرا کی حمایت کا بیڑا اُٹھایا اور اُن کے لیئے جان دیدی حالانکہ اُنھیں اُس سے بالکل

باب ۵

محبت رکھتی تھی اور ایک دفعہ انھوں نے اُس کا ساتھ بھی چھوڑ دیا تھا۔ سسرو نے تینوں برادران انٹونی کو قتل کرانا چاہا تھا اس لیئے اس بے رحمی کے زمانے میں ایسے رحم کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن زمانۂ مابعد کی نسلیں اس امر کو فراموش نہ کر سکتی تھیں کہ سسرو کے قتل پر آکٹے وین نے بھی رضامندی ظاہر کی تھی۔ اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ آگسٹس کے زمانے کے مصنفین سسرو کے متعلق بالکل ساکت ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سسرو کے قتل سے آگسٹس کا دامن آلودہ تھا اور چونکہ بوجہ مرور زمانہ اب قتل کے ضروری ہونے کا بھی عذر نہ کیا جا سکتا اس لیئے کوئی مصنف سسرو کا ذکر کر کے شہنشاہ روما کو ناراض کرنیکی جرأت نہ کر سکتا تھا۔[1]

حکام ثلاثہ کے مظالم

(۱۳۲۸) حکام ثلاثہ نے روما آنے میں عجلت نہ کی بلکہ نومبر کے اواخر میں آئے مگر اس اثنا میں انھوں نے واجب القتل اشخاص کی بہت بڑی فہرست بنالی تھی جن میں خود اُن کے اعزہ بھی بعض بعض شامل تھے اور یہ کارروائی نہایت حزم و احتیاط اور باقاعدہ طریقے پر کیگئی تھی۔ ۲۷ ۔ نومبر کو ٹری بیون پی ٹیئس نے ایک قانون نافذ کرادیا جس کی رو سے ارکان ثلاثہ کو حکومت مطلق العنانی کے اقتدارات یکم جنوری ۴۳ سنہ سے پانچ سال تک کے لیئے عطا کیئے گئے جس کی وجہ سے اُن کی مشارکت کا باضابطہ ہونا تسلیم کر لیا گیا اور اُس کی وہ حیثیت نہ رہی جو قیصر پامپی اور کراسس کی مشارکت کی تھی۔ قانون فی طیا اُس وقت گویا روما کا دستور سیاسی تھا۔ آکٹے وین کا نسلی سے دستکش ہو گیا

[1] لیوی اسکا ذکر کرنے سے گریز نہ کر سکتا تھا۔ سسرو کے انجام اور اُسکی زندگی او خصائل کا اُسنے جو ذکر کیا ہے اُس کا اقتباس سی نی کا نے کیا ہے جو موجود ہے۔ آگسٹس کے بعد کے مصنفین کو یہ دقت نہ تھی لیکن ویلیئس (دوم ۶۶) جو ٹائی بے ریئس کے زمانے میں تھا انٹونی کا مخالف اور سسرو کے موافق ہے اور لیوکس (ز ۷، ۶۲) جو نیرو کے زمانے میں تھا اور جمہوری روایات کا مداح ہے سسرو کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اُسنے اپنی فصاحت و بلاغت سے لوگوں کو ایک غلط راہ پر ڈال دیا۔ سی۔ نی کا (اول) کا چھٹا سواسوریا (نصائح) نہایت دلچسپ ہے۔ یہ ٹائی بے ریس کے زمانے کا لکھا ہوا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آگسٹس کی موت کے بعد سسرو کی شہرت پھر قائم ہو گئی۔ دیکھو فقرہ ۱۳۷۱۔

باب ۵۹ اور کانسلی کی دونوں جائدادیں خالی ہوگئیں کیونکہ پیڈیئس بھی جس نے اہل روما کو مطمئن کرنے کی بہت کچھ کوشش کی تھی حال ہی میں مرگ ناگہاں کا شکار ہوگیا تھا سال رواں کے باقی ماندہ دنوں کے لیئے ایک قیصری افسر پبلیئس کاری ناس پی۔وینٹی ڈیس باسس کے ساتھ کانسل مقرر کیا گیا۔تقررات مذکور اور دیگر تقرراتمیں جو بے ضابطگیاں ہوئیں اُن کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ارکان ثلاثہ کے لیئے اب اہم ترین کام اپنے دشمنوں کو قانون کی حفاظت سے خارج اور واجب القتل قرار دینا تھا اور اس کام کو انھوں نے پورے طور سے کیا حکومت جمہوری کو بحال کرنا نہیں چاہتے تھے اور اپنے اس قصد کو انھوں نے چھپا نہیں رکھا۔انکی طرف سے یہ اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص خواہ وہ آزاد ہو یا غلام واجب القتل اشخاص میں سے کسی کے قتل کا باعث ہو اُسے انعام دیا جائیگا اور آیندہ سزا پانے کے خوف کو دور کرنے کے لیئے اعلان میں یہ بھی ظاہر کر دیا گیا تھا کہ جن اشخاص کو اس قسم کے انعام ملیں گے ان کے ناموں کا کسی سرکاری کاغذ میں اندراج نہ ہوگا۔اس اعلان کا جس میں حکام ثلاثہ نے اپنے خطرناک ارادوں کا اظہار کیا ہے ایک یونانی ترجمہ موجود ہے جس کا بعض مورخین نے ذکر کیا ہے اور جو اس لیئے ایک حد تک قابل وثوق معلوم ہوتا ہے۔اس اعلان میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ قیصر کے ترحم سے لوگوں نے بیجا نفع اُٹھایا تھا اس لیئے اب سختی کی جا رہی ہے تاکہ خانہ جنگی کے مصائب ختم ہو جائیں۔اس کے بعد بروٹس اور کیسیس کی باری آئی اس لیئے کہ روما کے موجودہ حکام یہ نہیں چاہتے تھے کہ اپنے پیچھے دشمنوں کی ایک جماعت چھوڑ جائیں۔حکام ثلاثہ کا دعوے یہ تھا کہ بمقابلہ سولا کے ان کا طرز عمل ترحم پر مبنی ہے کیونکہ وہ بے ضابطہ قتل عام نہیں کرانا چاہتے تھے۔یہ بھی وعدہ کیا گیا کہ سپاہی کو اپنی تذلیل و تحقیر اور حفاظت قانونی سے خارج کیئے جانے

[illegible] سوائے [illegible] بڑھ گئے کیونکہ اُس کے بدمعاشوں میں بلکہ بعض [illegible]

باب ۹ ب

کی وجہ سے ناراض ہیں مگر انھیں قابو میں رکھا جائیگا اور بغیر حکم کے وہ کسی کو قتل نہ کریں گے۔ اس کے بعد ایک فہرست تیار ہوئی جس میں ۴۰ اراکین سینیٹ اور طبقۂ ایکوائٹ کے بہت سے افراد شامل تھے۔ اس میں پھر بہت سے نام شامل کیئے گئے اور بیان کیا جاتا ہے کہ قریب ۳۰۰ اراکین سینیٹ اور طبقۂ ایکوائٹ کے دو ہزار افراد کو قتل کی سزا دی گئی اور اُن کی املاک ضبط کرلی گئیں۔ یہ سب ایک قسم کا تجارتی کاروبار تھا کیونکہ انتقام اور خوف کے جذبات کا کافی لحاظ رکھنے کے بعد بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مظالم مذکور سے اصل غایت جبرًا روپیہ وصول کرنا تھا تاکہ روما کے جدید حکام اُسکے مقبوضات اپنے قبضے میں لاسکیں۔ اس اعلان سے روما میں سخت اضطراب پیدا ہوگیا خصوصًا اس لیئے کہ پیے ڈیلیس[1] نے بیان کیا تھا کہ ۱۷ شخصوں کی جو فہرست پہلے شائع ہوئی تھی وہ قطعی تھی۔ اعلان مذکور کے بعد بھی لوگوں کو اطمینان نہوا کیونکہ آکٹے وین نے سینیٹ میں ایک اور دھمکی دی تھی۔ لیپی ڈس نے گزشتہ واقعات پر اظہار افسوس کرکے آیندہ رحم سے پیش آنے کا وعدہ کیا تھا مگر آکٹے وین نے کہا "میں اسوقت تو اس کارروائی کو روکنے سے متفق ہوں مگر آیندہ اپنے حسب مرضی عمل کروں گا"۔

مظالم کے تفصیلی حالات

(۱۳۲۹) اس پرآشوب زمانے کے اندوہناک حالات کو بعض مورخین نے قلمبند کیا ہے اپیین[2] نے خصوصًا زمانۂ ماقبل کے مصنفین کی کتابوں سے

---

[1] اپیین چہارم ۶ سوئی ٹونیس آگسٹس ۲۷

[2] اپیین چہارم ۱۷-۵۱۔ اُس نے ایک ہشتاد سالہ دولتمند سامنی کا قصہ بیان کیا ہے جس نے جنگ اطالیہ میں شہرت حاصل کی تھی۔ اُس نے اپنی تمام جائداد تقسیم کردی اور اپنے گھر میں آگ لگادی اور خود بھی جل کر مرگیا۔ ذی علم وارو جس کو قیصر نے معاف کردیا تھا اپنے ایک دوست کی مدد سے بچ نکلا۔ دیکھو کریشیس ویس پیلو کے حالات کے لیئے جسے اُس کی بیوی اور غلاموں نے بچالیا تھا۔ دیکھو گارڈنر ہارسین سیکم صفحہ ۱۴ و ۵۵-۵۶ جس میں ٹوریا کی تجہیز و تکفین کے موقع کی تقریر درج ہے اور دیکھو فاؤلر کلاسیکل ریویو جلد ۱۹ صفحہ ۲۶۱-۲۶۶۔

باب ۳۵

دردناک قصوں کو منتخب کرلیا ہے جن کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ **سولا** کا زمانہ گویا آگیا تھا، بلکہ اُس سے بھی بدتر حالت تھی اور تمدنی حالت بالکل ابتر ہو گئی کیونکہ کوئی کسی پر اعتبار نہ کرسکتا تھا۔ ناخلف بیٹے باپ کی جان کے پیاسے تھے اور بے وفا بیویاں شوہروں کو قتل کرا رہی تھیں۔ مگر ایثار اور وفاداری کی بعض مثالیں بھی موجود ہیں۔ قرضداروں نے اپنے قرضخواہوں سے گلوخلاصی کا اسے ایک آسان ذریعہ بنالیا اور حریص اور طماع لوگوں کو موقع مل گیا کہ جن لوگوں کی جائدادوں پر یہ دانت لگائے ہوئے تھے اُنھیں قتل کرادیں۔ ایسے نازک موقعوں پر آقا کی جان غلام کے ہاتھوں میں ہوتی ہے مگر ایسے وفادار غلام بھی تھے جنھوں نے باوجود آزادی اور روپے کے لالچ دیئے جانے کے اپنے آقاؤں کی جان بچانے کے لیئے نہ صرف اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا بلکہ اپنی جان گنوائی۔ بعض لوگوں نے قتل کے خوف سے خودکشی کرلی۔ بعض دوسروں کے دھوکے میں مارے گئے۔ خونی سپاہیوں کو قابو میں رکھنے کی کوشش ضرور کی گئی تھی مگر اکثر اوقات خلاف احکام بھی وہ عمل کرتے اور بہت لوگ جو فہرستوں میں شامل نہ تھے اُن کی طمع کے شکار ہو گئے۔ **انٹونی** کی بیوی **فلویا** نے اپنے بہت سے دشمنوں کا خاتمہ کرادیا۔ رنگیلے اور عیاش **انٹونی** کو قتل[1] میں کوئی لطف نہ آتا تھا مگر اُس کے احباب میں بہت سے بدقماش اشخاص تھے۔ انٹونی نے صرف ایک شخص یعنی بوڑھے **ویریس** کو واجب القتل قرار دیا تھا۔ **ویریس** کے قبضے میں سسلی کے مال غنیمت کا کچھ حصہ اب تک تھا جس میں چند نفیس کورنتھی کانسے کے ظروف تھے۔ **انٹونی** نے ظروف مذکور کو زمانۂ قیام **مسالیہ** میں دیکھا تھا اور دست طلب بھی دراز کیا تھا مگر **ویریس** نے دینے سے انکار کردیا اس لیئے اب **انٹونی** نے اُس کا نام بھی واجب القتل اشخاص کی فہرست میں شریک کرادیا۔ **ویریس** نے مردانہ وار جان دیدی اور بالآخر **سسرو** کے بعد مراسسرو کا بھائی **کوئنٹس** مع اپنے بیٹے کے مقتولین میں تھا

[1] **دائون** ۷، ۴۷، ۸ انٹونی پر بے رحمی اور ظلم کا الزام رکھتا ہے اور نوجوان **قیصر** کے ترحم کی تعریف کرتا ہے مگر میں دوسری روایت کو ترجیح دیتا ہوں۔

باب ۵۹

مگر تاہم بہت سے لوگ کسی نہ کسی طور سے بھاگ کر یا تو بروٹس اور کیسیس کے پاس پہنچ گئے یا سیکس ٹس پامپی کے پاس جس کا سمندر پر دور دورہ تھا اور جس نے سسلی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس زمانے کے واقعات میں پیرانہ سال ایٹی کس کے مدت دراز تک امن وامان کے ساتھ رہنے سے زیادہ قابل لحاظ کوئی واقعہ نہیں ہے۔ اس دور اندیش شخص نے نہایت احتیاط کے ساتھ اس امر کو تحقیق کر لیا تھا کہ اس عہد انقلاب میں اپنی جان کس طرح بچانی چاہیئے اور غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مصیبت کے وقت میں ہر شخص کی مدد کرے۔ قریب قریب چالیس سال سے وہ ہر موقع سے نفع اٹھانے کی فکر میں رہتا تھا۔ اس کا مسلک یہ تھا کہ حکام وقت کے ساتھ ربط ضبط پیدا کرے، جو اسکی معاونت کو غنیمت خیال کرتے تھے خصوصاً اس وجہ سے کہ اس کے برتاؤ میں دنائت کا شائبہ تک نہ تھا، لیکن اسکے ساتھ ہی فریق مغلوب میں جو اس کے دوست تھے ان کی بھی دستگیری کرتا تاکہ وہ اسکے مرہون منت رہیں اور جب ان کے دن پھریں تو اس کے احسان کو فراموش نہ کریں قیصر کے قتل کے بعد بھی اس نے اسی قسم کے معاملے کیئے۔ بروٹس اسکا خاص دوست تھا اس لیئے اس کی خانگی طور سے مدد کرنے پر تیار تھا مگر فریق جمہوری کے لیئے روپیہ بہم پہنچانے کے لیئے ساہوکاروں کی ایک مشارکت قائم ہوئی تھی اس میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ لیکن جب بروٹس اطالیہ سے فرار ہو گیا تو ایٹی کس نے اس کی مدد کی اور ایک ہزار پونڈ تحفتہً بھیجے اور اسکے بعد جب وہ ایپائرس پہنچا تو پھر تین ہزار پونڈ بھیجے۔ جس وقت جمہوری سسرو کی سرگروگی میں رومہ پر قابض تھے ایٹی کس ہی نے انٹونی کے اہل و عیال کی حفاظت کی اور پھر ان کے بچ کر نکل جانے کا انتظام کر دیا۔ حکام ثلاثہ کے مظالم کا جب سلسلہ شروع ہوا تو اسے اندیشہ ہوا کہ سسرو اور بروٹس کی دوستی اس کی خرابی کا باعث ہو مگر انٹونی نے اس کی حمایت کی اور اس طرح اس خوں ریزی کے زمانے میں

۱؎ کارنی لیس نیپوس ایٹی کس ۸-۱۱-

باب ۹

جبکہ اراکین سینیٹ وطبقۂ اکوائٹ کے سر ہر روز آتے اور بعد شناخت انعام دیئے جاتے، ایٹی کس نہ صرف خود امن و امان سے رہا بلکہ دوسروں کی بھی اُس نے جان بچالی۔ ایپائرس میں جو اُس کا علاقہ تھا متعدد پناہ گیروں کا ملجاو ماویٰ بنگیا جنگ فلپی کے بعد شکست خوردہ جماعت کے افراد کو جن کے برے دن آگئے تھے وہ دلاسا دیتا رہا اور ہر طرح سے اُن کی دستگیری کرتا رہا مگر نئے حکام سے تادم مرگ یعنی اس جنگ کے دس سال بعد تک اُس کے تعلقات خوشگوار رہے اس موقع پر ہمارے لیئے یہ محاکمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ سسرو کے اس محب قلبی نے قاتلوں کے ساتھ بعجلت اختلاط پیدا کر کے یا مقتولوں کے لیئے صرف چند روز تک سوگ کر کے اپنی بادقار زندگی کے مفید کارناموں پر دھبا لگایا یا نہیں بلکہ صرف یہ ذہن نشین کرلینا ہے کہ اس جنگ وجدال اور خوں ریزی کے زمانے میں جس پر جمہوریت روما کا خاتمہ ہوا ایٹی کس ایسے شخص کے لیئے امن وامان اور عیش وعشرت کے ساتھ ۷۷ سال جینا ممکن تھا[1]

حکام ثلاثہ کا استحصال بالجبر

(۱۳۳۰) جن لوگوں کو قانون کی حفاظت سے خارج کیا گیا تھا وہ یا تو مارے گئے یا فرار ہوگئے مگر ضبط شدہ علاقوں کی فروخت میں اس قدر کامیابی نہ ہوئی۔ جو لوگ کہ خریدنے کی استطاعت رکھتے تھے اُس کا اظہار اس خوف سے نہ کرتے کہ کہیں یہ نہ معلوم ہوجائے کہ اُن کے پاس نقد روپیہ ہے اور چونکہ خریداروں میں مسابقت نہ تھی اس لیئے قیمتیں بڑھتی نہ تھیں۔ حکام ثلاثہ کو جو رقم ملی وہ انکے اندازے سے بہت کم تھی۔ اس لیئے انھوں نے دولتمند خواتین پر ٹیکس لگانے کا قصد کیا اور اس غرض سے کتنی ہی دولتمند عورتوں کو حکم دیا کہ اپنی جائداد کے متعلق تخمینے پیش کریں اور یہ بھی صراحت کردی کہ اگر غلط تخمینے پیش کیئے جائیں گے تو سزا دی جائیگی۔ اخراجات جنگی کے لیئے عورتوں پر ٹیکس لگانے کے لیئے سرویس کے قدیم دستور مملکت میں بھی نظیر موجود تھی مگر عرصے سے اُس پر عمل نہیں ہوا تھا اسلیئے موجودہ مطالبے پر برافروختہ خواتین نے ایک زبردست مظاہرہ کیا اور حکام ثلاثہ کی

[1] بوائیئر "سسرو اور اُس کے دوست" صفحہ ۱۶۔

باب ۹

عدالت میں پہنچ گئیں جہاں مشہور مقرر ہارٹین سیس متوفی کی بیٹی ہارٹین سیا نے اُن کی طرف سے ایک تقریر کی اور یہ عذر پیش کیا کہ چونکہ عورتیں خدمات سلطنت کی مستحق قرار نہیں دی گئی ہیں اور حق رائے دہندگی بھی نہیں رکھتیں اسلیئے وہ ان افعال کی ذمہ دار نہیں ہو سکتیں جن کی اب لوگوں کو سزا مل رہی تھی اور اسی بنا پر ان پر ٹیکس بھی عائد نہیں کیئے جا سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جن طبقوں سے حکام جدید نے رقمیں وصول کرنی چاہی تھیں ان میں سے صرف عورتوں کے ساتھ کچھ رعایت ہوئی اور جن خواتین کو جائداد کے تخمینے پیش کرنے کا حکم دیا گیا ان کی تعداد ۱۴۰۰ سے گھٹا کر ۴۰۰ کر دی گئی۔ مگر روپے کی سخت ضرورت تھی[1] اور بعجلت بہم پہنچانا ضروری تھا اس لیئے ۴۲ق م کیلیئے سنسروں کا تقرر عمل میں آیا۔ ان کے تقرر[2] سے مردم شماری کرنا مقصود نہ تھا بلکہ شہریوں کے ذرائع آمدنی معلوم کر کے جدید محصولات عائد کرنے کی نیت تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اطالیہ میں محصول جنگی پھر لگایا گیا[3] جس کو قیصر نے جاری کیا تھا اور تمام ملک اطالیہ میں مکانوں کا ایک سال کا کرایہ (یا یکسالہ تخمینی قیمت) اور زرعی علاقوں کے یک سالہ لگان کا نصف وصول کر لیا گیا غلاموں کے مالکوں کو حکم دیا گیا کہ جہازوں کے بیڑے میں کام کرنے کے لیئے غلام فراہم کریں اور تمام غلاموں پر ایک پونڈ فی نفر محصول ادا کریں۔ ان سخت گیریوں کے علاوہ اگر اس امر کا بھی لحاظ رکھا جائے کہ اطالیہ کے شہروں کے باشندے سپاہیوں کی خورد و نوش کے کفیل قرار دیئے گئے تھے کچھ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اہل اطالیہ کس مصیبت میں تھے کیونکہ تمام اقتدارات حکام ثلاثہ کے ہاتھوں میں تھے اور

---

[1] کون ڈی لین پنجم ۱، ۶ و الیرئس میکسیمس ہشتم ۳، ۳-۲-اپین چہارم ۳۲-۳۴-
[2] پلوٹارک دانٹونی (۲۱) کا بیان ہے کہ حکام ثلاثہ نے اُن رقوم کو بھی ضبط کر لیا جو ویسٹل کنواریوں کے پاس امانتاً جمع تھیں۔
[3] لینگ تاریخ روما سوم ۴۵۵-گارڈٹ ہارسین جلد اول صفحات ۱۴۰-۱۴۱ اور جلد دوم صفحہ ۷۵ میں اس طرف اشارہ ہے۔

باب ۹ جزوی امور میں انھیں کے ملازمین[1] کو دخل تھا جو اکثر اوقات اپنے اختیارات کو بدنیتی سے استعمال کرتے تھے۔ جو جائدادیں اصلی قیمت سے کم پر بکتیں وہ زیادہ تر فوجی لوگوں کو ملتیں کیونکہ اُن کے سوا کوئی بولی بولنے کی جرأت نہ کرسکتا تھا اور حکام سپاہیوں کی بداعمالیوں سے چشم پوشی کرتے جو کہ پھر جنگ پر جانے کے قبل چین کر رہے تھے۔ ممکن ہے کہ چند افراد حکام وقت میں سے کسی کی رعایت سے مصائب مذکورہ سے بچ جائیں مگر دراصل ہر طرف غارتگری کا بازار گرم تھا اور بدنصیب شہریوں کو جو سپاہیوں کی دست درازیوں سے مرعوب ہوگئے کسی تلافی[2] کی امید نہ ہوسکتی تھی[3]۔

(۱۳۲۱) مگر قیصر کے قاتل جنھیں قانون پیڈیا کے تحت میں سخت سزا ملی تھی ان مصیبتوں سے بچ گئے ان میں سے اکثر زندہ تھے مگر حکام ثلاثہ کی زد سے باہر تھے اور اُن کی قسمت کا فیصلہ جنگ کے نتیجے پر منحصر تھا۔ جو لوگ قانون کی حفاظت سے خارج قرار دیئے گئے تھے ابھی تک وہ اس خطرے سے واقف نہ تھے۔ جس زمانے میں یہ کارروائی ہورہی تھی حکام ثلاثہ اپنی حکومت کی تنظیم میں مصروف تھے، خدمات کو اپنے حسب مرضی تقسیم کررہے تھے اور سال آئندہ کے لیئے صوبہ داریوں کا انتظام کررہے تھے۔ سنہ ۴۲ کے لیئے پلانکس[3] اور لیپی ڈس کانسل نامزد کیئے گئے اور دسمبر سنہ ۴۳ کے ختم ہونے کے بعد اپنی خدمات کا جائزہ لینے کے قبل اُنھوں نے جلوس فتح نکالے، پلانکس نے گال میں کسی

جولیس دیتا ہے حکم ثلاثہ کے سکّے

---

[1] انٹونی کے آزاد شدہ غلام ہیپارکس نے اس زمانے میں بہت روپیہ جمع کیا۔
[2] والیریس میکسی مس (ششم ۲، ۱۲) بیان کرتا ہے کہ جن اراضیات کو حکام ثلاثہ نے ضبط کرلیا تھا اُن کے معطی الیہم کی طرف سے کاسکے لیس نے جو ایک مامور وکیل تھا عرضی دعوے مرتب کرنے سے انکار کردیا تھا اور اس طرح گویا اُس نے اس تمام کارروائی کو خلاف قانون قرار دیا۔ دیکھو دی تمہید جسٹی نین صفحہ ۱۲۱۔
[3] قیصر نے اس سال کیلیئے پلانکس اور ڈی بروٹس کو کانسل کے لیئے نامزد کیا تھا۔

باب ۹

خفیف کامیابی کی یادگار میں اور لیپی ڈس نے سیکس ٹس پامپی سے نامہ و پیام کرنے اور ہسپانیہ میں امن و امان قائم کرنے کے صلے میں سیاسی انقلاب کی تکمیل کو لوگوں پر ثابت کرنے کے لیئے جولیس قیصر کو روما کے دیوتاؤں میں شریک کرنے کی تدبیر کی گئی۔ آکٹے وین[1] نے اُس مقام کو متبرک قرار دیا جہاں قیصر کی لاش جلائی گئی تھی اور اُس کی یادگار میں وہیں ایک مندر تیار کرایا جو (Aedesdve Juli) (جولیس دیوتا کا مندر) کے نام سے موسوم تھا اور جس کے آثار حال میں کھود کر نکالے گئے ہیں۔ یہ بھی حکم دیا گیا کہ ہر سال نو کے پہلے دن سب لوگ قیصر کے افعال کو برقرار رکھنے کا حلف اٹھائیں، اُس کی سالگرہ کو تہوار منایا جائے اور اُس کے قتل کے دن سوگ منایا جائے مگر اس آخری حکم پر عرصے[2] تک عمل نہ ہوا کیونکہ اپنی شہنشاہیت کے زمانے میں آگسٹس نے اسے منسوخ کر دیا۔ خاندانی تجہیز و تکفین کی رسوم میں جو تغیر ہوا وہ نہایت اہم ہے یعنی اب یہ انتظام کیا گیا کہ جولیس کی مورت (Imag.) جلوس میں آبا و اجداد متوفی کی مورتوں کے ساتھ نہ نکالی جائے بلکہ دیوتاؤں کی مورتوں کے ساتھ جب ان کا جلوس نکلے۔ ۴۲ء کے قانون رُوفرے نامی کی رو سے قیصر کے دیوتا ہونے کی دستوری توثیق بھی ہو گئی اور آیندہ کے لیئے وہ باضابطہ "جولیس دیوتا" ہو گیا۔ سکوں[3] کے متعلق حکام ثلاثہ نے جو کارروائی کی اُس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ مطلق العنان قیصر کے جانشین ہوئے ہیں اور جمہوریہ کو بحال کرنا نہیں چاہتے۔ قیصر کے آخری زمانے میں فرماں بردار سینیٹ نے سکوں پر اُس کی تصویر کندہ کرائی تھی۔ سکوں پر نام اور تصویر کا ہونا ہمیشہ سے سیادت اور تفوق کی نشانی ہے اور جب بجائے روما دیوی کی تصویر کے سکوں پر خاص افراد کی

---

[1] دیکھو یادگار انکائرا بر مامسین چہارم (۲)۔
[2] گارڈٹ ہارسین جلد اول صفحہ ۱۳۲۔ ڈائون ۴۷، ۱۸۔
[3] " " " " ۱۳۲، مامسین، اسٹاٹس ریخت جلد دوم صفحات ۷۸۶، ۷۶، ۷۸۹۔

باب ۹

تصویریں کندہ ہونے لگیں تو اس سے صاف ظاہر تھا کہ جمہوریہ کا خاتمہ ہو گیا۔ حکام ثلاثہ[1] نے بھی اس نظیر کی پیروی کی یعنی پہلے تو اُنھوں نے اپنے اپنے خاندانوں (ایمی لی ای، انٹونی ای، جولی ای) کے فرضی واقعات کی تصویریں سکوں پر بنوائیں اور پھر اُن کے دوسرے رخ پر اپنی تصویریں کندہ کرائیں اور یہ رسم ہمیشہ جاری رہی۔ حکومت شاہی اب بھی در پردہ تھی اور عرصے تک اسی طرح رہی مگر سکوں پر اس کا اظہار برابر جاری رہا۔ حکومت ثلاثہ کا شریک اول (لیپی ڈس) کا وجود و عدم برابر تھا اس لیے حکومت ثلاثہ اب صرف دو اشخاص کی حکومت رہ گئی تھی اور عہدہ داران دار الضرب نے غالباً اس کو محسوس کر کے سکوں پر لیپی ڈس کی تصویر کندہ کرانا موقوف کر دیا۔[2]

بروٹس اور کیسیس

(۱۳۳۲) مشرقی جنگ کی تیاریاں جاری تھیں، اس لیے اب ہم **بروٹس** اور **کیسیس** کے حالات کی طرف متوجہ ہوں گے جن کے مقابلے میں یہ تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ایڈریاٹک کے ساحل سے روانہ ہو کر بروٹس مقدونیہ میں مصروف ہو گیا تھا۔ اُس نے مقدونیوں کو بھرتی کر کے اُنکے لیجن بنائے اور تھریس پر یورش کر کے وہاں کے دیسی باغیوں کی گوشمالی کی اور معاون فوجیں مرتب کیں۔ اپنی روز افزوں قوت کے ذریعے سے اُس نے صوبۂ ایشیا پر پورے طور سے قابو حاصل کر لیا اور جہازوں کا ایک معقول بیڑا بھی ڈال لیا۔ اُس کی مہم کے لیے زر خطیر کی ضرورت تھی اور روپیہ بہم پہنچانے کے لیے اُس نے استحصال بالجبر اور تصرف بیجا سے کام لیا۔ اس کے علاوہ روما کا ایک سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے اُسے اپنی فوج کی ضرورتوں کے لیے روپیہ مسکوک کرنے کا بھی اختیار تھا۔ حکومت ثلاثہ کو روما کی باضابطہ حکومت تسلیم نہ کرنے کا عملی ثبوت اس طور پر دیا کہ اُس نے بھی جو سکے جاری کیے اُن میں سے بعض پر اُس کی تصویر تھی۔ کیسیس نے ڈولابیلا کو لاؤڈی سیا میں

[1] مسٹر جی الیف ہل نے اپنی کتاب روما کے تاریخی سکے، میں چند نمونے دیئے ہیں۔ ۲/۷، ۳/۷، ۴/۷

[2] ڈاکون ۷/۴، ۲۵/۳ اسپین چہارم ۷/۵ - مام سین (داسٹائس ریخت دوم ۷/۲)

باب ۹ جو شام کے ساحل پر ہے اپنی زبردست فوج اور بیڑے سے محروس کر لیا تھا اور اس نے جب مفر کا کوئی موقع نہ دیکھا تو خودکشی کر لی بلکہ کلیوپٹرا اُس کے مخالفین کا ساتھ دینے والی تھی اس لیئے اس نے مصر پر فوجکشی کرنے کا قصد کیا مگر جب اُسے حکام ثلاثہ کی تیاریوں کا حال معلوم ہوا تو اس نے بروٹس کی امداد کے لیئے ایشیائے کوچک کا رخ کیا۔ ٹارسس کے باشندوں نے ڈولابیلا کا خیر مقدم کیا تھا اس لیئے کیسیس نے اُسے لوٹ لیا، کیاپاڈوشیا کے بادشاہ آریوبارزانیس کو اُس نے معزول کر دیا اور ان ممالک میں اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ اُس کے عقب میں اہل پارتھیا تھے اُن سے بھی اُس نے سمجھوتہ کر لیا۔ اس اثنا میں بروٹس نے پیرانہ سال ڈیوٹارس شاہ گلاتیا سے موافقت پیدا کر لی ایشیائے کوچک کا تمام ملک اب جمہوری سرغنوں کے ہاتھوں میں تھا سوائے جمہوریۂ روڈز اور اتحاد لیسیا کے۔ وقت بہت کم تھا کیونکہ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ قیصری فوجوں کا ایک حصہ روانہ ہو چکا تھا۔ لیکن سمرنا میں ایک مجلس شوریٰ ہوئی اور اُس میں یہ طے ہوا کہ مقدونیہ میں دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیئے روانہ ہونے سے قبل ان دونوں کی سرکوبی کر دینا مناسب ہوگا۔ بروٹس نے ایک شہر پر باوجود سخت مقابلے کے قبضہ کر لیا اور اُس کی وجہ سے لیسیا میں سکون ہو گیا۔ کیسیس نے روڈز کو ایک بحری جنگ کے بعد فتح کر لیا جس میں اہل روڈز کا ہنر اُس کے بڑے بڑے جہازوں کی تعداد کثیر کے مقابلے میں بیکار ثابت ہوا۔ دونوں سپہ سالار جو کچھ رقمیں سرکاری یا خانگی انھیں مل سکیں اپنے قبضے میں لے آئے اور اس کے علاوہ باشندگان صوبۂ ایشیا سے دس سال کا خراج پیشگی وصول کر لیا۔ اس کے بعد آئندہ معرکہ آرائی کے لیئے تدابیر

بقیۂ حاشیۂ صفحۂ گزشتہ۔ ہیں لکھا ہے کہ بروٹس کا یہ فعل قوانین جمہوری کے خلاف تھا سیکس ٹس پامپی کا معاملہ مختلف ہے کیونکہ اُسے جمہوری پرو کانسل ہونے کا دعویٰ نہ تھا بلکہ اپنے آپ کو حکام ثلاثہ کا ہمسر خیال کرتا تھا۔ مسٹر ہل (نمبر ۸-۶-۱۷) نے بروٹس کے سکوں کے چند نمونے دیئے ہیں۔

سونچنے کی غرض سے دونوں ساڑدس میں آکر ملے۔ اُن کی فوجیں بلحاظ تعداد ب ۹ه
زبردست اور جنگ میں شرکت کے قابل تھیں۔ ممالک شرقی کے مال غنیمت
سے اُن کے خزانے معمور تھے اور سمندروں پر چونکہ اُن کا دور دورہ تھا اسلیئے
بیڑوں کے ساتھ جب تک کہ اُن کے تعلقات قائم تھے رسد کی بھی کمی نہ ہوسکتی تھی
امور مذکور میں اُن کو اپنے مخالفوں پر ترجیح تھی، اگر وہ گھاٹے میں تھے تو صرف اس
لحاظ سے کہ بجائے حملہ آور ہونے کے اس وقت اُن کا کام مدافعت کا تھا۔
اس کے علاوہ دونوں کا جوڑ ٹھیک نہ تھا۔ بروٹس کی دکھاوے کی راستبازی
اور بے موقع شبہوں سے اگر کوئی سیدھا سادا آدمی ہوتا وہ بھی برافروختہ ہوجاتا
چہ جائیکہ کینہ ور اور تلخ مزاج کیسیس نے جسکا صرف ایک مقصد تھا یعنی اپنے دشمنوں پر
فتح حاصل کرنا۔ دونوں میں اکثر جھڑپ ہوجاتی تاہم پھر مصالحت ہوجاتی اور کسی نہ کسی طرح
مل کر کام کرتے۔ مگر بحیثیت سپہ سالار کے کیسیس بھی انٹونی کا مدمقابل
نہ تھا خصوصًا ایسے وقت میں جبکہ یہ عیاش مزاج سپہ سالار جوش میں آجائے
اور اس وقت وہ زوروں پر تھا۔ آکٹے وین کو بروٹس پر اس سے بھی زیادہ
فوقیت حاصل تھی۔ انٹونی کی اور اُس کی اغراض اس وقت متحد تھیں اور وہ ایسا
آدمی نہ تھا کہ حسد یا شبہات کی بنا پر انٹونی سے بگاڑ لے۔ لیکن دونوں فریقوں
میں آخری جنگ موسم خزان (سـ۴۲ـنہ) تک نہ ہوئی اس لیئے ہم ممالک مغرب کے
واقعات پر نظر ڈالیں گے اور دیکھیں گے کہ فیصلہ کن جنگ اس سے قبل
کیوں نہ ہوئی؟

(۱۳۴۳) آکٹے وین کے لیئے اپنے صوبوں پر قبضہ کرنا آسان ثابت نہوا۔ لیمس
قدیم صوبۂ افریقہ میں سینیٹ کی طرف سے کارنی فی کیس صوبہ دار تھا جو بغیر سینیٹ میی
کے حکم کے وہاں سے ہٹنے پر تیار نہ تھا اور جب جدید حاکم (آکٹے وین) نے اُسے
حکم دیا کہ اپنے صوبے کو قیصری سیکس ٹیس صوبہ دار افریقۂ جدید (نیومیڈیا)
کو سپرد کردے تو اس نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کردیا۔ اس کے بعد جنگ شروع
ہوگئی جس میں اُسے اولًا کامیابی ہوئی لیکن بالآخر سیکس ٹیس نے نیومیڈیا
کے ایک بادشاہ کی مدد سے اُسے شکست دی اور کارنی فی کیس اپنی جان

باب ۹۵ اور اپنا صوبہ ایک ساتھ کھو بیٹھا۔ لیکن سسلی میں حالت نہایت نازک تھی۔ سیکس ٹس پامپی کو جب قانون پیڈیا کے تحت میں سزا دی گئی حالانکہ قیصر کے قتل سے اُسے کوئی سروکار نہ تھا تو اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت روما کے بیڑے کی کمان سے وہ ہٹ گیا اور اُسے اپنی فکر کرنی پڑی۔ اس غرض سے اُس نے چند جہاز جمع کر لیئے جن سے بڑھتے بڑھتے ایک زبردست بیڑا تیار ہوگیا۔ سیکس ٹس بڑا الڑاکا اور تند مزاج آدمی تھا اس لیئے چور، رہزن، فرار شدہ غلام، پناہ گیر وغیرہ ہر قسم کے اشخاص جو اپنی زندگی سے مایوس تھے اُس کے پاس پہنچ گئے۔ غلے کے جہازوں کو وہ لوٹنے لگا اطالیہ کی بندرگاہوں میں لوٹ مار شروع کر دی اور بحیرۂ روم کے مغربی حصے میں اُس کے بحری قزاقوں کا راج ہوگیا۔ جزیرۂ سسلی کا جغرافیائی موقع اور اُسکے ذرائع ایسے تھے کہ بحری مرکز بنائے جانے کے لیئے وہ بہت مناسب تھا۔ سیکس ٹس وہاں پہنچ گیا اور بہت جلد پورے جزیرے پر قابض ہوگیا۔ جو لوگ کہ حفاظت قانونی سے خارج کر دیئے گئے تھے اُن کے لیئے اس کا مستقر جائے پناہ ہوگیا۔ ان لوگوں میں سے اکثر کا خوں بہا دے کر اُس نے اُن کی جانیں بچائیں تھیں یا کہ وہ اُسکے جہازوں میں بھاگ آئے تھے جو اطالیہ کے سواحل پر گشت لگایا کرتے تھے۔ اس کی کامیابی کی وجہ سے اتنے ہوشیار ملاح اور غلام اُس کے بیڑے میں داخل ہوگئے کہ اُس کا بیڑا اُس زمانے کی سب بحری فوجوں سے زبردست ہوگیا۔ آکٹے وین نے[1] ایک فوج بھیج کر جنوبی اطالیہ پر اُس کی یورشوں کو روک دیا اور اس کے بعد کوشش کی کہ آبنائے کو عبور کر کے سسلی سے سیکس ٹس کو نکال دے مگر اس میں سخت ناکامیابی ہوئی لیکن چونکہ اس وقت حکام ثلاثہ کو مشرقی جنگ میں اپنا پورا زور لگانا تھا اس لیئے سسلی کو اس بحری قزاق کے قبضے میں چھوڑ کر انٹونی اور آکٹے وین بروٹس اور کیسیس کا مقابلہ کرنے کے لیئے روانہ ہوگئے

[1] اپیین (چہارم ۸۶) کا بیان ہے کہ آکٹے وین خود اس حملے میں شریک تھا اور وہاں سے انٹونی سے ملنے کے لیئے۔ برنڈزی سیم روانہ ہونا چاہا مگر چونکہ آبنائے پر سیکس ٹس کے بیڑے کا قبضہ تھا اس لیئے اس کو سسلی کا پورا چکر لگانا پڑا۔

باب ۹۵
جمہوریت پسندوں کی شکست

(۱۳۳۴) اس معرکہ آرائی میں جس کا اختتام جنگ فلپی پر ہوا یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اس میں بھی بعض ایسے واقعات ظہور میں آئے ہیں جو فارسالس کی معرکہ آرائی کے واقعات سے بہت مشابہ تھے، مثلاً دونوں معرکوں میں بحری لڑائیوں کا بے سود ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی کہ دونوں میں مغلوب فوج کو ماہران فن حرب کی رائے میں ناواقف اشخاص کے دخل دینے سے نقصان پہنچا یعنی بالفاظ دیگر فوجی اغراض کے لحاظ سے اصول جمہوری کے موید اپنی خصائل کی وجہ سے مطلق العنان حکام کے مقابلے سے مجبور تھے۔ جنگ فارسالس میں یہ امر زیادہ نمایاں ہے مگر فلپی میں بھی اس سے جمہوریت پسندوں کو کم نقصان نہیں پہنچا۔ واقعات جنگ ہمارے پیش نظر ہیں اس لیئے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ جمہوریت پسندوں کو چاہیئے تھا کہ انتظار کرتے اور اپنے بحری تفوق سے کام لیکر اپنے مخالفوں کو بحیرۂ ایڈریاٹک عبور نہ کرنے دیتے، اُن کی رسد کو روک دیتے، شہر روما میں غلہ نہ پہنچنے دیتے اور اس طور سے موجودہ حکام روما کے عقب میں شورش پیدا کر کے انھیں پریشان کرتے۔ اگر وہ سیکس ٹس پامپی کی پوری معاونت کرتے تو ممکن تھا کہ تمام قیصری بڑے سمندر سے ناپید ہو جاتے۔ لیکن اس مشترک بحری جنگ کی دور اندیشانہ تدابیر پر عمل کرنے کے لیئے بے حد صبر کی ضرورت تھی اور جمہوریت پسندوں کے لیئے اپنی فوجوں کو تعویق کے وجوہ سمجھانا چنداں آسان نہ تھا کیونکہ اگر سپاہیوں کو ایک دفعہ بھی شبہہ ہو جاتا کہ اُن کے سرداروں کو اب اپنے آپ پر بھروسا نہیں ہے تو پھر کچھ نہ بن آتی۔ کسی[1] نے خوب کہا ہے کہ اہل روما کا خاصہ یہ تھا کہ وہ امور متنازعہ فیہ کا دست بدست جنگ میں تصفیہ کرنا پسند کرتے تھے۔ علاوہ ازیں بحری فوجوں میں اہل روما بالکل شامل نہ تھے۔ بری فوجوں میں اہل روما ضرور تھے اور اُن کی بدظنی کو نظر انداز نہ کیا جا سکتا تھا کیونکہ معمولی سپاہی نہ تو دوررس فوجی تدابیر کی تکمیل کا

[1] گارڈٹ ہارسلین جلد اول صفحہ ۱۶۷۔

باب ۹ انتظار کرسکتے تھے نہ اُن کو قطعی کامیابی کی امید کا تیقن ہوسکتا تھا۔ اصول جمہوریت بروٹس اور ایک حد تک کیسیس کے لیئے موجب سکون قلب تھے مگر معمولی سپاہی صرف جمہوریت کے نام سے واقف تھے اور سرسری واقفیت سے اس مسلسل حالت کشمکش و پیچ میں انھیں تسکین نہ ہوسکتی تھی۔ جو تدبیر بالآخر قرار پائی اُس پر بھی محاکمہ امور مذکورۂ بالا کے معیار سے کرنا چاہیئے اوایل سنہ ۴۲ میں کیسیس کے بیڑے کا بیشتر حصہ اہل اسٹائیس مرکس کے زیر کمان ٹائی نارم واقع پیلوپونیس کی طرف بھیجدیا گیا اور اُسے حکم دیا گیا کہ سب سے پہلے کلیوپیٹرا کے مصری بیڑے کو روک لے جو اُسنے قیصریوں کی امداد کیلیئے روانہ کیا تھا اور اُسے آگے ڈوین کے جہازوں سے ملنے نہ دے مصری بیڑے کے جہاز طوفان سے تتر بتر ہوگئے اس لیئے مرکس برنڈی سیم کی طرف روانہ ہوا تاکہ دشمن کے باربرداری کے جہازوں کو روک دے مگر اس میں اُسے کامیابی نہوئی موسم موافق تھا اس لیئے باربرداری کے بادبانی جہاز پار نکل گیئے اور قیصریوں کے باقی ماندہ لیجن دو پھیروں میں سلامتی کے ساتھ ایڈریاٹک کے پار ہوگئے کیسیس نے مرکس کی امداد کے لیئے اور جہاز بھیجے اور اس بیڑے نے حکام ثلاثہ کو اطالیہ سے اُن کے سلسلۂ رسل و رسائل کو منقطع کرکے سخت پریشان کیا اور جنگ کے دوران میں اُن کا ایک بیڑا تباہ کردیا جس میں ایک پورا لیجن تہ آب ہوگیا مگر ان کارروائیوں سے جنگ کے رخ پر کوئی اثر نہ ہوا۔

مقدونیہ کی مہم ۴۲ ق م (۱۳۲۵) سارڈس میں جو فوجیں جمع تھیں انھیں یہ سُنکر خوشی ہوئی کہ اب انھیں ہیلیسپانٹ (دار دانیال) کی طرف کوچ کرنا ہوگا اور مقدونیہ میں دشمن سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ بروٹس کا بیڑا ایپی ڈوس کے قریب تھا اور جہازوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ بیڑے کا یہ کام تھا کہ پہلے تو فوجوں کو آبنائے کے پار کرائے اور پھر بری فوجوں کو مدد پہنچاتا رہے۔ یہ بھی انتظام کیا گیا تھا کہ جیسے جیسے فوجیں تھریس اور مقدونیہ کے ساحل پر آگے بڑھتی جائیں بیڑہ بھی سمندر میں اُن کے قریب رہے اور فوج اور بیڑے میں آمد و رفت کا

باب ۵ سلسلہ قائم رہے۔ تدابیر مذکور پر عمل کرنے میں کوئی قابل لحاظ وقت نہیں ہوئی۔ انٹونی نے اس فوج کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے اپنی فوج کے چند دستے بھیج دیئے تھے مگر انھیں پیچھے ہٹ جانا پڑا کیونکہ یا تو انھیں مخالفین کی فوج اور بیڑے کے بیچ میں پھنس جانے کا خوف تھا یا مخالف فوج کے اپنے رخ بدل دینے کے سبب سے وہ دھوکے سے اندرون ملک میں چلے گئے۔ اس طور پر جمہوریوں کی فوج قصبۂ فلپی میں پہنچی اور اُس کے قریب شاہراہ اگناشین کی دونوں جانب مورچہ بند ہوگئی جو ڈیراکیم سے ہیلیس پانٹ گئی ہے۔ اُن کے پڑاؤ کی حفاظت کے لیے سامنے کی طرف مورچے بنے ہوئے تھے اس لیے دشمن ادھر سے نہ آسکتا تھا اور اس کے علاوہ بروٹس کی داہنی جانب پہاڑ تھے اور بائیں جانب بھی جہاں کیسیس تھا محفوظ تھا کیونکہ اس کے اور سمندر کے درمیان ایک دلدل حائل تھی۔ مدافعت کے لیے اُن کی لشکر گاہ بہت محفوظ تھی اور بیڑے کے ذریعے سے تھاسوس سے جہاں اُنکے بڑے بڑے مخزن تھے اُن کے تعلقات قائم تھے اور رسد برابر پہنچ سکتی تھی۔ برخلاف اس کے اُن کے مخالف ایک ایسے خطۂ ملک میں سے پیش قدمی کر رہے تھے جہاں غلہ بہ افراط نہ مل سکتا تھا اور ایک بڑی فوج کے لیے غلے کی باربرداری کے انتظام میں بھی سخت دقت تھی۔ انٹونی کے لیے اس وقت بہتر یہ تھا کہ دشمنوں کو فوراً لڑنے پر مجبور کرے اور کیسیس کو اس طرز عمل میں نفع تھا کہ ڈھیل دیتا رہے تاکہ اُس کے مخالف بھوکوں مرجائیں اور کیسیس شروع ہی سے دست بدست جنگ سے گریز کر رہا تھا اور لڑائی کو ٹالتا رہا۔ آکٹے وین اس وقت ڈیراکیم میں بیمار پڑا ہوا تھا مگر اُس کی فوج آگے بڑھ گئی اور وہ خود بھی چند روز کے بعد پہنچ گیا اور جنگ میں موجود تھا۔

جنگ فلپی (۱۳۳۶) فلپی کی پہلی جنگ کے مختلف لوگوں نے حالات لکھے ہیں جیسیں اپپین کا غالباً سب سے بہتر ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ کیسیس کی فوج کی لینوں کو اُلٹ دینے کے لیے انٹونی نے دلدل میں ایک نہر Dyke بنانے کی کوشش کی اور اُس کے جواب میں کیسیس ایک دوسری نہر بنانے لگا مگر جب اُس نے

باب ۹

اپنے سپاہیوں کی ایک تعداد کثیر اس کام پر لگا دی تو انٹونی نے اُس کی لینوں پر اچانک حملہ کر کے اس کی خیمہ گاہ پر قبضہ کر لیا۔ انٹونی کی کامیابی قابل لحاظ تھی مگر قطعی نہ تھی کیونکہ جس مقام پر اُس نے قبضہ کیا تھا وہاں وہ ٹھیر نہ سکتا تھا اور بالآخر مع اپنے سپاہیوں کے اُسے رجعت اختیار کرنی پڑی۔ اسی اثنا میں جمہوری فوج کی داہنی جانب کی طرف بروٹس کو فتح حاصل ہوئی۔ اُس کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے کہ کیسیس نے جمہوری فوج کے بہترین سپاہی اُسے دیدیئے تھے۔ بروٹس کے سپاہیوں نے یہ دیکھ کر کہ اُن کے بائیں جانب جنگ ہو رہی ہے اُنھوں نے آکٹے وین کی فوج پر دھاوا کر دیا اور اُسے بہ آسانی شکست دے کر اس کی خیمہ گاہ پر قبضہ کر لیا مگر انھیں بھی وہاں سے ہٹنا پڑا۔ اس وقت تک جمہوریوں کا پلہ ہلکا نہیں ہوا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ اُن کے نقصانات قیصریوں سے کم ہیں۔ مگر اب اُن کے برے دن آ گئے تھے۔ شکست کھانے سے کیسیس بالکل ہمت ہار گیا اور اُسے یہ بھی غلط اطلاع ملی کہ بروٹس کو بھی ہزیمت ہوئی ہے، اس لیئے اُس نے مایوس ہو کر خودکشی کر لی اور اس کے ساتھ جمہوریہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ یہ جنگ غالباً اکتوبر کے اواخر میں ہوئی تھی۔ دونوں فوجوں کی تعداد قریب قریب مساوی تھی، حکام ثلاثہ اپنے ساتھ ۱۹ پورے لیجنوں سے زیادہ نہ لا سکے۔ ان کے مخالفوں کے زیر کمان بھی ۱۹ لیجن تھے مگر اُن کے لیجنوں میں سپاہیوں کی تعداد کم تھی۔ لیکن جمہوریوں کی فوج میں علاوہ ان لیجنوں کے کثیر التعداد غیر ملکی سوار اور سپاہی تھے، گویوں تو دونوں فوجوں کے لیجنوں میں غیر ملکی عنصر موجود تھا۔ بیس دن تک کوئی فوجی کارروائی نہ ہوئی۔ انٹونی نے اپنے مقام کو چھوڑ کر کوشش کی کہ بروٹس اور سمندر کے درمیان حائل ہو جائے مگر بروٹس کے سلسلۂ رسل و رسائل کو وہ منقطع نہ کر سکا اور رسد کے نہ ملنے سے خود مشکل میں پھنس گیا موسم سرما آ گیا تھا۔ نومبر کے وسط میں بروٹس کے لشکر میں اس قدر بے چینی پھیل گئی کہ وہ اپنی مرضی اور مصلحت کے خلاف پھر لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ اُس کی فوج میں بعض

باب ۹ پرانے قیصری سپاہی موجود تھے اور گو وہ پہلی لڑائی کے وقت سے ہی بڑے بڑے انعاموں کا وعدہ کرتا رہا مگر اُن کی وفاداری پر اُسے بھروسا نہ ہو سکتا تھا۔ اُسنے یہ بھی وعدہ کرلیا کہ اگر فتح ہوئی تو سپاہیوں کو یونانی شہروں کو لوٹنے کی اجازت دیدی جائیگی۔ مگر اُسے خوب معلوم تھا کہ لڑنا اُس کے لیئے مصیبت کا باعث ہوگا کیونکہ کیسیس کی بے وقت موت سے فوج میں افسردہ دلی پھیل گئی تھی اور ضبط فوجی میں بھی نقص آگیا تھا۔ افسروں کو غالبًا کسی معقول وجہ کے سبب سے التوائے جنگ سے خوف تھا اور بجائے اس کے کہ سپاہیوں کو دلاسا دلائیں اور سپہ سالار کی رائے کی تائید کریں اُنھوں نے بروٹس پر دباؤ ڈالنا شروع کیا اور بروٹس اب نہ تو کیسیس کے فوجی تجربے سے مستفید ہو سکتا اور نہ اُس میں مستقل مزاجی تھی کہ اپنی رائے پر قائم رہتا۔ خانہ جنگی کی حالت میں نظام جمہوری کی کمزوری کا یہ مزید ثبوت تھا۔ بروٹس کا مستقر ایک مباحثہ گاہ بن گیا تھا، جو لوگ حکام ثلاثہ کے مظالم سے بھاگ کر جمہوری فوج میں آگئے تھے اُن کی موجودگی کی وجہ سے غور وخوض کے بعد کسی رائے صائب کا قائم کرنا دشوار ہوگیا تھا اور بدنظمی بھی ہوگئی تھی اور بروٹس پر جمہوریت کا نشہ ایسا چڑھا ہوا تھا کہ وہ اپنی شخصی رائے پر عمل کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ اس لیئے بے صبر سپاہیوں کی شورش سے مرعوب ہوکر جنگی ہمتیں جو سابقہ کامیابیوں سے بڑھ گئی تھیں اُس نے اپنی رائے کے خلاف جنگ کا حکم دیدیا جیسا کہ پامپی نے تھسلی میں کیا تھا۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک زبردست معرکے کے بعد جمہوری فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ بروٹس نے اپنا کام خود تمام کرلیا اور اس کے دوسرے ہمراہیوں نے بھی جنھیں فاتحوں سے رحم کی امید نہ ہو سکتی تھی یہی کیا اور اس طور پر حکومت جمہوری کو بحال کرنے کا آخری موقع جاتا رہا۔ اسی جنگ میں یا اس کے بعد تمام سربرآوردہ جمہوری سرغنے ہلاک ہوئے۔ فاتحوں نے ان میں سے جس جس کو گرفتار کیا سب کو قتل کردیا انٹونی نے ایک آدھ کی جاں بخشی کی مگر سرد مہر آکٹے وین کو کسی پر ترس نہ آیا۔ جو لوگ بچ نکلے اُن میں ایمیلیا لیس میسالا تھا جسنے مغلوب ہوکے

باب ۵۹

باقی ماندہ حصے کی کمان لے کر اس جنگ کو طول دینے سے انکار کر دیا۔ نوجوان مارکس سسرو بھی بچ گیا اور شاعر ہوریس جس نے میدان جنگ سے اپنے فرار ہونے کا حال نظم میں لکھا ہے۔ ان سبھوں نے آخر اطاعت قبول کرلی اور جدید حکومت کے دامن عاطفت میں پھلے پھولے۔ بروٹس کی فوج میں سے اکثر سپاہیوں نے جن کی تعداد ایپین چودہ ہزار بتاتا ہے ہتھیار ڈال دیئے۔ حکام ثلاثہ نے اُن کا قصور معاف کر دیا اور انھیں اپنی فوج میں شریک کرلیا۔ ایڈریاٹک کا بیڑا جس کی حالت اب بحری قزاقوں کی تھی کچھ روز تک حکام ثلاثہ کو پریشان کرتا رہا اور فلپی کی جنگ کے بعد اُس میں کچھ اور بھی جہاز شریک ہوگئے جو روڈز اور دوسری مشرقی بندرگاہوں میں ملے تھے۔ اس بیڑے کے کچھ جہاز مُرکس کی سرکردگی میں سیکس ٹس پامپی کے بیڑے میں شریک ہوگئے اور باقی نے ایس ڈومی ٹیس آہینو باربس کی سرکردگی میں کچھ روز تک حکام ثلاثہ کو اور پریشان کرتے رہے۔ مگر یہ خفیف چیزیں ہیں، اصل معاملے کا تصفیہ فلپی میں ہو چکا تھا۔ امر متنازعہ فیہ اب یہ تھا کہ سلطنت روما پر کس شخص یا اشخاص کی حکومت ہوگی؟

جنگ فلپی کے نتائج

(۱۳۳۷) جمہوریۂ روما کا ہمارا یہ تذکرہ اب قریب اختتام کے ہے کیونکہ شہنشاہیت کے قیام سے ہمیں یہاں کوئی سروکار نہیں ہے لیکن جنگ فلپی کے اُن نتائج کا ذکر کرنا ضروری ہے جن کا اثر ملک اطالیہ کی حالت پر پڑا۔ ملک اطالیہ پر جب اگسٹس کا تسلط ہوا تو وہاں کے باشندے سخت خستہ حال تھے اور اُن کی صرف یہی ایک خواہش تھی کہ ہمیشہ کے لیئے امن و امان قائم ہو جائے تاکہ گزشتہ مصائب کے بعد اُن کی حالت کچھ سنبھل جائے۔ جنگ فلپی کے بعد کے دور میں اہل اطالیہ کے مصائب کی کوئی انتہا نہ تھی اور یہ بھی جمہوریہ کے زوال کا باعث ہوا۔

گال[1] قریبہ کا شمار بالآخر صوبہ جات میں نہ رہا کیونکہ اُسے ملک اطالیہ میں

[1] ڈائون ۴۷، ۱۳، ۵۔

باب ۹ شامل کرلیا گیا اور کوہ آلپ کو اب باضابطہ طور پر اطالیہ کی شمالی سرحد قرار دیا گیا
اس طور پر قیصر کا منصوبہ پورا ہوا۔ جنگ فلپی کے بعد شہنشاہی مشارکت میں
لیپی ڈس کی اصلی حیثیت ظاہر ہوگئی یعنی وہ پس پشت ڈال دیا گیا حکومت
میں جو اُس کا ظاہری اثر تھا وہ بھی زائل ہوگیا اور اُسے صوبۂ افریقہ پر قانع
ہونا پڑا جس کی اُس کے دونوں شرکا کو ضرورت نہ تھی۔ انٹونی نے اپنی
ہمت اور جرأت سے مال غنیمت کے بہترین حصے کا اپنے آپ کو مستحق
ثابت کیا تھا اس لیئے صوبجات مشرق بعیدہ اُس کے حصے میں آئے اور
بالآخر اُس کی بربادی کا باعث ہوئے۔ یہاں ہمیں اُس کے شاہی کارناموں
کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے اہم فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ
اہل صوبجات و شاہان متوسل سے مزید رقوم جبراً حاصل کرے کیونکہ اطالیہ
میں سپاہیوں کی چڑھی ہوئی تنخواہوں اور دیگر امور کے تصفیے کے لیئے رقوم کثیر
کی فوری ضرورت تھی اور آکٹے وین اور اُس کے درمیان طے ہوگیا تھا
کہ اغراض مذکور کے لیئے وہ روپیہ روانہ کریگا کیونکہ مشرق کے علاوہ اور کہیں سے
روپیہ ملنے کی امید نہ ہوسکتی تھی۔ انٹونی فراخ دل اور بامروت تھا مگر اسمیں
یہ مادہ نہ تھا کہ اپنے حریص اور نا اہل مصاحبوں کو اپنے قابو میں رکھے جتنا وہ
حکم دیتا اُس سے کہیں زیادہ اُس کے منظور نظر مصاحب وصول کرلیتے اور
اُس کے ذاتی اسراف اور ان مصاحبوں کی بے ایمانی کی وجہ سے روما
میں جس قدر روپے کے پہنچنے کی امید ہوسکتی تھی اُس سے بہت کم پہنچا۔
اس اثنا میں اپنے افعال و حرکات سے اہل مشرق پر وہ ثابت کر رہا تھا کہ
سینیٹ کی حکومت کا زمانہ ختم ہوچکا ہے۔ اہل مشرق پہلے ہی سے حکومت شاہی
کے خوگر تھے اس لیئے نہ تو انٹونی کا اظہار شان و شوکت اُن کے لیئے
باعث تعجب ہوسکتا تھا اور نہ بعض ریاستوں کی حکمران خواتین سے اُسکا
اختلاط۔ اُس کا شہنشاہی کا دعویٰ کرنا، انعام و اکرام یا سزا دینا، سلطنتوں
کا تقسیم کرنا بلکہ دیوتا ہونے کا دعوےٰ کرنا بھی سکندر اعظم کے جانشینوں اور
اور خصوصًا سیلیوکس کے خاندان کی روایات کے بالکل مطابق تھا۔

باب ۱۱

اُس نے جو راہ اختیار کی تھی دشوار گزار نہ تھی اور اہل غرض کی خوشامد اور چاپلوسی نے اُس کا مزاج اور بھی بگاڑ دیا، اس پر طرہ یہ ہوا کہ کلیوپیٹرا کا وہ بند ہوبیے دام بن گیا اور اس طرح بہادری اور فوجی تجربے کی وجہ سے شہنشاہی کی اُسے جو کچھ امید ہو سکتی تھی اُس کا اُس نے اپنے ہاتھوں خون کر دیا۔

انٹونی اور آکٹے وین

(۷۲۴) آکٹے وین اطالیہ کو واپس آیا۔ اُس کے فرائض نہایت مشکل اور خطرے سے خالی نہ تھے۔ فوجوں کے برخاست کر دیئے جانے کی وجہ سے اس پر یہ فرض عائد ہو گیا تھا کہ برخاست شدہ نبرد آزما سپاہیوں کے حقوق کا تصفیہ کرے جن کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار بیان کی جاتی ہے لیکن صحیح اعداد و شمار کے موجود نہ ہونے کے سبب سے اُس کی اہمیت کا ٹھیک اندازہ کرنا دشوار ہے، مثلاً ہمیں صحت کے ساتھ معلوم نہیں کہ ہر برخاست شدہ لیجن میں کن کن اقوام کے سپاہی تھے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جولیس قیصر[1] نے گالیوں، جرمنوں اور ہسپانیوں کو فوج میں بھرتی کیا تھا اور یہ لوگ صرف بطور سواروں کے بھرتی نہیں کیئے گئے تھے کیونکہ گالیوں کے ایک لیجن (جنیڈ ول) جس میں جرمن بھی شریک تھے کا ذکر آیا ہے اور ہسپانیہ میں خاص وہیں کے بھرتی کیئے ہوئے (Vernaculae) لیجن تھے۔ صوبجات میں بھرتی کیئے ہوئے لیجنوں کا اکثر ذکر آیا ہے، ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ان لیجنوں کے سب سپاہی اطالی نژاد شہریان روما نہ تھے۔ بروٹس نے مقدونیوں کے پورے لیجن بھرتی کیئے تھے۔ بالمختصر خانہ جنگی میں ایک عظیم الشان سلطنت کی فوجی ضروریات کے لیئے پرانے قواعد پر جو فرسودہ ہو گئے تھے عمل کرنا ناممکن ہو گیا تھا[2]۔ اس میں شک نہیں کہ باقاعدہ لیجنوں میں بھی ایک زبردست غیر ملکی عنصر تھا اور یہ اغلب نہیں ہے کہ ہر موقع پر

[1] سنہ ۷۲۴ میں انٹونی کے پاس شاہی تیر اندازوں کی ایک خاص ذاتی فوج تھی اور آگسٹس نے جرمنوں کو اسی غرض سے رکھا تھا۔

[2] دیکھو ورجل Bucol نظم ۷۰-۷۱،
Impius haec tan culta
Novalia miles habe bit. barbayus hassegetes?

باب ۹ غیر ملکی سواروں کے حقوق کو نظر انداز کرنا ممکن تھا۔ اطالیہ کے اضلاع میں فوجی آبادکاروں کا بسایا جانا قدیم باشندوں کو سخت ناگوار تھا اور غیر ملکیوں کے آباد کرنے سے توسیع بد دلی پھیلنے کا اندیشہ تھا۔ اس کے علاوہ جیسا کہ اس کے قبل ہوا تھا یہ بھی دقت تھی کہ آبادکاروں کیلیئے اراضیات کہاں سے آئیں گی۔ سپاہیوں کا مطالبہ تھا کہ انھیں اطالیہ ہی میں اراضیات دیجائیں اور اُن کے مطالبوں سے انکار کرنا ناممکن تھا۔ حکام ثلاثہ نے اُنسے اطالیہ کے اٹھارہ[1] شہروں کو دیے کا وعدہ کیا تھا اور انھیں اختیار تھا کہ چاہے وہ ان شہروں کو لوٹیں یا وہاں آباد ہوں ان شہروں میں سے ریجیم اور ویبو مستثنی کردیے گئے تھے کیونکہ سیکس ٹس سے مقابلہ کرنے کے لیئے انکی امداد کی ضرورت تھی۔ اب صرف ۱۶ شہر رہ گئے تھے جن کی اراضیات اغراض مذکور کے لیئے ناکافی تھیں۔ اس کے علاوہ ان شہروں کے باشندوں کو اعتراض تھا کہ اگر سپاہیوں کو اراضیات کا دینا ناگزیر تھا تو اس کا بار صرف انھیں پر پڑنا چاہیئے بلکہ دوسروں پر بھی اور صورت حال بھی ایسی تھی کہ شہروں کی اس تخصیص کا قائم رہنا ناممکن تھا اسلیئے تمام ملک اطالیہ بشمول گال این روئے آلپ اس چپیٹ میں آگیا۔ مگر اس دار و گیر کا اثر زیادہ تر اُن بستیوں پر پڑا جن سے حکام وقت کسی نہ کسی وجہ سے ناخوش ہو گئے تھے۔ بعض[2] شہروں نے روپیہ دے کر اپنے آپ کو مستثنی کرا لیا کیونکہ حکومت کو روپے کی سخت ضرورت تھی اس لیے کہ برخاست شدہ سپاہیوں کی تنخواہ اور انعام ادا کرنا تھا اور خزانہ خالی تھا اور اسی وجہ سے وہ نہ تو روپیہ دیکر حسب ضرورت اراضیات خرید سکتے تھے اور نہ بیدخل شدہ مالکان اراضی کو اُن کی زمینوں کا معاوضہ دے سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہایت بے رحمی کے ساتھ زمینوں پر زبردستی قبضہ ہو گیا اور کثیر التعداد اشخاص جنکا بحیثیت زمینداروں یا آزاد کاشتکاروں کے زراعت پر گزارہ تھا یکایک فقیر اور بے خانماں ہو گئے

[1] دیکھو فقرہ ۱۳۲۶
[2] مثلاً گری مونا ماتع گال این روئے آلپ۔ پٹاویم کے لیئے دیکھو میک رُوبیس Sat یکم ۱۱/۲۲ اور مقابلہ کرو ولیس دوم ۲۷۔۶

باب ۹ ث

چند اشخاص کو ان کی ادبی قابلیت کی وجہ سے نئے مربی مل گئے مثلاً ورجل[1] ہوریس اور پراپرٹیس[2]۔ مگر سب کے لیئے یہ موقع نہ تھا۔ اس کے علاوہ اس تقسیم اراضی کا بار مختلف حصص ملک پر مساوی نہ تھا کیونکہ سپاہی منتشر ہونا پسند نہ کرتے تھے بلکہ ان کی خواہش یہ تھی کہ انکی ایک ایک پلٹن ایک ہی مقام پر آباد ہو۔ اسی لیئے اگر ایک شہر کی زمین ان کی اغراض کے لیئے ناکافی ہوتی تو وہ اپنے من مانے آس پاس کی اراضیات پر قبضہ کر لیتے۔ بے دخل شدہ اشخاص کے لیئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ ترک وطن کر کے دوسرے ملکوں میں قسمت آزمائی کریں یا روما پہنچ کر وہاں کے احدیوں کی تعداد کو بڑھائیں۔ بعض اوقات یہ بھی ہوا[3] کہ آزاد کاشتکار اور نو وارد سپاہی کے مابین تصفیہ ہو گیا یعنی کاشتکار بطور زراعت کرنیوالے (Colonus) کے زمین پر قابض رہا اور سپاہی منافع میں اس کا شریک ہو گیا مگر اس قسم کے معاملات بہت کم ہوئے بلکہ برخلاف اس کے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے[4] کہ بعض اوقات کاشتکار مقابلے پر آمادہ ہو گئے اور لڑائی بھی ہوئی گو اب لڑنا بھڑنا بے سود تھا۔ ورجل نے ایک بدمعاش سپاہی کی سخت گیری سے بھاگ کر جان بچائی، غالباً دوسرے لوگوں نے بھی یہی کیا ہوگا۔ ایک تو حکومت کی تمام کارروائی نہایت بے رحمانہ تھی اس پر طرہ یہ ہوا کہ سپاہی حد درجہ

---

[1] دیکھو ہوریس Epist دوم ۲، ۴۹ - ۵۲ پراپرٹیس ۴ (۳) یکم ۱۲۹ - ۱۳۰ - ٹی بولس کے الفاظ (یکم ۱، ۱۹ - ۴۴) سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس نے بھی اپنی جائداد یوں ہی کھوئی مگر قرین قیاس ضرور ہے۔

[2] دیکھو ورجل Bucol نہم Mantua Vae miserae Vicina Cremonae Georg ۱۹۸ - گارڈٹ ہارسین جلد دوم صفحات ۸۹ - ۹۰ میں جو عبارتیں پوری نقل کی گئی ہیں انہیں بھی دیکھو۔

[3] دیکھو ہوریس Sat دوم ۲، ۱۱۲ - ۱۳۶ -

[4] ڈایون ۴۸، ۹ -

باب ۵

طماع اور بے مروت تھے۔ اس کام کے لیئے جو کمشنر مقرر ہوئے تھے وہ وقت واحد میں ہر جگہ پہنچ نہیں سکتے تھے اور اس کے علاوہ ان کی کارروائی بھی زیادہ تر سرسری تھی۔ زراعت پیشہ اشخاص کی تعداد کثیر کے بے دخل ہونے کی وجہ سے زراعت کا کام بالکل رک گیا جس سے گرانی اور بھی بڑھ گئی خصوصًا ایسے وقت میں جبکہ شہر روما میں جہاں اکثر اشخاص نے پناہ لی تھی قحط کے آثار نمایاں ہو رہے تھے کیونکہ سیکس ٹس پامپی کے جہاز غلے کے جہازوں کی تاک میں لگے ہوئے تھے اور روما میں ان کے پہنچنے کی کوئی امید نہ تھی۔

اہل اطالیہ کے مصائب

(۱۳۳۹) اگر آکٹے وین بلا شرکت غیرے اس معاشی انقلاب[1] کے سر انجام کا ذمہ دار ہوتا اور بے ضرورت کسی شخص کو تکلیف نہ پہنچانے کا خیال رکھا جاتا تاہم بے گناہ اشخاص کی تکالیف کو رفع کرنے میں اُسے زیادہ کامیابی نہ ہوتی۔ اس وقت سپاہیوں کا راج تھا اور چونکہ خانہ جنگیوں کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ جو لوگ واجب القتل قرار دیئے گئے تھے اُن کے لیئے سپاہیوں سے جلادوں کا کام لیا گیا تھا اس لیئے اس زمانے کے روما کے سپاہیوں کے اخلاق بہائم سے بدتر تھے، یہاں تک کہ ایک موقع پر خود آکٹے وین کی جان خطرے میں پڑ گئی تھی۔ لیکن آکٹے وین کے علاوہ ایک اور جماعت کا در پردہ اثر اپنا کام کر رہا تھا جس سے حالت اور بھی خراب ہو رہی تھی۔ انٹونی بدکردار بیوی فلویا روما میں پہنچ گئی تھی اُسنے اور اُسکے معاونین نے یہ شور مچانا شروع کیا کہ بزور آزمائی سپاہیوں میں تقسیم اراضی کی وجہ سے جو ہر دلعزیزی حاصل ہو رہی ہے وہ سب آکٹے وین کے حصے میں نہ آنی چاہیئے اور اس کام میں انٹونی سے کچھ دوستوں کا بھی حصہ ہونا چاہیئے ورنہ جو لوگ موجود نہیں ہیں وہ فراموش ہو جائیں گے آکٹے وین کو مجبورًا اس مطالبے کو تسلیم کرنا پڑا اور انٹونی کے احباب میں اور نوجوان قیصر میں ایک نہایت بدنما مسابقت پیدا ہو گئی یعنی دونوں جماعتیں سپاہیوں کو ظلم و تعدی کی تحریص دینے لگیں۔ سب سے زیادہ افسوس ان

---

[1] گارڈوٹ ہارسین نے تفصیلی حالات جمع کئے ہیں دیکھو جلد دوم ۸۸-۹۳۔

لوگوں کی حرکت پر اس لیئے ہے کہ مظالم مذکور باوجود سابق کے تلخ تجربے کے کیئے گئے[1] باب ۵۹
کیونکہ اس وقت تک ہر شخص کو خوب معلوم ہو گیا ہوگا کہ سپاہی جن کی زندگی یکے بعد دیگرے
سخت محنت اور مشقت اور کاہلی اور اوباشی میں گزرتی ہے کبھی زراعت میں
کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ انھیں نہ تو زمین سے اُنس ہوتا ہے اور نہ ان میں
صبر و استقلال ہے کہ زراعت کا باقاعدہ کام کریں۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ابتدائی
ضبطیوں کا اثر زیادہ تر دولتمند اشخاص پر پڑا تھا جنھوں نے فریق مخالف کی طرفداری کی تھی یا
جن پر انکی طرفداری کرنیکا الزام تھا اور اس جماعت کے مغلوب ہونے کے بعد اب انکی
حیثیت غداروں کی تھی مگر موجودہ مصیبت زیادہ تر تنگدست لوگوں پر آئی
جنھوں نے اس جنگ میں کسی طور پر شرکت نہ کی تھی۔ ناموافق معاشی حالات
کے تسلسل، گرانی کی زرعی تحریک کی ناکامی، سالہا سال تک مضر قوانین کے
وضع کیئے جانے، اور سولا اور اس کی متابعت کرنے والوں کی فوجی نوآبادیوں
کے قیام کی وجہ سے ادنیٰ درجے کے کاشتکاروں کی تعداد اتنی نہ تھی جتنی کہ
ہونی چاہیئے تھی یا جتنی کہ زمانۂ سابق میں تھی۔ حکام موجودہ کی کارروائیوں سے
ان رہے سہے کاشتکاروں کا صفایا ہو گیا اور جو سپاہی ان کے جانشین ہوئے
تھے اُن کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے دور شہنشاہی میں بڑے بڑے زرعی
علاقے وجود میں آئے۔ اگر اطالیہ پر کسی غیر ملکی غنیم کا قبضہ ہوتا جب بھی زمینیں
اس قدر مالکان اراضی کے قبضے سے نہ نکلتیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ معمولی
زمینیں ضبط نہیں کی گئیں بلکہ سپاہیوں کے دینے کے لیئے بہترین زمینوں
کی ضرورت تھی یعنی وہ اراضیات جو محنت اور ہنرمندی سے زرخیز اور قیمتی بنائی گئی تھیں
ان ضبطیوں سے حد درجہ بے رحمی کے ساتھ یہ اعلان کرنا مقصود تھا کہ
اب تلوار کا راج ہے اور اب کاشتکار کو شہریوں کے لیئے اپنی محنت سے

[1] معلوم یہ ہوتا ہے کہ جن ضلعوں پر ان مظالم کا اثر ہوا کیم پےنیا اور ایٹ رُوریا تھے
کیپوا کو بھی آبادکار بھیجے گئے حالانکہ اس مقام پر کئی دفعہ نوآبادیاں قائم ہو چکی تھیں۔
ڈائون ۴۹، ۱۴، ۵۔

باب ۹ ثمرہ حاصل کرنے کی کوئی امید نہیں۔ اس سے سخت تر مصیبت تخیل انسانی میں نہیں آسکتی ؟

جمہوریہ کا شہنشاہی میں تبدیل ہونا۔

(۱۳۴۰) جن واقعات سے جدید حکومت شاہی وجود میں آئی اور مختلف حصص ملک ایک حاکم واحد کے تحت میں آگئے ان کا بیان کرنا اس کتاب کے موضوع سے خارج ہے۔ مثلاً اطالیہ میں جنگ کا دوبارہ چھڑ جانا اور اُس کا پیروسیا کے محاصرے پر ختم ہونا، سیکس ٹس پامپی سے مقابلہ، لیپی ڈس کا بالآخر حکومت ثلاثہ سے خارج کر دیا جانا، آکٹے وین اور انٹونی کے اختلافات جو کچھ روز کے لیے رفع ہو گئے مگر جو بالآخر اس کے زوال کا باعث ہوئے، یہ سب واقعات شہنشاہی کی تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انٹونی کا اپنے عروج کے مواقع کو ضائع کرنا ایک نہایت دلچسپ مضمون ہے جس پر ڈراما نویس اور معلمان اخلاق خامہ فرسائی کر سکتے ہیں۔ ہمیں اب صرف یہ بتانا باقی ہے کہ دستور جمہوری کے تین اجزا کو آگسٹس کی شہنشاہیت عجیب و غریب ہیئت ترکیبی میں کس طور پر چسپاں کیا گیا۔ حکام جمہوری (مجسٹریٹ) برائے نام باقی رہے مگر حکام اعلیٰ کے اقتدارات سلب کر لیے گئے اور زیادہ مستقل طریقے پر بلکہ بالآخر تا حین حیات ایک فرد واحد (آگسٹس) کو عطا کئے گئے مثلاً ہر حاکم ایک ایسے شخص (آگسٹس) کی موجودگی سے پس پشت پڑ جاتا تھا جس کے اقتدارات برائے نام اُس کے مساوی تھے اور دوسرے سر رشتوں میں دوسرے عہدہ داروں کے اقتدارات کے برابر تھے مگر اس عہدے کے ساتھ ختم نہ ہوتے تھے جس کی میعاد زیادہ سے زیادہ یکسالہ تھی۔ ٹری بیون بھی جن کا ایک زمانے میں بہت دور دورہ تھا اب ایک ایسے شخص (آگسٹس) کے مقابلے میں بالکل ساکت تھے جس کو اقتدارات ٹری بیونی (Tribunicia potestas) دوا مال گئے تھے۔ کانسلی کا اعزاز باقی تھا مگر اس کے اقتدارات رفت و گزشت ہو چکے تھے۔ کانسل اپنے اقتدار (Imperium) کے لحاظ سے روما میں آگسٹس کے اقتدار ٹری بیونی کے خوف سے کوئی آزادانہ کارروائی نہ کر سکتا تھا اور بیرونجات میں کانسلوں کا فوجی اقتدار زائل ہو چکا تھا۔ یہ اہم ترین فوجی اقتدارات صرف ایک حاکم واحد کے

انھوں ہی میں تھا جب تمام اقطاع شہنشاہی میں پروکانسل کا اقتدار حاصل تھا باب ۹
اور جو حکام صوبجات کے اقتداروں سے بلند تر تھا۔ تمام فوجیں اُسی کے زیر حکم
تھیں اور اُسی کی وفاداری کا حلف اٹھاتی تھیں۔ اقتدارات مذکورا اور دیگر
ضمنی اقتدارات کی وجہ سے یہ حاکم واحد سلطنت کا اعلیٰ ترین فرد تھا اور اسی لئے
عاقبت اندیش آکٹے وین نے جو اب آگسٹس (محترم) کے نام سے مشہور
تھا پرنسیپس (اعلیٰ ترین فرد) کا لقب اختیار کیا نہ کہ بادشاہ کا۔
مجلس سینیٹ بھی باقی رہی کیونکہ آگسٹس کے طرز عمل کے لیئے مناسب
یہ تھا کہ سینیٹ بھی حکومت میں برائے نام شریک رہے بلکہ سلطنت کے
با امن صوبے بھی اس کے سپرد کر دیے جائیں گو آگسٹس اُس کی کارروائی کو
بغور دیکھتا رہتا تھا اور اقتدارات ٹری بیونی کی وجہ سے ویٹو (کارروائی کو
روکنے) کے حق سے مجلس مذکور کو اپنے قابو میں رکھ سکتا تھا۔ لیکن خارجی حکمت عملی سے جو
جمہوریہ کے زمانے میں سینیٹ کا اہم ترین فرض تھا۔ اس مجلس کو کوئی تعلق نہ رہا اور اس کا
اکثر لوگوں کو رنج تھا۔ گرمجوش اور باہمت لوگ جنھیں حکومت میں شرکت کی آرزو تھی
زمانہ قدیم کو حسرت کے ساتھ یاد کرتے تھے۔ آگسٹس کے بعد کی تصنیفات
میں اس قسم کی آرزوؤں کا بہت کچھ پتا چلتا ہے اور انھیں کی وجہ سے
ایک مخالف جماعت بھی پیدا ہو گئی مگر اُس کا وجود محض فضول تھا اور اسکی وجہ سے
زمانۂ مابعد کے اکثر شہنشاہ مخوف اور رنجیدہ ہو جایا کرتے تھے سینیٹ بالکل
بے بس ہو گئی تھی، اُس کے اراکین کے ساتھ اکثر سختی کا برتاؤ ہوتا اور رفتہ رفتہ
اُس کے وہ اختیارات بھی جاتے رہے جو آگسٹس نے بحال رکھے تھے مجلس عامہ
کے اجلاس انتخابات اور وضع قوانین کے لیئے ہوتے رہے۔ مگر یہ محض دکھاوا تھا
کیونکہ اس مجلس میں جو کچھ ہوتا وہ شہنشاہ کے حکم یا اجازت سے ہوتا اور کچھ روز
کے بعد شہنشاہی قوانین سینیٹ کے احکام کے ذریعے سے نافذ ہونے لگے۔
مجلس عامہ ایک زمانے میں سلطنت کی با اقتدار مجلس تھی اور اُسی کی مدد سے

لہ اس مضمون پر جی بوا سیر نے اپنی کتاب "مخالفین قیاصرہ" میں نہایت خوبی سے بحث کی ہے۔

باب ۵۹ جولیس قیصر نے اپنے عہد سیاست کو شروع کیا تھا مگر اسکا فریضہ اب صرف یہ رہگیا تھا کہ جب کوئی نیا شہنشاہ تخت نشین ہو تو اُسے اقتدار ٹری بونی عطا کرے۔ اسکے اب اُسکا زمانہ ختم ہو چکا تھا اور اُسے اہل روما کا ذریعۂ اظہار رائے بھی نہیں کہہ سکتے۔ روما کے اصلی باشندے وہ شہری تھے جو لیجنوں میں ملازم تھے یا جو اطالیہ یا سلطنت روما کے دوسرے حصوں میں آباد ہو گئے تھے یا تجارتی اغراض کے لیئے سفر کرتے تھے۔ اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ روما کی دوغلی خلقت سے تمام قوم کی رائے کا غلط طریقے پر اظہار کرنے کا حق لے لیا جائے۔ یہ امر بھی بالکل واضح تھا کہ جمہوریت کے آخری زمانے کے نظام فوج کی کامل اصلاح عمل میں آئے۔ فوج کا وجود ضروری تھا اور چونکہ یہ مقصود تھا کہ روما کو حکومت کا مرکز بنا کر تمام شہنشاہی کی حفاظت کی جائے اور حکومت کی جائے تو یہ بھی لازم آتا ہے کہ فوج مستقل ہو، اُس کی چھاؤنیاں سرحدوں کے قریب ہوں اور وقت ضرورت پر فوراً مجتمع ہو سکے۔ افواج شہنشاہی کو آگسٹس نے اصول مذکورۂ بالا کے لحاظ سے از سر نو تنظیم کی اور سابق کی دور از کار روایات کا بالکل لحاظ نہ کیا۔ اس طور پر اُس نے جہاں اصلاح کی درحقیقت ضرورت تھی اصلاح کی۔ زمانۂ آئندہ میں روما کی فوجیں کسی مستحسن کام کے لیئے اطالیہ میں داخل نہیں ہوئیں۔ آگسٹس نے جس نظام حکومت کو قائم کیا اُس کی بدولت کم از کم غیر ملکی دشمن شہنشاہیت کی حدود کے اندر داخل نہ ہو سکے اور خستہ حال ملک اطالیہ میں۔ گو اب وہ خود اپنے محافظوں کو پیدا نہ کر سکتا تھا، ایکٹیم کی لڑائی کے بعد ایک صدی تک امن و امان قائم رہا جس کی اُسے بہت ضرورت تھی ؎

باب ششم

باب ششم

عہد انقلاب کے ادبیات و قوانین

(۱۴۱۳) اس تذکرے کو میں چند مختصر مضامین پر ختم کرنا چاہتا ہوں جن میں شہر روما، ملک اطالیہ، اور دیگر حصص سلطنت کے عام حالات پر سرسری نظر ڈالی جائیگی تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ آگسٹس کی جدید حکومت کن حالات کے تحت میں قائم ہوئی۔ مضامین مذکور میں بعض اوقات توارد نظر آئیگا مگر یہ ناگزیر ہے کیونکہ انھیں کو باہمدیگر اس قدر تعلق ہے کہ ان پر علٰحدہ علٰحدہ بحث کرنا دشوار ہے۔ اس کے علاوہ جمہوریہ کے زوال کے نتائج کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ واقعات مابعد پر بھی ایک حد تک نظر ڈالی جائے۔ اس لیئے میں نے واقعات مابعد کے حالات اور جن واقعات ماقبل کا ذکر دوبارہ آیا ہے اُن کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے مگر اس اختصار میں یہ خیال ضرور رکھا ہے کہ میری رائے کے سمجھنے میں ناظرین کو دقت نہ ہو۔ اسی وجہ سے بعض نہایت دلچسپ تفصیلی امور کو میں نے نظر انداز کر دیا ہے کیونکہ یا تو اُن کا ذکر صفحات ماقبل میں آچکا ہے یا اس لیئے کہ انھیں نفس مضمون سے زیادہ تعلق نہیں۔ عہد انقلاب کے ادبیات کا ایک معتدبہ حصہ ہم تک پہنچا ہے اور اُسے اس تبصرے سے خارج کرنا ناممکن ہے، البتہ جن مصنفین کی تصنیفات کے صرف منتشر اوراق باقی ہیں انھیں ہم نظر انداز کر سکتے ہیں۔ تصنیفات موجودہ پر جنمیں سے بعض نہایت اہم ہیں ہم یہاں بحث کریں گے کیونکہ ان سے عہد مذکور کے تمدنی حالات پر روشنی پڑتی ہے جبل سنئے بوڑھے لوگوں نے میریس اور سولا کا زمانہ دیکھا تھا اور جس کے بعض جوان لوگ اس وقت تک زندہ تھے جبکہ آکٹے وین نے آگسٹس کا لقب اختیار کیا۔ روما کی طویل حالت جاں کندنی میں چند امور بالخصوص نمایاں ہیں

باب ٦

یعنی جمہوریہ کے بقا کی جد و جہد، خانہ جنگی کے نقصانات، قیصر کی مطلق العنان حکومت جمہوریہ کے احیا کی بے سود کوششیں اور بالآخر اہل روما کا فوجوں کے آقا کے آگے سر تسلیم خم کرنا سولا سے آگسٹس تک۔ صرف پچاس سال کا فصل ہے اور اسی زمانے میں وہ تصنیفات وجود میں آئیں جن کا فقرات مابعد میں یا باب ہائے ما سبق میں ذکر آیا ہے مثلاً سسرو کی تقریریں اور خطوط۔ اس تصویر کے خد و خال کو واضح کرنے کے لیئے یہ بھی بیان کرنا ضروری ہوگا کہ اس پر آشوب زمانے میں تعلیم یافتہ لوگوں کے مشاغل کیا تھے وارو، لوکریشیس اور کیٹیلس کے حالات زندگی بالخصوص سبق آموز ہیں اور اس بدامنی کے زمانے میں فن قانون کی مسلسل ترقی ہمیں اہل روما کی زندگی کے ایک ایسے شعبے کی طرف متوجہ کرتی ہے جسے ممکن ہے کہ ہم عہد انقلاب کے سلسلۂ واقعات کو بیان کرنے میں نظر انداز کر دیتے ۱۔

رسالۂ بلاغت موسومہ ہیرے نیس

(۱۲۴۲) بعض مصنفوں کی تصنیفات کے صرف منتشر اوراق رہ گئے ہیں جن کا باب ہائے ما سبق میں وقتاً فوقتاً ذکر آچکا ہے۔ سوا اس کے زمانے کی ایک کتاب البتہ تمام و کمال موجود ہے جس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ یہ فن بلاغت کا ایک رسالہ ہے جو ہیرے نیس کے نام سے موسوم ہے اور غالباً میریس کے انتقال کے بعد سنہ ۸۶ ق م میں لکھا گیا تھا۔ اس کا مصنف ایک شخص مسمی کارنی فی شیس تھا اگرچہ بالتحقیق یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اس نام کے اشخاص میں سے کس کا لکھا ہوا تھا۔ رسالۂ مذکور کی اہمیت یہ ہے کہ مستند اہل الرائے فن بلاغت کی عملی تعلیم کے لیئے اسے بہت مفید خیال کرتے ہیں خصوصاً اس لیئے کہ مولف نے یونانی کتابوں سے نقل کرنے پر قناعت نہیں کی ہے۔ رسالۂ مذکور سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ باوجود سنہ ۹۲ میں سنسروں کی مخالفت ۲ کے سسرو کی جوانی کے زمانے میں لاطینی میں فن بلاغت کی تعلیم کا روما میں پورے طور پر رواج ہو گیا تھا۔ سسرو نے خود بھی اس رسالے کا مطالعہ کیا تھا اور

۱ ولکنس نے سسرو De orat. کے دیباچہ (صفحات ۵۱ - ۶۴) میں اس پر خوبی کے ساتھ بحث کی ہے۔

۲ دیکھو فقرہ ۸۲۶ ما سبق۔

باب ۵ اپنی کتاب De inventione کی تالیف میں اس سے مدد ملی تھی۔ فن بلاغت کے اصول کو سمجھانے کے لیئے اس رسالے میں کثیر التعداد تمثیلوں سے کام لیا گیا ہے جن میں سے بعض تو مقرروں کی تقریروں سے اخذ کی گئی تھیں جو مولف کے ذہن میں نقیں مگر اکثر اوقات وہ خود بھی تمثیلیں گھڑ لیتا ہے اور اس جدت[1] کو اس نے حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ اکثر تمثیلیں روما کی تاریخ اور تمدنی حالات سے تعلق رکھتی ہیں اور یہ امر بالخصوص قابل لحاظ ہے کیونکہ وہ جمہوریوں کا طرفدار تھا اور اکثر اوقات ایسی تمثیلیں لاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امرا کی جماعت کا وہ سخت مخالف تھا اور اس طور پر ہمیں ایک ایسے نقطۂ نظر کا علم ہوتا ہے جو دوسرے ذرائع سے ہم معلوم نہیں کر سکتے۔ اس کتاب کا باب ۱۲ ماسبق میں اکثر حوالہ دیا گیا ہے اور اس سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ گراکی سے سولا کے زمانے تک کے لیئے یہ کتاب بہت مفید ہے کیونکہ انکے اس زمانے کے تاریخی تذکرے مفصل نہیں ہیں۔

(۱۳۴۳) سسرو کا ذکر اس کتاب میں اس قدر آچکا ہے کہ اس باب میں اس کے متعلق تفصیل کے ساتھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہم بارہا بیان کر چکے ہیں کہ اس کے خطوط اور تقریروں سے اس کے عہد کے واقعات کی تصدیق کے لیئے بطور ایک ہمعصر کی شہادت کے کام لیا جا سکتا ہے مگر اس کی شہادت کا قابل وثوق ہونا یا نہ ہونا مبنی ہے اس امر پر کہ اس خاص وقت میں جبکہ اس نے کوئی تقریر کی یا کوئی خط لکھا اس کی کوئی خاص غرض تھی یا نہ تھی۔ اس کی شائع شدہ تقریروں کو اس زمانے کے پمفلٹوں کا ایک جزو خیال کرنا چاہیئے۔ سسرو کی نظموں[2] کے متعلق یہ امر قابل لحاظ ہے کہ گو وہ بالطبع شاعر نہ تھا مگر روما کا فن نظم اس کا رہین منت ہے۔ اس زمانے کے اکثر شاعروں کی طرح اس نے بھی ابتداءً یونانی نظموں کا ترجمہ کیا۔ ارا ٹس کی نظموں کا جو فن ہیئت پر ہیں اس نے لاطینی میں ترجمہ کیا تھا اور اس ترجمے کا ایک حصہ اب بھی باقی ہے۔ اس کے بعد اس نے خود رزمیہ نظمیں لکھنی شروع کیں جن میں سے اہم ترین نظمیں

---

[1] رسالہ زیر تذکرہ چہارم ۱/ ۱۰۔

[2] دیکھو سسرو De nat. deorum دوم ۴۰۔ ۱۰۴ پر جے ای میئر کا نوٹ۔

باب ۶

اُس کے عہد کانسلی اور اُس کے زمانے کے حالات پر تھیں، میریس کے کارناموں اور قیصر کی فتوحات پر بھی اُس نے اسی صنف کی نظمیں لکھی تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ فن عروض کو اس کی ذات سے ترقی ہوئی، اس کے اشعار میں نہ تو روانی تھی نہ تنوع البتہ شوکت الفاظ سے ایک خاص شان پیدا تھی۔ زبان لاطینی میں ہیکزامیٹر (چھ میٹر کا مصرع) کو رواج دینے میں اس کا بھی نمایاں حصہ ہے۔ یونانی ناٹکوں کے بھی اس نے ترجمے کئے مگر ان کا یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ پلینی ثانی[1] نے بیان کیا ہے کہ دوسروں کی طرح سسرو بھی فحش نظمیں لکھتا تھا مگر یہ غالباً محض رواج کی پابندی تھی لیکن شاعری میں اسے یدطولیٰ حاصل تھا اور اسے زعم تھا کہ میں ہر مضمون پر خامہ فرسائی کرسکتا ہوں۔ اُس کی تاریخی تصانیف ضائع ہوگئی ہیں، اُس نے اپنی کانسلی کا تذکرہ خود یونانی زبان میں لکھا تھا، مگر ان کا ضائع ہوجانا چنداں قابل افسوس نہیں۔ اس کے علاوہ اُسے قوانین روما اور نجوم میں بھی دخل تھا۔ سسرو عالم متبحر نہ تھا مگر کم از کم ایک مضمون میں اس کا سکہ مان لیا گیا تھا۔ فن بلاغت پر اُسکی جو تصانیف ہیں اُن کے مفید ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اصول بلاغت پر اپنے یونانی پیش روؤں کی طرح اُس نے باقاعدہ بحث نہیں کی ہے مگر وسیع تجربے کی وجہ سے اُس کی تنقید اور اُس کا مشورہ نہایت مفید ہے۔ فن بلاغت پر اُس کی تمام کتابیں سوائے ایک چھوٹے سے رسالے[2] کے اُس کے آخری زمانے کی لکھی ہوئی ہیں۔ ڈی اوراٹوری (De oratore) جو اُس نے خانہ جنگی کے قبل ۵۵ق م میں اپنے انتہائے کمال کے زمانے میں لکھی تھی اُس کی بہترین تصانیف میں شمار کی جاتی ہے۔ رسالۂ بروٹس بھی تاریخی لحاظ سے نہایت اہم ہے جسمیں اُس نے روما کے فن بلاغت اور مقررین کا ابتدا سے اپنے زمانے تک تنقیدانہ تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب ۴۶ق م یعنی خانہ جنگی کے دوران میں لکھی گئی ہے اور اسی لئے اُس سے افسردگی ظاہر[3] ہوتی ہے کیونکہ آزاد مقرر کی آواز جنگ کے شور و شغب

[1] پلینی خطوط پنجم (۳) ۶۔
[2] De inventione جو اُس کی جوانی کی تصنیف ہے۔
[3] بروٹس ۱-۲۳، ۳۲۹-۳۳۱۔

کی وجہ سے بے اثر ہو گئی تھی۔ لیکن باوجود اس افسردگی کے اُس نے عہد جمہوری کے ادبیات کے اس وافر شعبے کا مفصل حال لکھا ہے۔ اسی کتاب میں اُس نے نہایت ہمدردی کیساتھ اپنے مشہور رقیب ہارٹینسیس کے عروج و زوال کا بھی حال لکھا ہے اور قیصر[1] کی بھی بحیثیت ایک مصنف و مصلح زبان کے مدح سرائی کی ہے۔ باب ۶

مگر سسرو نے اس رسالے میں صرف چند افراد کے محاسن پر محاکمہ کرنے پر قناعت نہیں کی ہے بلکہ فن بلاغت کے اپنے دوسرے رسائل کی طرح اس میں بھی اُس نے اُن امور کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی ہے جن کا سیکھنا مقرر کے لیئے ضروری ہے اُس کا خیال ہے کہ آواز اور اشاروں پر قابو رکھنے اور بڑے بڑے مقرروں کے طرز ادا پر غور کرنے کے علاوہ مقرر کے لیئے دو امور اور بھی ضروری ہیں یعنی اولاً حد درجہ محنت کے ساتھ عام معلومات حاصل کرنا اور قوائے ذہنی کو پورے طور سے ترقی دینا اور ثانیاً صحیح اور خالص لاطینی زبان پر عبور حاصل کرنا۔ سسرو کو صحت زبان کا خاص خیال تھا اور یہی ایک موضوع تھا جس میں سسرو اور قیصر متفق الرائے تھے اور ایک دوسرے کے مداح تھے۔ اُن دونوں کی یہ رائے تھی کہ تحریر و تقریر اس طریقے پر ہونی چاہیئے کہ لوگ آسانی سے سمجھ لیں اور مسرور ہوں۔ متروک اور نوتراشیدہ محاورات کے استعمال کے دونوں مخالف تھے بلکہ نفرت کرتے تھے۔ ان کا ادبی معیار یہ تھا کہ وہی لاطینی زبان استعمال کی جائے جو شرفا بولتے تھے، البتہ غلط العوام کو اس سے خارج کر دیا جائے اور جملے ایسے بنائے جائیں جن سے مطلب صاف ادا ہو اور جو اُصول نحو کے خلاف نہ ہوں زبان کو اسقام سے پاک کرنے کے بعد سوال یہ تھا کہ اس سے تقریر و تحریر میں کسطرح سے کام لیا جائے۔ طرز تحریر[2] کے متعلق روما کے ادبی حلقوں میں بحثا بحثی ہو رہی تھی اور تین فریق پیدا ہو گئے تھے جن کا سسرو نے ذکر کیا ہے۔ پہلا گروہ "ایشیائی" کے لقب سے موسوم تھا جن میں سب سے نمایاں ہارٹینسیس تھا۔ یہ لوگ رنگینی عبارت اور تصنع کے دلدادہ تھے جس کی وجہ سے اُن کی تحریروں اور تقریروں میں توارد الفاظ کی

---

[1] پروٹس ۲۵۱-۲۶۲۔

[2] سسرو Orator کے دیباچے میں سینڈیس نے اس پر خوب بحث کی ہے۔

باب ۵ کثرت ہے ان کا مخالف گروہ "اٹیک" تھا جس کا سرغنہ کیل وَس[1] تھا۔ یہ لوگ قدما کی سادگی کے پابند تھے مگر فن تقریر کے لیئے جس سے عوام پر اثر ڈالنا مقصود ہے یہ طرز ادا نہایت خشک اور بے اثر تھا۔ ان دونوں انتہاپسند جماعتوں کے بین بین سسرو اور اُس کے پیرو تھے۔ عہد مذکور کے علما کی طرح سسرو بھی یونانی مقرروں کو اپنا معیار قرار دیتا تھا مگر اسے دونوں زبانوں میں جو فرق تھا خوب معلوم تھا اسلیئے بجائے اس کے کہ جو طرز ادا اہل یونان نے اختیار کیا تھا اُسے اپنی زبان میں رواج دے اُس نے یہ غور کرنا شروع کیا کہ کونسا طرز ادا لاطینی کے لیئے موزوں ہوگا۔ ایشیائیوں کا تو اُس نے مطلق خیال نہ کیا ان کا طرز عمل اہل روما کے بالکل خلاف تھا مگر مقابلۂ نام نہاد گروہ "اٹیک" کے اس نے اٹیک مقرروں کا غور سے مطالعہ کیا اور جو نتیجہ اُس نے اخذ کیا وہ مثل حساب اربعۂ متناسبہ ہے یعنی لاطینی میں وہی اثر اہل روما پر کس طرح پیدا ہو سکتا ہے جو بڑے بڑے اٹیک مقرر یونانی زبان میں اہل ایتھنز پر پیدا کرتے تھے۔ اس مسئلے کو جس طور پر اُس نے حل کیا اُس پر ہم یہاں بحث نہیں کر سکتے البتہ یہ معلوم ہے کہ سسرو کو اس کوشش میں شاندار کامیابی ہوئی۔ سسرو کے دوسرے کارناموں کے بارے میں خواہ ہماری رائے کچھ ہی ہو مگر تقریر و تحریر کے لیئے اُس نے لاطینی کا ایک مسلّم طرز ادا قائم کر دیا اور خود دونوں میں ایسا کمال پیدا کیا کہ آئندہ کوئی اُس کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر سکتا تھا۔

سسرو کی فلسفیانہ تصنیفات

(۴۴ ۱۳) اب ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ سسرو کی فلسفیانہ تصنیفات کو اُسکے زمانے اور خود اُس کے مقاصد سے کیا تعلق تھا۔ یہ امر بالعموم مسلّم ہے کہ سسرو بالطبع فلسفی نہ تھا اور ابتداءً اُس نے فلسفے کا مطالعہ اپنی دماغی تربیت کا ایک جزو کے طور پر کیا تھا جس کو وہ اپنے اور اپنے معاصر مگر کم درجہ مقررین کے درمیان امر ما بہ الامتیاز خیال کرتا تھا۔ سسرو کے فلسفیانہ رسائل[2] اُس کے آخری زمانے کے لکھے ہوئے ہیں جبکہ

---

[1] ٹیسی ٹس نے Dial ۲۱ میں کیل وَس کے متعلق مخالفانہ رائے دی ہے۔

[2] ریڈ نے Academia کے دیباچے میں سسرو کے فلسفے پر خوب بحث کی ہے۔ ریڈ کا خیال ہے کہ سسرو کی زیادہ تر توجہ ادب پر تھی (صفحہ ۶) مگر اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ سسرو کا یہی خیال تھا۔ ریڈ نے بھی اسے آگے چلکر صفحہ ۲۳ پر تسلیم کر لیا ہے

باب ۱۰

وہ رنج و الم سے افسردہ خاطر ہو گیا تھا اور اس کے علاوہ نہایت عجلت میں لکھے گئے تھے۔ جمہوریہ کے زوال کے بعد ۴۶ ق م سے ۴۴ ق م تک یعنی قیصر کے قتل ہونے تک جمہوریہ کے بحال ہونے کی کوئی امید نہ ہو سکتی تھی۔ اس لیئے اس زمانۂ مایوسی میں وہ اپنی دیہاتی فرودگاہوں میں قیام کرتا رہا اور بطور شغلے کے ادبیات کی طرف متوجہ ہوا اور اُس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اُس کی طبیعت علمی مشاغل کے لیئے موزوں ہے حالانکہ وہ اپنے درد دل کے لئے دوا تلاش کر رہا تھا۔ اس کے قبل بھی ۶۰ ق م سے ۵۱ ق م تک جبکہ حکومت ثلاثۂ اولیٰ نے سیاسی آزادی کو سلب کر لیا تھا علمی مشاغل[۱۵] سے اُس نے اپنا دل بہلایا تھا اور اُس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہوا تھا کہ کبھی آیندہ چل کر سیاسی معاملات کے علاوہ علمی مشاغل[۱۶] کی طرف بھی متوجہ ہو مگر غالباً اس کی خواہش یہ رہی ہو گی کہ پیرانہ سالی کے زمانے میں اس کام کو کرے نہ یہ کہ دوبارہ اُس پر مصائب کا بار پڑے گا اور اپنا دل بہلانے کے لیئے اس کو ادبیات کی طرف متوجہ ہونا پڑیگا مگر یہی اُس کی قسمت میں لکھا تھا۔ تین سال کے عرصے میں علاوہ فن بلاغت کے پانچ رسالوں کے اُس نے اخلاقی اور مذہبی مضامین پر اپنی تمام کتابیں لکھ ڈالیں[۱۷] جن کی تعداد کثیر ہے۔ اس کے متعلق ہم صرف تین امور پر بحث کریں گے یعنی کتب مذکورہ کے لکھنے سے اس کا مقصد کیا تھا۔ بحیثیت شارح فلسفہ اس کا کیا رجحان تھا اور کس طریقے پر اس نے یہ کتابیں لکھیں۔ اُسکا مقصد یہ تھا کہ فلسفیان یونان کے تخیلات کو بہترین لاطینی[۱۸] زبان میں پیش کر کے اوسط درجے کے اہل روما کے دماغوں کو منور کرے جو نہ تو پورے طور سے یونانی زبان سے واقف تھے اور نہ یونانی فلسفیوں کی مخصوص زبان سمجھ سکتے تھے۔ اس کا مقصود یہ تھا کہ اپنا ایک جدید فلسفہ بنائے بلکہ یہ کہ اپنے ہم قوموں کو فلسفے کے مسائل سے آشنا کرے

---

۱۵ Deoratore deropublica delegibus

۱۶ Delegibus سکیم ۲ ۵ - ۵۵ - دیکھو ریڈ صفحہ ۷ -

۱۷ ٹیوفیل شواب (۱۸۲ - ۱۸۴) نے فہرست دی ہے -

۱۸ اصطلاحات کے وضع کرنے کی مشکلات کے لیئے دیکھو Do finibus سوم ا - ۵۷ -

بانبٹ گو فلسفیوں کی آرا کے متعلق اپنی رائے بھی وہ ظاہر کر دیتا تھا۔ فلسفے سے اہل روما کو مناسبت نہ تھی بلکہ نفرت تھی اس لیئے کتب مذکور کے لکھنے کے لیئے اسے معذرت[1] بھی کرنی پڑی۔ یونان کے فلسفیوں کے گروہوں میں اُس نے بعد تلاش افلاطونیوں کو پسند کیا جو "مدرسۂ جدید" کے نام سے مشہور تھے۔ تعلیمی اثر کے لحاظ سے فلاسفہ کی اس جماعت کا رجحان ایک ایسے شخص کے پسند خاطر ہو سکتا ہے جو فن تقریر میں شہرت حاصل کرنا چاہتا ہو کیونکہ یہ لوگ باہم متناقض آرا کو ٹھنڈے دل سے سنتے اور جو زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی اُسے اختیار کرتے اور اُن کے فلسفے میں یہ رجحان نہ تھا کہ کسی کلیے کو صحیح مطلق خیال کر کے اُس پر آمنّا و صدّقنا کہہ دیں۔ یہ لوگ عقل انسانی کو خطا پذیر خیال کرتے اور چونکہ اُن کے عقائد منجمد نہ تھے اس لیئے ایک ایسے شخص کے لیئے باعث افادہ تھے جس کی زندگی اغلب امور سے بحث اور شبہوں کے پیش کرنے میں گزری ہو۔ سسرو "مدرسۂ جدید" سے کبھی روگرداں نہ ہوا گو اواخر زندگی میں اس کا رجحان نام نہاد "مدرسۂ قدیم" کی طرف تھا جسے برائے نام افلاطون کے فلسفے کا احیا مقصود تھا مگر جو دراصل فلاسفہ کے متعدد گروہوں کی تعلیم کا معجون مرکب تھا جس کو افلاطونیوں کے فلسفے کے ایک معلم انطاکیوس عسقلانی نے ترکیب دیا تھا۔ اس فلسفے میں رواقیین[2] کی تعلیم کا ایک زبردست عنصر تھا اور اس لیئے ہمیں تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ اہل روما کو مخاطب کرنے میں جن میں رواقیین اور ابی قوریوں کے فلسفے کا زیادہ رواج تھا اُس نے ابی قوری فلسفے سے اپنی نفرت کا صاف اظہار کیا ہے۔ سسرو بالطبع شکّی واقع ہوا تھا مگر رواقیین کے فلسفے کو ترجیح دینے میں اُس نے مطلق تامل نہ کیا۔ سسرو کے فلسفے پر محاکمہ کرنے میں ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ فلسفۂ یونان کا اہم مقصد یہ تھا کہ عملی اخلاقیات یعنی "فن زندگی" کی بنا دریافت کی جائے۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ عامۂ قوم کے مذہب کو

---

[1] ریڈ صفحہ ۲۳۔

[2] De officiis کی تالیف میں سسرو نے پوسی ڈونیس سے زیادہ تر خوشہ چینی کی ہے جو اُس عہد کا ایک مشہور رواقی تھا۔

باب ۶

تعلیم یافتہ لوگ خیال میں نہ لاتے تھے اور اس کے متعلق دو مختلف رائیں تھیں جن میں حد درجہ اختلاف تھا اور الہیات کے یہ دونوں متضاد طریقے طبعیات کی دو مختلف الرائے جماعتوں کے دریافت کردہ نتائج سے پیدا ہوئے تھے جن میں سے ایک کائنات میں حکومت الٰہی کے وجود کو تسلیم کرتا تھا اور دوسرا نہ تسلیم کرتا۔ کائنات میں انسان کی حقیقی حیثیت کیا ہے اس کے متعلق ان دونوں میں سخت اختلاف آرا[1] تھا اور انھیں متضاد رایوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر ان نتائج کا انحصار تھا جو نہ انسان کی اعلیٰ ترین بہتری، یعنی انسانی مسرت کے معیار کے متعلق تسلیم کئے جاتے تھے۔ سسرو کی فلسفیانہ حیثیت یہ تھی کہ وہ ابی قوریوں رواقیوں وغیرہ کے مسائل پر بحیثیت اقادمیقی ہونے کے نکتہ چینی کرتا ہے اور بلاشبہہ سیاسی فرائض کا بھی اُسے احساس تھا جو اہل روما کا خاصّہ ہے۔ ابی قوریوں کا عقیدہ تھا کہ ہر حال میں خوش رہنا چاہئے۔ اسکی[2] سے سسرو اسے قابل لحاظ خیال نہیں کرتا، اس کے علاوہ ان کی بے حس طبعیات سے اُسے نفرت تھی، اُن کی لاادریت خدا کے وجود کو معدوم کر رہی تھی اور اُنکے اخلاقیات سے بھی اُسے نفرت تھی کیونکہ اس میں سوائے یاس وحرمان کے کچھ نہ تھا سسرو دل دردمند رکھتا تھا اس لیئے اُسے رواقیین کی منطق صُوری بھی پسند نہ آسکتی تھی جو کیٹو کے مزاج کے موافق ہو مگر سسرو اُسے لاحاصل اور خلاف فطرت خیال کرتا تھا۔ طبعیات کے متعلق اُن کے جو نظریات تھے انھیں بھی وہ تسلیم نہ کرسکتا تھا، البتہ اُس کا خیال یہ ضرور تھا کہ ان لوگوں نے حقیقت کی تلاش میں نیک نیتی سے کوشش کی ہے لیکن سسرو کو ضرور ہمدردی تھی اُن کے الٰہیات کے اعلیٰ اخلاقی نظام اور عقیدۂ وحدت الوجود کے ساتھ جس کی رو سے وہ خیال کرتے تھے کہ ذات الٰہی کائنات کے ہر ذرّے میں موجود ہے۔ سسرو کبھی باضابطہ طور پر

[1] دیکھو Do finibus bonorum et maloram (اعلیٰ ترین بہتری کے متعلق) اور Tus culanae Disputiones (مسرت پر)۔

[2] رواقیین پیشین گوئیوں میں عقیدہ رکھتے تھے مگر سسرو اس کو نہیں مانتا تھا گو وہ خود اگروں[3] کی مجلس کا رکن تھا۔

باب ۱۲

رواقیین کی جماعت میں داخل نہیں ہوا کیونکہ بلحاظ اپنے مزاج اور تربیت کے اسکے اکثر مسائل پر اُسے اعتراض تھا۔ مگر اُن کی اعلیٰ اخلاقی تعلیم کا وہ معترف تھا اور اس تعلیم کے اثر کا جمہوریہ کے زوال کے دردناک قصے میں ایک خاص حصہ ہے۔ سسرو دیکھ رہا تھا کہ واقعات حالیہ نے مقرروں کے دائرۂ اثر کو تنگ کر دیا تھا اور اُسے اندیشہ تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جبکہ تعلیم یافتہ اور شریف خاندان اہل روما کو حکام مطلق العنان کی قوت سیاسیات سے الگ کر دیگی[۵۱] اور انھیں دوسرے مشاغل کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہوگی۔ افلاطون کے اس قول کو وہ تسلیم کرتا تھا کہ جماعت ہائے انسانی کے لیئے یہ قانون قدرت ہے کہ ریاستوں میں انقلاب پیدا ہو۔ روما کی حالت اب یہ ہوگئی تھی کہ حکومت شاہی کا وجود میں آنا ناگزیر تھا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیصر کے قتل کے بعد جب وہ سیاسیات میں دوبارہ داخل ہوا اُسے جمہوریہ کے احیا کی بہت کم امید تھی۔ اور یہی خیالات اُس نے اُس زمانے کے خطوط میں ظاہر کیئے ہیں جبکہ انٹونی کی مطلق العنانی سے اُس کے دل میں مایوسی پیدا ہو رہی تھی[۵۲]۔

سسرو کا طریقۂ تالیف

(۱۲۴۵) سسرو کا طریقۂ تالیف یہ تھا کہ وہ یا تو یونانی سے مضامین لے لیتا یا اُن کا برجستہ لاطینی میں ترجمہ کرتا۔ زیادہ تر وہ ایک وقت میں ایک ہی مصنف کی پیروی کرتا اور مطالب کو اکثر حال کے مصنفین سے اخذ کرتا جن پر زیادہ اعتماد نہ ہو سکتا تھا۔ ایک منصف مزاج مصنف نے لکھا ہے کہ اُس کی فلسفیانہ تالیفات میں اسقام کے موجود ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جو کتاب وقت تالیف اُس کے پیش نظر ہوتی اُس کی غلطیوں کی بھی وہ ہو بہو نقل کر دیتا اور کچھ وجہ یہ تھی کہ فلسفے کے بارے میں اُسکی معلومات بھی سطحی تھیں اُسے زیادہ خیال اس امر کا تھا کہ جس طرح ہو سکے بعجلت لاطینی میں ترجمے کر دے خصوصاً اس لیئے کہ لوکریشیس بھی تراجم میں مشغول ہو رہا تھا۔ فلسفۂ اپی قوری پر سسرو نے رد و قدح زیادہ تر اس اندیشے کی وجہ سے کی تھی کہ کہیں فلسفۂ مذکور کو روما میں فروغ نہ حاصل ہو جائے اور اس کے

---

۵۱ دیکھو De divinatione دوم ۴۔ ۷

۵۲ دیکھو رِیڈ صفحات ۲۴، ۲۵۔

باب ۶

آخری رسائل میں سے ایک کے متعلق غالباً صحیح قیاس کیا جاتا ہے کہ اُس میں لوکرے شیس کی طرف اشارہ ہے سسرو نے یونانیوں کے طریقے پر اپنی فلسفیانہ تالیفات کو مکالموں کی شکل میں لکھا ہے لیکن اُس نے زمانۂ مابعد کے مصنفوں کے مکالموں کی نقل کی ہے جس میں متکلم اشخاص طویل تقریریں کرتے ہیں نہ کہ اپنے محبوب افلاطون کے طریقے کی جس میں سوال وجواب ناٹک کے طرز کے اور ذو معنی ہوتے تھے مگر لاطینی زبان ابھی اس کام کے لیئے نئی تھی اس لیے سسرو نے اس پر زیادہ بار ڈالنا مناسب نہ خیال کیا اُس کا اصل مقصد یہ تھا کہ اہل روما اُس کے مطالب کو بخوبی ذہن نشین کر سکیں اس لیئے اخلاقی سبقوں کے لیئے وہ متعدد تمثیلیں استعمال کرتا تھا کیونکہ اہل روما بجائے مجرد تخیلات کے ایسے خیالات کو پسند کرتے تھے جو بہ آسانی سمجھ میں آجائیں۔ اسی لیئے سسرو روما کی تاریخ اور رسم ورواج سے مناسب مثالیں ڈھونڈھ کر پیش کرتا تھا سسرو کے متعلق بحیثیت معلم اخلاقیات والٰہیات اب صرف ایک امر مجھے اور بیان کرنا ہے یعنی باوجود اسقام اور کمزوریوں کے اُس کی تحریروں سے نیک نیتی اور عالی ظرفی کا اظہار ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُس کی کتابوں کی اکثر عبارتوں سے نہ صرف قلب کو تسکین ہوتی ہے بلکہ تقویت بھی ہوتی ہے سسرو پر غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا مگر باوجود اسکے وہ صابر وشاکر تھا اپنی جان سے زیادہ اُسے اپنے ملک کا خیال تھا اور یہ بات بالآخر ثابت بھی ہوگئی۔ اس لیئے باوجود نقال ہونے کے اُس کی تحریروں سے اُس کی زبردست شخصیت کا پتا چلتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اُس کی آخری زندگی کی اِن تصانیف کو صرف اُس کے اہل ملک میں قبولیت حاصل ہوئی بلکہ مسیحی مصنفین بھی اب تک ان کے دلدادہ ہیں۔

۱؎ جے بی میئر دیباچہ Denatura deorum جلد سوم صفحات ۱۰-۱۳ جس میں بحث کی گئی ہے کہ سسرو نے Religio (مذہب) اور Superstitio اوہام پرستی میں کیا امتیاز کیا تھا۔ مگر مجھے شک ہے کہ De republ. ۲۹، میں انسان کے تمدنی مسائل پر بحث کرنے میں آسنے لوکرے شیس کی طرف اشارہ کیا ہے یا نہیں جو تمدنی تعلقات کو انسان کے طبعی میلانات کیطرف منسوب کرتا ہے۔ تصانیف مذکور کی تاریخوں سے یہ قیاس غلط نہیں ہوسکتا۔

۲؎ دیکھو ہولڈین دیباچہ De Officiis

باب ۱۱
قیصر

(۱۳۴۶) قیصر[1] کے متعلق یہاں زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اُسکے مقرر ہونے کا صرف ذکر ہی ذکر سننے میں آیا ہے۔ لیکن سسرو نے اُس کی تقریروں کے متعلق اپنا حسن ظن ظاہر کیا ہے جو اُن کی خوبیوں کے لیے کافی تصدیق ہے اور کوِن ٹی لین نے بھی سسرو کی رائے کی تائید کی ہے بلکہ اُن کے پُرزور ہونے کا اعتراف کیا ہے جس کی تائید اُس کی یادداشتوں Commentarii کے طرز تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ مگر قیصر کو بجائے جذبات کو برانگیختہ کرنے اپنے احکام کو تسلیم کرانے میں زیادہ ملکہ تھا۔ ٹیسی ٹس[2] اُس کی تقریروں کا اس قدر مداح نہیں ہے مگر لکھتا ہے کہ قیصر کو دوسرے دنیاوی معاملات میں ملکہ حاصل تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ قیصر کبھی کبھی نظم بھی لکھتا تھا مگر یہ محض شغل بیکاری تھا۔ ایک سیاسی رسالہ اُس نے کیٹو کے خلاف میں لکھا تھا اور صرف و نحو پر ایک رسالہ Deanalogie بھی لکھا تھا۔ زبان کی اصلاح میں اُسے خاص دلچسپی تھی اور لاطینی نثر کے لکھنے کے لیئے ایک صاف اور رواں[3] طرز تحریر کے قائم کرنے میں وہ سسرو کا ہم آہنگ تھا۔ سسرو کی طرح اُس کی طرز تحریر میں بھی فصاحت اور زور تھا گو رنگ آمیزی کم تھی۔ واقعات کی صحت کے بارے میں اُس کے متعلق علما کو اختلاف ہے۔ بظاہر اُسکے بیان سب قابل وثوق معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اولاً وہ معاصر تھا اور جن معاملات کے بارے میں وہ لکھتا ہے ان سے بخوبی واقف تھا اور ثانیاً تحریر میں اُس نے ضبط و احتیاط اور سادگی سے کام لیا ہے۔ چونکہ وہ خودبینی کے عیب سے پاک تھا اس لیئے فخر و مباہات کا اُسکے تذکرے میں نام نہیں اور اپنے ماتحتوں کی بہادری اور ہنرمندی کا ذکر وہ اس فراخدلی کے ساتھ کرتا ہے کہ پڑھنے والا خواہ مخواہ اُس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ مگر بلاشک وہ واقعات اور مقاصد کو اس طور پر بیان کرتا ہے کہ خود حق بجانب خیال کیا جائے

---

[1] دیکھو سوئی ٹونیس جولیس ۵۵-۵۶۔
[2] ٹیسی ٹس مکالمات ۲۱ (ایک ابتدائی تصنیف - تاریخ ۱۳، ۳ میں وہ قیصر کو Summis oratoribus aemulus کہتا ہے۔
[3] گیلیس (دیکم ۱۰، ۴) نے اس کا ایک قول نقل کیا ہے کہ مصنفوں کو غیر مانوس الفاظ سے اسی طرح بچنا چاہیے جیسے جہاز کو چٹان سے۔

باب ۶
اس لیئے زمانۂ حال کے بعض تنقید کرنے والوں نے یہ کوشش کی ہے کہ نہ صرف خانہ جنگی بلکہ گال کی معرکہ آرائیوں کے حالات کو از سر نو قیصر کے خلاف لکھیں۔ ان حضرات نے زمانۂ مابعد کے مصنفین کے منتشر اقوال کو جمع کر کے اور اقوال مذکور کو صحیح قرار دیکر قیصر کے تذکرے کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ زمانۂ آیندہ کے تنقید کرنیوالے ممکن ہے کہ اس جدید تذکرے کو قیصر کے بیانات پر ترجیح دیں یا نہ دیں مگر اسکے متعلق میں کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتا۔ میرا خیال یہ ہے کہ بعض مشکلوں کے رفع کرنے میں جدید تذکرے نے نئی مشکلیں پیدا کر دی ہیں اسلیئے زیادہ تر قیصر کے تذکرے کو قابل اعتبار خیال کرتا ہوں جہاں مجھے قیصر کی راستی میں شبہہ آیا ہے میں نے صاف بیان کر دیا ہے کہ میں اس کی شہادت کو بالکلیہ تسلیم نہیں کرتا اور بعض مقامات پر اسکے بیان کی صحت سے انکار بھی کر دیا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اُس نے اپنا تذکرہ متعدد مشاغل کے اثنا میں لکھا ہے اور اگر کوئی خفیف غلطی نظر آئے تو یہ ضرور نہیں کہ ہم اُسے بدنیتی پر محمول کریں۔ گال میں قیصر کی حکومت کے آخری سال کے حالات ہرٹیئس نے لکھے ہیں اور جنگ فارسالس کے بعد کی خانہ جنگیوں کے حالات بعض ایسے اشخاص نے لکھے ہیں جن کے نام سے ہم واقف نہیں یہ تذکرے فریق قیصری کے نقطۂ نظر سے لکھے ہوئے ہیں اور اسی حد تک مفید ہیں کہ معاصروں کی تصنیف سے ہیں ادبی حیثیت سے مابعد کے تذکرے اپنے پیش رووں کی تحریر سے گرے ہوئے ہیں اور لکھنے والوں میں اپنے آقا کی نہ تو فصاحت ہے اور نہ گرفت مضمون لیکن اسکی وجہ سے حیثیت معاصر مورخین کے اُس کا درجہ کم نہیں۔ اُن کی زبان بھی ویسی ہے جیسی کہ بعض ان اشخاص کی تھی جنھوں نے سسرو کو خطوط لکھے ہیں اور اُن کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسط درجے کے تعلیم یافتہ اشخاص کس قسم کی لاطینی لکھتے تھے کیونکہ قیصر اور سسرو جو لاطینی لکھتے تھے چند مخصوص افراد کی زبان تھی۔[1]

دارو
(۷ ۴ ۱۳) جمہوریہ کے زوال کے زمانے کے مشاہیر میں کوئی شخص مارکس ٹیرنٹ سیئس دارو سے زیادہ قابل ذکر نہیں۔ یہ شخص قوم سابن کے ضلع میں

[1] فاؤلر (سوشل لائف صفحہ ۱۷۰) نے اُسکی ابتدائی زندگی کی سادگی کا ذکر کیا ہے۔

باب ۱۵

۱۱۶ق م میں پیدا ہوا اور ۲۷ق م میں اُس نے انتقال کیا اس لیئے وہ سسرو سے عمر میں بھی بڑا تھا اور اُس کے بعد تک زندہ بھی رہا۔ تاریخ روما کے مطالعہ کرنے والوں کی نگاہیں اُس پر کمتر پڑتی ہیں کیونکہ سسرو کو جو اُس کا معاصر تھا قبولیت زیادہ حاصل ہوئی ہے خصوصاً اُس کے خطوط کی وجہ سے جن سے اُس زمانے کے واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ علاوہ ازیں وارو کی بدقسمتی یہ بھی ہے کہ اُس کی تصنیفوں کا علم پڑھنے والوں کو زیادہ تر ایسے علما کی رایوں سے ہوتا ہے جو سسرو کے دلدادہ ہیں۔ سسرو سے اس کا مقابلہ کرنا بھی ٹھیک نہیں کیونکہ اُس کی زندگی سلطنت کے کاموں کے انصرام میں گزری اور اگر دونوں کی علمی اور سیاسی خدمات کا بحیثیت مجموعی مقابلہ کیا جائے تو وارو سسرو سے کسی صورت میں کم نہیں کیونکہ دونوں نے سیاسی زندگی میں حصہ لیا اور دونوں مصنفین عظام میں سے تھے۔ لیکن سسرو کی سیاسی زندگی سینیٹ اور فورم تک محدود تھی اور اُس کا مقصد اعلیٰ یہ تھا کہ لوگوں کی رہنمائی کرے اور اپنا ہمخیال بنائے اور فن تقریر میں عظمت حاصل کرے۔ کتابوں کی تالیف میں وہ اسی وقت مشغول ہوتا جبکہ وہ تقریروں کا موقع نہ دیکھتا۔ تصنیف و تالیف اس کا خاص شغل نہ تھا بلکہ ایک قسم کا سامان تفریح۔ وارو نے مختلف سررشتوں میں خدمات انجام دیں اور چھوٹی چھوٹی خدمتوں سے ترقی کر کے ٹری بیون، ایڈیل اور بالآخر پریٹر ہوا۔ اگر زمانہ پرآشوب نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ کانسل بھی ہو جاتا۔ سرٹوریس کے مقابلے میں پامپی کے تحت میں اُس نے فوجی خدمات انجام دیں اور پھر اس کے بعد ۶۷ سنہ میں بحری قزاقوں کے خلاف جو جنگ ہوئی اس میں بھی شریک تھا۔ پامپی کو اس پر اعتماد تھا اور اسی لیئے ۵۹ سنہ میں قیصر کے زرعی قانون کے تحت میں تقسیم اراضی کے لیئے وہ بھی ایک کمشنر مقرر ہوا۔ ۴۹ سنہ میں پامپی کی طرف سے جنوبی ہسپانیہ میں نائب Legatus تھا مگر الرڈا کی لڑائی کے بعد اُس نے قیصر کی اطاعت قبول کر لی کیونکہ غالباً خانہ جنگی کو وہ پسند نہ کرتا تھا۔ قیصر نے اُسے معاف کر دیا اور اُسے اپنے عظیم الشان کتب خانے کا مہتمم مقرر کیا جو وہ روما میں قائم کرنا چاہتا تھا۔ وارو اب بھی جمہوریت پسند تھا مگر قیصر کی اطاعت غالباً اُس نے صدق دل سے کی تھی۔ قیصر کے قتل کے بعد بھی اُسے جمہوریت پسندوں سے ہمدردی تھی مگر پیش پیش نہ تھا۔ بعض علما نے

باب ۶

بتایا[1] ہے کہ اُس زمانے میں بھی اُس کے اور سسرو کے درمیان میں اختلاط پیدا نہ ہوا۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ وارو متین اور سنجیدہ آدمی سسرو کی خود پسندی اور ظاہرداری کو پسند نہ کرتا ہوگا۔ علاوہ ازیں دوسروں کی مداحی بھی اس کی عادت میں داخل نہ تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہوگا کہ سسرو اور وارو میں بہت جلد اَن بَن ہوگئی ہوگی کیونکہ دونوں کی طبیعتیں بالکل مختلف تھیں۔ وارو صاحب جائداد تھا جس کی ضبطی کا انٹونی نے حکم دے دیا تھا مگر اس کے معاون پیدا ہوگئے جن کی وجہ سے وہ بچ گیا۔ گو اس کو کتابوں اور بعض زمینوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اس کے بعد آکٹے وین نے اُسے اپنے ظلِ عاطفت میں لے لیا اور اُس نے اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام کتابوں کی تالیف میں صرف کیے جو اُس کی محنت اور کاوش کا نتیجہ ہیں۔ وارو کو علامۂ روما کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس کا وہ مستحق ہے لیکن اُس کی عظمت کا دارو مدار صرف باعلم ہونے پر نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے بھی ہے کہ عہد انقلاب میں جس قسم کے جمہوریت پسند افراد نظر آتے ہیں ان میں حکومت شہنشاہی کے قابل اور محنتی حکام کی مماثلت سوائے وارو کے کسی میں نظر نہیں آتی۔ کیٹو اور سسرو ایسے اشخاص کی حب الوطنی اور جمہوریت کے دلدادہ ہونے کی داد نہ دینا اُن کے حق میں ظلم ہوگا مگر ان افراد کے طرزِ عمل کو بھی تحقیر کی نگاہ سے نہ دیکھنا چاہیے جنھوں نے ناگزیر انقلاب حکومت کو تسلیم کرلیا۔ سسرو سا شخص پھر نہ پیدا ہو سکتا تھا اگر زمانہ آئندہ میں کیٹو کی نقل کرنیوالوں نے اپنی حرکتوں سے نہ صرف اپنی جانیں معرض خطر میں ڈالیں بلکہ اُن کے احتجاج کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہوں کی قوت مستحکم ہوگئی اور وہ سختی کے ساتھ جمہوری تحریک کو دبانے لگے۔ حکومت شہنشاہی کے زمانے میں وارو کے ہم خیال اشخاص نے جو انتظامی کی خدمات تن دہی کے ساتھ انجام دینے پر قانع تھے اہل دربار اور آزاد شدہ غلاموں کی دستبرد سے بہت سی خدمات اہل روما کے لیے بچالیں۔ ان میں سے اکثر اشخاص نے خاموشی کے ساتھ ملکی اور فوجی خدمات انجام دیں جن میں سے ممتاز ترین پلینی اول ہے جس کی زندگی اور کارنامے وارو سے بہت مشابہ ہیں۔

---

[1] دیکھو ٹائیرل اور پرسر سسرو کی مراسلت جلد چہارم کا دیباچہ۔

بانبۂ وارو کی تصانیف

(۱۳۴۸) وارو کی تصانیف کے متعلق تفصیلی حالات روما کے ادبیات کی تاریخوں میں ملیں گے۔ اُس نے ۷۴ مختلف کتابیں لکھی تھیں جن میں سے بعض طویل تھیں اور دقیق مضامین پر تھیں۔ ابتدا ہی سے اُسے قدیمیات کا شوق تھا مگر جوانی میں وہ نظم ونثر میں مختلف مضامین اپنے زمانے کے اخلاق وعادات اور مروجہ خیالات پر لکھا کرتا تھا۔ یہ مضامین ساتوری مینی پی Saturae Menippeae کے نام سے مشہور ہیں جن کے قریب ۶۰۰ ٹکڑے اب بھی باقی ہیں جنھیں زمانۂ مابعد کے نحویوں نے بطور تمثیل استعمال کیا ہے ان میں سے بعض مضامین سے روما کے اُس زمانے کے تمدن پر روشنی پڑتی ہے جس کو وہ پسند نہ کرتا تھا۔ اُس نے جو تصویر کھینچی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بے ایمانی اور عیش پرستی کا بازار گرم تھا، خود غرضی اور عیاشی کے لوگ عادی ہو گئے تھے، دولت کے لیئے ایک شخص دوسرے کے خون کا پیاسا تھا اور مسابقت ایک مرض ہو گیا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ زیردست زبردستوں کے شکار بنتے جاتے تھے۔ والدین کا ادب مفقود تھا اور ضرورت تھی کہ لوگوں کو اسکی طرف متوجہ کیا جائے۔ خانگی اخراجات کے متعلق جو قوانین تھے بے اثر ثابت ہوئے تھے۔ جرائم کے متعلق جو قوانین تھے چونکہ ان میں جرائم کی تخصیص نہیں کی گئی تھی اس لیئے وہ بھی بیکار ثابت ہوئے تھے۔ ان کی تعمیل کرانا حکام کا کام تھا مگر مجرم رشوت سے بری ہو جاتے اور بے گناہوں کو سزا ہوتی۔ بے ایمانی اور بد معاشی کا زور تھا۔ نیک لوگوں کی تعریف ضرور ہوتی مگر اُن کی پیروی کوئی نہ کرتا۔ یعنی بالمختصر اصول ثواب تک قائم تھے مگر اہل روما عملاً اُن کے پابند نہ تھے۔ قبیح سے قبیح اصول کا کوئی نہ کوئی معلم ضرور موجود تھا کیونکہ فلسفے میں حد درجے کی بیہودگیاں پیدا ہو گئی تھیں اور غیر ملکی مذاہب کی لغو اور مخرب اخلاق رسوم سے روما کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ بانجھ عورتوں کی کثرت اور جنگ اور وبائی امراض کی عنایت سے اموات کی تعداد پیدائش سے کہیں بڑھ گئی تھی۔ جب آدمیوں کی یہ حالت تھی تو ان کی اولاد جیسی ہوتی ظاہر ہے۔ روما کے حالات کی اُسنے جو تصویر کھینچی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اخلاق بے حد بگڑ گئے تھے، جرائم کا زور تھا، بیکار غلام اتنے رکھے جاتے تھے کہ اُن کی پرورش سے اُن کے آقاؤں کے گھر بک جاتے تھے

لہ ان اجزا کو بوکیلر نے اپنی کتاب "پٹرونیوس" Petronius اور سینیکا کی کتاب "دی مورٹی کلوڈی" Demorte olaudi کیساتھ طبع کیا ہے۔ اس تالیف کے پڑھنے سے شاید تمکو نظم ونثر کے ان اجزا کا کسیقدر اندازہ ہو جائے

باب ۱۱

اور رشوت ستاں اور بے ایمان سرابنوہوں کا فورم اور عدالتوں میں دور دورہ تھا، اسی لیئے وارو اس زمانے کے انقلابات اور خانہ جنگی کے مصائب کا ذکر کرتا ہے۔ زمانۂ قدیم کے طور طریقوں کا دلدادہ تھا۔ جبکہ اہل روما کچی اینٹوں کے مکانوں میں رہتے تھے، اُن کی عادات اور خوراک میں سادگی تھی اور مذہب اور قوانین کی پابندی کرتے تھے، اُس وقت روما درحقیقت روما تھا۔ اُس زمانے کے علوم متعارفہ سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے موسیقی اور شاعری کے اثر سے وہ آشنا تھا۔ روما میں کھانے پینے کے جس طریقے کا رواج تھا، اُس کی بھی وہ اصلاح کرنا چاہتا تھا، اُس کا خیال تھا کہ لوازمات طعام میں بجائے تکلف کے ذوق سلیم کا اظہار ہونا چاہیئے مہمانوں کے انتخاب میں احتیاط کرنی چاہیئے اور گفتگو اس معقول طریقے پر ہونی چاہیئے کہ مباحثہ نہ پیدا ہو۔ جدید خیالات کی عورتوں کے لباس اور چال ڈھال سے اُسے نفرت تھی؛

وارو کی متفرق تصانیف

(۱۳۴۹) ہم نے روما کے تمدن (سنہ ۱۵۰ ق م) کی جو تصویر فقرہ بالا میں کھینچی ہے وہ وارو کی اُسی تصنیف کے اوراق پریشاں سے ماخوذ ہے۔ ناظرین پر ظاہر ہو گیا ہو گا کہ جس مواد کو اُس نے استعمال کیا ہے وہی ہے جو ہجویہ نظمیں Satire کے لکھنے والے ہر زمانے میں استعمال کرتے ہیں اور یہ کہ ان لوگوں کی طرح جو اپنے زمانے کی عادات و اطوار کو پسند نہیں کرتے وہ بھی زمانۂ گزشتہ کو بہتر خیال کرتا ہے اور اپنے زمانے کی خوبیوں کو بھی خیال میں نہیں لاتا۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ روما کے تمدن پر جو الزام اُس نے رکھے ہیں اُن میں سے اکثر کی صحت کا ثبوت دوسرے مصنفوں کی شہادت سے بھی ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ مضامین مذکور میں سے کوئی مکمل شکل میں موجود نہیں ہے اور اسی لیئے ہم معلوم نہیں کر سکتے کہ ان مختلف مضامین پر اُس نے کس طریقے پر خامہ فرسائی کی تھی۔ البتہ ہمارا خیال ہے کہ مضامین مذکور Saturae کو بجائے باقاعدہ Satire کہنے کے جس میں ہوریس اور جووینل نے اپنی طبع کی رسائی دکھائی ہے، ہجویہ رسائل کہنا بجا ہو گا اور Sermones (مکالمہ) کی اصطلاح بھی جو ہوریس نے استعمال کی ہے اُن پر صادق آسکتی ہے۔ وارو کی دوسری تحریروں کے متعلق ہمیں مطلق علم نہیں، اسکی تقریریں غالباً تحریری رسائل کی شکل میں تھیں۔ نثر میں اس کی متعدد تصنیفیں اہم اور ادق علمی مسائل پر تھیں جن میں بعض فلسفیانہ

مضامین اور مکالمے تھے۔ اُس کے خیالات کے متعلق ہمیں اتنا علم ہے کہ وہ قدیم اقادمیقیوں کا پیرو تھا اور " اقادمیقیا جدید[1]" کے ضعیف کن ارتیاب اور شک سے اُسے نفرت تھی۔ بظاہر اُس کا مقصد اولین یہ تھا کہ حقیقت کو تلاش کرے اور قطعی نتائج پر پہنچے۔ تصنیفات میں اُس کا مقصد زیادہ تر یہ تھا کہ علم سے لوگوں کو روشناس کرے، خوبی تحریر یا حصول شہرت کی اُسے مطلق پروا نہ تھی۔ لیکن زمانۂ آخر میں فلسفۂ مشائین کی حالت ابتر ہوگئی تھی اور ارسطو اور تھیوفراسٹس کے بعد سے مذہب مذکور کے فلسفی خاص خاص مضامین پر رسالے لکھتے تھے جو زیادہ تر اسکندریہ کے علمی مرکز سے شائع ہوتے تھے۔ وارو نے تاریخ قدیم و جدید، قدیمیات، سیاسیات، مذہب، علم الانسان اور ادبیات پر کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض نحویات، جغرافیہ، روما کے تمدن کی تاریخ اور سینیٹ کے ضابطے کی باریکیوں سے متعلق ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُسنے مشاہیر یونان و روما کے حالات میں بھی ایک کتاب لکھی تھی جس میں مشاہیر مذکور کی تصویریں بھی تھیں Imagines۔ اُس کی ایک اور عظیم الشان تصنیف Disciplinae تھی جس میں اُس نے جملہ علوم کو جمع کر دیا تھا۔ خاص خاص مضامین میں اُس نے مختلف علوم مثلاً مساحت، جغرافیہ، جہاز رانی، قانون، نحو، لسانیات وغیرہ پر لکھے تھے۔ اکثر تصانیف میں اُس نے یا تو یونانی مصنفین سے اخذ کیا ہے یا ان کے نمونے پر لکھا ہے۔ لیکن وہ محض نقال نہ تھا بلکہ خود بھی کاوش کرتا تھا۔ اسکا طرز تحریر مولویانہ اور ٹھوس ہے اور اُس نے خود لکھا ہے[2] کہ اُس کا مقصود یہ ہے کہ زمانۂ مابعد کی نسلوں کی معلومات اُس کی تحریروں سے بڑھے۔ اُس کی یہ امید

---

[1] دیکھو ریڈ کا دیباچہ بسر و اقادمیقا صفحات ۸-۱۵- آگسٹن De civitate dei ۱۹-۱-۳- ریڈ نے صفحات ۱۰-۷ میں بتایا ہے کہ یہ نام بہاد اقادمیقا قدیم تھی جس کو انطاکیوس عسقلانی وجود میں لایا تھا اور جس میں رواقی فلاطونی اور مشائی عناصر تھے۔

[2] وارو کے زمانے میں مشائین کی توجہ اخلاقیات پر تھی جس میں رواقیین کے خیالات سے مشابہت بہت تھی۔ وارو پر ایک رواقی مسمی پوسی ڈونیس کا بہت اثر ہوا تھا۔

[3] De rerustica کیم ۱/۱-۳۔

بابت — غلط ثابت ہوئی کیونکہ پلینی اول، گیلیئس اور میکروبیس اور دیگر مصنفین نے اکثر اس کے اقوال کو نقل کیا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی تصنیفیں ٹھوس تھیں اسلیئے انہیں بقائے دوام حاصل نہیں ہوا۔ لاطینی زبان پر اُس نے جو کتاب لکھی تھی اس کے اکثر اجزا باقی ہیں اور اُن کی خاص اہمیت یہ ہے کہ اُن سے روما کے ابتدائی رسم و رواج وغیرہ پر ایک حد تک روشنی پڑتی ہے۔ مام سین کی کتاب Staatsrecht اور اس قبیل کی کتابوں میں وارو کی اس نایاب کتاب کے اقوال اکثر نقل کئے گئے ہیں۔ دیہاتی حرفتوں[1] پر اس نے جو کتاب Resrustioae لکھی ہے وہ تمام و کمال موجود ہے اور اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اطالیہ میں زراعت کی کیا حالت تھی۔ اس کتاب کے حالات لکھنے سے قبل یہ بھی بیان کردینا ضروری ہے کہ مصنف نے جن امور کا ذکر ترک کردیا ہے وہ اُن امور سے اہم ہیں جن کا اُسنے بیان کیا ہے۔

وارو کا رسالۂ فلاحت — (۱۳۵۰) رسالۂ مذکور تین حصوں میں منقسم ہے، جن میں سے پہلا زمین کی کاشت Agri cultura پر ہے، دوسرا مویشیوں اور دوسرے جانوروں پر ہے جن سے زراعت میں کام لیا جاتا ہے Res peouaria اور تیسرا نایاب جانوروں پر ہے جو نفع کی غرض سے پرورش کئے جاتے ہیں Villatioae pastiones اُس نے بتایا ہے کہ تاریخ کے لحاظ سے مویشیوں کی پرورش زراعت سے مقدم ہے اور نایاب جانوروں کی پرورش حال میں جاری ہوئی ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ روما کے پُرخوار امرا کے لیئے نایاب جانوروں کا لذیذ گوشت مہیا کیا جائے۔ وارو نے اس کتاب کو ۳۷ ق م میں لکھا جبکہ اُس کی عمر ۸۰ سال کی تھی۔ کتاب مکالمے کی شکل میں ہے جس میں اُس نے اپنے چند دوستوں سے بحث کی ہے جو مضمون زیر بحث کے مختلف اجزا کے محقق ہیں۔ اس کے ماخذ[2] تین قسم کے ہیں۔ پہلا تو اُس کا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے جو اُس نے اپنے علاقوں کے انتظام سے حاصل کیا ہے۔ ثانیاً مطالعہ ہے کیونکہ وہ بار بار اپنے پیشروؤں مثلاً کیٹو سار سینا وغیرہ کا حوالہ دیتا ہے

[1] اس رسالے پر اسے ایک لا نے ایک چھوٹی سی کتاب (اسٹوٹ گارٹ ۱۸۶۱ء) لکھی ہے۔

[2] De re rustica بیم ۱/۱۱۔

باب ۶

اور یونانی مصنفوں کی تو اُس نے ایک طویل فہرست دی ہے جس میں زینوفون، ارسطو اور تھیوفراسٹس کے نام شامل ہیں اور میگو کی تصنیف کا جو فنیقی زبان میں تھی اُس کے یونانی ترجمے کا بھی اس نے ذکر کیا ہے۔[1] تاہم اُس نے عملی تجربہ رکھنے والے لوگوں Periti سے جو معلومات زبانی حاصل ہوئیں۔ اپنی تصنیف کے موضوع کی حدود کا اُس نے تعین کر دیا ہے مثلاً[2] مٹی کے برتنوں کے بنانے، کان کنی یا پتھر کے کھودنے سے اُسے کوئی سروکار نہیں نہ تو سرائے بنانے سے جس میں نفع ہو سکتا ہے اگر وہ کسی شاہراہ کے قریب ہو۔ دیہاتی فرودگاہ Villa کیلئے زمین تلاش کرنے میں وہ امور ذیل پر زور دیتا ہے یعنی موقع صحت بخش اور پر فضا ہو، پانی بہ کثرت ہو، زمین زرخیز اور مختلف قسموں کی ہو، بازار قریب ہوں اور اس پاس میں چور اور رہزن نہ ہوں۔ اُس نے یہ بھی صاف لکھ دیا ہے کہ وِلاّ Villa سے اُس کی مراد قدیم قسم کے دیہاتی مکان اور مزرع سے ہے۔ وارو اپنے زمانے کی دیہاتی فرودگاہوں کو پسند نہ کرتا تھا جن میں زراعت نہ ہوتی تھی بلکہ جہاں[3] امرا تفریح طبع کے لیے آتے تھے اور اپنے دوستوں کو روما سے لذیذ اشیا لا کر کھلایا کرتے تھے۔ وارو کی نگاہ ہر جزو میں نفع پر ہے خواہ وہ زراعت ہو یا جانوروں کی پرورش یا گھونگوں یا گلہریوں کا پالنا۔ جب کسی چیز کا وہ ذکر کرتا ہے تو اُس کا پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ "ورکیا اس سے نفع ہوگا"، کسی چیز کو فضول ضائع کرنا کیٹو کو بھی اُس سے زیادہ خیال نہ تھا۔ کیڑوں سے جو نقصان ہوتا ہے اُس کا بھی وارو نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ غلے کے لیے کوٹھے بنانے کی بھی اُس نے ترکیبیں

---

[1] یکم ۲، ۲۲، ۲۳،

[2] یکم ۱۲، ۲ میں اُس نے چھوٹے چھوٹے جانوروں کا ذکر کیا ہے جو دلدلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور آنکھوں سے نظر نہیں آتے اور جن کی وجہ سے پریشان کن عوارض پھیلتے ہیں۔ مسٹر جونس نے جو مضمون میلیریا پر لکھا ہے اُس میں اس بیماری کے وارو کے زمانے میں بھی ہونے پر اسی فقرے سے سند لی ہے۔

[3] یکم ۵۹ سوم ۲۔ مقابلہ کرو لوکریشییس سوم ۱۰۶۰-۷۔

لکھی ہیں تاکہ جب بازار مندا ہو مہلت میں غلہ بیچنا نہ پڑے۔ حفظان صحت کے متعلق خاص پانی
ہدایتیں ہیں، زمین اور مکانوں سے پانی کے نکاس کی خاص احتیاط رکھنی چاہیئے۔ غلے
کے کوٹھے اور گودام ہوادار ہونے چاہئیں۔ صفائی ہر جگہ ہونی چاہیئے اور جانوروں
کے پینے صاف پانی کا انتظام ہو تاکہ بیماریوں سے وہ محفوظ رہیں۔ کیٹو کی طرح اسکا
بھی یہ خیال ہے کہ مکانات اور کاشت کی زمینوں میں ایک خاص تناسب ہونا چاہیئے
اور مزرع کی مختلف حصوں کے رقبوں کا تناسب اُن کی پیداوار کے لحاظ سے جو
مختلف مقامات میں مختلف ہوگی۔ امور مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ وارو نے زراعت
پر اپنے زمانے کی معلومات کی حد تک نہایت تفصیل سے بحث کی ہے جس میں زمانۂ حال
کے سائنس خصوصًا کیمیا کے انکشافات سے تغیر عظیم ہوگیا ہے۔ وارو چونکہ روما
کا باشندہ تھا اس لیئے کاروباری معاملات کے قانونی پہلو کو نظر انداز نہ کر سکتا تھا جو
مویشیوں کی خریداری میں نہایت اہم ہے خصوصًا اس لیئے کہ جانوروں کی بیع و شرٰی
کے طریقے اور اُن کے صحیح القوٰی ہونے کے صداقت نامے مختلف جانوروں کے لیئے
یکساں نہ تھے۔ اس لیئے ہر جانور کے لیئے جو نمونہ دستاویزوں کا مروج اور عدالتوں
کا مسلمہ تھا اُس نے علٰحدہ علٰحدہ لکھ دیا ہے۔ مقررہ قاعدوں سے اہل روما کو شغف
تھا اور وارو کو بھی غالبًا اس کا شوق تھا اس لیئے کسانوں کے لیئے اس نے جو جنتری
بنائی ہے اُس میں سال کو اُس نے ڈیڑھ ڈیڑھ مہینوں کے آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے
اور ہر ایک کیلئے علٰحدہ علٰحدہ کام مخصوص کر دیئے ہیں۔ اُس نے ہدایت کی ہے کہ یہ جنتری
مکان میں ٹانگ دی جائے تاکہ داروغہ کو فصل کے ہر ایک کام کا خیال رہے۔ قواعد مذکور
کی پابندی البتہ اسی حد تک ہو سکتی تھی کہ موسم موافق ہو۔

زراعت کے اقسام (۱۳۵۱) زراعت کے اقسام میں وارو نے اجناس کی فصلوں کا ذکر کیا ہے
مثلًا گیہوں، جو، پھلیاں وغیرہ، سبزیاں جانوروں کے چرنے اور گھاس کے لیئے، میوے

لہ یکم ۲۔
ٹہ لوکر یشیس پنجم ۲۱۳ – ۲۱۷۔
سہ اسمیں انار Malus punica اور چیری Cherry بھی شامل تھی جسے لوکولس حال میں مشرق سے لایا تھا
(دیکھیئے علم نباتات ۱۵، ۱۰۲) کھجوریں اطالیہ میں پک نہ سکتی تھیں اسلیئے باہر سے آتی تھیں یکم ۲، ۶۷، دوم ۱، ۲۷

مثلاً انگور، زیتون، سیب، ناشپاتی، انجیر وغیرہ، باغ کی ترکاریاں Legumiua لیکن ان کی کاشت زیادہ نہ تھی، لکڑی جلانے کے لیئے اور عمارتوں یا اوزار کے لیئے، درخت سائے کے لیئے لگائے جاتے تھے اور ٹوکریاں بنانے کے لیئے بلیں لگائی جاتی تھیں۔ ان اجناس کی پیداوار کے طریقوں پر نفع پر خاص لحاظ رکھ کر بحث کی گئی ہے مثلاً وہ لکھتا ہے کہ فصل کے کٹنے کے بعد جو خوشے چھوٹ گئے ہوں انھیں اسی صورت میں چننا چاہیئے جبکہ اس میں نفع کی امید ہو اور انگوروں میں سے شراب نکال لینے کے بعد پھر انھیں بھگو کے شراب نکالی جائے، یہ شراب Lora مزدوروں کے کام آئے گی یہ ایک پرانی ترکیب تھی جس کا کیٹو نے بھی ذکر کیا ہے۔ وارو نے پودوں کی بہت کم اقسام کا ذکر کیا ہے۔ مویشیوں پر اُس نے تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے جن میں بھیڑیں، بکریاں، سور، بیل، گدھے، خچر شامل تھے اور کتوں، چرواہوں اور گوداموں کے محافظوں کا بھی اسی فصل میں ذکر ہے۔ اطالیہ اور ممالک غیر کے جانوروں کی مشہور نسلوں پر بھی اُس نے بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ اُس کے وطن یعنی ریاتی کے گدھے بھی آرکاڈیا کے گدھوں سے کم نہیں۔ اُس نے ہدایت کی ہے کہ بیمار جانوروں کے علاج کے لیئے نسخے علٰحدہ علٰحدہ کتابوں میں نقل کر لیے جائیں اور ایک کتاب داروغہ کو دیدی جائے اور ایک چرواہوں کے نگرانکار کو۔ جانوروں کے متعلق جو فرائض ہیں اُن کو وارو نے تفصیل سے بیان کیا ہے جن میں اہم ترین یہ ہے کہ گھریلو جانوروں اور خصوصاً اُن کے بچوں کو بھیڑیوں اور شکاری پرندوں سے کس طرح بچایا جائے۔ اسکی کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مویشی جاڑوں میں نشیبی اضلاع کی چراگاہوں میں رہتے تھے اور گرمیوں میں پہاڑوں کی طرف ہانک دیئے جاتے تھے گو دونوں میں مسافت اکثر اوقات زیادہ ہوتی تھی۔ مثلاً ایپولیا سے جانوروں کے گلّے نہ صرف سامنیم میں گرمیوں میں چلے جاتے تھے بلکہ ضلع رِیاتی کے پہاڑوں تک ان کا گزر دشوار گزار دیہاتی راستوں Calles سے ہوتا جن پر چلنا خلاف قانون نہ تھا Publicae مگر یہ راستے بہت خراب Difficultas اور اکثر جنگلوں میں سے گزرے تھے چراگاہوں Saltus پر پہنچنے پر بھی درندوں[1] اور رہزنوں کا خوف رہتا۔ یہ بھی ضروری تھا کہ مویشیوں کے

[1] مقابلہ کرو لوکریشیس پنجم ۳۹، ۱ام – ۱۳۸۶ – میں شاعر اس پہاڑی ملک کی وحشتناک ویرانی کا ذکر کرتا ہے۔

باب ۱ نگہبان Magister pecoris کے تحت میں مضبوط اور مسلح غلام اور کتے ہوں معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑی چراگاہیں اب تک سلطنت کی ملک تھیں اور درمیانی اشخاص کو اجارہ پر دی گئی تھیں جو چرائی کا محصول Scriptura وصول کرتے تھے۔ انھیں لوگوں کو جانوروں کی تعداد[۱] سے اطلاع دی جاتی تھی تاکہ خلاف ورزی کی قانونی سزا سے مالکان مویشی محفوظ رہیں۔ گھوڑوں سے زراعت میں کام نہیں لیا جاتا تھا بلکہ فروخت کے لیئے یا خچروں کی تولید کے لیئے انھیں پرورش کیا جاتا۔ گھوڑوں سے جنگ میں کام لیا جاتا یا سڑکوں پر باربرداری کے لیئے یا روما میں رتھوں کی دوڑ کے لیئے۔ وارو نے گھوڑوں کے دانتوں اور اُن کی عمر کے دوسرے نشانات کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بھی گھوڑوں کی خرید و فروخت میں جو کھم تھا۔ وارو نے بیان کیا ہے کہ علاج حیوانات کے فن میں جو کچھ ترقی ہوئی تھی وہ گھوڑوں کے معالجات میں تھی اس لیئے یونانی اصطلاح گھوڑونکے مصالح کے معنی سالوتری کے ہیں[۲] غلاموں کا ذکر تفرات مابعد میں آئیگا۔

عیش و تجمر کے لوازمات شہد کی کمیاں (۱۳۵۲) افسوس ہے کہ باوجود محنت و مشقت اور سرمائے کے صرف کثیر کے زراعت اور جانوروں کی پرورش میں زیادہ نفع نہ تھا۔ اس لیئے اپنی کتاب کے تیسرے جزو میں وارو اپنے زمانے کے شہروں کے باشندوں کی عیش پرستی اور اسراف پہ آنسو بہاتا ہے مگر ان عیاشیوں کو ناگزیر خیال کر کے فوراً اُن سے نفع اُٹھانے کی تدبیریں بتاتا ہے۔ روما میں روز دعوتیں ہوتی رہتی تھیں کبھی کسی کی فتح کے جلوس کا جشن ہوتا کبھی کسی جماعت Collegia کی طرف سے دعوت ہوتی اور اس کے علاوہ پُرخوری کے صدہا موقع تھے۔ جو لوگ ان دعوتوں کے لیئے سامان طرب فی الفور مہیا کر سکتے انھیں نفع کی بخوبی امید ہو سکتی تھی۔ روما کے بازار کے لیئے (۱) چڑیوں (۲) چھوٹے جانوروں اور (۳) مچھلیوں کی زیادہ ضرورت تھی۔ طیور میں سے بعض کی پرورش تو مزرع میں ہوتی اور جن کا شیمن ایک جگہ نہ ہوتا پکڑے جاتے۔ وارو نے

---

[۱] دیکھو دوم ۱، ۱۲ اسسر وایڈائٹی کم دوم ۵ ، ۱۳۳ سسلی کیلئے دیکھو سسر in Verr. دوم ۱۶۹-۱ ، ۱۷ اسوم ۱۲۷

[۲] دوم ۷، ۱۶-

باسلہ

مختلف اقسام کے طیور کا ذکر کیا ہے مثلاً طاؤس[1]، کبوتر، فاختہ، دانہ خور مرغیاں، بط، قاز وغیرہ۔ یہ طیور چڑیا خانوں Aviarium میں رہتے تھے۔ جانوروں کے احاطے Loporarium میں ہر قسم کے قابل فروخت جانور رکھے جاتے تھے مثلاً جنگلی بکریاں، سور، خرگوش وغیرہ وغیرہ اور گھونگوں اور گلہریوں کے لیئے علٰحدہ احاطے تھے جو کھانے کے لیئے پرورش کیئے جاتے تھے۔ مچھلیوں کا بھی بہت شوق تھا کھانے کے لیئے بھی اور پالنے کے لیئے بھی اسی شوق کی طرف سسرو[2] نے اشارہ کیا ہے جہاں اس نے ان لوگوں (Piscinarii مچھلی کے تالابوں کے شائق) کا ذکر کیا ہے جو بجائے سیاسیات میں مشغول ہونے کے مچھلی کے تالابوں میں اپنا وقت ضائع کرتے تھے۔ خاندان ہائے لیوکلس و ہارٹینسیس کے افراد اس بارے میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ بیائی اے اور پٹ یوی کے اطراف میں اس قسم کے بہت سے تالاب تھے جن کی پرداخت میں امرا بے حد اسراف کرتے اور اپنی دولتیں لٹا دیتے[3]۔ وارو کو اس شوق سے سخت نفرت ہے۔ اسے اگر پسند ہے تو صاف پانی کا تالاب جس میں بہتی ندی سے پانی آتا ہو عقلی انسان کو اس کے علاوہ کسی قسم کے تالاب سے سروکار نہ رکھنا چاہیئے مگر اس بارے میں وہ زیادہ تر ساکت ہے۔ شہد کی مکھیوں کی تربیت پر اس نے ایک دلچسپ باب لکھا[4] ہے گو شہد کو سامان عیش سے زیادہ تعلق نہیں ہر مزرعہ میں یہ کام ایک Mellarius (محافظ عسل) کے تفویض ہونا چاہیئے۔ لیکن اسنے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی چھوٹا سا مزرعہ خاص اس کام کے لیئے مخصوص کردیا جائے تو

۱؎ طاؤس بہت نفع بخش تھا کیونکہ ہر ایک کی قیمت قریب دو پونڈ ہوتی اور اس کے ایک ایک انڈے کی چار شلنگ۔ مقرر ہارٹینسیس نے طاؤس Pavo کے کھانے کو رواج دیا۔

۲؎ دیکھو پلینی نباتات نہم ۱۶۸-۱۷۳۔ گھونگوں سے لوگ سنہ ۹۰ ق م کے قبل سے نفع کمانے لگے تھے۔

۳؎ مقابلہ کرو اس علاقے کا جسکا خرچ نہ نکل سکتا تھا کیٹلس ۱۱۴۔

۴؎ سوم ۱۶۔

باب ۶

اُس میں بھی نفع ہو سکتا ہے۔ اُس نے دو بھائیوں کا حال لکھا ہے جو اسکے زیر کمان ہسپانیہ میں ملازم تھے۔ ان دونوں کو ایک چھوٹا سا مکان اور ایک جوگیرم (قریب ۳/۴ ایکڑ) زمین ورثے میں ملی تھی۔ اس زمین میں ان لوگوں نے پھول لگائے جو شہد کی مکھیوں کو مرغوب ہیں۔ اُس سے انھیں خاصی آمدنی ہونے لگی۔ اس مضمون کا وارو نے بغور مطالعہ کیا تھا اور مکھیوں کے چھتوں کے خانوں کے شش پہلو ہونے پر بھی اُس نے بحث کی ہے جس کا تعلق علم ہندسہ سے ہے[۱]۔

فنِ زراعت کی ترقیاں

(۱۳۵۳) وارو نے اکثر مقامات پر ممالک غیر کی پیداواروں اور زراعت کے طریقوں کا حوالہ دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فن زراعت کے ماہرین کی معلومات کیٹو کے زمانے سے بہت بڑھ گئی تھیں۔ نئے نئے پودے اور جانور اطالیہ میں آنے لگے تھے اور ممالک غیر کے باشندوں کے زراعتی تجربوں اور طریقہ ہائے فلاحت کے معلوم ہونے سے علاقوں کے انتظام میں اصلاحیں ہونے لگی تھیں۔ اس ترقی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اہل روما نے صوبجات مفتوحہ میں بھی علاقے پیدا کر لیئے تھے مثلاً ایپائرس میں ایٹی کس کے بڑے بڑے علاقے تھے۔ وارو نے اکثر اس کا ذکر کیا ہے اور مکالمہ کرنے والوں میں بھی وہ شریک ہے۔ لیکن زیادہ تر ترقی زمانۂ حال کی لڑائیوں کی وجہ سے ہوئی تھی۔ لیوکلس اور پامپی کی فتوحات سے مشرق کے قدیم ممالک متمدنہ اہل روما کے لیئے کھل گئے تھے اور فتح کا صرف یہی نتیجہ نہ تھا کہ انھیں ظلم کرنے اور زبردستی روپیہ وصول کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ پالی بیس نے بیان کیا ہے کہ اہل روما غیر اقوام سے سیکھنے پر ہمیشہ تیار رہتے ہیں اور اُن کا یہ خاصہ اب بھی باقی تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ رائن ندی کے دونوں کناروں کے اضلاع کے نباتات اور حیوانات اور وہاں کے باشندوں کی عادات اور طریقۂ زراعت کے متعلق قیصر نے جو مشاہدات کیئے تھے انھیں وہ قلمبند کرتا جاتا تھا۔ اس لیئے تعجب نہیں اگر اہل اطالیہ کے

---

[۱] سوم ۱۶، ۱۰-۱۱ کیل کے نسخے میں جو رقم (دس ہزار سسٹرشیا) بیان کی گئی ہے یقیناً غلط ہے۔
[۲] سائینس کے اصول سے زراعت کرنے سے جو فصلوں میں اصلاح ہوئی ہے اسکے متعلق دیکھو لوکریشیس یکم ۲۰۸-۲۱۴ پنجم ۲۰۶-۲۱۷، ۱۳۶۷-۱۳۶۹-

باب ۶

نفع کے لئے وارو نے مضامین مذکور پر اصول علم کی پابندی کے ساتھ بحث کی ہے اُسنے خود گال اور ہسپانیہ میں مشاہدات کیئے تھے جن میں سے اکثر کو اس نے قلمبند کر لیا ہے۔ اسی سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ سور کا گوشت گال[1] میں بکثرت سُکھایا جاتا تھا اور وہاں سے روما کے بازاروں میں آتا لیکن واقعات کے اس مجموعے میں باوجود اپنی متانت کے وارو نے بعض پرانے توہمات کو دُہرا دیا ہے اور عجائب المخلوقات کا بھی ذکر کیا[2] ہے مگر یہ اس کا قصور نہیں بلکہ اُس زمانے کی محدود معلومات کا۔ مثلاً وہ بیان کرتا ہے کہ شہد کی مکھیاں بیل کی سڑی ہوئی لاش سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ ورجل کے پڑھنے والے بھی اس روایت سے واقف ہیں۔ بعض بعض وقت وہ لطائف بھی لکھ جاتا ہے مگر اُس کے لطیفے بہت بھونڈے ہوتے ہیں۔ اُس کا بہترین[3] لطیفہ جمہوریۂ روما سے قدامت میں کم نہیں گو اُس نے نہایت خوبی سے بیان کیا ہے :

مزدور اور غلام

(۴۵ ۱۳۵) وارو نے زراعت کے جن طریقوں کو بیان کیا ہے اُن پر اب ہم ایک سرسری نظر ڈالیں گے تاکہ معلوم ہو کہ جمہوریہ کے آخری دور میں زراعت کی کیا حالت تھی چھوٹے چھوٹے مزارع کے مالکوں کو زراعت میں زیادہ نفع تھا یا اُن لوگوں کو جنکی ملکیت میں بڑے بڑے زرعی علاقے تھے اور بحالت مجموعی زراعت ترقی پر تھی یا تنزل پر۔ سوالات مذکور کا جواب ہمیں وارو کی اُس بحث[4] میں ملیگا جو اُسنے مزدوروں پر کی ہے، اسکا بیان ہے کہ مزدوری کا کام

[1] بلجک گال اسٹرابو کے بیان کے بموجب چہارم ۴، ۳۔

[2] اُس نے ایک گھوڑے کا عجیب و غریب قصہ بیان کیا ہے جس نے ایڈی پس (ماں بہن وغیرہ) بنائے جانے سے انکار کر دیا۔

[3] سوم ۱۷، ۴ (چند پالو مچھلیوں کے بارے میں، Hos Pisces nemo cocus in ius vocare audet

[4] یکم ۱۷، تعجب ہے کہ ورجل نے اپنے (Georgics) میں غلاموں سے مزدوری کا کام لینے کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔ علاوہ دیگر امور کے اس واقعے سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اپنی نصائح میں بجائے موجودہ واقعات کے اُس نے ممکنات کا خیال رکھا ہے۔ دوم ۴ ۲ ۶ میں ممکن ہے کہ Robustus fossor (مضبوط کسان) سے مراد Mercennarius (مزدور) سے ہو۔

غلاموں یا آزاد اشخاص یا دونوں سے لیا جاتا تھا۔ آزاد مزدوروں میں چھوٹے درجے کے کسان شامل ہیں جو اپنے اہل وعیال کی مدد سے اپنے کھیتوں کی کاشت کرتے تھے اور وہ مزدور Mercennarius بھی جن سے بعض اہم زراعتی کام لیے جاتے تھے مثلاً شراب کی کشید یا گھانس کا جمع کرنا۔ ان آزاد مزدوروں میں وہ قرضدار Obaerarii بھی شامل تھے جو مزدوری کر کے قرض ادا کرتے تھے۔ اس قسم کے نیم غلام ایشیا، مصر اور الیریکم میں اب تک بکثرت باقی تھے، گو معلوم ہوتا ہے کہ اطالیہ میں معدوم ہو چکے تھے کیونکہ اس زمانے کی افواج کثیر میں سب کھپ گئے ہوں گے۔ وارو مشورہ دیتا ہے کہ آزاد مزدوروں سے یا تو ایسی اراضیات کی کاشت میں کام لینا چاہیئے جہاں ملیریا ہو یا صحت بخش مقامات میں اہم کام لیا جائے۔ اس سے دو امور ثابت ہوتے ہیں، اولاً یہ کہ آزاد مزدور غلاموں سے زیادہ سمجھدار تھے اور ثانیاً ان کے مر جانے یا بیمار ہونے سے مالک کاشت کے سرمائے میں کوئی کمی نہ ہوتی تھی اس کے متعلق ان امور کا خیال رکھنا چاہیئے جو اس نے اہل حرفہ کے بارے میں بیان کئے ہیں مثلاً طبیب medicus دھوبی، لہار یا بڑھئی Faber وغیرہ جنکی امداد کی ضرورت مزرعہ میں سال میں چند مخصوص اوقات میں ہوتی تھی۔ اس قسم کے باہنر لوگوں کو خرید کر مزرعہ میں رکھنا ناممکن سوائے اس کے کہ مزرعہ بہت بڑا ہو اور اس میں بہت سے مزدور ہوں۔ اگر ان قیمتی اور ہنرمند اشخاص میں سے کوئی مر جاتا تو مالک کی ایک سال کی کمائی چلی جاتی کیونکہ اس زمانے میں بیمہ کی کمپنیاں بھی نہ تھیں۔ اسلئے

لے اسی قسم کی مثال آمس سٹیڈ کی کتاب (Journey in the sea-board slave States) سنہ ۱۸۵۳ء طبع نو سنہ ۱۹۰۴ء صفحات ۱۰۰ و ۱۰۱-۱۰۱) میں ہے کہ وہاں آئرلینڈ کے لوگوں کے بجائے حبشیوں کے غیر صحت بخش مقامات میں زمین سکھانے اور خندقیں کھودنے کا کام لیا جاتا تھا۔

لے یکم ۱۶، ۴، ۵۔

باب۱ معمولی کاشتکار Coloni [1] اس قسم کا کام بوقت ضرورت دورہ کن[2] اہل حرفہ
Anniversarii سے لیتے تھے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی شخص ان لوگوں کو رکھ بھی
سکتا تھا تو یہ خلاف مصلحت تھا کہ کام کے دنوں میں کوئی بیکار رہے جبکہ ہر شخص
کو ہاتھ بٹا کر مزرعہ کے منافع کو بڑھانا چاہیئے۔ مزرعہ کے کام کرنے والوں
Familia rustica میں سے کوئی باہر نہ جا سکتا تھا سوائے تین اشخاص کے
یعنی داروغہ Vilicus اور اُس کا مددگار اور گودام کا محافظ Promus یہ
سب کے سب غلام تھے اور اگر کوئی شخص باہر چلا جاتا تو داروغہ کو سزا بھگتنی پڑتی۔
اعلےٰ درجے کے غلاموں کے ساتھ رعایتیں ہوتی تھیں اور اُن کے خاص حقوق
بھی تھے جن سے دست کش ہونا وہ پسند نہ کرتے۔ بالمختصر باوجود اس کے اُس نے
چھوٹے کاشتکاروں[3] (جن کی تعداد اُس کے بیان کے بموجب زیادہ نہ تھی) اور
آزاد مزدوروں (جن کی تعداد بھی قلیل تھی) کے وجود کی طرف اشارہ کیا ہے زراعت
کا دارومدار زیادہ تر غلاموں پر تھا۔ وارو نے بتایا ہے کہ ایک ہی قوم کے زیادہ
غلام نہ رکھنے چاہییں ورنہ وہ مل کر بغاوت[4] کر بیٹھیں گے۔ نگران کاروں کی ہمت افزائی
کے لیئے انھیں کچھ اندوختہ Peculium کر لینے کی اجازت دینی چاہیئے جیسا کہ زمانۂ قدیم سے
رواج تھا اور اُنھیں لونڈیوں سے تعلق پیدا کرنے کی بھی اجازت ہونی چاہیئے کیونکہ
اُس کی وجہ سے وہ مزرعہ سے ہمیشہ کے لیئے مانوس ہو جاتے ہیں اور اُنکی اولاد کی بھی

[1] اس زمانے کے Coloni کے بارے میں دیکھو سسرو Procaecina ۳۰ و Procluent
۱۷۵، ۱۸۲، II in verr سوم ۵۵۔

[2] مثلاً Circumforaneous (دورہ کن طبیب) Pharmacopola جسکا ذکر سسرو نے
Pro. cluent ۴۰ میں کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہیں سے کم از کم بعض ضرور آزاد شدہ غلام تھے۔

[3] سسرو نے II in verr. سوم ۲۷ میں بیان کیا ہے کہ سسلی میں اس قسم کے چھوٹے کاشتکار
بہت تھے جنھیں ویریس نے تباہ کر دیا لیکن ایک مقرر کی یکطرفہ شہادت کو ہم قبول نہیں کر سکتے۔

[4] کلیم ۱۷-۵ میں غلاموں کی بغاوتوں کو وہ جرائم خانگی Offensiones domesticae
کہتا ہے۔

قیمت ہوتی ہے۔ اگر احتیاط رکھی جائے تو غلاموں کو مبز سزا دہی کے قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ مویشیوں کے ذکر میں بھی وہ غلاموں کی اولاد کی طرف اشارہ[1] کرتا ہے۔ پہاڑی چراگاہوں میں جو چرواہے رکھے جاتے ہیں اُن کی ضروریات خانہ داری کے لیئے قوی ہیکل لونڈیاں رکھی جاتیں۔ اس قسم کی عورتوں کے لیئے اولاد کا ہونا باعث تکلیف نہیں کیونکہ روما کی خواتین کی طرح وہ نازک نہ تھیں۔ غلاموں کی خرید کے متعلق روما کے قوانین میں اُن پر پورے قانونی حقوق حاصل کرنے کے مفصل قواعد موجود تھے مگر خریدار کو اپنا اطمینان کر لینا ضروری تھا کہ وہ بیماری اور اخلاقی عیوب سے پاک ہیں۔ داروغہ اور محافظ گودام کے لیئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ لکھ پڑھ سکیں[2]۔

مزارع کی وسعت اور طریقہ انتظام

(۱۳۵۵) وارو نے جس نمونے کے مزارع کا ذکر کیا ہے وہ ان علاقوں سے زیادہ مشابہ ہیں جن میں غلاموں کے گروہ کے گروہ کام کرتے تھے بمقابلۂ ان چھوٹے مزارع کے جن کا وجود ابتدائی زمانے میں تھا یعنی یہ Latifundia (بڑے زرعی علاقے) تھے۔ دولتمند افراد پسند نہیں کرتے تھے کہ اطالیہ کے ایک ہی ضلع کی آب و ہوا اور زمین پر قانع رہیں بلکہ اطالیہ کے مختلف حصص اور بیرونجات میں متعدد علاقے رکھتے تھے۔ وارو کی تصنیف سے یہ کہیں پتا نہیں ملتا کہ اطالیہ کے اُن مضبوط کاشتکاروں کی قوم کے احیا کی امید ہو سکتی تھی جن کے محاسن کی وجہ سے بے ڈول اور بد ترکیب جمہوریہ نے رقیب ممالک پر فتح حاصل کر کے تمام عالم پر اپنا سکہ بٹھا دیا تھا۔ بااصول زراعت میں معاشی نفع تھا کیونکہ نہ تو اس میں اس قدر جوکھم تھا نہ نقصان جتنا کہ ابتدائی زمانے کے وحشیانہ Latifundia میں جن پر گراکی کی آتش غیظ نازل ہوئی تھی۔ پرانے زمانے کے چھوٹے کاشتکاروں کے مقابلے میں زمانۂ حال کے سرمایہ دار زراعت کے متعلق زیادہ معلومات رکھتے تھے، اُن کے اوزار بہتر تھے اور تخم اور مویشی بھی اُن کے پاس بہتر تھے۔ لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ ان بڑے بڑے علاقوں سے معاشی نفع بھی تھا جیسا کہ اس زمانے میں اعداد و شمار کے ذریعے سے ثابت

[1] دوم ۱۰، ۶، ۹۔

[2] دوم ۱۰، ۴، ۵۔

باب ۵ کیا جاتا ہے کہ بمقابلہ لاگت فی ایکڑ منافع کثیر ہوا تو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے
کہ اُن کے وجود سے عامۂ قوم کو بھی نفع تھا کیونکہ زراعت اور مویشیوں کی
پرورش سے جو منافع ہوتا وہ صرف چند لوگوں کے ہاتھوں میں رہجاتا اور
اس طریقے سے صرف کیا جاتا جس سے حقیقی کاشتکاروں کی حالت اور بھی
بدتر ہو جاتی۔ جنگ قرطاجنۂ ثانی کے بعد جو معاشی انقلاب شروع ہوا تھا اُسکا
اثر زرعی قوانین کی وجہ سے اس وقت تک پورے طور پر زائل نہ ہوا تھا جبکہ
وارو نے یہ کتاب لکھی اور چند مقاموں پر کچھ اصلاح بھی ہوئی تھی تو وہ خانہ جنگی
کے مصائب سے کالعدم ہو گئی۔ وارو نے حالات موجودہ بجنسہ بیان کر دیئے
ہیں، وہ عملی آدمی تھا اس لیئے اُسے کوئی تعارض نہ تھا اگر کوئی شخص طاؤس
یا گھونگے پال کر پرغور اہل روما کی شکم پری کرتا یعنی وہ جان بوجھ کر بداعمالیوں سے
چشم پوشی کرتا ہے اور اُس کی تحریر میں آیندہ فلاح کی کوئی جھلک نہیں۔ جہاں
اُس نے بیان کیا ہے کہ اطالیہ کا تمام Tota ملک زیر کاشت ہے اور دیگر
ممالک سے وہاں کا طریقۂ کاشت بہتر ہے اس کے الفاظ کو لفظی معنوں میں نہ
لینا چاہیئے بلکہ اُس کے دوسرے مقولات کی روشنی میں ان پر محاکمہ کرنا چاہیئے۔
کتاب کے دوسرے[2] مقامات میں وہ یہ رونا روتا ہے کہ لوگ جوق جوق شہر طہ
میں جا کر آباد ہوتے اور بجائے اس کے کہ وہ فصلوں کو بوئیں اور کاٹیں روما
کے تماشوں میں تالیاں بجاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اطالیہ میں غلہ اور شراب
ممالک غیر سے درآمد کرنا پڑتا ہے۔ زمانۂ قدیم کے اہل روما اس طریقے کو ہرگز پسند
نہ کرتے تھے کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ سلطنت کی استوار ترین بنیاد خوش حال
زراعت پیشہ لوگ ہیں۔ وارو کا قول ہے کہ دیہات شہروں سے قبل وجود میں

لہ یکم ۲، ۳، ۴۔ ورجل Georg دوم ۱۳۶-۱۳۷ میں اطالیہ کی زراعت کی عملی
حالت کے بارے میں بالکل ساکت ہے۔ مسٹر فاؤلر Social Life صفحہ ۲۹۳ نے
وارو کے الفاظ کو زیادہ تر لفظی معنوں میں لیا ہے۔

عہ دوم Praefatio

باب ۶

آئے، بلکہ خدا نے[۱] "دیہات کو بنایا اور انسان نے شہروں کو" ہمیں اس مقام پر تاریخ تمدن کے لحاظ سے اُس کے اس مقولے کی صحت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ بتا دینا ضروری ہے کہ زمانۂ حال کے نظریہ پسند اشخاص[۲] کے اس مقولے کا اطالیہ پر اطلاق نہیں ہو سکتا کہ بیکار دیہاتیوں کو شہروں میں کام تلاش کرنا چاہیئے کیونکہ روما میں معمولی پیشہ ور مثلاً حمال، جوان کو توالی، مزدور، گاڑی ہانکنے والے مہتر، کاریگر وغیرہ یا تو بالکل نہ تھے یا اس قسم کا کام غلام کرتے تھے۔ اس لیئے دیہاتیوں کے شہروں میں چلے جانے سے جو اُن کی ذلت ہوتی تھی اُس کو زمانۂ حال کے لوگ آسانی سے محسوس نہیں کر سکتے۔ غلامی کے رواج کی وجہ سے تلاش معاش کے مسائل کا حل ہونا سخت دشوار تھا، قیام امن کے لیئے سلطنت نے ایک مذموم طریقہ اختیار کیا یعنی بیکار لوگوں کے لیئے مفت کی روٹیوں کا ٹھکانا کر دیا۔ وارو کی کتاب کے مطالعے سے اطالیہ کی جو تصویر ہمارے ذہن نشین ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ملک زیر کاشت اضلاع اور چراگاہوں میں منقسم تھا اور کہیں کہیں جنگل تھے مزروعہ علاقوں کے قریب میں ہر جگہ بنجر پہاڑی زمینیں تھیں جہاں قیام امن کیلیئے کوئی فوج مقیم نہ تھی اور صرف باہمت اشخاص بھیڑیوں اور قزاقوں کا مقابلہ کر سکتے تھے۔

ملک کی عام حالت

(۱۳۵۶) اطالیہ کی عام حالت کے متعلق امور مذکورۂ بالا ہمیں وارو کی کتاب سے معلوم ہوتے ہیں۔ اس سے روما کے حالات پر بھی ضمناً مکالمے کے سلسلے میں کچھ روشنی ڈالی ہے اور اُس کا بیان غالباً خلاف واقعہ نہیں ہے۔ مکالمہ اولاً ایک مندر[۳] میں شروع ہوتا ہے جس کے اندر کی دیوار پر اطالیہ کا ایک نقشہ کھنچا ہوا تھا۔ پہلی کتاب کے آخر میں حاضرین جلسہ ایک قتل کی خبر

---

۱ سوم ۱، ۴۔ Divina natura dedit agros ars humana aedificavit urbes

۲ دیکھو فقرۂ ۱۲۹۷ کتاب ہذا۔

۳ یکم ۲،۱۔ یعنی ٹیلس کا مندر۔

باب ۱۱

شن کر منتشر ہوجاتے ہیں۔ قاتل کو اشخاص موجودہ میں سے کوئی پکڑ نہ سکا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس نے مقتول کو غلطی سے قتل کردیا ہے۔ حاضرین جلسہ نے زندگی کی بے ثباتی پر افسوس کیا کیونکہ روما کی اب یہی حالت ہوگئی تھی۔ ہم یہ معلوم نہیں کرسکتے کہ دوسری کتاب کا مکالمہ کس مقام سے شروع ہوا کیونکہ اس مقام پر قلمی نسخے میں کچھ عبارت غائب ہے۔ کسی قربانی[1] کی اطلاع آتی ہے اور قریب ہے کہ لوگ چلے جائیں مگر پھر ملتوی ہوجاتی ہے۔ تیسری کتاب میں ایڈیلون کا انتخاب ہورہا ہے اور کارروائی میں جو وقفہ[2] ہوتا تھا حاضرین اُس سے نفع اُٹھاکر Campus martius کے گوشے کے قریب کی عمارت Villa publica میں گفتگو کرنے لگے۔ اثنائے گفتگو[3] میں یکایک شور ہوا کہ کسی امیدوار کا کارپرداز صندوق میں جعلی ووٹ (رائے) کے پرچے ڈالتا ہوا پکڑا گیا ہے تصفیق کی آوازوں اور کامیاب امیدوار کی تعریف کے ساتھ کتاب کا خاتمہ ہوتا ہے۔

وارو ایسے خشک آدمی کی کتاب میں اس قسم کے حالات کا ملنا غنیمت ہے اور خصوصاً اس لئے کہ جو حالات اُس نے بیان کئے ہیں دوسرے مصنفوں کے بیانات کے مطابق ہیں۔ ضابطوں کی ظاہری پابندی اب تک باقی تھی مگر عالم متمدنہ کے مرکز میں رشوت ستانی بے ایمانی اور طوائف الملوکی کا ہونا غیر معمولی نہ خیال کیا جاتا تھا۔

لوکریشیس

(۱۳۵۷) شاعر لوکریشیس[4] کے ذاتی حالات کا ہمیں مطلق علم نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ دیوانہ تھا، لیکن یہ دیوانگی غالباً کسی محدود معنی میں تھی کیونکہ اُس نے دقیق مضامین پر مدلل اور زبردست بحثیں کی ہیں، اگرچہ حالت دیوانگی وقتاً فوقتاً رفع ہوجاتی تھی اور ہوش و حواس کے عارضی وقفوں میں اُس نے یہ مضامین لکھے تاہم

---

[1] دوم Praef ۶، ۸، ۱ – ۱۱، ۱۲۔

[2] دوم ۲، ۱، ۵۔

[3] سوم ۵، ۱۸ – ۱۷ – ۱۰۔

[4] دیکھو منرو کا دیباچہ، سیلر: زمانۂ جمہوریہ کے روما کے شاعر، ٹیوفیل شوئیب (تاریخ ادبیات روما) صفحہ ۲۰۳۔

اس روایت کے متعلق ہمارے شبہے رفع نہیں ہوتے۔ معلوم نہیں دیوانگی کی یہ روایت کیونکر مشہور ہوئی، البتہ اُس کے معاصرین اُس کے خصائل کو بخوبی سمجھ نہ سکتے تھے۔ اُس کی نظم سے اُس کی قوت متخیلہ کی بلند پروازی اور اُس کی طبیعت کی انتہائی درد مندی عیاں ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زمانۂ تصنیف میں وہ متعدد مصائب میں گھرا ہوا تھا جس کا دوسرے مصنفین کو کم تجربہ ہوتا ہوگا۔ روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اُس کا پورا نام[1] ٹی ٹَس لوکریشیس کیرس اور یہ کہ وہ خاندان لوکریشیس کے کسی غلام کی اولاد سے تھا یہ روایت قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اُس کی نظم کے ہر ہر شعر سے اہل روما کی خو بو معلوم ہوتی ہے اور اس نے اپنے زمانے کے تمدن پر نہایت دلیری سے نکتہ چینی کی ہے بلکہ اس سے زیادہ قابل وثوق یہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرفائے روما میں سے تھا اور زمانے کی ناآہنگی کو دیکھ کر اپنے درد دل کے اظہار کو روک نہ سکتا تھا۔ اسکی زندگی کے متعلق جو سنین معین کئے گئے ہیں سنہ ۹۶-۵۵ ق م ہیں۔ میریس کا انتقال اور سولا کی خوں ریزیاں غالباً اُس کے ہوش میں ہوئی ہوں گی، جوانی میں اُس نے سولا کے قائم کردہ نظام سلطنت کے زوال، اور انقلاب کی دوسری منزل کو دیکھا ہوگا اُس نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ صاحب دولت کراسس اور فوجوں کے سپہ سالار پامپی نے کس طرح سلطنت روما کو اپنے قبضے میں کر لیا، قیصر نے سنہ ۷۱ میں کیسے مختلف قوتوں کو مجمع کیا اور سنہ ۶۰ میں حکومت ثلاثہ کس طرح وجود میں آئی جس سے جمہوریہ کا وجود معطل ہو گیا۔ سرٹوریس کی جنگ، اسپارٹکس کی بغاوت، کیٹی لین کا واقعہ، لیوکلس اور پمپیو کا عروج و زوال، کیٹو اور کلوڈیس کی کارروائیاں، یہ سب اُس نے دیکھی ہوں گی اور قیصر نے جب[2] گال کا الحاق کیا اُس وقت بھی وہ زندہ ہوگا لیکن گو اس کی زندگی ایک نہایت ہی پرآشوب زمانے میں گزری تھی مگر جہاں تک ہمیں علم ہے

---

[1] منرو کے نسخے کے سرورق پر ایک منقش جواہر کی تصویر ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ لوکریشیس کی شبیہ ہے۔

[2] ششم ۱۰۶–۱۱۱ میں برطانیہ کا ذکر ہے مگر غالباً جزیرۂ مذکور پر قیصر کی سنہ ۵۵ کی یورش کی طرف اشارہ ہے۔

باب

وہ صرف واقعات مذکور کو خاموشی کے ساتھ دیکھتا رہا اور باوجود محب قوم ہونے کے اُس نے اس زمانے کے مناقشات میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اس کی نظم جو "ماہیت اشیائے عالم" کے نام سے مشہور ہے چھ کتابوں میں منقسم ہے جن کی وہ اپنے انتقال سے قبل نظر ثانی نہ کر سکا تھا۔ روایات[1] میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ نظم سسرو کے زیر ادارت شائع ہوئی ممکن ہے کہ یہ روایت صحیح ہو مگر ہمارا خیال ہے کہ زیادہ سے زیادہ اُس کی کتابت سسرو کی نگرانی میں غالباً اٹی کس کے دفتر میں ہوئی ہو یا اُس نے ٹیرو سے یہ کام لیا ہو۔ غالباً نظم مذکور میں سسرو نے کوئی اصلاح نہیں کی جس کے لیے ہمیں اُس کا مشکور ہونا چاہیئے۔ لوکریشیس نے اپنی نظم کو ایک شخص مسمی میمیس سے منسوب کیا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس سے کیٹیلس کو نفرت تھی اور جس کی سیاسی زندگی میں سلامت روی کے بجائے شور و شغب زیادہ ہے۔ لیکن اُس زمانے میں انتساب کا عام رواج تھا اور اس طرح ایک نااہل شخص کا نام ہمیشہ کے لیے مشہور ہو گیا ہے۔ سسرو نے بھی ایک دفعہ کوشش کی تھی کہ وارو اپنی ایک کتاب اُس کے نام سے منسوب کرے۔ اسکے معاصرین میں سے نے پوس نے بیان کیا ہے کہ اس زمانہ کے شاعروں میں لوکریشیس اور کیٹیلس سب پر فوقیت رکھتے تھے۔ زمانۂ مابعد کے مصنفین میں اُووڈ اور اسٹاٹیس اس کی بہت تعریف کرتے ہیں لیکن اُس کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ فن شعر میں ورجل کی ترقی پر اس کا بہت اثر ہے[2]۔

رواقیین اور ابی قوری

(۱۳۵۸) ہم بیان کر چکے ہیں کہ اہل روما غیر قوموں سے سیکھنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے خصوصاً فلسفہ میں۔ اپنے یونانی اُستادوں سے فلسفہ سیکھنے میں اُن کا رجحان زیادہ تر قطعی اور عملی چیزوں کی طرف تھا۔ روما میں فلاسفۂ یونان کے وہی مذاہب زیادہ تر رائج تھے جن کے مسائل کا اطلاق تمدنی امور پر ہو سکتا تھا مثلاً رواقیین

[1] دیکھو منرو کا دیباچہ لوکریشیس ایڈیٹوریل کا نوٹ سسرو Ad frat. دوم ۹،۱۱،۴۔ اس عبارت میں لفظ Non کا داخل کرنا مجھے بالکل پسند نہیں Dererum naturanon سسرو کی Arater کی یادگار رکھنے کے لیے دیکھو منرو جلد پنجم ۶۴۔

[2] دیکھو سیلر کا ورجل کا نسخہ۔

اور فضول بحثوں میں صرف چند لوگوں کو دلچسپی تھی اور تعلیم یافتہ لوگ نظریات کی صرف باب ۹
اس لیئے قدر کرتے تھے کہ اُن سے زندگی کے مسائل معلوم ہوسکیں نہ کہ وہ شک وشبہ
میں پڑے رہیں۔ اسی لیئے جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں رواقیین اور ابی قوریوں
کے مسائل کا روما میں زیادہ تر چرچا ہوا باوجود مختلف قسم کی طبیعتوں کے اشخاص
کو پسند آتے تھے۔ ان دونوں مذاہب فلسفہ کو عوام کے مذہب سے جو تعلق تھا اسمیں
ایک اہم فرق تھا۔ رواقیین تمام دیوتاؤں کو ایک اعلیٰ ذات الٰہی میں ضم کردیتے تھے جسکے
مختلف نام تھے، جو قوت بھی تھا اور مادّہ بھی۔ اور تمام حقیقی ہستیوں کا جوہر اور وجود میں
لانے والا بھی تھا اور جو عالم کے ساتھ ہم وسعت اور ہم وجود تھا۔ گویا ان فلسفیوں نے
ازراہ عنایت متعدد دیوتاؤں کی پرستش کو ہمہ اوست کے مذہب میں متبدل کردیا تھا
جس کی وجہ سے سلطنت کے مذہبی رسوم سے علٰحدگی کی ضرورت نہ ہوتی تھی اور کثیر التعداد
دیوتاؤں سے اسی طور پر عہدہ برائی کی جاتی تھی جن کے وجود اور صاحب قوت ہونے پر
تعلیم یافتہ اہل روما کو یونانی ارتیاب کے اثر سے اب اعتقاد نہ تھا۔ ابی قوری عوام کے
دیومالا کو زیادہ لغو سمجھتے تھے جو اُن کے خیال میں محض جہلا کا توہم تھا اور اُن کا خیال تھا
کہ اسی بے معنی اور ضعیف کن توہم سے وہ مصائب پیدا ہوتے ہیں جن میں انسان
مبتلا رہتا ہے۔ ابی قورس کا عقیدہ یہ تھا کہ دیوتا عالم سکون میں عالم بالا کے کسی طبقے میں
رہتے ہیں لیکن بنی نوع انسان کے افعال و حرکات سے انھیں کسی قسم کا سروکار نہیں
یعنی کائنات پر انھیں کسی قسم کی طاقت حاصل نہیں ہے۔ اس کے عقیدے کے مطابق
کائنات میں صرف ایک قوت ہے یعنی فطرت جس کے قوانین ازلی ہیں جن کے عمل پر
نہ تو قربانی سے کوئی اثر ہوسکتا ہے نہ دعاؤں سے ممکن ہے کہ یہ قوت الٰہی ہو مگر ان کا خیال تھا کہ اسے
خدا کہنا محض بے معنی ہوگا۔ اس نقطۂ نظر سے دونوں مذاہب میں بنیادی فرق یہ تھا
کہ رواقی ارادۂ عالی Supreme will کے قائل تھے اور ابی قوری غیر تغیر پذیر
قانون کے ماننے والے تھے۔ فلسفۂ رواقی کی تعلیم کا نتیجہ یہ تھا کہ اُس کے پیرووں کو
اپنے ذاتی فرائض کی پابندی کا حد درجہ خیال ہوتا جس سے اُن کی اخلاقی رفعت کو
تقویت ہوتی مگر اس کے ساتھ ہی نخوت اور عدم رواداری کا بھی شائبہ تھا فلسفۂ ابی قوری
کے پیرووں کو یہ تیقن تھا کہ ہر فرد بے بس اور بے چارہ ہے اور اسکے ناگزیر حالات کے نام آگے

باب ۱۲

سر تسلیم خم کرنا چاہیئے۔ کمزور طبائع پر اس عقیدے سے بہت خراب اثر ہوتا۔ ان دونوں مذاہب فلسفہ کے اخلاقی نظام اُن کے ان عقائد سے گہرا تعلق رکھتے تھے جو نظامِ عالم کے متعلق تھے۔ سیاسی زندگی کی طرف ان دونوں مذاہب کا جو رجحان تھا وہ کیٹو اور لوکریشیس کے حالات سے ظاہر ہے۔ ان دونوں کو جمہوریہ کے زوال اور حکومت کے ضعیف ہوجانے کا سخت قلق تھا جس کی وجہ سے چند افراد دستورِ سیاسی کو پامال کر کے مناصب اعلیٰ کو پہنچ گئے تھے کیٹو میدان سیاست میں کود پڑا اور ناگزیر انقلاب کی قوتوں سے لڑتا رہا۔ کیٹو کی طرح لوکریشیس بھی اپنے عقائد میں پکا تھا، روما کے ساتھ اسی قدر اُسے بھی محبت تھی مگر ان خرابیوں کے دفع کرنے کے لیئے اُس نے دماغوں پر اثر ڈالنا چاہا اور اُن حقائق فطرت کو مروج کرنا چاہا جو اپی قور نے بیان کئے ہیں۔ مگر اہل روما کے دماغوں پر اثر ڈالنے کا موقع عرصہ ہوا گذر چکا تھا۔ کیٹو کے شور و غوغا اور لڑائی جھگڑوں کو ہم بہت سُن چکے ہیں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ پرجوش اور بلند خیال لوکریشیس نے زمانۂ زیر بحث کے اہم مسائل کی گتھی کو کس طرح سلجھایا ہے؟

مسئلہ مسرت انسانی

(۱۳۵۹) اپی قور کا عقیدہ تھا کہ دنیا میں ایک ہی غیر مشروط بہتری ہے یعنی مسرت جس کا بنی نوع انسان[لہ] فطرتاً اور حقیقتاً متلاشی ہے اور یہی اُن کے افعال و حرکات کا مقصد اور محرک ہے۔ اعلیٰ ترین مسرت کے ساتھ کوئی تکلیف لاحق نہیں ہے سوائے اس کے کہ اُس شے کے قبل احتیاج کا احساس ہوتا ہے۔ ادنیٰ ترین مسرت ان خواہشوں کے پوری کرنے سے حاصل ہوتی ہے، جن کے ساتھ کی تکلیف مسرت سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ انسانی مسرت کی ایک اہم شرط یہ ہے کہ ان تمام چیزوں سے احتراز کیا جائے جو ہمارے سکون دماغی میں مخل ہوں۔ اس لیئے ہمیں فطرت کا صحت کے ساتھ مطالعہ کر کے اُس کی ہدایت کے موافق عمل کرنا چاہیئے اور مصنوعی خواہشوں کے پیدا کرنے سے گریز کرنا چاہیئے۔ انسان کی حقیقی ضرورتیں بہت کم ہیں اور اُن کے پورا کرنے کے لیئے فطرت نے کافی سامان کر دیا ہے۔

لہ دوم ۱۷۲ Dux vitae dia voluptas

لوکریشیس کا خیال[۸] ہے کہ بیجا خواہشیں ہی ان خرابیوں کی جڑ ہیں جنکا ر وتاراج محبان قوم رو رہے ہیں۔ اسراف، عیش پرستی اور دکھاوے سے ایک ناساعد مسابقت پیدا ہوتی ہے، یعنی ہر شخص دولت کا جویاں ہوتا ہے اور قوت کا جس سے دولت حاصل ہوتی ہے اور بڑھتی ہے۔ حرص و حسد کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور حصول تفوق کی تگ و دو میں اخلاقی موانع بالائے طاق رکھ دیئے جاتے ہیں۔ زبردستی کے بڑھ جانے سے رفتہ رفتہ تفوق کے لیئے جدّ و جہد ہونے لگتی ہے جس کا آخری نتیجہ خانہ جنگی اور اُس کے مصائب ہیں۔ قرابتداری اور دوستی کے پاک رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور باہمی اعتماد مفقود ہو جاتا ہے جبکہ ہر سو خودغرضی اور غداری کا زور ہو اور اکثر لوگ مایوس ہو کر خودکشی کر لیتے ہیں۔ اور پھر اس خوں ریزی یا مظالم کا نتیجہ بھی کچھ نہیں ہوتا کیونکہ فاتحوں کو کوئی حقیقی مسرت نہیں حاصل ہوتی اور حاکم جابر اُن خطرات میں گھرا رہتا ہے جو خود اُس کے عروج سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیئے مسرت حاصل کرنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہوگا کہ سکون قلب کے ساتھ ناگزیر واقعات کے آگے سر جھکا دیا جائے[۹]۔ اب سوال یہ ہے کہ ان خطرناک مصائب سے پناہ کس طرح مل سکتی ہے کیونکہ ہم یہ پسند نہیں کر سکتے کہ انسانی حماقت اور ناعاقبت اندیشی سے ہم تمدن کی ترقی کے ثمرات سے بے بہرہ ہو جائیں اس لیئے ضرورت ہے کہ لوگوں کے دماغوں کو متاثر کیا جائے۔ مرض مزمن ہے کیونکہ زہر عرصۂ دراز سے اپنا اثر کر رہا ہے لیکن اگر لوگ توجہ کریں تو اپی قور کے فلسفے میں اُن کے لیئے تریاق موجود ہے۔ اولاً توہمات[۱۰] کے نقصان رساں اثرات کو بالکل نیست و نابود کر دینا چاہیئے کیونکہ لوگ فلسفیانہ مسائل کو کب سمجھ سکتے ہیں جب اُن کے دماغ میں عوام کے ضمنیات کے بیہودہ توہمات بھرے ہوئے ہیں جو قوانین طبعی سے لاعلم ہونے کے نتائج ہیں اور مظاہر فطرت کو غلط طریقے پر سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔

باب

[۸] دوم ۷۷، ۸۴ ہ یسوم ۵۹ - ۸۶، ۹۹۵ - ۱۰۰۲ - پنجم ۱۱۱۷ - ۹ - ۱۴۱۳ - ۳۵ -
[۹] پنجم ۱۱۲۰ - ۳۵ -
[۱۰] دیکھو پنجم ۶۲ - ۱۵۸ - اس کے علاوہ بہت سی عبارتیں اور بھی ہیں جن کا یہاں حوالہ نہیں دیا جا سکتا۔

بانبلہ نظام فطرت کو صحت کے ساتھ سمجھنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ اپی قور کا فلسفہ ہے
(۰۶۳۱) سکون دماغی و مسرت حقیقی کے حصول کا صرف یہی ذریعہ ہوسکتا ہے
کہ ان قوانین کو خوب ذہن نشین کر لیا جائے جن پر عالم وجود کا دار و مدار ہے۔ اس علم
کے حاصل ہو جانے کے بعد انسان کو خود معلوم ہو جائیگا کہ جن چیزوں کو نہ تو وہ متغیر
کر سکتا ہے نہ ان سے گریز کر سکتا ہے اُن کے آگے سر تسلیم خم کرنا چاہیئے اور اس حقیقت
کو تسلیم کر لینے کے بعد فضول توہمات سے اُسے آزادی نصیب ہو جائیگی۔ لوکریشیس
اس لیئے اپنے ناظرین کو وہ فلسفۂ ذرات سمجھاتا ہے جسے اپی قور نے ڈیموکریٹس
کے قدیم تر فلسفے سے اخذ کر کے اصلاح یافتہ صورت میں پیش کیا تھا اور اسی فلسفے
کے مطابق فطرت کی روش کو سمجھاتا ہے۔ اس نظریئے کا تعلق فلسفے کی تاریخ سے ہے
اور اس مقام پر صرف یہ کہدینا کافی ہے کہ مظاہر فطرت کے مشاہدے اور تفسیر میں
جہاں تک عقل انسانی کو دخل ہو سکتا تھا ان لوگوں نے کاوش کی تھی کیونکہ اُس
زمانے میں نہ تو خردبین تھی نہ دوربین یا اس قسم کے دوسرے آلات اور نہ کیمیا اور
طبعیات کی ترقی سے تجربہ کرنے کے قطعی طریقے دریافت ہوئے تھے۔ فلسفۂ ذرات کے
ماہرین کا طریقۂ تفحص اصول سائنس کے مطابق تھا لیکن واقعات کی تحقیق میں انکا
دار و مدار حواس خمسہ پر تھا جن سے اکثر دھوکا ہوتا ہے اور باوجود اپنی عقل سے
پورے طور پر کام لینے کے واقعات کو غلط سمجھتے[۱] اور غلط نتائج نکالتے۔ بعض وقت
وہ غلطی سے ایسے مفروضات کو تسلیم کر لیتے جو اُن کے فلسفے کے اصول کے خلاف ہوتے
اور مختلف مذاہب[۲] فلسفہ ایک دوسرے کی اس قسم کی غلطیوں کو ظاہر کر دیتے تھے۔
مگر زمانۂ قدیم کے نظریات عالم میں یہ مذہب سب سے زیادہ راستی پر تھا اور اس کا
ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ اس کے پیرووں نے لاتناہی کے مسئلے کو خوب سمجھ لیا تھا جو
شاعری میں بھی خوب کھپ سکتا تھا مگر اُس کے لیئے ضرورت یہ تھی کہ شاعر بھی ایسا ہو
جو اپنی سرگرمی، بلند خیالی اور کمال شاعری سے مختلف فیہ مسائل کی خشک بحثوں میں

۱؎ مشتبہ حالتوں میں متغائر نظریات کو بھی تسلیم کیا جاتا پنجم ۷۲۹-۳۰- ششم ۷۰۳-۱۱-
۲؎ مثال کیلئے دیکھو سسرو Definibis یکم ۱۸-۲۰-

جان ڈال دے اور اُن میں جدت پیدا کر دے۔ لوکریشیس نے فلسفۂ زیر بحث کی بھی خدمت کی مگر جو جوش اور سرگرمی اُس کی نظم سے ظاہر ہے وہ صرف کتابوں کے پڑھنے کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اُس کا اعتقادِ راسخ خود اُس کے ذاتی مشاہدات کا نتیجہ ہے اور اپنے معتقدات کو جس سرگرمی سے وہ ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہے اُس سے اس فلسفے کو بیش بہا امداد ملتی ہے کیونکہ فلسفۂ اپی قوری کی تعلیم سے اُس کے پیرووں پر زیادہ تر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ خود غرض اور کاہل الوجود ہو جاتے ہیں اور معمولی آدمیوں کا جوش تو بالکل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اعتدال پسندی پر وہ لوگوں کو بالخصوص راغب کرنا چاہتا تھا، اس کے دل میں ایک عجیب درد تھا جس سے وہ اپنے اہلِ ملک کو آشنا کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اس کے اقوال پر ملتفت ہوں۔ اس کا پیام ہر کس و ناکس کے لیئے ہے، اس لیئے ہر شخص کی توجہ اپنی طرف منعطف کرنے کے لیئے وہ اپنی قوتِ متخیلہ اور ہمدردی سے پورے طور سے کام لیتا ہے۔ خواص اشیا اور نظامِ عالم میں انسان کی حقیقی حیثیت کو سمجھانے کے لیئے وہ ہر جذبے سے کام لیتا ہے مثلاً تعجب، تعریف، نفرت، کاوش وغیرہ۔ اسے نہ صرف انسانی تعلقات محبت یا بچوں کے طور طریقوں سے ہمدردی ہے بلکہ بے زبان حیوانوں کے ساتھ بھی مثلاً ایسی گائے کے لیئے جس کا بچھڑا گم ہو گیا ہو یا مادۂ سگ کے ساتھ جو اپنے بچوں کو پیار کرتی ہے۔ لاطینی زبان کا کوئی مصنف ہمارے سامنے جاندار اور بے جان اشیا کے اس قدر مناظر یا تمدن کے مختلف پہلوؤں کو اس خوبی سے پیش نہیں کرتا جیسا کہ لوکریشیس اور نہ صرف دیہات کے حالات کی تصویر کھینچتا ہے بلکہ روما کی گلیوں کی بھی۔

نظامِ فطرت

(۱۳۶) فلاسفۂ اپی قوری کا خیال ہے کہ فطرت میں صرف دو چیزوں کا وجود ہے ایک ذرات اور دوسرا خلا۔ ہم واقعات کو صرف اپنے حواس سے معلوم کر سکتے ہیں لیکن اپنے حواس سے ہم راست ذرّات اور خلا کے علیحدہ وجود کو معلوم نہیں کر سکتے۔ لیکن چھونے سے ہم ہوا کے وجود کو معلوم کرتے ہیں اور سمجھ جاتے ہیں کہ

باب ۳۵

کوئی چیز جو ہماری آنکھوں سے پنہاں ہے وجود میں ہے اور حرکت کر رہی ہے۔ اب قیاس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ شے مادّی ہے ورنہ ہم اسے محسوس نہ کر سکتے اور ٹھوس ہے ورنہ وہ حرکت نہ کر سکتی۔ اسی سے سلسلہ بسلسلہ ہمارے دماغ میں یہ اعلیٰ تخیل آتا ہے کہ ٹھوس ذرّات ایک قبول کرنے والے ماحول میں حرکت پذیر ہیں جو خلا ہی ہو سکتا ہے۔ یہ حقیقت جب ہم پر آشکارا ہو گئی تو ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ کائنات کے معمے کا اس سے بہتر کوئی حل نہیں ہو سکتا۔ جتنی چیزیں عالم وجود میں ہیں سب ذرات اور خلا سے بنی ہوئی ہیں۔ ذرّات بذات خود غیر فانی ہیں، ان میں کوئی ایسے خواص نہیں مثلاً حواس، رنگ وغیرہ گو وہ مختلف شکلوں کے ہوتے ہیں۔ ان کے آپس میں اور خلا سے ملنے سے مختلف اشیا پیدا ہوتی ہیں جنھیں ہم دیکھتے ہیں یا محسوس کرتے ہیں۔ ان کی تعداد لامتناہی ہے مگر شکلوں کی اقسام محدود ہیں۔ ذرّوں کا انجام فنا نہیں بلکہ تحلیل ہے جس کی موت ایک نشانی ہے۔ اس تحلیل کے فعل کو ہم دیکھ نہیں سکتے بلکہ صرف اس کے آخری نتیجے کو۔ کسی جسم کی تحلیل کے بعد اس کے ذرّات فنا نہیں ہوتے بلکہ دوسرے ذرات سے مل کر دوسرے اجسام بن جاتے ہیں۔ اس لیئے ایک چیز کی موت سے دوسری چیز پیدا ہوتی ہے اور موت اور زندگی نظام فطرت کے مختلف رنگ ہیں جنکا سلسلہ لامتناہی ہے۔ اس نظام فطرت میں بقول لوکریشیس کسی فوق الفطرت ہستی کو دخل نہیں۔ روایات میں جو مظاہر دیوتاؤں کے افعال سے منسوب کیئے جاتے ہیں غور کرنے پر اس نظریے کے بالکل خلاف ثابت ہوتے ہیں۔ کسی فوق الانسانی ہستی کے ساتھ تخلیق عالم کا منسوب کرنا جس میں باخبر مشاہدہ کرنے والا ہزار دل استقام تیا سکتا ہے مناسب بھی نہیں مگر ذرات کا اتفاقاً یکدیگر جمع ہو کر تخلیق عالم کے باعث ہونے پر اس قسم کا کوئی اعتراض عائد نہیں ہو سکتا۔ اسی لیئے اپی قوریوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے غیر حقیقی دیوتا اتیر (Ether) کے کسی عالم خموشی میں امن چین کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن باوجود ان تمام تاویلوں کے آغاز عالم کے لیئے ایک قوت فاعلی کی ضرورت ہے۔ اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذرات کو حرکت کس نے دی۔ اس سوال کا جواب دینے کے لیئے اپی قوریوں کو ایک خود مختار قوت یعنی

باب ۶ ایک علت اولین کے وجود کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور اسی لیئے وہ ذرات سے خطوط مستقیم[1] سے منحرف ہونے کی قوت کو منسوب کرتے ہیں۔ اُن کے عقیدے کے مطابق ذرات خطوط مستقیم میں گرتے ہیں مگر جب تک وہ خطوط مستقیم سے منحرف نہ ہوں نہ تو ایکدوسرے سے مل سکتے ہیں اور نہ متحد ہو سکتے ہیں۔ دیوتاؤں سے منکر ہونے کا نتیجہ صرف یہی ہوا کہ وہ ایک علت اولین کو ماننے لگے جسے وہ فوق الفطرت خیال نہیں کرتے تھے۔ الی قور تخلیق عالم کے معمے کو حل نہ کر سکا اور ہم بھی اُس کے حل کرنے سے قاصر ہیں لیکن لوکریشیس اس نظریے کا معتقد تھا اور اپنے ناظرین کو تعلیم کرتا ہے کہ اسی کو اپنے اعتقاد کی بنا قرار دیں۔ اب یہ دریافت کرنا ہے کہ اس عقیدے کے مطابق انسان کی حیثیت نظام فطرت میں کیا تھی جس میں زندگی اور موت کے جلوے یکے بعد دیگرے ایک لاانتہاہی سلسلے میں نظر آتے ہیں اور ذرات خواہ وہ کیسی ہی حرکت میں آئیں ایکدوسرے سے ہمیشہ[2] برسرپیکار رہتے ہیں؟

فنا (۱۳۶۲) لوکریشیس کا خیال ہے کہ انسان جسم اور روح[3] سے مرکب ہے اور جسم اور روح دونوں جسمانی اور فانی ہیں، دونوں میں سے ایک بھی دوسرے سے علیحدہ نہیں رہ سکتا جیسے کہ شراب یا لوبان سے اُن کی خوشبو علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ پیرانہ سالی اور بیماری، غشی اور نشہ کا دونوں پر یکساں اثر ہوتا ہے۔ اسی طور پر موت دونوں کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ جن ذرات سے وہ مرکب ہیں وہ علیحدہ ہو کر دوسرے افراد کے جزو بن جاتے ہیں اور یہ افراد بھی مجموعۂ اشیا (کائنات) کے جزو ہیں جس چیز کو ہم موت کہتے ہیں وہ دراصل ذرات کی غیر متناہی ترتیب جدید کی ایک منزل ہے۔ اگر روح غیر فانی ہوتی تو دوسرے اجسام میں اپنے سابقہ وجود کا اُسے کچھ نہ کچھ علم ہوتا مگر ارواح کو اس قسم کا کوئی علم نہیں علاوہ ازیں اگر وہ غیر فانی ہوتی تو اسے اپنے موجودہ مسکن

[1] واضح رہے کہ گو لوکریشیس کشش ارضی کا قائل نہ تھا (یکم ۱۰۵۲-۱۱۱۳) اور اُس کا عقیدہ تھا کہ اشیا کے لاانتہاہی مجموعے میں کوئی اسفل ترین نقطہ (Imam دہم ۹۰) نہیں ہے لیکن اس نے فرض کیا ہے کہ اشیا نیچے کی طرف حرکت کرتی ہیں۔

[2] یکم ۳۷۵-۴۷۵ پنجم ۳۸۰-۳۹۵۔

[3] یہ تیسری کتاب کا موضوع ہے۔

باب ۱ یعنی جسم انسانی کے چھوڑنے میں بالکل تامل نہ ہوتا مگر مشاہدہ اس کے خلاف ہے۔
اگر روح غیر فانی ہوتی تو وہ جسم انسانی کو اسی طرح چھوڑ دیتی جیسے کہ سانپ اپنی کیچلی گرا دیتا
ہے موت سے لوگ ڈرتے کیوں ہیں؟ مرنے کے بعد جب ہمارا وجود باقی نہیں تو
پھر احساس کہاں؟ حیات مابعد کے تصورات اور وحشیانہ سزائیں محض افسانے ہیں
جو مخبوط دماغوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ خندہ پیشانی کے ساتھ موت
کا خیر مقدم کرے کیونکہ دنیا میں قریب قریب ہر چیز کا یہی انجام ہے مگر عالم غیر فانی ہے۔ اپی قور
کے فلسفے میں انسان کے لیئے جو ذرات سے مرکب ہے یہی تسکین ہے کہ گو زمین و آسمان
فنا ہو جائیں گے مگر ذرے اور خلا باقی رہیں گے۔ لوکریشیس کا خیال تھا کہ زمین بہت
قدیم نہیں ہے[1] اور یہ کہ اس کی پیرانہ سالی کی نشانیاں عیاں ہونے لگی ہیں کیونکہ اُسکے
زمانہ ابتدائی کی اب زرخیزی باقی نہیں اور جو فصلیں پہلے بلا محنت پیدا ہوتی تھیں وہ
اب محنت شاقہ سے بھی تیار نہیں ہوتیں۔ انسان، کمزور انسان کے لیئے جس کی
پیدائش اور موت دونوں جان کندنی کے مناظر ہیں سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں
کہ اپنی بے بسی کو تسلیم کرے۔ اس کے لیئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ فطرت نے جو زندگی
اُسے بخشی ہے اُس سے حظ اٹھائے حقیقی مسرت میں اپنے دن گزارے مگر اتنا عیش
نہ کرے کہ اُس کے نتائج خراب ہوں اور اس نظام عالم کو خاموشی کے ساتھ تسلیم کرے
جس نے اُسے بنایا ہے اور جو اُسے مقررہ وقت کے بعد بگاڑ دیگا[2]۔

روما کی رسمی عشقبازی (۱۳۶۳) حیات موجودہ کے بارے میں مذہب اپی قوری میں قنوطیت
کا عنصر غالب ہے اس لیئے اکثر لوگوں کو خیال ہوگا کہ اس سے قلوب انسانی کی تسکین
نہیں ہو سکتی مگر روما میں اُسکے پیروؤں کی تعداد کم نہ تھی۔ اس پُرآشوب عہد کے آخری
زمانے کے سربرآوردہ لوگوں میں سی سیسیس اسی مذہب کا پیرو تھا۔ سیاسی
زندگی کی طرف اُس کا رجحان لوکریشیس سے بالکل مختلف تھا مگر جہاں تک ہمیں

---

[1] پنجم ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ دوم ۱۱۴۸۔ ۱۱۷۴۔
[2] دیکھو Zellers Stoics Epicareans and Sceptics صفحہ ۳۹۰۔
ترجمہ انگریزی۔ ہوریس Sat یکم ۵، ۱۰۱۔ ۱۰۳۔

باب ۱۲
معلوم ہے قیصر کے قتل کی تدبیر اُس نے اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے نہ کی تھی ایپی کیوس بھی عملاً ابی قوری تھا مگر اس فلسفے کے پیرووں میں اپنے آپ کو شمار نہ کرتا تھا غالباً اس لیئے کہ اُس کے نظریات سے اُسے اتفاق نہ تھا اور جن نتائج کا وہ عملاً پابند تھا اُن پر وہ کسی دوسرے طریقے سے پہنچا تھا لیکن لوکریشیس کے لیئے اُس کا یہ محبوب فلسفہ ایک صحیفۂ آسمانی تھا جس کی تعریف میں وہ رطب اللسان ہے نہ کہ محض ایک نظریہ جسے تسلیم کر لینا کافی ہے۔ جب وہ احمقانہ توہمات پر لوگوں کو لعنت ملامت کرتا ہے تو اُس کا طنز و تحقیر آمیز لہجہ یسیاہ کا سا معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ بت پرستی پر لعن طعن کرتا ہو یا ایلیا کا سا جس نے بعل دیوتا کے پجاریوں کو جھوٹا قرار دیا۔ لوکریشیس جب انسان کے متمردانہ مقاصد میں غلط مفروضات کے اثر کو بتاتا ہے یا ایسی بیہودہ زندگیوں کا خاکا کھینچتا ہے جو ہوا و ہوس، عیش و عشرت یا بے چینی میں گزری ہوں تو اُس کا طرز ادا اس قدر بلند ہو جاتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسے الہام ہوا ہے اور جن اشعار[1] میں اُس نے ان مضامین عالی کو بیان کیا ہے روما کے ادبیات میں بہترین خیال کیئے جاتے ہیں۔ لیکن اُس کے زبردست اقوال میں کوئی اس قدر قابل لحاظ نہیں ہے اور کسی سے اُس کی قوت تنقید و مشاہدہ اس قدر نہیں ظاہر ہوتی جتنی کہ ان اشعار سے جن میں اُس نے عشق بازی کا تذکرہ[2] کیا ہے۔ اثنائے بحث میں انسان کی تولید کے طبعی اسباب کا تذکرہ آگیا ہے اور اسی کے سلسلے میں اُس نے عشق بازی کا بھی ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے اُس دلوں میں اخلاق خراب ہو رہے تھے۔ اہل روما میں ذکور و اناث کے تعلقات ابتداءً نہایت سادہ تھے۔ مناکحت اولاد کی غرض سے ہوتی تھی اور اس کلیے پر عمل بھی تھا مگر یونانی اثرات کی وجہ سے کچھ تغیر ہو چلا تھا۔ لونڈیوں کی موجودگی کی وجہ سے بھی کچھ خرابیاں پیدا ہونے لگی تھیں مگر اُس کا یہاں ذکر کرنے کا موقع نہیں، خصوصاً اس لیے کہ ہمارے

---

[1] دیکھو بالخصوص پنجم ۱۱۹۴ - ۱۲۱۷ ششم ۳۷۸ - ۴۲۲۔

[2] سوم ۸۳۰ - ۱۰۹۴۔

[3] چوتھی کتاب میں۔

باب ۱

شاعر نے اس طرف توجہ نہیں کی ہے بلکہ عشقبازی کے ایک جدید طریقے کو نشانہ ملامت بنایا ہے جو حال میں رائج ہو رہا تھا جسے مناکحت سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ اسکے منافی تھا۔ اُس زمانے میں جبکہ کلوڈیا اور کٹیلس وغیرہ موجود تھے لوکریشیس کو اس بیہودہ عشقبازی کی مثالیں تلاش کرنے میں بہت کم دقت ہوئی ہوگی اِس مقام پر ہم صرف اُس کے اعتراض کو اختصار کے ساتھ بیان کر دیں گے۔ پہلا اعتراض یہ ہے کہ اس قسم کی عشقبازی میں پھنس جانے سے اعتدال اور وقار کے ساتھ زندگی کا بسر کرنا ناممکن ہو جاتا ہے اور جتنا اس کا خیال زیادہ کیا جائے اتنی ہی اس کی قوت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ انسان اُس کا غلام بن جاتا ہے عاشق توہمات میں پھنس جاتا ہے جو سوائے اُس کے ہر شخص کو بیہودہ معلوم ہوتے ہیں اپنی معشوقہ سے جدا ہونا اُس کے لیئے سوہان روح ہے گو اس معشوقہ کے محاسن صوری زیادہ تر اس کے واہمے نے پیدا کئے ہیں عاشق اپنی معشوقہ کے ہر لغو سے لغو حکم کی تعمیل کرتا ہے اور اپنے جزرس اجداد کے اندوختے کو اس پر لٹا دیتا ہے۔ اپنے فرائض سے وہ بے خبر ہو جاتا ہے اور لوگ اُسے دیوانہ خیال کرنے لگتے ہیں۔ یہی عاشق زار[1] Miser ہے جسے باوجود اپنے انبار کے سکون قلب کبھی حاصل نہیں ہو سکتا جس مسرت کا وہ طالب ہے اس کے لیئے ہزاروں تکلیفوں کے برداشت کرنے کی ضرورت ہے۔ اُسے کبھی چین[2] نہیں آتا اور اسکی حالت بالکل ٹی ٹیوس کی سی ہے جسے گدھ چیرتے رہتے تھے۔ عشق سے اگر مسرت حاصل ہو سکتی ہے تو صرف اُس شخص کو جو اپنے حواس قائم رکھے اور اُسکا غلام نہ بن جائے۔ مرد اپنی زندگی مسرت کے ساتھ ایک سادہ خط و خال کی عورت کے ساتھ گزار سکتا ہے اور ایک ساتھ رہنے سہنے سے محبت پیدا ہو جاتی ہے جیسے کہ پانی کے برابر گرنے سے پتھر گھس جاتا ہے؛

(۱۲۶۴) لوکریشیس کی تعلیم بالمختصر یہی ہے اور اہل روما کے نفع کی غرض سے | لوکریشیس کے خاکے

[1] اس کا مقابلہ کرو لفظ Perire (محبت کرنا) سے کٹیلس ۴۵، ۵ وغیرہ۔

[2] سوم ۹۹۲-۹۹۴۔

اُس نے اپی قورس کے فلسفے کو سمجھایا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حقیقی مسرت باب ۲
اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ سکون قلب حاصل ہو۔ اپنے معاصرین کے حالات زندگی
سے تمثیل کے طریقے پر اُس نے ضرور مدد لی ہوگی مگر وہ مختلف طبیعتوں کے اشخاص
کے صرف نمونے پیش کرتا ہے اور اُن کی ہو بہو تصویر نہیں کھینچتا۔ ان میں سے بعض کے
خصائل عہد انقلاب کے بعض سربرآوردہ اشخاص کے خصائل سے مشابہ ہیں۔ مگر
اس سے زیادہ اُس نے تجاوز نہیں کیا ہے کیونکہ مثل روما کے دوسرے ہجوگویوں
Satirist کے اُس کا رجحان بھی زیادہ جوہر کی طرف ہے اور چونکہ فلسفے کا رنگ
اُس پر غالب تھا اس لیئے مختلف شخصی خصائل کو بعد تجزیہ وہ ملا دیتا ہے تاکہ اس سے
ایک خاص نمونہ پیدا ہو جائے۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُس کے زمانے کے لوگ
شخصیات سے گریز کرتے تھے کیونکہ ابھی اس بارے میں احتیاط کرنے کا وقت نہیں
آیا تھا۔ لوکریشیس کے اکثر اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پرآشوب زمانے کے
تمدنی تغیرات سے وہ پورے طور پر واقف رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ مثلاً تمدن کی
درجہ بدرجہ ترقی اور قانون کے وجود میں آنے کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے وہ
کہتا ہے کہ زبردستی کا خمیازہ ان لوگوں کو بھگتنا پڑتا ہے جو اس سے کام لیتے ہیں[1]
اور یہ کہ غیظ و غضب کے جذبے کے لیئے سب سے بڑا روک خوف ہے۔ مصائب
کی وجہ سے انسان کے حقیقی خصائل ظاہر ہو جاتے ہیں اور دکھاوے کی باتیں سب
جاتی رہتی ہیں۔ اس پر بحث کرتے ہوئے جلاوطنی کا ذکر اس نے تمثیلاً کیا ہے[2] اور چند
معنی خیز جملوں میں دکھا دیا ہے کہ ایک غیر ملک میں جلاوطن شخص کس قدر بے بس ہو جاتا
ہے اور مایوس ہو کر دیوتاؤں سے مدد کا طالب ہوتا ہے۔ ان معرکہ آرائیوں کے
زمانے میں جنگی شان و شوکت سے وہ بےخبر نہ تھا۔ مگر اسکے دردمند دل پر زیادہ اثر ہوتا تھا
لڑائیوں کی خوں ریزی کا اور اُن مصائب اور تکلیفوں کا جو جنگ سے پیدا ہوتی ہیں وہ یہ بھی
خوب سمجھتا تھا کہ فطرت کی زبردست قوتوں کے مقابلے میں انسانی قوت کے یہ پرشوکت مظاہرے

---

[1] پنجم ۱۱۵۲-۱۱۵۵-
[2] سوم ۴۸-۵۴-

باب ۵ محض بے سود ہیں۔ ایک نہایت ہی حقارت آمیز فقرے[1] میں اُس نے ایک بڑے
سپہ سالار کا خاکہ کھینچا ہے جو اپنے لچیوں اور ہاتھیوں کے ساتھ ایک جہاز میں
تھا جو طوفان میں پھنس گیا اور وہ نہایت عاجزی سے رحمت خداوندی کا خواستگار
ہوا اور باوجود اس گریہ وزاری کے بچ نہ سکا۔ لوکریشییس کا لڑائیوں کے ختم ہو جانے
کی خواہش[2] ظاہر کرنا بالکل اُس کے اُصول کے مطابق ہے مگر یہ خواہش صرف اُسکی
ذات تک محدود نہ تھی کیونکہ اُس کے مرنے سے قبل صدہا اشخاص ایسے ہوں گے
جو امن و امان کے قیام کے لیئے دست بدعا تھے مگر ابھی اس کا زمانہ نہیں آیا تھا
کیونکہ کوئی فریق اپنے دعووں سے دست برداری پر آمادہ نہ تھا اور متضاد مقاصد
کی وجہ سے لڑائیوں کا کچھ روز تک جاری رہنا لازمی تھا۔ لوکریشییس نے اکثر شکایت کی ہے
کہ اس پریشانی کے زمانے میں لوگوں کو کائنات کی حقیقت سمجھانا یا کوئی اور کام[3] کرنا
دشوار ہے۔ دولت کی قوت کا اُس نے نہایت حقارت کے ساتھ ذکر[4] کیا ہے گو
یہ ہجو گویوں کا عام طریقہ ہے، مگر اس کی صداقت میں کوئی شک نہیں تھیٹروں کی
پرتکلف اور مسرفانہ آرائشوں، مقرروں کا چلانے سے گلا بیٹھ جانا، شراب خواری
کی جسمانی اور دماغی علامتیں، خواتین کا پُرفریب بناؤ سنگار، ان سب چیزوں کی
اُس نے جیتی جاگتی تصویریں کھینچی ہیں۔ جانوروں کی عادتوں پر بحث کرنے میں
اُس نے خصائل انسانی کا بھی ضمناً ذکر کیا ہے اور بیان کیا[5] ہے کہ تعلیم سے
خصائل مذکور میں بہت کم اصلاح ہو سکتی ہے۔ موروثی خصائل کے افراد میں باقی
رہنے کی روما میں اُسے متعدد مثالیں ملی ہوں گی۔ زن و شوہر کی ناموافقت مزاج
پر بھی اُس نے بحث[6] کی ہے جس کی بنا پر اکثر اوقات روما میں طلاق ہوتی ہوگی

[1] پنجم ۱۲۲۶-۱۲۲۵-
[2] یکم ۲۹-۳۰ مقابلہ کرو پنجم ۹۹۹-۱۰۰۰ دوم ۴۰-۵۳-
[3] یکم ۴۱ مقابلہ کرو ۱۴۲-۱۴۵-چہارم ۹۶۹-۹۷۰-
[4] دوم ۱۱۱۳-۱۱۱۶، ۱۲۷۳-۱۲۷۵-
[5] سوم ۳۰۷-۳۱۵-
[6] چہارم ۱۲۴۸-۵۶-

باب ٦ – شاعری مشکلیں

اور اُسکی عبارت سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے۔

(٥ ١٣٦) ہم نے لوکریشیس کا ذکر ایک معاصر تذکرہ نویس اور روما کے تمدنی حالات کا مشاہدہ اور تنقید کرنے والے کی حیثیت سے کیا ہے مگر طوالت کے خوف سے ہم اُس کے اُن اقوال کا ذکر نہیں کر سکتے جن میں اُس نے مختلف حرفتوں اور پیشوں، اوزار اور ہتھیاروں، سڑکوں کی آمد و رفت اور روزمرہ زندگی کے دوسرے امور کا ذکر کیا ہے کیونکہ اپنی تحریروں میں وہ بطور تمثیل کے ہر چیز سے کام لیتا ہے بحیثیت[1] شاعر وہ اپنا فرض خیال کرتا تھا کہ فلسفے کے خشک مسائل کو جامۂ شعر سے مزین کر کے پیش کرے تاکہ لوگ انھیں شوق سے پڑھیں۔ جن لوگوں کو فلسفے سے مناسبت نہ تھی اُن کے شوق کو بڑھانے اور ان کی بدگمانیوں کو رفع کرنے کے لیئے وہ افسانیات سے بھی کام لیا کرتا تھا۔ اپنے مقصد عالی میں اُسے انہماک تھا اور اس میدان میں شرف اولیت رکھنے کا اُسے فخر تھا مگر ابی قور کے عالی شان انکشافات کو وہ عظمت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔[2] سسرو کے فلسفیانہ مضامین کا سلسلہ جس میں اُس نے فلسفۂ یونان کو لاطینی لباس میں پیش کیا تھا ابھی شائع نہیں ہوا تھا اس لیئے لوکریشیس کو شک[3] تھا کہ مجرد تخیلات لاطینی زبان میں ادا نہیں ہو سکتے۔ لیکن زمانۂ ابتدائی کے یونانی مصنفین امپی ڈوکلیس یا سمی نیدیس اور زینو فانیس کی نظموں کو اس نے اپنا نمونہ قرار دیا۔ اس قسم کی لاطینی نظمیں اِی نیس[4] نے بھی لکھی تھیں اور تناسخ ارواح ایسے مشکل مسائل پر بحث کی تھی۔ لوکریشیس نے اپنا فرض پورے طور سے انجام دیا۔ دقیق یونانی تخیلات کو خالص اور پرزور لاطینی زبان میں پیش کرنا کوئی آسان کام نہ تھا گو اپنے زمانے کے بہترین مصنفین سے اس کی زبان ذرا قدیم ہے۔

سله [1] دیکھو بالخصوص یکم ٩٢١ - ٩٥٠۔

سله [2] سوم ٢٨ - ٣٠ پنجم ٨ میں وہ ابی قور کو دیوتا کہتا ہے۔

سله [3] یکم ١٣٦ - ١٣٥ سوم ٢٦٠۔

سله [4] یکم ١١٧ - ١٢٦ - جدید طبقے کے شاعر اِی نیس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

باب ۶

ان دقیق مضامین کے ادا کرنے میں اُسے غیر معمولی کامیابی ہوئی ہے اور اس کامیابی کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی دُھن کا پکا تھا اور مناظر فطرت سے اُسے عشق تھا اور مناظر مذکور کا جن کا اُس نے مشاہدہ کیا تھا جب وہ ذکر کرتا ہے تو اُس کی قادر الکلامی کا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ اُس کا کتابی علم بھی کم نہ تھا اور وہ اوروں کی طرح وہ بھی ممالک غیر کے نباتات اور جانوروں کا ذکر کرتا ہے اور عجیب الخلقت چیزوں کا مثلاً عجیب وغریب چشمے اور بدبودار غار یا مشرقی بحیرۂ روم کی موسمی ہوائیں یا دریائے نیل کا گھٹنا بڑھنا وغیرہ۔ مگر اُس کے مشاہدات اور معلومات کا بخوبی اندازہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ ایسی مختلف چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔ مثلاً قوت باصرہ کے مغالطے، مناظر کی آئینوں میں انعکاس، آواز بازگشت، سمندر کے پانی کا ریت میں سے گزرنے سے کھارا ہو جانا، کپڑوں کا سمندر کی ہوا کی نمی سے بھیگ جانا، آندھیاں، بادل، قوس قزح، بجلی کی کڑک اور گرجنا، سردی اور گرمی، برف اور پالا، رقیق اور لطیف اشیا، دھواں، چنگاریاں، شیرینی اور تلخی یا ہلکے اور بھاری ہونے کے اسباب وغیرہ۔ مناظر مذکور کے اسباب وہ صحت کے ساتھ بیان نہیں کرتا مگر ان سے بخوبی واقف ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد مضامین ہیں اور اس کی تعلیم یہ ہے کہ انسان کو ہر وقت اپنی آنکھیں کھلی رکھنی چاہئیں اور مناظر پر نظر غائر رکھنی چاہیئے۔ مختلف قسم کے تجربوں کا اُس کی نظموں میں اکثر ذکر ہے۔ مثلاً اُس نے مشاہدہ کیا ہے کہ نابینا شخص قوت لامسہ سے بہت سی باتیں معلوم کرتا ہے، زبردست جذبوں کا اثر حالت خواب میں بھی زائل نہیں ہوتا۔ غذاؤں کی غذائیت اور اُن کا ہضم کرنا وغیرہ اور ایک غذا کا ایک شخص کے لیئے مفید اور دوسرے کے لیئے مضر ہونا۔ امور مذکور کا علم اُس نے کتابوں سے نہیں حاصل کیا تھا بلکہ اپنے ذاتی مشاہدے سے گو اُس کی توضیحیں اکثر غلط ہیں۔ اُس زمانے کی معلومات کے لحاظ سے اُس پر گرفت نہ کرنی چاہیئے اگر وہ کبھی کبھی سادہ لوحی سے کوئی لغو قصہ[1] بھی بیان کر دیتا ہے۔ افسوس ہے کہ اُس کی تعلیم کا اُس کے ہمعصروں پر کوئی اثر

---

[1] چہارم ۱۰، ۷۱ - ۷۲۱ -

بائبل

نہیں ہوا اگر اس قسم کے افسوسناک امور جمہوریہ کے آخری زمانے کی تاریخ میں بہت ملیں گے۔ مثلاً دیوتاؤں کے وجود کو اُس نے غلط ثابت کیا مگر چند ہی سال کے بعد قیصر دیوتا قرار دیا گیا اور آگسٹس نے نئے مندر بنا کر بت پرستی کو شان و شوکت کے ساتھ از سرِ نو زندہ کیا اور نئے دور کے شاعر جن میں سے بعض حد درجہ ذہین تھے بت پرستی کے احیا کی تعریف میں رطب اللسان تھے مگر زمانۂ حال میں چونکہ وہ مخالف اثرات باقی نہیں رہے ہیں اس لئے لوکریشیس کے محاسن کی اب داد ملنے لگی ہے۔ جمہوریہ روما کی تاریخ میں بعض المناک عناصر ہیں جنھیں ان لوگوں کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے جو دل درد مند رکھتے ہیں۔ لوکریشیس کو اپنے محبوب وطن کی نکبت و بربادی سے سخت روحانی تکلیف تھی مگر مناظر فطرت مثلاً پھولوں کا شگفتہ ہونا، طیور کے نغمے، سمندر اور ستاروں کی عظمت، رات کی خموشی اور صبح کی فرحت سے اُس کے جذبات پر خاص اثر ہوتا تھا۔

کٹیلس

(۱۳۶۶) خوش قسمتی سے سی ویلیریس کٹیلس کی ۱۱۶ نظموں کا مجموعہ جو "اُنکی وہ کتاب"[۱۵] کے نام سے مشہور ہے اب تک موجود ہے ورنہ اگر یہ مجموعہ ضائع ہو گیا ہوتا تو دورِ زیر تذکرہ میں روما کے اعلیٰ طبقے کے طرزِ معاشرت کے معاصروں کے لکھے ہوئے حالات کے لئے ہمارا دارومدار صرف سسرو، لوکریشیس اور وارو پر ہوتا جنمیں سے ایک بھی اس بارے میں زیادہ قابلِ وثوق نہیں۔ سسرو نے ایک تقریر ایم کالی کیلیس کی حمایت میں کی تھی۔ اس میں اس نے اپنی نوجوانی کی آوارگی کے لئے معافی چاہی ہے۔ اس تقریر سے اُس عہد کے عیش پسند نوجوانوں کے اخلاقی حالات کچھ معلوم ہوتے ہیں لیکن کٹیلس خود ایک رنگیلا نوجوان تھا اور وہ اپنے طبقے کے لوگوں کی آوارگی اور اوباشی کا حال خوب لکھتا ہے۔ کٹیلس روما کے ایک مرفہ الحال خاندان میں پیدا ہوا تھا جو ویرونا میں آباد تھا اور اُس کا باپ قیصر کے دوستوں میں تھا۔ گال این [illegible] کا جو حصہ کوہ آلپ کے دامن میں تھا اُس کا شمار اب اطالیہ کے نہایت زرخیز اضلاع میں

[۱۵] غالباً اس کے علاوہ اُس کی اور نظمیں بہت کم ہیں۔ پلینی (تاریخ ۲۸، ۱۹) اس کی ایک عاشقانہ نظم کا ذکر کرتا ہے۔

بابنبہ ہوتا تھا اور باشندوں میں روما کا تمدن[1] پورے طور پر رائج ہو گیا تھا گو اُنھیں حقوق شہریت ابھی نہیں ملے تھے۔ ورجل جو سنہ ۷۰ ق م میں پیدا ہوا اسی ضلع کا باشندہ تھا جسمیں متعدد اہل کمال پیدا ہوئے۔ اہل علم میں کارنی لیئس نی پوس تھا جو کیٹلس کا دوست اور معاصر تھا۔ کیٹلس کا زمانہ قریب قریب ۸۷-۵۴ ق م تھا۔ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک خوشرو نوجوان تھا اور خوشحال بھی تھا۔ اسی وجہ سے اعلیٰ طبقات میں اسکی بہت جلد رسائی ہو گئی اور چونکہ عشقبازی کا عام چرچا تھا اس لیئے وہ بھی عشق کے پھندے میں پھنس گیا۔ اس کی معشوقہ "لیسبیا" بلاشک وشبہہ سسرو کے دشمن پی۔ کلوڈیس کی بدنام اور حسین بہن کلوڈیا تھی۔ عمر میں وہ کیٹلس سے بڑی تھی مگر اس کا ستارۂ حسن اس وقت نصف النہار پر تھا۔ زمانۂ مذکور کی آزادی پسند عورتوں میں وہ انتہائی آزادی کو پسند کرنے کی وجہ سے ممتاز تھی اور اپنے مردہ دل شوہر (دیکھو۔ کائی کی لیئس میٹی لس کیلر کانسل سنہ ۶۰ء) کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ اسی لیئے بہت سے نوجوان پروانہ وار اُس کے ساتھ رہتے جن میں ایک قابل مگر بے اصول شخص ایم کائی لیئس روفس بھی تھا جس کا ذکر آچکا ہے سنہ ۵۹ء میں میٹی لس مر گیا اور یہ افواہ مشہور ہوئی کہ کلوڈیا نے اُسے زہر دے دیا ہے۔ بیوہ ہونے کے بعد کلوڈیا نے جو نکتہ سنج اور دولتمند ہونے کے علاوہ اُس زمانے کے فنون خصوصاً رقص میں کمال رکھتی تھی، شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر آوارگی کی زندگی بسر کرنے لگی۔ اسی عورت کا بندۂ بے دام ہو کر کیٹلس نے اپنے آپ کو تباہ کرلیا۔ کلوڈیا کی نگاہ میں وہ ایک حسین نوجوان تھا جس کی لیاقت کی وہ داد دیتی تھی اور جسے اُس نے اپنے عاشقوں کے زمرے میں شریک کرلیا تھا۔ مگر کیٹلس دل وجان سے اس پر فدا تھا اور اس کے لیئے معشوقہ کی صرف نظر عنایت

---

[1] اس ضلع میں لاطینی بولی جاتی تھی مگر اہل روما اُسے فصیح خیال نہیں کرتے تھے۔ دیکھو سسرو بروٹس ۱۷۱-۲-۱۷۱۔ کیٹلس لفظ "بے سیا" (بوسہ) اکثر استعمال کرتا ہے جو گالی زبان کا خیال کیا جاتا ہے۔

[2] دیکھو ٹائریل اور پیرسر جلد سوم دیباچہ۔

باب ۶

کافی تھی۔ برسوں تک وہ اُس کے پھندے میں پھنسا رہا اور عشق کی سب منزلیں طے کیں، کبھی ذراسی عنایت سے اُس کا دل باغ باغ ہو جاتا، کبھی آتش حسد اُسے جلا دیتی اور کبھی معشوقہ کی بے اعتنائی سے اُسے مایوسی ہوتی۔ غرض اُس کی تمام عمر اسی جلاپے میں کٹی اور موت سے کچھ ہی قبل اُسے دام محبت سے گلوخلاصی حاصل ہوئی۔ لیکن گو اس بے وفا عورت کی محبت نے اُس کی زندگی کو تلخ کر دیا تھا مگر دوسرے جذبات انسانی کی اُس کے دل میں گنجائش باقی تھی مثلاً اپنے ایک عزیز بھائی کی موت سے جس نے دور دراز ٹروڈ[1] میں انتقال کیا تھا اُسے سخت رنج ہوا تھا۔ چند سالوں کے بعد ۵۷ء میں میمیس بتھی نیا کا صوبہ دار مقرر ہوا اور کٹیلس اس کے اسٹاف میں شریک ہو کر اُس کے ساتھ چلا گیا۔ روما کے اعلیٰ خاندانوں کے Cohars نوجوان اس قسم کے تقررات کو جن کے فرائض معین نہ تھے اکثر منظور کر لیتے تھے کیونکہ اس طور پر انھیں صوبوں کی سیر کرنے کا موقع ملتا اور کچھ آمدنی بھی ہو جاتی۔ کٹیلس کو بھی اسی آخری وجہ سے اس خدمت کو قبول کرنے کی تحریص ہوئی ہو گی کیونکہ دوسرے نوجوانوں کی طرح وہ بھی مسرف تھا اور اس کے علاوہ غالباً بیکاری اور عیاشی کی زندگی سے وہ بیزار ہو گیا تھا لیکن اپنے بھائی کو وہ نہ بھولا اور اُس کی قبر پر گیا۔ مگر میمیس نے اُسے مایوس کیا اور بتھی نیا میں روپیہ جمع کرنے کا موقع نہ دیا۔ یہ صوبہ کبھی زرخیز نہ تھا اور مسلسل لڑائیوں اور صوبہ داروں کی سخت گیریوں سے یہاں کے لوگ مفلس ہو گئے تھے، اس لئے جو کچھ آمدنی ہوتی اُسے صوبہ دار اپنے تصرف میں لاتا اور اپنے اسٹاف کے لوگوں کا مطلق خیال نہ کرتا۔ کٹیلس کو یہ بہت شاق[2] گزرا اور اس الزام کی خواہ کچھ ہی اصلیت ہو وہ میمیس سے لڑ بیٹھا اور اپنی ناراضگی کو اس نے حد درجہ فحش اشعار میں ظاہر کیا ہے۔ ۵۶ء میں اُس نے میمیس سے قطع تعلق کر لیا مگر روما کو راست واپس آیا بلکہ بحیرۂ ایجین کے جزائر اور شہروں کی سیر[3] کیلئے

---

[1] ۶۵، ۶۸ (۱۹-۲۶) ۱۰۱۔

[2] ۱۰، ۲۸۔

[3] ۴۶، ۴۔

باب ۱۶

چلا گیا۔ وہاں سے وہ اپنے وطن ویرونا کو واپس آیا اور اپنے دیہاتی مکان میں مقیم ہوا جو سرمیو کے جزیرہ نما پر تھا جو بیناکس کی جھیل میں واقع تھا۔ اس فضا مقام کا وہ بہت شائق تھا۔ لیکن وہاں سے وہ بہت جلد روما میں اپنے دوستوں کے پاس چلا گیا۔ روما کا رنگ ہی اب کچھ اور تھا۔ اُس کی معشوقہ لیسبیا (کلوڈیا) کی بے شرمی اور بے حیائی حد سے تجاوز کر گئی تھی اور اب کوئی امید باقی نہ تھی کہ اُس کی محبت کا وہ کوئی صلہ دیگی۔ کیٹیلس نے نہایت فحش اشعار میں اپنی بے پروائی اور بے اعتنائی ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے مگر ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے دل پر ایک چوٹ تھی۔ سیاسی معاملات کی رفتار بھی کیٹیلس کے حسب مرضی نہ تھی کیونکہ اُس کا تعلق بااثر حلقوں سے تھا اور اعلےٰ طبقے کے افراد حکومت ثلاثہ کے غصب حکومت سے ناراض تھے قیصر کی شاطرانہ چالوں سے اتحاد ثلاثہ پھر زندہ ہو رہا تھا اور لوکا کی مجلس شوریٰ کے نتائج سے وہ لوگ پریشان تھے جن کے ذاتی مفاد کے لیئے جمہوریہ کا بقا ضروری تھا۔ کیٹیلس نے غالبًا محسوس کر لیا تھا کہ اگر دستور قدیم کو کوئی خطرہ ہے تو قیصر کی ذات سے خصوصًا اس لیئے کہ پامپی پر اُس کا اثر قائم ہو گیا تھا اس لیئے کیٹیلس کو بھی خانگی زندگی کے عشقیہ اور ہجویہ مضامین کو چھوڑ کر سیاسیات کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اُس کی زندگی کے آخری سال کی ہجویہ نظموں میں اہم ترین ایک نظم ہے جس میں اُس نے قیصر اور پامپی پر حملہ کیا ہے۔ اس نظم کا لہجہ نہایت تند ہے اور فحش بھی ہے اس لیئے اُسے بہت شہرت ہوئی۔ شاعر نے بظاہر قیصر کے ملازم مامورا کی دولت جمع کرنے پر اپنی ناراضی ظاہر کی ہے اور سوال کیا ہے کہ کیا ایسی بد شعار اور مسرف شخص کے لیئے قیصر اور پامپی نے حکومت کو غصب کر لیا ہے اور کیا گال اور برطانیہ کا سیم وزر اسی کے مصرف میں آئیگا؟ مگر دراصل اُس نے قیصر کی ذات پر حملہ کیا تھا۔ لیکن دونوں میں کسی صورت سے مصالحت ہو گئی کیونکہ اول تو قیصر کسی سے لڑائی مول لینا پسند نہ کرتا تھا اور شاعر کی بڑکی اُسے زیادہ پروا بھی نہ تھی۔

سلہ ۱۹۔ مقابلہ کرو ۵۲، ۵۴، ۹۳، ۱۱۴، ۱۱۵۔

باب ۱۲

کٹیلس نے بھی تلافی مافات کے لیئے ایک نفیس قطعہ[1] لکھا جس میں اُس نے گال میں قیصر کی فتوحات کی بہت تعریف کی ہے؛

کٹیلس اور روما کا تمدن

(۱۳۶۷) زمانۂ مذکور کے سیاسی مناقشوں میں شاعر کو ہمدردی جمہوریت پسندوں کے ساتھ تھی۔ لیکن اُس کے اشعار سے زیادہ تر روشنی روما کے اعلیٰ طبقات کی خانگی زندگی پر پڑتی ہے۔ اُس کے اشعار کے فحش ہونے سے یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اُس زمانے کے سب لوگ آوارہ مزاج اور پرمعاصی تھے لیکن بلاشک و شبہہ عہد مذکور میں اخلاقی حالت بہت خراب تھی اور اُس کے کلام میں سب و شتم اور بیہودہ اتہامات کی کثرت سے ہمارے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔ کٹیلس خود ایک ذہین اور زیرک آدمی تھا اور اگر جن بداعمالیوں کا اُس نے ذکر کیا ہے شاذ و نادر ہوتیں تو وہ اُن کا ذکر تک نہ کرتا کیونکہ فضول یا وہ گوئی سے وہ بالطبع متنفر معلوم ہوتا ہے۔ البتہ اسکے الفاظ کو ہر موقع پر لفظی معنوں میں نہ لینا چاہیئے سِسرو اور اُس کے معاصرین کی تقریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ عام تقریروں میں مقرر بھی صاف گوئی سے کام لیتے تھے اور شاعر ان سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔ مثال کے طور پر ہم سی۔ لکی نیس کالوس[2] کو پیش کرتے ہیں جو کٹیلس کا بڑا دوست تھا۔ اُس کی تصنیفوں کے باقی ماندہ اجزا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا طرز تحریر بھی وہی تھا۔ یہ شخص مقرر بھی تھا اور واٹی نیس کے خلاف میں اُس نے جو تقریر کی ہے اُس سے معلوم[3] ہوتا ہے کہ روما کی عدالتوں میں کس قدر صاف گوئی سے کام لیا جاتا تھا۔ روما کے شہریوں کا ایک نہایت ہی عزیز حق یہ تھا کہ بلالحاظ واقعات جس شخص کے متعلق جو چاہیں کہیں عہد انقلاب میں یہ رجحان بہت بڑھ گیا تھا اور عہد شہنشاہی کے مصنف اور مقرر جو قانون کے جکڑبند میں آ گئے تھے عہد جمہوری کے مقرروں کی بدلگامی کو حسرت[4] کے ساتھ یاد کرتے تھے؛

---

[1] ۱۱-

[2] دیکھو گوین ٹی لیین کی فہرست اور ہوریس Sat یکم ۱۰، ۱۹ کی شرحیں۔

[3] صفحات ۳۲-۲۲ Baelnreus fragmenta poetarum Latinorum

[4] ۱۴، ۵۳ - کالوس کی تقریروں کیلیئے دیکھو سینڈس کا دیباچہ سسرو Orator صفحات ۴۶-۴۷

[5] دیکھو جودی نل (۱) پر میئر کا حاشیہ خصوصاً ۱۵۱-۱۵۴-

ابتلے تمدنی جرائم

(۱۳۶۸) کٹیلس نے روما کے تمدن کا جو خاکا کھینچا ہے وہ صرف عیاشی اور زنا کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ اُس نے اکثر اوقات حد درجے کے طنز کیساتھ خفیف بد اعمالیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ مثلاً وہ ذکر کرتا ہے کہ دعوتوں میں مہمان کھانے کی میز پر سے ہاتھ پوچھنے کے رومال[1] اُٹھا لیا کرتے یا بعض لوگ حماموں کے پاس منڈلاتے رہتے اور غسل کرنے والوں کے کپڑے چرا لیتے۔ بعض لوگ اپنے دانتوں کی صفائی[2] دکھانے کے لیئے ہر وقت منہ کھولے رہتے، انھیں وہ متنبہ کرتا ہے کہ ان گندی ترکیبوں کو ظاہر نہ کریں جن سے دانتوں کو صاف کرتے ہیں۔ کبھی وہ اُن لوگوں پر تمسخر کرتا ہے جو حلقی مخارج نہیں نکال سکتے اور بجائے Commoda[3] (تنخواہ، انعام) کے Chommoda لیتے ہیں، لیکن سب سے زیادہ بغض اسے نااہل مصنفوں[4] سے ہے اور خصوصاً ان مصنفوں سے جو لوگوں کو دعوت دے کر اپنے گھر بلاتے ہیں اور اپنی لغو تصنیفوں کو سنا کر سمع خراشی[5] کرتے ہیں۔ لیکن گو وہ ان بدنام کنندۂ نکوناموں چند مصنفوں کی خوب خبر لیتا ہے مگر اپنے دوستوں کی تصنیفوں کی پرجوش[6] تعریف کرتا ہے، گو ان تصنیفوں کے ضائع ہو جانیکی وجہ سے ہم اُس کی رائے صائب ہونے کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے البتہ صرف ایک مصنف کے متعلق اُسکی مخالف رائے کی سسرو نے بھی تائید[7] کی ہے۔ جن مصنفوں کو اُس نے اپنی نظموں[8] میں مخاطب کیا ہے اُن میں ہارٹین سیس اور

[1] ۱۲، ۲۵، ۳۳،
[2] ۳۹، ۳۷ (۲۰)۔
[3] ۸۴ کونٹی لین یکم ۵، ۲۰۔
[4] ۲۲، ۳۶، ۹۵، ۱۰۵۔
[5] ۲۲۔ ۴۴۔
[6] ۱، ۳۵، ۵۰، ۹۵۔
[7] سسرو ایڈ اٹیکم ۲، ۱، ۷، پر ٹائریل اور پرسر کا حاشیہ دیکھو۔
[8] ۶۵، ۴۹۔

اور بہت سے دوست بھی ہیں مگر اس کے دوستوں میں زیادہ تر نوجوان اور غیر مشہور لوگ تھے باب ۶
جن میں سے اکثر اُس کے ہم وطن یعنی گال این روئے آلپ کے باشندے
تھے۔ اپنے وطن سے اُسے خاص محبت تھی، اس کا اظہار اُس کی اکثر نظموں سے
ہوتا ہے خصوصاً اُن مشہور اشعار سے جن میں اُس نے مشرق سے واپس آنے
کے بعد اپنے وطن کی سرمیونڈی کو مخاطب کیا ہے۔ صوبجات[۱] کے تمدن اور
وہاں کے شرمناک واقعات اور افواہوں کا بھی وہ اکثر ذکر کرتا ہے مثلاً اُسکی بہترین نظموں میں
ایک نظم ہے جس میں اُس نے ویرونا کے ایک شہری کا مذاق اُڑایا ہے جو اپنی
نوجوان اور منچلی بیوی کی آوارگی سے بے خبر تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
گال این روئے آلپ کے شہروں کے خوش باش لوگ عیاشی میں اہل روما
کے قدم بہ قدم چلتے تھے۔ لیکن ویرونا میں کٹیلس کا دل نہ لگا کیونکہ یہاں
علم و ادب کا چرچا نہ تھا، برخلاف اس کے روما میں خود اس کی کتابیں تھیں[۲]
اور دوسرے کتب خانوں سے بھی اُسے کتابیں مل جاتی تھیں کٹیلس کو کتب بینی
کا شوق تھا اور یونان کے شاعروں کا اُس پر بہت اثر تھا۔ یونانی سے اُس نے
جو ترجمے[۳] کئے ہیں اُن کے ایک دو نمونے باقی ہیں اور اُس کی بعض نظموں میں یونانی
شاعروں کے کلام کی جھلک[۴] ہے لیکن اس پر نقل کرنے کا الزام نہیں آ سکتا۔ اپنے اکثر
معاصرین کی طرح ابتداءً وہ بھی اسکندریہ کے شاعروں کی عالمانہ شاعری[۵] کا مداح تھا

---

[۱] ۳۱۔
[۲] ۱۰۰-۱۷۔
[۳] ۶۸، ۳۳، ۴۰۔
[۴] ۵۱، ۶۶۔
[۵] مثلاً ۳۴ (ڈائنا) کا بھجن ۶۳ altis
[۶] اسکندریہ کے شعرا کیلی ماکس اور یوفوریون وغیرہ کی متابعت کرنیوالوں کے لئے
دیکھو سسرو Tuse سوم ۴۵ جہاں وہ انہیں Cantore's Euphorionis (یوفوریون
کے مداح) کہتا ہے۔ بیہرن Fragim صفحات ۳۱۷-۳۲۰۔

ایپلے

اور انھیں کی شاعری سے متاثر ہوکر اپنی طویل ترین نظم پے لیئس اور تھیے ٹِس لکھی[1] ہے جس میں چار سو چھ میٹری مصرعے ہیں۔ اس نظم میں کہیں کہیں ہومر کا رنگ نظر آتا ہے مگر در اصل یہ ایک چھوٹی سی رزمیہ نظم ہے جو شعرائے اسکندریہ کے نمونے پر لکھی گئی تھی۔ لیکن کیٹیلس بالطبع نہایت ذہین تھا اس لیے محض نقالی پر قانع نہ رہ سکتا تھا۔ اُسے یونان کے قدیم غزل گو شاعروں سے زیادہ مناسبت تھی جو اپنے دلی جذبات کو حوالۂ قلم کرتے اور جن کی عاشقانہ نظمیں اُس کے مرغوب طبع تھیں۔ شعرائے مذکور کی نظموں نے اُس کے جذبۂ شاعری کو برانگیختہ کیا اور جس صنف شاعری میں وہ کمال حاصل کرنے کو تھا اُس کی راہ دکھائی۔ اُس کا کمال زیادہ تر چھوٹی چھوٹی نظموں میں ظاہر ہوتا ہے جن میں وقتی جذبات کا پُر اثر طریقے اور جوش کے ساتھ اظہار کیا گیا ہو۔ جمہوریہ کے آخری دور کے شاعر اس زمانے کے رنگیلے لوگوں کے حظ طبع کے لیئے چھوٹی چھوٹی نظمیں لکھتے تھے جو نکتہ سنج تھے مگر طویل نظموں سے گھبرا اُٹھتے تھے۔ کیٹیلس شاعروں کے اس جدید طبقے کا رکن رکین تھا۔ اُس کی جدت پسندی کا ثبوت یہ ہے کہ اُس نے مختلف یونانی بحروں کو بھدّی لاطینی زبان میں کھپا دیا جن میں بعض نہایت سنگلاخ تھیں اور اس کوشش میں اُس کی کامیابی روما کے ادبیات کی تاریخ میں ایک قابل یادگار واقعہ ہے۔ ہوریس، اسٹاٹیس، ٹیرنٹیس اور مارشل نے ان بحروں کو کچھ اور جلا دیدی مگر اُن کی نظموں میں نہ تو کیٹیلس کی تازگی تھی نہ اُس کا زور۔ چھ میٹری نظموں میں کیٹیلس کو زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس بحر کو ای ینیس نے یونانی سے لیا تھا، لوکریشیس نے بھی اُس میں اپنا کمال دکھایا مگر اُس کو سریلا در اصل ورجل کی نغمہ سنجی نے بنایا۔ لیکن ورجل کے کلام میں بھی کہیں کہیں پے لیس اور تھیٹس کی جھلک نظر آتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی اس نظم کا مداح تھا۔

کیٹیلس کی شاعری

(۱۴۳ ۲۶۹) کیٹیلس اپنے ناظرین کو گرویدہ اس لیئے کر لیتا ہے کہ وہ محبت

---

[1] دیکھو سسرو Ad Att. ۱-۱-۲/۷ اور سسرو Orator ۱۶۱ پر سینڈلیس کا حاشیہ۔

باب ۶

اور نفرت، دوستی اور توہمات سے آزاد ہونے[۵۱]، خوشی اور رنج کا ترجمان ہے۔ عہد زیر تذکرہ میں لوگوں کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا اس لیئے وہ ہر چیز کو زبان پر لاتا ہے اُس کا طرز تحریر پر زور اور با محاورہ ہے لیکن صرف ونحو کے قواعد کی پروا نہیں کرتا اور واقعہ یہ ہے کہ روزمرہ[۵۲] کی لاطینی کے وقتاً فوقتاً استعمال سے اُس کے کلام میں ایک خاص قسم کی شوخی اور شگفتگی ہے۔ اُس کی زبان اس ثقہ علمی زبان سے مختلف ہے جسے سسرو اور قیصر نے ترقی پر پہنچایا تھا۔ لیکن روزمرہ کے استعمال سے لطافت کلام میں فرق نہیں آتا۔ چھوٹی چھوٹی نظمیں[۵۳] وہ خوب لکھتا تھا مثلاً اپنی معشوقہ کی پالو چڑیا اور اُس کی موت وغیرہ پر اُس نے نظمیں لکھی ہیں۔ مگر اُس کا اصل موضوع عشق بوسہ بازی[۵۴] وغیرہ ہے۔ اُس کی مختصر ظرافت آمیز نظمیں Epigrams باوجودیکہ اُن میں رنگ و روغن زیادہ نہیں ہے مگر با موقع اور پر زور ہیں۔ ان میں سے بعض نظمیں حد درجہ فحش ہیں مگر اس کے انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے فحش صرف اس وجہ سے لکھا ہے کہ اُس کا مضمون سوئے اتفاق سے گندہ ہے فحش کلامی سے نہ تو اُسے شوق تھا نہ اُسے جودت طبع کا جزو خیال کرتا تھا۔ اُس نے خود اپنی کمزوریوں کا اظہار کیا ہے اس لیئے اُس سے کسی کو گلہ نہیں۔ علاوہ ازیں جن لوگوں میں وہ رہتا سہتا تھا وہ اُس سے بھی بدتر تھے۔ بالمختصر وہ انسان تھا گو بہت اچھا انسان نہ تھا اور جمہوریہ کے آخری زمانے میں روما کی اخلاقی حالت زمانۂ مابعد سے بہتر تھی۔

کارنی لیس نے پوس

(۷۰–۱۳) **کارنی لیس نے پوس کا جو کیٹیلس کا ہم وطن اور اُسکا اور سسرو کا دوست تھا** یہاں زیادہ تفصیل سے تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ شخص کثیر التصانیف تھا اور سوانح نویسی کا اُسے زیادہ شوق تھا۔ روما کے ادبیات کی ایک موقر شاخ (تاریخ و سوانح نویسی) سے اُسے تعلق تھا مگر فرصت کے اوقات میں عشقیہ نظمیں بھی

---

۵۱ ۵۸۔

۵۲ ۱۰، ۱۲، ۱۷ سے اس کا ثبوت ہوگا۔

۵۳ ۲، ۳، ۴، ۱۲۔

۵۴ ۵، ۷، ۱۶، ۳۲، ۵، ۱۶۔

بانب

اکثر لکھا کرتا تھا۔ علم اخلاق کی حیثیت سے اہل روما کی طرح وہ بھی جوہر کو عرض پر ترجیح دیتا تھا۔ اس کی تاریخوں میں سوانح نویسی کا رنگ غالب ہے اور اخلاق میں بجائے نصائح کے امثلہ سے زیادہ کام لیتا ہے۔ روما کی تاریخ کے علاوہ یونانی روایت اور ممالک غیر کے مشاہیر کے حالات سے بھی وہ مدد لیا کرتا تھا اور مشاہیر روما سے اُن کا مقابلہ کرتا۔ ماخذ سے کام لینے میں وہ غلطیاں کرتا تھا اور طرز تحریر اور طرز بیان بھی پسندیدہ نہ تھے بحیثیت مجموعی وہ ایک معمولی آدمی تھا اور اُس کی تصانیف بھی معمولی درجے کی تھیں اس پر وارو کا بہت اثر پڑا ہے مگر وارو کا اُسے ہم پلہ کسی صورت سے نہیں کہہ سکتے۔ نے پوس کی باقی ماندہ تصانیف میں سے اہم ترین[1] ایٹی کس کی سوانح عمری ہے جو اُس نے اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر لکھی تھی۔ ایٹی کس (پیدائش سنہ ۱۰۹ موت سنہ ۳۲ ق م) نے پوس سے دس سال بڑا تھا جو اُس کے مرنے کے بعد بھی زندہ رہا۔ اس سوانح عمری میں عیب یہ ہے کہ مصنف نے اُسے از سرتا پا مدح سرائی کا پل باندھ دیا ہے اور تنقید کرنے کی مطلق کوشش نہیں کی ہے۔ اس عہد کے شدید سیاسی مناقشات میں ایٹی کس کا طرز عمل یہ تھا کہ غیر جانبدار رہکر اپنی ذاتی عافیت میں کوشاں رہے۔ نے پوس اُس کے اس طرز عمل کو نہ صرف انتہائی دور اندیشی بلکہ انتہائی نیکی پر محمول کرتا ہے۔ اس خاکے کو ہم صحیح تصور نہیں کر سکتے تاہم کتاب میں بہت سے دلچسپ تفصیلی حالات ہیں جن سے اُس عہد کی اندرونی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے۔ نے پوس کو ایٹی کس کی دوستی کا حد درجہ فخر تھا۔ اُس کے سیاسی رجحان کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ جمہوریت کو پسند کرتا تھا مگر اس کے لیے اپنی جان جوکھم میں ڈالنا نہ چاہتا تھا۔ روما کے مصنفین کی جو فہرست گون ٹی لین نے دی ہے اس میں نے پوس کا نام شریک نہیں ہے[2]۔

۱۰۷ - ۱۱۳ سی - آسی نیئس پولیبو[3] (سنہ ۲۰۶ ق م تا سنہ ۱۲۵) کی تصانیف پولیبو

[1] اولاً ایٹی کس کی زندگی میں شائع ہوئی اور باب ۱۹ - ۲۲ بعد میں لکھے گئے۔

[2] اسکا یہاں ذکر اسلیے کیا گیا ہے کہ گو اُسکی تصنیفیں ضائع ہو گئی ہیں مگر اُسکی اہمیت خاص ہے۔

باب ۶

زیادہ تر جمہوریہ کے زوال کے بعد کی ہیں۔ خانہ جنگی کی اُس نے جو تاریخ لکھی تھی وہ
اس لیئے اہم خیال کی جاتی ہے کہ اپنی جوانی کے زمانے میں وہ جنگ ہائے مذکور میں
شریک تھا اس کا خاندان آسی نی ماروکونی کے ضلع کا تھا اور خاصی شہرت رکھتا
تھا۔ پولیو کی سیاسی زندگی کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور عہد درمیانی کے مشاہیر میں اُسکا
شمار ہوتا ہے۔ عنفوان شباب میں کیٹیلس کو بھی اُس نے دیکھا تھا جو اُسکی لیاقت
کو تاڑ گیا تھا۔ پختگی کی عمر کو پہنچ کر سسرو سے وہ مراسلت کرتا تھا اور زمانۂ مابعد میں
ورجل اور ہوریس کا وہ مربی ہوا۔ عہد شہنشاہی کی ادبی روایات پر اسکا بہت کچھ
اثر تھا۔ اس کی نظمیں ضائع ہو گئی ہیں۔ فن تقریر میں بھی وہ کمال رکھتا تھا لیکن جمہوریہ
کے زوال کے بعد مقرروں کو اپنے ہنر دکھانے کا موقع باقی نہ رہا اسلیئے زمانۂ مابعد
میں اُسے ادبی تنقید، تاریخ نویسی اور علوم و فنون لطیفہ کی ترقی کا زیادہ شوق تھا۔
قیصر کو کتب خانوں کے قیام کا خیال ہوا تھا، آکٹے وین کو جب اس طرف توجہ
ہوئی تو پولیو[۱] ہی کی نگرانی میں پہلا کتب خانہ قائم ہوا۔ اُسی نے سب سے پہلے دوستوں
کو بلا کر اُنھیں اپنی تصنیفات[۲] سنانے کی رسم کو رواج دیا۔ رفتہ رفتہ ہر قسم کے لوگ
ان مجلسوں[۳] میں شریک ہونے لگے جس سے لوگوں کا ناک میں دم آگیا مگر سیاسی مشاغل
کے نہ ہونے کے سبب سے بیکار لوگوں کو اس میں بھی لطف آتا تھا ادبی تنقید میں
وہ سختی کرتا تھا اور اکثر انصاف کا خون کر دیتا تھا[۴] سیلسٹ کو اس نے متروک الفاظ
اور غیر مانوس تشبیہوں کے استعمال کرنے پر مطعون کیا ہے حالانکہ وہ خود پرانے
الفاظ استعمال کرتا تھا۔ سسرو کے طرز تحریر کے مخالفین[۵] کا وہ سرغنہ تھا حالانکہ خود
اُس کا طرز تحریر نہایت خشک اور ناپسندیدہ تھا۔ سسرو پر اُس نے یہ اتہام لگایا ہے

[۱] پلینی تاریخ ۷۷، ۱۱۵-۳۵، ۱۰-
[۲] سی نیکا Praef ۴ Coutrou ۲-
[۳] دیکھو جووینل مرتبہ میئر فہرست لفظ Recitations -
[۴] سوئی ٹونیس De grammaticis ۱۰-
[۵] دیکھو ایچ پی ٹر قطعات تاریخ روما ۲۶۲-۲۶۵ اور سی نیکا والے کے نسخے مرتبہ کس لنگ کی فہرست -

باب ۱۵ کہ اُس نے انطونی سے نہایت عاجزی سے جان بخشی کی درخواست کی تھی اور اپنی تقریریں کو جو اُس کے خلاف تھیں (فلپک) جلا دینے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسے کسی سے ہمدردی نہ تھی۔ غنیمت ہے کہ مردوں کے ساتھ اُسے جو دشمنی تھی اُس کا اعادہ اُس نے اپنی تاریخ میں نہیں کیا ہے مگر سسرو کے متعلق جو اُس نے رائے دی ہے اُس میں اُس نے سسرو کی عظمت کو خندہ پیشانی سے تسلیم نہیں کیا ہے۔ غرض اس کا عام رجحان یہی تھا کہ غلطیوں کی گرفت کرے نہ کسی مصنف کی خوبیوں کا اعتراف کرے۔ اُس زمانے کے معلمان بلاغت پر اُس نے جو مخالفانہ اعتراض کیے ہیں اُس کی سی نیکا اوڈے نے چند مثالیں دی ہیں اور سوئی ٹونیس[۱] بیان کرتا ہے کہ قیصر Commentaries پر اُسے یہ اعتراض تھا کہ بے پروائی سے لکھی گئی ہیں اور صحت کا خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ لیکن اُس نے اپنے آقا (قیصر) پر واقعات کو عمداً غلط طریقے پر پیش کرنے کا الزام نہیں رکھا ہے اور پولیو ایسے سخت نکتہ چین کا یہ الزام نہ رکھنا ایک طور پر قیصر کی تعریف ہے بحیثیت مورخ کے پولیو کی شہرت اچھی ہے کیونکہ وہ زیادہ طرفداری نہیں کرتا تھا۔ بروٹس اور کیسیس کی اُس نے تعریف کی ہے اور جنگ فارسالس میں فریق پامپی کے مقتولین کی تعداد زیادہ نہیں بتائی ہے۔ ممکن ہے کہ اُس کی یہ غیر جانبداری حسد پر مبنی ہو۔ اُس کے حاسد ہونے کے متعلق ایک قصہ[۲] مشہور ہے کہ ایک شاعر کسی مجمع میں اپنے شعر سنا رہا تھا، اُس نے کہیں یہ کہدیا کہ سسرو کے مرجانے سے روما میں فن تقریر کا خاتمہ ہو گیا، پولیو یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور اس مقام سے اُٹھ کر چلا گیا۔ شہادت موجودہ سے بحیثیت مجموعی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مواد محنت سے جمع کرتا اور واقعات پر نظر تنقیدی ڈال کر بلا رورعایت لکھنے کی کوشش کرتا۔ لیکن اس کی

---

[۱] سوئی ٹونیس جولیس ۵۶۔

[۲] سی نیکا Suasor ۶، ۲۶ - ۲۷ - یہ امر قابل لحاظ ہے کہ آگسٹس کے زمانے میں ایسے شاعر تھے جو سسرو کی تعریف کرنے کی جرأت کرتے۔ مگر غالباً اُن لوگوں کو دربار شہنشاہی تک رسائی کا کم موقع ملتا ہوگا۔ دیکھو فقرہ ۳۲۷ کتاب ہذا۔

باب ۶ رائے پر اُس کے ذاتی جذبات کا ضرور اثر تھا جن کی وجہ سے وہ کبھی کبھی صریح دروغ بیانی بھی کر بیٹھتا ہے۔

سیلسٹ (۴۲ ۱۴۳) ہم سی لیس ٹیس کرِسپس (۸۶ تا ۳۵ ق م) کا اکثر ذکر کر چکے ہیں مثلاً ہم بیان کر چکے ہیں کہ ۵۰ء کے سنسروں نے اسے سینیٹ سے خارج کر دیا تھا، خانہ جنگی میں اُس نے قیصر کی خدمتگزاری کی تھی اور بالآخر نیو میڈیا میں جدید صوبۂ افریقیہ کا حاکم اعلیٰ ہوا جہاں اُس نے لوٹ مچائی تھی۔ قیصر کے اکثر حامیوں کی طرح اُس کی ابتدائی زندگی بھی شرمناک تھی اور پھر قیصر کی عنایت سے عروج نصیب ہوا تھا۔ قیصر کے انتقال کے بعد وہ سیاسیات سے علیحدہ ہوگیا۔ اُس کے پاس دولت بہت تھی اور اُس کا مکان[۱] جس کا احاطہ نہایت شاندار تھا روما میں قابل دید تھا۔ وارو کی طرح وہ بھی ضلع سابِن کا باشندہ تھا اور آمی ٹرنم میں پیدا ہوا تھا۔ خانہ جنگی کے زمانے میں اُس نے بطور شغل بیکاری روما کی تاریخ لکھنی شروع کی۔ وہ مختلف واقعات[۲] کو علیحدہ علیحدہ لکھتا ہے یعنی اوّلاً کیٹی لین کی بغاوت کا حال، پھر جگرتھا کی لڑائی کا اور سب سے آخر میں اُس کی جامع تصنیف Historiae (تاریخ) ہے۔ اُس کی اس آخری تصنیف کے، جس کا برائے نام آغاز ۷۸ق م سے ہے مگر جس میں سولا کی موت سے قبل کے بھی واقعات مذکور ہیں، صرف چند اجزا[۳] باقی ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اُس نے ۶۷ء کے بعد کے واقعات نہیں لکھے ہیں۔ سیلسٹ دو وجوہ سے ہمارے لیے دلچسپ ہے۔ روما کے مورخوں میں وہ پہلا شخص ہے جو طرز تحریر کی خوبی کو اتنا ہی اہم خیال کرتے تھے جتنا کہ صحت واقعات کو اور تلاش و تفحص کے مقابلے میں خوبی تحریر اُن کے نزدیک اہم تر تھی۔ نمونوں کی تلاش کے لیے اُسے یونانی ادبیات کی طرف متوجہ ہونا پڑا

---

[۱] Horti Sallustiani کے نام سے مشہور تھا اور شہر کی دیوار کے باہر کوئنال پہاڑ کے شمال میں اونچی زمین پر بنا ہوا تھا اور زمانۂ مابعد میں شہنشاہوں کے قبضے میں آگیا۔ دیکھو ٹے سی ٹس Hist ۱۳ Ann سوم ۸۲۔

[۲] Catil, ۴ Carptim۔

[۳] ان کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے مورین باخرد لیپک ۱۸۹۱ء نے انھیں مرتب کر دیا ہے۔

باب ۶

اور تصوسی ڈائیڈیس کا اُس نے تتبع کیا۔ اسی لیئے اُس کی تصنیفوں میں ناٹک کا لطف آتا ہے۔ اُس نے محنت شاقہ کر کے تقریریں لکھی ہیں اور انھیں مختلف تاریخی اشخاص کی زبان سے ادا کرایا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ تقریر اُس شخص اور موقع کے حسب حال ہو۔ اس طور پر تاریخی واقعات کو بیان کرنے میں اشخاص تاریخی کے مقاصد کا تجزیہ بھی اکثر نہایت خوبی سے کیا گیا ہے اور زمانۂ حال و گوشتہ کے متعلق خیالات ظاہر کیئے گئے ہیں اور عام اصول قائم کیے گئے ہیں جن کا اطلاق ہر موقع پر ہو سکتا ہے بالمختصر سیلسٹ اپنے آپ کو ایک تاریخی معلم اخلاق خیال کرتا ہے[۱] اسی لیئے زمانۂ مابعد کے مصنفین یہ کہنے سے باز نہ رہ سکے کہ اُس کے ذاتی افعال ایسے نہ تھے کہ دوسروں[۲] پر وہ نکتہ چینی کر سکتا۔ لیکن مقرروں اور شاعروں کو اس بارے میں معذور رکھنا چاہیئے اہل روما تاریخ کو صحیح معنوں میں سمجھنے سے قاصر تھے اور اُن کی تاریخوں میں اخلاقی نتائج نکالنے کی زیادہ کوشش کی جاتی تھی اور طرفداری زیادہ ہوتی تھی مگر جس شخص کو مورخ ہونیکا دعویٰ ہو اُس کے افعال پر رعایت کے ساتھ محاکمہ نہیں ہو سکتا سیلسٹ نے اکثر غیر جانبدار ہونے کا دعوے کیا ہے مگر ہمیں اس کے دھوکے میں نہ آنا چاہیئے گو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اُس نے صرف اسی فریق کے دعاوی کو بیان نہیں کیا ہے جسکی طرف اُس کا رجحان تھا گو یہ بھی ایک اسلوب بیان ہے۔ مثلاً اُس نے بیان کیا ہے کہ کیٹی لین کی بغاوت کے اسباب عرصۂ دراز سے موجود تھے اور اس کے پیرو بد طینت اشخاص تھے، سسرو کی خدمات کا بھی اُس نے اعتراف کیا ہے اور کیٹو کی بہادری اور سختی کی تعریف کی ہے مگر اس سے اس کی غایت صرف یہی ہے کہ اس کو قیصر کی دور اندیشی اور اعتدال کی تعریف کرنے اور بغاوت میں شرکت کے الزام سے اُسے بری کرنے کا موقع ملے۔ اسی طور پر تاریخ جگر تھا میں وہ میٹی لس کے محاسن کا پورے طور پر اعتراف کرتا ہے تاکہ میریس کی مدح سرائی کر سکے۔ مگر ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ اُسے مطلق

[۱] اُس نے خود اعتراض کیا ہے کہ سولا کو بذریعۂ وضع قوانین اخلاق کی اصلاح کا کوئی تعلق نہ تھا دیکھو
M ۶۱ ، Hist. fragm.

[۲] سولا کی بھی اُس نے تعریف کی ہے۔ دیکھو سیلسٹ جگر تھا بہ مرس کا دیباچہ صفحات ۱۵، ۱۶۔

تعصب نہ تھا۔ روما کے امرا کی نااہلی اور سلطنت روما کا اُن کے سبب سے ذلیل باب
ہونے کا اُسے ہر جگہ رونا ہے اور اسی کی وجہ سے اُس کی تصانیف میں یک گونہ یکسانی
ہے۔ باوجود عیش پسند ہونے کے سیلسٹ اپنے زمانے کے لوگوں کے اخلاقی تنزل
کا رونا روتا ہے اور حسرت کے ساتھ جو نمائش بناوٹی نہیں ہے روما کی گزشتہ عظمت
کو یاد کرتا ہے۔ دوسرے مشاہدہ کرنے والوں کی طرح وہ بھی درجہ ادنیٰ کے کسانوں[1]
کے ناپید ہونے اور اطالیہ کے حصۂ کثیر میں زراعت کے مسدود ہو جانے کو وہ ایک
قومی نقصان خیال کرتا ہے اور اس کا الزام حریص اور بے ایمان دولتمند لوگوں پر
رکھتا ہے۔ اپنے خیالات کے لحاظ سے اُس نے اپنا طرز تحریر قصداً قدیم رکھا تھا، اُسکے
جملوں اور الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قدیم مصنفین مثلاً سسینا اور کیٹو اور ان
کا تتبع کرتا تھا۔ کوئن ٹلین کہتا ہے کہ سسرو اور قیصر کے پُر زور جملوں اور سیلسٹ
کی مختصر نویسی، میں بہت فرق ہے۔ اُس کی تاریخ اور طرز تحریر کے بارے میں اُس کے
زمانے سے آج تک تنقید کرنے والوں میں صد درجہ اختلاف ہے۔ بحیثیت ماخذ کے
ہماری رائے میں وہ منزہ عن الخطا نہیں ہے۔ واقعات کے جو سنین اُس نے دیئے ہیں
اکثر مشکوک اور بعض مقامات پر بالکل غلط ہیں مگر اس سے یہ مطلب نہیں کہ جن واقعات
کا اُس نے ذکر کیا ہے اور جو اُس کے زمانے سے کچھ ہی قبل کے ہیں اُن کے متعلق
اُس کی رائیں غلط ہیں۔ اس مقام پر ہمیں یہ صاف کہہ دینا پڑتا ہے کہ سیلسٹ کے متعلق
جو رائے کوئی شخص قائم کرے گا وہ اُس رائے کے مطابق ہوگی جو وہ عہد انقلاب کے
اہم مسائل کے متعلق قائم کرے[2]۔ میں حکومت قیصری کا اُس کے محاسن کی بنا پر طرفدار
نہیں مگر میری رائے میں بھی سینیٹ کے آخری زمانے کی حکومت کا نظام جو بدعنوانیوں
اور بے قاعدگیوں پر مبنی تھا ہر طرح سے اس جدید حکومت شاہی سے خراب تھا جو
اچھے یا بُرے عوام پسند شورش کنندوں کی کوششوں سے وجود میں آئی جن لوگوں نے

---

[1] کیٹی لین ۲، ۱۱۴ جگرتھا ۴۱، ۸ قطعات تاریخ ۱، ۱۱، ۱۲۔
[2] یعنی جو لوگ قیصر اور حکومت قیصری کے طرفدار ہیں وہ سیلسٹ کے بیانات کو قابل وثوق خیال کریں گے اور قیصر کے مخالفین کی رائے اس کے متعلق بالعکس ہوگی۔

باب ۱۰

نظام جمہوری کی حمایت میں اپنی جانیں قربان کردیں اور جو باوجود اُس کے عیوب کے اُسے حاکم مطلق العنان کی حکومت پر ترجیح دیتے تھے، اُن کی شجاعت اور استقلال کے مسلّم ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم اس قبیح نظام حکومت کو بھی پسند کریں۔ اسی طرح فریق غالب کی تصنیفات کو صرف اس لیئے ناقابل وثوق نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اُس کے مویدوں میں اکثر لوگوں کا چال چلن خراب تھا اور وہ خودغرض تھے۔ اس اصول کا خیال رکھ کر کہ جب کوئی مورخ حالیہ[۵۱] واقعات کو بیان کرتا ہے تو وہ اپنے رجحان طبعی کو بالکل دبا نہیں سکتا، میری رائے یہ ہے کہ سیلسٹ نے واقعات کو صحت اور انصاف کے ساتھ بیان کیا ہے سوائے ان مقامات کے جہاں کہ اُس نے قیصر کی تائید کی ہے۔ اُس کی راست گوئی کی ایک قابل لحاظ مثال یہ ہے کہ اُس نے زراعت[۵۲] اور دیہاتی زندگی کا حقارت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ گو اُسے خوب معلوم تھا کہ زراعت اور جمہوریہ کے تنزل میں باہمی تعلق ہے مگر وہ بلا پس وپیش کہتا ہے کہ میں اپنی گوشہ نشینی کا زمانہ اس ذلیل کام (زراعت) میں نہ ضائع کرونگا۔ اُس نے سیاسیات کو چھوڑ کر تاریخ نویسی اختیار کی تھی مگر کیٹیلس کی طرح اُسکا بھی یہی خیال تھا کہ دنیا کا مرکز شہر روما ہے۔

علم قانون

(۱۳۷۳) عہد انقلاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ہر قسم کے علوم کو فروغ ہوا اور باوجود سیاسی مناقشوں اور عام بےچینی کے قانون کی طرف خاص توجہ تھی۔ قانون سے مراد روما کے ملکی قانون سے ہے کیونکہ سرکاری یعنی فوجداری عدالتوں میں جن میں سربرآوردہ مقرروں کو اپنی قابلیت کے دکھانے کا موقع ملتا تھا، زیادہ تر واقعات پر بحث ہوتی تھی۔ روما کا پرانا ملکی قانون "دوازدہ الواح" میں محفوظ تھا مگر چونکہ اس کی عبارت جامع ومانع نہ تھی اس لیئے جیسا کہ ہم کسی موقع پر بیان کرچکے ہیں قوانین مذکورہ میں مختلف طریقوں پہ ترمیم اور اضافہ ہوتا رہا کچھ تو[۵۳] وضع قوانین کے

[۵۱] اسکی کیٹی لین کی تاریخ کے لیئے دیکھو فقرہ ۲۶۲ کتاب ہذا۔
[۵۲] کیٹی لین ۴-۱-
[۵۳] مثالوں کے لیئے دیکھو قوانین مذکورہ ذیل گری نج کی کتاب "طریقۂ کارروائی قانونی" کی فہرست میں اور فقرات ۳۴، ۶، ۹۴، ۷۶، ۶۵، ۱۲۲ Aquilia, Fursia publili

ذریعے سے مگر زیادہ تر تعبیر سے۔ قوانین کی تعبیر کا کام پہلے تو پجاریوں سے متعلق تھا باب
مگر رفتہ رفتہ پیشہ ور مقنّنوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی جس کے افراد لازمًا پجاریوں
کی مجلس سے تعلق نہ رکھتے تھے مگر دونوں کا پرانا تعلق بالکل منقطع کبھی نہیں ہوا۔ مقنّنوں
کا اہم ترین کام یہ تھا کہ اپنی جدّت سے پرانے اور غیر معین قانونی اصول کے مفہوم کو
وسعت دے کر انھیں جدید قسم کے مقدمات پر منطبق کریں تاکہ لفظی موشگافیوں سے
انصاف کا خون نہ ہو اور بحیثیت مجموعی اس میں انھیں کامیابی بھی ہوئی۔ مگر ان مقنّنوں
کی آرا اور نوتراشیدہ قانونی مسائل کی وقعت اُسی وقت ہو سکتی تھی کہ عدالتیں اُنھیں
تسلیم کریں۔ اس کی صورت حسب ذیل تھی۔ اگر حاکم شہر اپنے سالانہ فرمان میں یہ اعلان
کر دیتا کہ میں فلاں رائے پر عمل کروں گا یا کسی قانونی چارۂ کار کو ایک خاص قسم کے
مقدمات پر خلاف عملدر آمد سابق اطلاق ہو گا (مثلًا امور تنقیح طلب کو مختلف طریقے
پر بیان کرنے کے لیئے کسی اصول قانونی کے الفاظ میں تغیر کر دیتا) تو یہ ترمیم اُسکے
سال حکومت کے اختتام تک قائم رہتی۔ اس کے بعد اگر اُس کے جانشین بھی اس
ترمیم کو تسلیم کر لیتے تو وہ بحیثیت ایک نظیر کے جزو قانون بن جاتی اور اس طور پر
بڑے مقنّنوں کی رائیں رفتہ رفتہ قانون کا اثر حاصل کر لیتیں۔ اس کے علاوہ کسی مقدمے
میں کسی سربرآوردہ مقنّن کی رائے کا حوالہ دینا اور دعوے کی تائید میں اُسے ماہر فن گواہ
کے طور پر طلب کرنا بھی جائز تھا۔ علاوہ ازیں چونکہ پریٹر (حاکم شہر) ماہر فن نہ ہوتا تھا اسلیئے
اُس کا رجحان اسی فریق کی طرف ہوتا جس کی طرف سے ماہرین فن کی زبردست رائیں
پیش ہوتیں۔ مزید برآں جس خاص شکل میں وہ مقدمے کو واقعات کے لحاظ سے
تصفیے کے لیئے جوری[1] کے سپرد کرتا، اگر اُس میں کوئی جدت ہوتی تو وہ بھی آیندہ اہل مقدمہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ Calpurnia, Pinaria, Silia, Plaetoria, etc.

[1] میں نے یہاں بخوف طوالت بعض مقدمات کا Recuperatores (ثالثوں) یا
Centumviri (عدالت دیوانی) کے سپرد کئے جانیکا ذکر نہیں کیا ہے Recuperatores
کا ذکر اس سے قبل آچکا ہے (دیکھو فہرست مضامین) اور Centumviri کے لیئے جمہوریہ
کے آخری زمانے میں دیکھو سسرو De orat. یکم ۱۷۳-۱۸۰-

بابـ

کیلئے ایک نظیر بن جاتی انھیں طریقوں سے وہ پیچیدہ نظام قانونی وجود میں آیا جو سسرو کے زمانے میں تھا۔ اس کے علاوہ پریٹر اپنی تقویت کے لیئے چند منتخب لوگوں کو بطور اسیسر مقرر کر لیتے اور اُن سے مشورہ لیتے۔ یہ لوگ حاکم کے ساتھ اسکے اجلاس Tribunal پر بیٹھتے۔ اُن کی حیثیت مشیروں In consilio کی تھی مجالس شوریٰ Consilian کا وجود روما کی ایک ممتاز خصوصیت ہے یہاں تک کہ خاندانی معاملات میں بھی اُن سے کام لیا جاتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ روما کی عدالتوں میں ماہرین فن سے مدد لینے کا کافی موقع تھا۔ مشیر قانونی Juris consultus کے لوگ مرہون منت ہوتے تھے اور یہ پیشہ معزز تھا گو یہ لوگ خانگی طور پر کام کرتے تھے۔ سلطنت نے ابتک اُن کے قابل افراد کو تسلیم نہیں کیا تھا اور اُن کے معاوضے کی بھی کوئی معین شرح نہ تھی۔ اہل مقدمہ ان لوگوں کو تحفے تحائف دیتے مگر ہر دل عزیزی اُن کا اصل معاوضہ تھا جسکے ذریعے سے مناصب جلیلہ کا حاصل کر لینا اُن کے لیئے آسان ہو جاتا۔ اہل روما کے دماغی مشاغل میں اخلاقی لحاظ سے مفید ترین قانون کا مطالعہ تھا۔ جمہوریہ کے آخری دور میں روما میں بہت سے یونانی اثرات موجود تھے ان میں سے بعض خراب تھے لیکن رواقیت کے مفید ہونے میں کوئی شک نہیں جس کا اثر زیادہ تر زبردست اور اعلے خصائل کے لوگوں پر ہوتا تھا اور جس سے اہل روما کے عزم اور ریاست بازی میں مزید استحکام ہوا۔ بعض لوگوں پر اس کا اثر ضرورت سے زیادہ ہوتا مثلاً کیٹو خود اور اُس کے دوست فاؤونیس پر اس کے علاوہ رواقیت کی منطق صدری اور اخلاقیات کی وجہ سے اُسے مقننوں کے دماغی رجحان سے ایک خاص مناسبت بھی تھی اور اسی لیئے اکثر بڑے بڑے مقنن اُس کے پیرو ہو گئے۔ ان لوگوں کے دماغ ہمیشہ حق و باطل کے جانچنے اور قانون کے الفاظ اور اُس کے اُصول کے منطبق کرنے میں لگے رہتے تھے اس لیئے بحیثیت مجموعی اُنکی کوششوں سے اصول معدلت[1] میں اصلاح

---

[1] دیکھو مینؔ قانون قدیم باب سوم روما ئے طریقۂ معدلت کی ترقی پر۔ جملہ اقوام کے قوانین Ius gentiun کو تسلیم کر کے ان کو روما کے قوانین میں شریک کرنے کے طریقہ کا آغاز Praetores Peregrini (حکام جو روما میں غیر ملکیوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے) کے فرامین میں ہوا۔

باب ۶۰

ہوئی۔ مگر رواقی مقننوں کی صرف یہی ایک خدمت نہیں تھی کہ انھوں نے قانون کی اصلاح کی۔ رواقیت کی تعلیم یہ ہے کہ انسان اپنے پریشان کن جذبات کو قابو میں رکھے اور اعلیٰ درجے کے لوگوں پر اُس کا اثر یہ تھا کہ انتظام مملکت میں وہ انصاف اور غیر جانبداری کا لحاظ رکھتے تھے نہ صرف عدالتوں میں بلکہ جہاں کہیں بھی ممکن ہو سکے۔ اسی تعلیم کا اثر ہے کہ جمہوریہ کے زمانے میں حکومت صوبہ جات کا بہترین نمونہ اسکے وولا اور اُوِٹی لیس نے پیش کیا ہے جو رواقی مقنن اور ایشیا کے صوبہ دار تھے۔ روما کے روبہ تنزل عہد انقلاب میں اگر کسی سررشتہ کا انتظام قابل اطمینان تھا تو وہ قانون ملکی کی عدالتیں تھیں حالانکہ عہد مذکور میں سیاسیات میں زرپرستی اور زبردستی کا زور تھا، مذہب محض ایک ڈھکوسلا رہ گیا تھا، سیاسی عدالتوں میں رعایت اور رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اور مصنفین کا کام صرف یہ رہ گیا تھا کہ اعلیٰ طبقوں کی اوباشیوں کے تذکرے لکھیں۔ تجارت پیشہ لوگ اور عامۂ قوم بھی ایک حد تک جہاں تک کہ اسکا اثر کارگر ہو سکتا تھا باہمی معاونت سے اس مفید سررشتے کو برقرار رکھنے اور عام تنزل سے اُسے بچانے کی کوشش کرتے۔ اُس کو اندرونی خطرہ فریب دہی اور جھوٹی شہادتوں سے تھا اور بیرونی خطرہ یہ تھا کہ اُس کا کام بسا اوقات خانہ جنگیوں اور فسادوں سے تنگ جاتا۔ فریب اور جھوٹی شہادت کا استیصال تو عدالتیں خود کر سکتی تھیں اور فسادوں اور خانہ جنگیوں کا شہنشاہیت کے قیام سے خاتمہ ہو گیا جس کی وجہ سے طریقۂ کارروائی کی اصلاح اور اعلیٰ اصول پر قانون کی ترقی کا کام بلا کسی رکاوٹ کے جاری رہا۔[1]

سیاسی اور قانونی ترقی

(۱۲۷۴) ہم یہاں روما کے قانون کی تاریخ سے بحث نہیں کر سکتے لیکن اس نمایاں فرق کو بتانا ضروری خیال کرتے ہیں جو روما کے سیاسی اور قانونی نظام میں تھا اور جس کی وجہ سے دونوں کا انجام مختلف ہوا۔ روما کا دستور سیاسی ایک شہری سلطنت کا تھا اور اس لیئے ایک وسیع سلطنت کی حکومت کے لیئے غیر موزوں تھا۔

---

[1] اور اسی لیئے صوبجات میں اس کا بہت کم اثر تھا جہاں کمزور اور حریص صوبہ داروں اور روما کے ساہوکاروں کے اثر سے انتظام نہایت خراب تھا۔ دیکھو فقرات ۹۹۱، ۱۰۳۸، ۶۳۹، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵۔

بانتیجہ میں نے شرح و بسط کے ساتھ روما کے انحطاط پر بحث کی ہے جس سے نظام مذکور کی غیر موزونیت ثابت ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس میں دستوری اور کامل اصلاح کی صلاحیت بالکل نہ تھی۔ اسی وجہ سے انقلاب کا وقوع میں آنا لابدی تھا۔ سلطنت روما کا عرصۂ دراز تک باقی رہنا باعث تعجب ہے مگر اس کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اسکو عروج درجہ بدرجہ ہوا تھا اس لیئے اُس کا تنزل بھی یکایک نہ ہوا۔ سولا کی چند روزہ مطلق العنان حکومت اور پامپی کی سیادت کے بعد بھی وہ باقی رہی لیکن قیصر کی علانیہ مطلق العنان حکومت نے اُس کا خاتمہ کردیا اور اُس کے احیا کی کوشش کے ناکام ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آگسٹس کی "ریاست جمہوری" قائم ہوگئی جو در پردہ مطلق العنان حکومت تھی۔ قانون ملکی کو ترقی مقننوں کی تعبیر سے ہوئی اور قوانین کو روزمرہ کی پیچیدہ ضروریات پر منطبق کرنے اور خوش قسمتی سے قانون کی یہ ترقی اچھے لوگوں کے ہاتھوں میں تھی۔ اسی لیئے دور مابعد میں قانون ملکی کی ترقی جاری رہی اور بڑے بڑے مقننوں کی تعداد میں کمی نہیں ہوئی حالانکہ اُس زمانے میں لوگوں کو سیاسیات میں دلچسپی باقی نہ رہی تھی اور آزادی تقریر سلب ہوگئی تھی، طرز حکومت بہتر تھا مگر بالکل بے جان، امیر اور غریب سب احدی ہوگئے تھے اور علوم بھی روبہ تنزل تھے کیونکہ مصنف بجائے اپنے جذبات کو ظاہر کرنے کے طرز بیان پر زیادہ مُصِر تھے۔ قوانین کی ترقی کا جاری رہنا دراصل اُن کے مفید ہونے اور اصلاح کی صلاحیت رکھنے کی دلیل تھا۔ قدیم قانون ملکی Ins Civile کے علاوہ ایک Ins praetormu بھی وجود میں آگیا جو پریٹروں کے فرامین[۱] سے بن گیا تھا اور جس میں تغیر اور اصلاح کی بہت صلاحیت تھی۔ اس طور پر اصلی قانون کے چھوٹے سے مجموعے سے بہت کچھ کام نکالا گیا۔

قانونی مسائل (۵۷ـ۱۳) سسرو کے زمانے میں جو قانونی مسائل وکیلوں کے پیش نظر تھے وہی تھے جن سے تمام متمدن جماعتیں آشنا ہوئی تھیں۔ مثلاً بیع و شریٰ۔ انتقال جائداد، معاہدات، حقوق ملکیت و مقابضت، قوانین اوقاف، جہیز، ولایت، مشارکت،

۱؎ دیکھو Digest یکم ۲، ۵۳ و مابعد اور روبی کا دیباچہ۔

۲؎ سسرو Pro caee ۳۴ Digest یکم ۱، ۷۔

بانیل

نیابت، وراثت باوصیت یا بلاوصیت) وصیت ناموں کا مرتب کرنا تاکہ وصیت کرنیوالے کے مقاصد پورے ہوں، اور روما کے قواعد کے مطابق قرابتداروں کے حقوق - مذہبی رسوم Sacra کی ادائی بھی اکثر جائدادوں کے ساتھ مخصوص تھی مگر رفتہ رفتہ لوگوں کو یہ شاق گذرنے لگا اور فریضۂ مذکور سے نجات حاصل کرنے کے لیے لوگ چالاک وکیلوں سے مشورہ کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دور دراز مورثوں کی قبروں تک کا پتا باقی نہ رہا۔ روما میں زمانۂ حال کی سلطنتوں کے مقابلے میں افراد کی شخصی حیثیت نہایت اہم تھی - غلامی کے رواج کی وجہ سے مختلف پیچیدگیاں پیدا ہوتی تھیں خصوصاً آزاد شدہ غلاموں کے متعلق جن کے لیے خاص قواعد تھے - مثلاً اگر کوئی آزاد شدہ غلام بلاوصیت کرنیکے مرجائے تو اُسکا مربیّ Patronus اُس کا وارث ہوتا - ہم بیان کرچکے ہیں کہ عورتوں کی آزادی کی رفتار بہت تیز تھی اور عورتوں کو آزادی اور حقوق حاصل کرنے میں وکیلوں نے بہت کچھ مدد دی تھی - قانونی ذرائع سے شہریت روما کے حقوق حاصل کرنے، اور تبنیت کی انواع اور غلاموں کے آزاد کرنے کے مختلف طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ روما کے قانون میں مختلف افراد کی شخصی حیثیتیں جداگانہ تھیں۔[1]

چند سربرآوردہ مقننین

(۱۳۷۶) اب ہم جمہوریہ کے آخری دور کے چند سربرآوردہ مقننوں کے ذکر پر اس بحث کو ختم کریں گے اور اُن کے چند اہم مشاغل کو بیان کریں گے - ان میں اہم ترین کیوسیوٹس میوکیئس اسکے وولا سردار پجاری ہے جسے فریق میریَن نے سنہ ۸۲ ق م میں قتل کردیا - یہ شخص وکیلوں کے ایک خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور سسرو اس کا شاگرد تھا کیونکہ قانون ملکی[2] کا مطالعہ ایک حد تک ایسے مقرروں کے لیے

---

[1] دیکھو جسٹی نین Digest کا دیباچہ از روبی صفحات ۱۰۱-۱۳۴ - ان کی تصانیف کے باقی ماندہ اجزاء مجموعات ذیل میں محفوظ ہیں Huschke's jurisp anteiustiniana

Bremer's jurisp antehadriana

[2] دیکھو سسرو De orat یکم ۱۶۶ - ۲۰۰ وہ رائیں جو مقرر کراسٹس کی زبان سے ادا کی گئی ہیں اور انٹونیئس کا جواب ۲۳۴-۴۵ وِلکنس کے حواشی۔

باب ۱۱ مفید تھا جو عدالتوں میں وکالت کرنا چاہتے تھے۔ یہ شخص تنگ نظر اور قدامت پسند تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ ۹۵ق م میں اُس نے بحیثیت کانسل اطالوی حلیفوں کے حقوق کے رد کرنے میں حصہ لیا تھا اور عدالتوں میں اُس کی بحثوں سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے لیکن اُس کے خصائل نہایت اعلیٰ تھے اور وہ برابر کوشش کرتا رہا کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ کرنے میں نیک نیتی کو ملحوظ رکھیں۔ اسی لیئے وہ قانونی عبارتوں میں الفاظ Exfide bona (نیک نیتی سے) اکثر شریک کر دیتا۔ اُس نے اپنا فرمان صوبہ داری بھی اسی طریقے پر مرتب کیا تھا اور زمانۂ صوبہ داری میں اُس نے اصول مذکور پر عمل کیا جس کی وجہ سے روما کے ساہوکار جو ایشیا میں مقیم تھے اُس سے بگڑ گئے۔ بعض وصیت ناموں میں وصیت کرنے والے ایسی شرائط لگا دیتے تھے جنکا لفظ بلفظ پورا کر دینا دشوار ہوتا تھا، ان مشکلوں کو رفع کرنے کی اُس نے ایک تدبیر نکالی تھی۔ دوسرا سربر آوردہ وکیل اسکے وُولا کا مشہور نائب پی۔ روٹی لیس روفس تھا جو جلاوطن ہو جانے کی وجہ سے اپنے ملک کی مزید خدمت نہ کر سکا۔ اُس نے کوشش کی تھی کہ روما کی گلیوں میں عمارتوں کی بلندی محدود[۱] کر دی جائے جس سے اُس کا عام رجحان معلوم ہوتا ہے۔ مدیونوں کی جایداد سے قرض خواہوں کے دعووں کی ادائی کے طریقوں میں اُس نے اصلاح کرائی اور آزاد شدہ غلاموں پر اُن کے مربیوں کے جو حقوق تھے اُنھیں بھی اُس نے محدود کرا دیا۔ سی۔ ایکولیئس گالس ایک دولتمند اور نیک سیرت شخص تھا جسے قانونی مسائل میں خاص انہماک تھا۔ سسرو نے اُسکی قانونی معلومات اور اوصاف حمیدہ کی تعریف[۲] کی ہے اور سسرو کو اس نے ایک پیچیدہ مقدمے میں قانونی مدد بھی دی تھی۔ قانونی مسودوں کو مرتب کرنے کے طریقوں میں متعدد اصلاحیں کرنے کے علاوہ اُس نے ایک طریقہ نکالا تھا جسکی رو سے دغا[۳] Dolusmalus کے مقدموں میں قانونی چارہ جوئی ہو سکتی تھی۔ سسرو کے دوست

[۱] سوئی ٹونیس آگسٹس ۸۹۔ سٹرابو پنجم ۳، ۷ (صفحہ ۲۲۵) ایمیئر جوڈی شل پر سوم ۲۶۹۔

[۲] سسرو Pro onee ۷۷-۱۰۸۔

[۳] سسرو De nat deor سوم ۴، ۷ پر میئر کا حاشیہ۔

باب ۲
سروِیس سلپی کیئس رُوفس کا ذکر آچکا ہے جو ۵۱ ق م میں کانسل تھا مگر سیاسیات سے اُسے زیادہ رغبت نہ تھی۔ مقرر بھی اچھا تھا مگر اُس نے زیادہ تر کمال ادبیات اور علم قانون میں حاصل کیا تھا۔ رُوفس ایکوی لیس کا شاگرد تھا، اُسکے خود بھی بہت سے شاگرد تھے اور قانونی مضامین پر اُس نے بہت سی کتابیں لکھی تھیں۔ سسرو کا بیان ہے کہ منطق میں اُسے عبور تھا جس سے وہ قانونی تصانیف میں کام لیا کرتا تھا اور چونکہ اُسے تجزیہ، مختلف چیزوں میں امتیاز کرنے اور عام نتائج نکالنے میں کمال تھا اس لیئے اُس نے قانون کے بکھرے ہوئے شیرازے کو مرتب کر دیا اور اُس کی تحریک سے قانونی مسائل پر وسیع تر نقطۂ نظر سے کتابیں لکھی جانے لگیں[1] اُس کے شاگردوں میں اُوفیلیس تھا جو قیصر کا قانونی مددگار رہا۔ اُس نے بھی متعدد اہم مضامین پر مستند کتابیں لکھی ہیں، پریٹروں کے فرامین کا اُس نے خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کیا تھا اور ان میں اصلاح کی تھی قیصر سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ بلاشک اصلاح پسند ہوگا ہی۔ ٹری بائیس ٹیس ٹا بھی مثل اوفیلیس کے طبقۂ ایکوائٹ سے تھا اور سسرو کا دوست تھا جس نے اُس کی سفارش قیصر سے کی تھی۔ ٹیس ٹا نے وصیت ناموں اور قانون ملکی کے دوسرے مسائل پر کتابیں لکھی تھیں اور آگسٹس کے زمانے میں ایک مستند مورخ خیال کیا جاتا تھا۔ ہورلیس کی بھی قانونی اصطلاحوں کی تعریفوں کی طرف اکثر مقننوں نے توجہ کی تھی مگر سی۔ ایلیس گالس کو قانون کے اسی شعبے میں انہماک تھا[2]

مقننوں کا اثر
(۱۳۷) عہد زیر تذکرہ کے ان مشہور مقننوں کے حالات بیان کرنے سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ باوجود سیاسی جھگڑوں اور فسادوں کے جن کا ذکر ہم نے طوالت کے ساتھ کیا ہے یہ لوگ ایک نہایت ہی نیک کام میں مصروف تھے۔ انہیں سے اسکے وولا اور روٹی لیس اور سلپی کیس منصب کانسلی تک پہنچے تھے یہ تینوں اور ان کے علاوہ ایکویلیس پریٹر بھی رہ چکے تھے لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے سوائے روٹی لیس[3] کے ان میں سے کوئی Practor arbanus حاکم شہر یا غیر ملکیوں کی

[1] سسرو بروٹس ۱۵۲-۱۵۳-
[2] روٹی لیس کے لیئے دیکھو گالیس چہارم ۲۵- ردبی صفحہ ۲۰۲-

باب ۲۵ عدالت کا حاکم Pregreuus نہ تھا۔ اگر یہ خیال صحیح ہے تو ان لوگوں نے قانون ملکی کو جو فروغ دیا وہ بحیثیت مشیران قانونی تھا نہ کہ بحیثیت پریٹر۔ مستند مقننوں کا اثر دیر پا تھا اور مجلس عامہ کی رایوں سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا یعنی اُن کا اثر ایک سالانہ خدمت پر فائز ہونے کی وجہ سے نہ تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل روما میں ابھی عقل سلیم باقی تھی؛

باب شصت و یکم

عہد انقلاب و زمانۂ قیام شہنشاہیت کے حالات پر تبصرہ

یونانیت اور تخصیصیت

(۱۲۷۸) ایمی لیس پالس کیٹو اُولی اور سیپیو ایمی لیانس کے زمانے کے بعد سے جو تغیرات روما کی تمدنی زندگی میں پیدا ہو گئے تھے ان میں سب سے زیادہ نمایاں یونانیت ہے جسکا اثر ابتداءً صرف چند روشن خیال خاندانوں میں تھا مگر جواب بالعموم اعلےٰ طبقوں میں پھیل گیا تھا۔ یہاں تک کہ میریس ایسا شخص بھی زمانے کے پیچھے ہونے کی وجہ سے تقویم پارینہ خیال کیا جانے لگا تھا یونانیوں کے طور طریقوں کے اختیار کرنے یعنی تخصیصیت کی طرف عام رجحان تھا۔ مثال کے طور پر ہم علم طب کو پیش کر سکتے ہیں۔ روما میں طبّ یونانی کا پورے طور پر رواج ہو چکا تھا اور طبیب بھی یونانی[1] تھے گو طب کے اصطلاحی الفاظ بھی یونانی تھے گو بعض لاطینی الفاظ[2] اب بھی باقی تھے۔ کیٹو کے زمانے میں بھی دورہ کُن نیم حکیم[3] Pharmacopola موجود تھے اور چھوٹے شہروں میں تو کثرت سے تھے۔ زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی تخفیف کا اثر نمایاں تھا مثلاً کسانوں اور سپاہیوں میں تخصیص ہو گئی تھی، مقنن پجاریوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور کامیاب سپہ سالار تقریر کرنے کی اہلیت نہ رکھتے تھے۔ ان تمام پیشوں میں یونانیت کا اثر بڑھتا جاتا تھا۔ روما کی قدیم روایات معلوم ہوتی جاتی تھیں اور بجائے اُن کے یونانیوں کے مخصوص مضامین کے

---

[1] مثلاً طبیب کرسے ٹیرس سیسرو Ad. Ag. ۱۲، ۱۳، ۱ فقرہ ۱۲۹۶ کتاب ہذا۔
[2] مثلاً Febris بخار، Tussis (کھانسی) avedo (نزلہ) Tormine (قولنج)۔
[3] جارڈان کیٹو صفحہ ۵۰ دیکھو فقرہ ۱۳۵۴ کتاب ہذا۔

باب ۱۲ رسالوں کا رواج ہو رہا تھا اور یونانیوں کی طرح اہل روما کو بھی اصول کی تلاش اور عقلیت کا شوق ہو گیا۔ روما کا قدیم دستور یہ تھا کہ نوجوان کارخانوں یا مختلف علوم کے استادوں کیساتھ رہکر عملی تعلیم حاصل کرتے تھے مگر یہ طریقہ بھی اب معدوم ہو رہا تھا۔ فوجوں میں یہ طریقہ کچھ اس عرصے تک اس طور پر جاری رہا کہ نوجوان امرا سپہ سالار کے اسٹاف میں شریک کر لیئے جاتے اور اُس کی نگرانی میں معرکہ آرائیوں کے گر سیکھتے۔ آگسٹس نے شہنشاہیت کی حدود کی حفاظت کے لیئے جو نظام فوجی قائم کیا تھا اُس کے ذریعے سے یہ طریقہ پھر جاری ہو گیا۔ مگر جمہوریہ کے آخری دور میں جبکہ امرائے سینیٹ کا دور دورہ تھا عام رجحان اُس کے خلاف تھا یعنی ناتجربہ کار لوگ اپنے سیاسی اثرات سے فوجوں کے سپہ سالار مقرر ہو جاتے جس کے نتائج سخت نقصان رسان ہوتے۔ میریس نے ان سپہ سالاروں کا حقارت کے ساتھ ذکر کیا ہے[1] اور اُس کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ یہ لوگ پہلے سپہ سالار مقرر ہو جاتے ہیں اور پھر فن حرب کے رموز یونانی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔ فن تقریر میں یہ تغیر اور بھی نمایاں تھا۔ نوجوان لوگ مشہور وکیلوں کے ساتھ ہو جایا کرتے اور عام جلسوں اور عدالتوں میں اُن کی تقریروں کو سنتے اور طریقۂ کارروائی کو دیکھتے۔ مگر فن بلاغت کی تعلیم کا بمقابلۂ عہد سابق عام رواج ہو گیا تھا اور دنیاوی کامیابی کے لیئے اُسے ضروری خیال کیا جاتا۔ خوشحال لوگوں کے یہاں خانگی تربیت کو اب تعلیم کا جزو خیال نہیں کیا جاتا تھا اور لڑکوں کو ایک غلام معلم Pedagogus کے زیر نگرانی ان مدارس کو بھیجنے کا رواج پڑ گیا تھا جو اہل ادب Grammatici نے قائم کر رکھے تھے۔ ان مدرسوں میں جن کی تعداد کثیر تھی لڑکے ادبی تعلیم حاصل کرتے تھے[2] اور اس کے بعد طرز بیان اور طرز تقریر کے کسی معلم Rhetor کی شاگردی کرتے جو انھیں انشا اور

---

[1] سیلسٹ نے جگرتھا (۸۵، ۱۲) میں اس کا حوالہ دیا ہے اور غالباً کسی پرانی روایت کو دُہرایا ہے۔ فوجی تاریخ کے مطالعے کے بارے میں دیکھو سسرو Acad دوم ۲ پر ریڈ کی تحریر۔ سسرو نے اس موقع پر غلطی سے لیوکلس کو Reipmilitaris rudis (ناتجربہ کار سپاہی) کہا ہے۔

[2] دیکھو بالخصوص ہوریس Sat. یکم ۶، ۷۱-۸۸۔

باب ۶۱

تقریر کرنے کے فنون سکھاتا۔ اس نصاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ فن بلاغت کی عملی مشق کرائی جاتی جسے بعض لوگ اواخر عمر تک جاری رکھتے۔ اعلےٰ تعلیم میں فن بلاغت پر زیادہ زور دینے کے نتائج خاطر خواہ نہ ہوتے کیونکہ جب تک کہ جمہوریہ میں جان باقی تھی پختہ مشق مقرروں کو عام جلسوں، سینیٹ کے مباحثوں اور عدالتوں میں تقریر کرنے کا کافی موقع ملتا مگر شہنشاہیت کے قیام کے بعد آزادئ تقریر سلب ہوگئی گو فن بلاغت کی تعلیم جاری رہی اور اس کی مشق ادبیات کا ایک خاص شعبہ ہوگئی۔ ادبیات میں بلاغت کا اثر ضرورت سے زیادہ بڑھ گیا یعنی اثر پیدا کرنے کی حد سے زیادہ کوشش ہونے لگی جو ادبیات کے تنزل کا باعث ہوئی مگر بے کار مقرر اس کے سوائے اور کیا کرسکتے تھے؟

تجارتی کاروبار

(۱۳۷۹) کلیٹو اولی کے زمانے کی سادہ طرز تقریر کے مقابلے میں فن تقریر میں جدتیں پیدا ہوگئی تھیں مگر اس کے ساتھ ہی قانون فلسفۂ رواقی سے متاثر ہوگیا تھا۔ روما میں تجربے کی بنا پر تغیرات بہت آہستہ عمل میں آئے۔ اسلئے مقننوں کا فلسفۂ رواقی سے متاثر ہونا نہایت اہم ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انصاف رسانی کا خیال اُن کے دلوں میں جاگزیں ہوگیا۔ فن زراعت میں بھی تخصیص کا اثر عیاں تھا جس کی طرف وارو کی تصانیف کے ذکر میں ہم نے اشارہ کیا ہے۔ یونانی اثرات کے تحت میں مختلف تجارتوں اور پیشوں کا نظام بھی بہت پیچیدہ اور مخصوص ہوگیا تھا۔ ساہوکاری اور مالیات میں اہل روما نے کمال پیدا کرلیا تھا بالخصوص رقوم کے مبادلے کا طریقہ نہایت مکمل تھا جس کی وجہ سے شہنشاہیت کے ایک حصے سے دوسرے حصے کو رقوم کا بھیجنا نہایت آسان ہوگیا تھا۔ مبادلے کا طریقہ نہایت پیچیدہ تھا کیونکہ مختلف اقطاع ملک خصوصاً مشرقی صوبوں میں مختلف سکے رائج تھے۔ اگر کوئی بھاری رقم بھیجی جاتی تو یہ ضروری تھا کہ ہنڈی کی رقم خاطر خواہ اچھی شرح مبادلہ پر مقامی سکے میں تبدیل کرائی جاتی۔ لیکن روما کے ساہوکار اس قسم کے کاروبار کی پیچیدگیوں کو خوب سمجھتے تھے کیونکہ اہل روما کو روپے کے کاروبار میں عرصے سے دخل تھا۔ اس لیئے جب سلطنت کی روزافزوں وسعت سے تجارتی کاروبار کو فروغ ہوا تو انھوں نے اُس سے فوری نفع اٹھایا۔ روما میں روپے کا لین دین کرنے والوں

باب ۱۲

Faenerator کا پیشہ ذلیل خیال کیا جاتا تھا مگر چونکہ اس قسم کے کاروبار میں نفع کثیر تھا اس لیئے یہ خیال جاتا رہا یہاں تک کہ سینیٹ کے اراکین بھی مشارکتوں یا گماشتوں کے ذریعے سے جو زیادہ تر آزاد شدہ غلام تھے یا طبقۂ ایکوائٹ کے اراکین، اپنا سرمایہ اس قسم کی تجارتوں میں لگانے لگے۔ تجارتی اور ساہوکاری کاروبار اور سرکاری خزانے سے رقوم کے منتقل کرنے کے لیئے ہنڈیوں[له] Permutatines کی وجہ سے بہت سہولت تھی بلکہ بغیر اُن کے کام نہیں چل سکتا تھا۔ ہنڈیوں کا استعمال روما نے مشرقی ممالک سے سیکھا تھا جو یونانی تمدن کے زیر اثر تھے۔ ہر کام بڑے پیمانے پر ہوتا اور زیادہ تر ٹھیکے سے یہاں تک کہ تجہیز و تکفین[٢ه] کی رسوم میں بھی ٹھیکہ داروں کو دخل تھا۔ زراعت میں بھی جب کام کی زیادتی ہوتی مثلاً فصلوں کے کٹنے کے زمانے میں تو ٹھیکہ دار لوگ عارضی طور پر مزدور (آزاد یا غلام) فراہم کرتے تھے۔

حکام کی ناقابلیت

(۱۲۸۰) خانگی کاروبار میں تو تخصیصیت بڑھتی جاتی تھی مگر انتظام مملکت میں نہ تو روما میں اس کا وجود تھا نہ صوبجات میں جس کی وجہ سے ابتری بڑھتی جاتی تھی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ سرکاری عدالتوں کی صدارت پریٹر کرتے تھے جن کا انتخاب ایک ایسے طریقے سے ہوتا تھا جو روز بروز ابتر ہوتا جاتا تھا حالانکہ عدالت ہائے مذکور کی صدارت کے لیئے ایسے حکام کی ضرورت تھی جو قانون سے بخوبی واقف ہوں۔ پریٹروں کو اگر قانونی مشورے کی ضرورت ہوتی تو وہ مقننوں سے استمزاج کرتے جن کی رائیں صرف شخصی حیثیت رکھتی تھیں۔ فوجداری عدالتوں میں حاکم مقدمات کا خلاصہ کر کے اہل جوری کو نہ سناتا اس لیئے اگر اہل جوری ایماندار بھی ہوتے تو عیار وکیلوں کی موشگافیوں سے پریشان ہو جاتے کیونکہ وکیل قصداً امور تنقیح پر پردہ ڈال دیتے کیونکہ انھیں یہ خوف نہیں تھا کہ کوئی قابل حاکم اُن کے طلسم کو توڑ دیگا۔ اس کے بعد بھی پریٹر جو بغیر کسی خاص قابلیت کے عدالت کی صدارت کرتا رفتہ رفتہ صوبہ دار ہو کر ایک صوبے کے ملکی اور فوجی انتظامات کا افسر اعلیٰ ہو جاتا جن میں

له مثال کے لیئے دیکھو سسرو Ad fam سوم ۵، ۴ دوم ۱۷، ۷

٢ه دیکھو مارکوارٹ Privatleben صفحہ ۳۸۴۔

باب ۱۱ ایک کے لیئے بھی نما لگیا اُس میں اہلیت نہ ہوتی ۔ ممکن ہے کہ اُس کے اسٹاف میں اُس سے قابل لوگ ہوتے مگر اُس کے ساتھ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ کمتر قابلیت کے ہوتے خواہ اُن کو اُس نے خود مقرر کیا ہو یا اُن کا تقرر قرعہ اندازی سے عمل میں آیا ہو۔ اسکے وولا یا سسروا ایسے نیک لوگ اچھے آدمیوں کا انتخاب کرتے اور انھیں اپنے کام میں لگائے رکھتے ۔ مگر ویریس ایسے اشخاص اپنے ہی ایسے بدمعاشوں کا تقرر کرتے ۔ واقعہ یہ تھا کہ طبقۂ امرا کے افراد کو جن میں سے حکام صوبہ کا انتخاب ہوا کرتا صوبہ دار مقرر ہونے پر غیر محدود اختیارات مل جاتے تھے ۔ ان پر نہ تو کافی نگرانی تھی، نہ انھیں کوئی تنخواہ ملتی تھی، نہ اُن کے تحت میں پختہ کار عہدہ دار رکھے نہ انھیں روما کی سیاسی آرا کا خوف تھا جب تک کہ وہ اُن اہل روما کے کاموں میں مخل نہ ہوں جو صوبہ جات میں بھلے یا بُرے طریقوں سے دولت حاصل کرنے میں مصروف تھے نظام جمہوری کی ایک خاص خرابی یہ تھی کہ جب کسی انتظامی خدمت پر کسی شخص کا تقرر کیا جاتا تو اس امر کا مطلق خیال نہ کیا جاتا کہ اس خاص عہدے کے فرائض کو وہ انجام دے سکتا ہے یا نہیں ۔ مناسب تقررات اسی وقت ہوتے جبکہ روما یا اطالیہ پر کوئی مصیبت آجاتی یا کسی خطرے کا خوف ہوتا مثلاً میریس کا شمالی حملہ آوروں کے دفع کرنے کے لیئے یا پامپی کا بحری قزاقوں کے انسداد اور غلے کی درآمد کو محفوظ کرنے کے لیئے مقرر کیا جانا ۔ اس قسم کے نازک موقعوں پر سا ہوکاروں اور عامہ قوم کی مجموعی قوت امرائے سینیٹ کی مخالفت پر غالب آجاتی اور کسی خاص شخص کو ضروری گو خلاف دستور اختیارات مل جاتے ۔ اس موقع کے گزر جانے کے بعد پھر امرا کا دور دورہ ہو جاتا مگر ہر مرتبہ اُن کے از سر نو بااقتدار ہونے پر اُن کی قوت ضعیف تر ہو جاتی اور حکومت کی کارکردگی اور استواری میں فرق آجاتا ۔ روما کے زمانۂ حال کے مورخ معلوم کرسکتے ہیں کہ روما کا دستور ایک قلیل الرقبہ شہری سلطنت کا تھا اور ایک عظیم الشان شہنشاہی حکومت کی ضروریات کے لیئے ناکافی تھا مگر ہمعصر لوگ اسے محسوس نہ کر سکتے تھے اور دستوری ناکامی کو افراد کے حصول اقتدار پر محمول کرتے تھے ، سسرو اور کیٹو کو اسی کا اندیشہ تھا سولا حکومت سے دست کش ہو گیا تھا اور پامپی نے اپنی ہستی کو مٹا دیا تھا مگر اندیشہ یہ تھا کہ کہیں کوئی

باب ۱۶ مستقل مزاج اور با عزم شخص وجود میں نہ آجائے۔ اس لیے جب پامپی دوسری مرتبہ پیش پیش ہوا تو لوگوں کو رفتہ رفتہ معلوم ہو گیا کہ جمہوریہ کو پامپی سے خطرہ نہ تھا بلکہ ایک ایسے شخص (قیصر) سے جو دربردہ اپنا کام کر رہا تھا۔ اس کے بعد جب امرا نے اپنے حقوق اور اپنی قوت کو قائم رکھنے کے لیے تلوار اٹھائی تو موقع ان کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اُن کا خود قصور تھا کہ انھوں نے ایک کارگر نظام مملکت قائم نہیں کیا اس لیے اُن کا زوال حق بجانب تھا۔ نئی شہنشاہیت کا پہلا فریضہ یہ تھا کہ طوائف الملوکی کو مٹا کر سلطنت کے انتظام کی اصلاح کی جائے۔

یونانی روما میں۔ (۱۳۸۱) یونانی تمدن رکھنے والے مشرقی ممالک کو اپنے جمہوری فاتحوں کی خراب حکومت سے بہت نقصان پہنچا تھا مگر ممالک مذکور کے قابل اشخاص کیلیے یہ تلافی ہو گئی کہ اُن کی قابلیت کے اظہار کے لیے ایک وسیع میدان کھل گیا۔ متصر اڈاٹیس کا خاتمہ ہو چکا تھا، خاندان سیلیوکی کا چراغ گل ہو گیا تھا اور مصر روز بروز روما کے زیر اثر ہوتا جاتا تھا اس لیے بحیرۂ روم کے آس پاس کے ممالک کے تمدن کا صرف ایک شہنشاہی مرکز ہو سکتا تھا یعنی روما۔ یہ بھی لوگوں کو معلوم تھا کہ دولت مرکز حکومت کی طرف کھنچی جاتی ہے اور دولت اہل عزم کے لیے مقناطیس کا اثر رکھتی ہے۔ ذی علم یونانیوں کا روما میں پہلے سے رسوخ تھا اور اب تو قسمت آزما یونانی جوق جوق روما کی طرف جانے لگے۔ یونانی اساتذہ اور ماہرین کی کامیابی کا میں ذکر کر چکا ہوں لیکن ایک عجیب واقعے کا بیان مختصر طور پر کرنا ضروری ہے یعنی روما میں یہ رواج پڑ گیا تھا کہ امرا اپنے گھروں میں ایک ذی علم یونانی کو بطور مستقل مہمان یا ملازم کے رکھتے تھے۔ کچھ تو فیض صحبت اور حظ کلام کے لیے اور کچھ محض دکھاوے کے لیے فلسفیوں کو گھر میں رکھنے سے ایک تو یہ فائدہ تھا کہ وہ اپنے آقاؤں کو اس عہد کے جدید ترین خیالات سے باخبر رکھ سکتے تھے اور ثانیاً چونکہ اُن کی زبان یونانی تھی اس لیے نظم و نثر میں وہ اپنے آقا کی مدح میں جو کچھ لکھتے اُس کی اشاعت[1] وسیع تر ہوتی اور یہ بات لاطینی میں حاصل نہ ہو سکتی تھی

[1] سسرو Pro Arebia خصوصاً ۲۳۔

باب ۱۶

جو صرف ملک اطالیہ کی زبان تھی۔ مربی اور اُس کے مہمان فلسفی کے تعلقات منضبط تھے سیپیو کے زمانے میں اُس کا پاناای ٹیس اور پالی بیس کو اپنے یہاں مہمان رکھنا ایک غیر معمولی بات تھی مگر سسرو کے زمانے میں یہ طریقہ عام ہوگیا تھا۔ مام سین[1] کا بیان ہے کہ لیوکلس کا مکان یونانی علما کا مرجع تھا اور اس کے علاوہ غیر معمولی لوگ بھی اس طریقے کے پابند تھے[2] مصانی نے خوب کہا کہ اس بارے میں بھی قیصر کا طرز عمل روما کے دیگر سربرآوردہ اشخاص سے متضاد تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ امرا کے گھروں میں رہنے والے یونانی علما اور اُن کے مداحوں مثلاً بروٹس کی خیالی یونانیت کے دھوکے میں نہ آیا تھا۔ البتہ اُس سے زیادہ کسی کو اس امر کا احساس نہ تھا کہ روما کی حکمران سلطنت کو عالم یونانی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے اور یونانی ماہران فن کی قابلیت کا بھی وہ عملاً معترف تھا۔ علاوہ ازیں گو یونانیوں کا اثر روما میں بہت کچھ تھا مگر خوشامدی اور ناقابل اعتماد ہونے کی وجہ سے لوگ انھیں دریدہ دہن بھی سمجھتے تھے خصوصاً چھوٹے درجے کے ساہوکاروں اور عوام کو کسی شخص کا یونانی علوم کا دلدادہ ہونا یا یونانی طریقے اختیار کرنا بہت ناگوار تھا[3] سسرو نے اپنی عدالتی بحثوں میں اس تعصب کو نظرانداز کیا ہے اور بوقت ضرورت اپنے مخالفین کو یونانی طریقے اختیار کرنے پر ملامت بھی کی ہے۔ مثلاً ویریس کے مقدمے میں سسلی کے جو یونانی بطور گواہ پیش ہوئے انھیں وہ معتبر قرار دیتا ہے مگر اپنے موکل فلاکس کے مقدمے میں ایشیا کے یونانی گواہوں کو وہ بدمعاش قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے مقدموں میں جو رائے اُس نے یونانیوں کے خصائل کے بارے میں ظاہر کی ہے وہ قابل وثوق نہیں البتہ اپنے خطوں میں بھی اُس نے ان کے ناقابل اعتبار ہونے کی شکایت کی ہے

[1] تاریخ روما ترجمۂ انگریزی جلد چہارم ۶۰۴۔

[2] Silver Age of the Greekworld باب ۸۷۔

[3] سسرو In. Verr

باب ۲

اور یہی اس کی اصلی رائے ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے کیونکہ دوسری ذہین اقوام کی طرح یونانیوں کے اخلاق بھی اچھے نہ تھے۔ اس کے علاوہ مشرقی قوموں سے خلط ملط ہو جانے سے ان کے خصائل میں بہتری نہیں ہوئی تھی۔ روما میں بھی بہت سے ایسے کم ظرف تھے جو اپنے اسقام سے چشم پوشی کر کے دوسروں کے اخلاق پر نکتہ چینی کرنے کو ہمیشہ تیار رہتے تھے۔

مذہب اور تصوف

(۱۳۸۲) تصوف اور مذہب کی تحریکوں کا ہم اسی حد تک ذکر کریں گے جہاں تک کہ ان کا تعلق عہد زیر تذکرہ کی اخلاقی ابتری اور غیر ملکی اثرات کی ترویج تک ہے۔ قدیم ترین زمانے سے اہل روما میں یہ رسم تھی کہ وہ مفتوح اقوام کے دیوتاؤں کو بھی قبول کر لیتے تھے۔ مثلاً کوہ البن پر Juppiter Latiaris اور لانو ویم میں Juno Sospita کی پرستش اہل روما بھی کرنے لگے۔ لیکن کسی غیر ملکی مذہب کا روما میں جڑ پکڑ لینا ایک دوسری چیز تھی۔ تاہم "مادر بزرگ" کی پرستش دوسری جنگ قرطاجنہ کے زمانے میں شروع ہو گئی تھی۔ دوسری صدی ق م میں تین مذہبی رجحانوں کا پتا چلتا ہے۔ اولاً روما کے دیوتا اور یونانی دیوتاؤں کی تطبیق جس سے خدا کے متعلق تشبیہی تخیل پیدا ہو گیا۔ ثانیاً عقلیتی تحریک جس سے تعلیم یافتہ لوگوں کے عقائد ڈانواں ڈول ہو گئے مگر عوام کی اوہام پرستی میں کوئی تغیر نہ ہوا۔ ثالثاً مذہب ایک سیاسی آلہ ہو گیا جسے امرا اپنی ذاتی اغراض کے لیے استعمال کرتے تھے۔ قرطاجنہ اور کورنتھ کی تباہی کے بعد سو سالوں (۱۴۵ تا ۴۵ ق م) میں مشرق کے ممالک فتح ہوئے اور روما میں یونانی اثرات سرعت کے ساتھ پھیل گئے جس کی وجہ سے مشرقی مذہبوں کا یونانی لباس میں روما میں آنا ناگزیر ہو گیا۔ شاندار مذہبی رسوم اور ان کی دھوم دھام کا اثر ہزاروں ایسے نفوس خصوصاً طبقۂ اناث پر ہوتا تھا جو فلسفیوں کے نظریات اور عقائد کو سمجھ نہ سکتے تھے۔ عورتیں آزادی حاصل کر رہی تھیں جس کی وجہ سے تمدنی زندگی کا اب وہ ایک زبردست عنصر ہو گئی تھیں۔ علاوہ ازیں غیر ملکی لوگ جوق جوق روما میں آ رہے تھے اور سلطنت کے مذہب سے انھیں بالکل مس نہ تھا اور انھیں زیادہ تر رغبت مذہبی رموز، مخفی رسوم اور پوشیدہ انجمنوں سے تھی

باب ۱۲ اور کبھی وہ نفس کشی کرتے اور کبھی انتہائی آوارگی ۔ اسی لیئے طبقۂ ادنے بہت جلد اس
تحریک سے متاثر ہو گیا سینیٹ نے ۱۸۶ ق م میں بیک نالیا کی رسوم کو نہایت
سختی سے دبا دیا تھا مگر اب اس میں اس قدر قوت نہ تھی کہ موجودہ تحریک کو بھی
دبا دیتی۔ رنگیلے لوگوں میں بھی یہ تحریک مقبول ہو گئی اور لوکریشیس اور کٹیلس
کے زمانے میں "امیڈائی مادر بزرگ"[۱] کی پرستش بہت زوروں پر تھی۔ اس دیوی کے
پجاری مخنث ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ مصری دیوتاؤں کی پرستش کا رواج
بھی اسکندریہ کی طرف سے آ گیا بحیرۂ روما کے اطراف کے ممالک میں آئی سس
اور آسیرس (یا سیراپیس) کی پرستش کا رواج عرصے سے جاری تھا اور اطالیہ
میں جنوب کی طرف سے داخل ہوا۔ مصری تجارت کا بڑا بندرگاہ پیٹولی تھا اور
اسی بندرگاہ کی راہ سے مصر کے دیوتاؤں کی پرستش کا رواج بھی روما تک پہنچا
لیکن روما کے امرا اپنی سیاسی اغراض کی وجہ سے سلطنت کے مذہب کو برقرار
رکھنا چاہتے تھے اس لیئے وادی نیل کے دیوتاؤں کی پرستش کا رواج روما میں
بغیر سخت مخالفت کے نہیں ہوا۔[۲] کچھ عرصے کے بعد مصری دیوتاؤں کے معتقدوں
نے ۵۸ ق م میں یہ کوشش کی کہ کیپی ٹول کے پہاڑ پر جوپٹر کے مندر کے پاس
ان دیوتاؤں کے لیئے قربان گاہیں بن جائیں۔ لیکن اُن کی کوشش کارگر نہ ہوئی اور
باوجود کلوڈیس اور اس کے بدمعاشوں کی تائید کے قربان گاہ مسمار کر دیئے گئے
مگر اس ناکامی سے یہ تحریک مٹ نہ سکی کیونکہ ۵۳ ق م میں مکانوں کے قربان گاہوں کو
توڑ دیا گیا اور ۵۰ ق م میں ایک قربان گاہ کو توڑنے کے لیئے خود کانسل وقت کو پیش قدمی
کرنی پڑی کیونکہ عام لوگ توہم کی وجہ سے خائف تھے۔ لیکن اس تحریک سے صرف
عوام ہی متاثر نہ تھے بلکہ زنان بازاری[۳] بھی جس سے اُس کی مقبولیت ثابت ہوتی ہے۔

---

۱ لوکریشیس دوم ۵۹۸–۶۲۸۔ کٹیلس ۶۳ (Attis) پریلر Rom. Myth دوم ۳۸۷۔

۲ دیکھو پریلر R. Myth دوم ۳۷۸–۳۷۹۔ سسرو De nat. deor ۳ ج ۔ سیر کی تحریر ۴۳ ق م میں حکام ثلاثہ نے آئی سس اور سیراپیس کا مندر کیمپس میں بنانے کا وعدہ کیا جو شہر کی حدود کے باہر تھا۔

۳ کٹیلس ۱۰، ۲۶۔

باب اول

اس قسم کے مذاہب سے آگسٹس کے عہد کی رنگیلی خواتین میں آوارگی کا زور ہوگیا تھا اور غالباً عہد زیر تذکرہ میں بھی خواتین پر ان کا یہی اثر ہوگا۔ سراپیس دیوتا کے متعلق خیال تھا کہ وہ حالت خواب میں بیماریوں کا علاج سمجھاتا ہے[1] ایسے باخبر لوگوں کو اس قسم کے توہمات میں اعتقاد نہ ہو مگر کم عقل اور جاہل لوگوں کا اس توہم میں مبتلا ہونا باعث تعجب نہیں اور پُرفریب پجاریوں کو بھی اس میں بہت کچھ دخل تھا۔ اس زمانے میں بھی جیسا کہ اکثر دیکھا جاتا ہے ارتیاب اور ضعیف الاعتقادی کا ڈانڈا ملا ہوا تھا[2]

نگی ڈئیس فیگولس

(۱۳۸۳) ہم نے باب ہائے ماسبق میں ایسے فوق الفطرت واقعات کا بہت کم ذکر کیا ہے جن کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ ان سے اہم وقوعات کی پیشین گوئی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم تاریخی واقعات کو ان پریشان کن تفصیلوں میں مخلوط کرنا پسند نہیں کرتے حالانکہ تاریخوں میں ان فوق الفطرت واقعات کا نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر موجود ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اہل روما بالعموم اس قسم کے توہمات میں مبتلا تھے اس لیئے کہ ابی قوری لاادریت اس کو دفع نہ کرسکی تھی اور رواقی پیشین گوئیوں کو مانتے تھے جس کی وجہ سے عوام کے توہمات کو تقویت ہوگئی تھی۔ ہم بیان کرچکے ہیں کہ میریس اور سولا باوجود اختلاف طبائع سخت توہم پرست تھے ناظرین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ کراسس[3] باوجود بد دعاؤں اور ناکامی کے شگونوں کے پارتھیا کی مہم پر روانہ ہوگیا تھا جس میں وہ ہلاک ہوگیا۔ اس واقعے کا اس کے معاصرین پر بہت اثر ہوا تھا۔ اس بحث میں پی۔ نگی ڈئیس فیگولس[4] کا ذکر ضروری ہے جو اس

---

[1] سسرو de divin دوم ۱۲۳۔ وارو نے اپنی ہجویہ نظم Eumenides میں اس توہم کا مذاق اُڑایا ہے۔

[2] دیکھو فقرۂ ۱۶۶ کتاب ہذا۔ مترجم۔

[3] دیکھو Teuffel Schwabe Ueberweg. ۱۷ تاریخ فلسفہ ترجمۂ انگریزی کم ۲۳۴۔

[4] ٹائریل وپرسر جلد چہارم دیباچہ مہافی Silver Age صفحات ۱۰۵ و ۲۱۸۔ مام سین کے تذکرۂ فی گولس کے متعلق مہافی نے جو کچھ لکھا ہے قرین انصاف ہے۔

عہد کا ایک عجیب و غریب شخص تھا اور جس نے مذہب فیثاغورثی کو روما میں زندہ کیا تھا۔ فیثاغورث اور اس کی مشہور اخوت کی روایات جنوبی اطالیہ میں اب تک باقی تھیں اور علمائے آثار قدیمہ کی یہ دریافت کرنے کی کوشش تھی کہ اس یونانی حکیم اور روما کے دوسرے بادشاہ نوما میں کیا تعلق تھا جسے روما کے مذہبی رسوم کا موجد قرار دیا جاتا ہے۔ اس زمانے میں عام رجحان یہ تھا کہ جس عقیدے میں ماورائی تصوف کا شائبہ بھی ہوتا وہ فیثاغورث کی طرف منسوب کیا جاتا جس کا نہ تو اس زمانے میں کسی کو کچھ علم تھا نہ اب ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جو کتابیں نوما کی طرف منسوب کی گئی ہیں (۱۸۱ ق م) محض جعلی ہیں۔ فیثاغورث کے مذہب کے احیاء کے اسباب اور اصلیت پر ہم اس موقع پر بحث نہیں کر سکتے البتہ یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ تحریک اسکندریہ میں پیدا ہوئی اور اس کی نوعیت بھی وہی تھی جو آجکل کے تھیاسوفی (Theosophy) کی ہے اس سے مقصود یہ تھا کہ بوقت واحد مذہب سے جو بے بنیاد ثابت ہو چکا ہی تھا اور فلسفے سے جس سے اطمینان قلب حاصل نہ ہوتا تھا چھٹکارا مل جائے اس مذہب میں پیشین گوئی اور غیب دانی کو بہت کچھ دخل تھا اور مشرقی توہمات بھی مخلوط ہو گئے تھے۔ تبلیغ کرنے والے قصداً فریب دہی بھی کرتے تھے۔ فیگولس سسرو[1] کا دوست تھا جو اس کی قوت فیصلہ اور رائے صائب کا مداح تھا۔ سیاسیات میں وہ امرا کا طرفدار تھا۔ خانہ جنگی میں پامپی کا اس نے ساتھ دیا اور بحالت جلا وطنی مر گیا۔ غیر معروف اور عجیب و غریب علوم میں مہارت رکھنے کی اس کی خاص شہرت تھی۔ گیلیس کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف و نحو کے متعلق اس کے خیالات عام اصول سے متاثر تھے۔ زیادہ تر شوق اسے نجوم اور حیوانیات کے عجائب و غرائب سے تھا۔ عجیب و غریب واقعات کے متعلق

---

[1] سسرو Pro Sulla ۲۲ Timaeus Ad Q. frat.-1 یکم ۲، ۱۶. Ad Att دوم ۲، ۲، ۷، ۱۴، ۱۱ اور خصوصاً Ad fam چہارم ۱۳ سنہ ۴۶ قبل مسیح پلوٹارک سسرو ۲۰ - ۲۷ -
An seni gerenedaresh.

باب ۱۲

پلینی[۱] اکثر اُس کے اقوال کو نقل کرتا ہے۔ لیوکن نے بھی غالباً لیوی کا تتبع کر کے اُس کو ایک مکالمے میں پیش کیا ہے جس میں وہ خانہ جنگی کی آسمانی نشانیوں پر بحث کرتا ہے۔ سوئی ٹونیس کا بیان ہے کہ جب سی۔ آکٹے ویس اور آتیا کے گھر میں ایک بچہ (آگسٹس) پیدا ہوا تو فیگولس نے اُس کا زائچہ بنا کر بتایا کہ وہ تمام دنیا کا بادشاہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس عجیب و غریب اور غیر معمولی چیزوں کی تحقیق کرنے والے کی طرف اکثر لوگ متوجہ ہوتے تھے اور اعلیٰ طبقوں میں بھی اُس کی عزت تھی۔ وہ نہ تو محض مُلّا تھا نہ اوہام پرست اور اُسے ہم دغاباز بھی نہیں کہہ سکتے سائنس کو اس قدر ترقی نہیں ہوئی تھی کہ لوگوں پر یہ ظاہر ہوتا کہ وہ اغلاط کا زندہ مجموعہ تھا۔

روما اور اُس کا تمدن

(۴۳۸) شہر روما کی پوری آبادی کا کوئی خاطر خواہ اندازہ نہیں ہو سکتا گو اکثر علما نے نہایت کاوش سے مختلف طریقوں سے اُس کا اندازہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک صاحب[۲] نے حال میں اس کے متعلق چند نتائج نکالے ہیں جو سابق اندازوں کے مقابلے میں زیادہ قرین قیاس ہیں اُن کا خیال ہے کہ عہد شہنشاہیت کی پہلی تین صدیوں میں روما کی آبادی قریب آٹھ لاکھ تھی اور سولا کے زمانے میں چار لاکھ یا اس سے کم تھی۔ چونکہ اس تعداد میں عورتیں بچے غلام اور آزاد غیر ملکی بھی شامل ہیں اس لیئے یہ اندازہ حقیقی اعداد سے کچھ کم معلوم ہوتا ہے۔ انھوں نے فرض کر لیا ہے کہ ۶۰ ق م کے قریب جب کہ سرویس کی فصیل کے باہر بھی مکان بننے لگے اُس وقت آبادی ۱۵۰ سال کے بعد کے مقابلے میں نصف تھی جب کہ مضافات کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی۔ لیکن چونکہ ہم ان اشخاص کی تعداد کا اندازہ نہیں کر سکتے جن کے مکان عہد شہنشاہی کی عالی شان عمارتوں کی تعمیر کے لیئے گرا دیے گئے تھے اس لیئے ہمارے لیئے یہ اندازہ کرنا بھی ناممکن ہے کہ نئے محلوں میں پرانے محلوں کے باشندوں کی تعداد کس تناسب سے تھی جنکے

---

[۱] پلینی تاریخ فہرست لیوکن پنجم ۶۲۹-۶۷۲ سوئی ٹونیس آگسٹس ۹۴۔

[۲] بیلوخ Bevolkerung صفحات ۳۹۲-۴۱۲ اُسنے پرانے اندازوں کا بھی ذکر کیا ہے

مکان گرا دیے گئے تھے سسرو[1] کے زمانے میں روما کی گلیاں زیادہ تر تنگ اور بے رونق تھیں۔ زمین کی قیمت بہت زیادہ تھی اور آبادی زیادہ اس لیے پرانی وضع کے مکانوں کا بنانا ناممکن تھا۔ عرصہ دراز سے مکان توڑ کر از سر نو بنائے جا رہے تھے اور گنجائش نکالنے کے لیے مکان کئی کئی منزلوں کے ہوتے[2] آگ اکثر لگ جایا کرتی تھی جس کی وجہ سے مکانوں کی از سر نو تعمیر کی ضرورت ہوتی۔ اُس زمانے میں یہ طریقہ رائج ہو گیا تھا کہ زیادہ سے زیادہ گنجائش نکالنے کا پورا خیال کر کے مکانات کے بڑے بڑے قطعے[3] (Jnsulae) بنائے جاتے اُن کے کمرے یا جزو غریب کرایہ داروں کو کرایہ پر دیئے جاتے۔ اس میں مکان کے مالکوں کو بہت نفع تھا مگر چھوٹے چھوٹے کمروں میں بہت سے آدمیوں کے رہنے سے سخت چپقلش ہوتی۔ مکانوں کا فرش کچی اینٹوں کا بنایا جاتا جو زمین کی نمی سے جلد خراب ہو جاتیں۔ یہ اینٹیں چونکہ بھاری اور کمزور ہوتی ہیں اس لیے بالائی منزلیں زیادہ تر لکڑی اور پلستر سے بنائی جاتیں جو بہت کمزور ہوتی تھیں اور کمروں کے بیچ کی دیواریں تو محض کاغذی ہوتیں۔ مشرقی نمونے کی مسطح چھتیں جو زمانۂ حال میں روما میں نظر آتی ہیں، اُن کا بھاری ہونے کی وجہ سے رواج نہ تھا۔ مگر روما کے کویلو بھی بھاری ہوتے تھے اور نیچے کی دیواروں کے گرنے سے تمام مکان گر پڑتا۔ مکانوں کو صرف آگ لگنے سے خطرہ نہ تھا بلکہ ۲۵ ﻫ میں[4] ٹائبر ندی کی

---

[1] سسرو De lege agraria دوم ۹۶ — جوڈی نل سوم ۲۶۶ پر میپیر کی تحریر میں روما کی گلیوں کے متعلق بہت کچھ مواد موجود ہے۔

[2] سسرو Adatt. ۱۵/۷ ۲/۴ - ۲۶/۱/۵ وغیرہ۔

[3] یہ بھی Insulae کہے جاتے ورنہ اس کے علاوہ ذیل کے الفاظ بھی رائج تھے۔

Cenacula, habitationes mecitoria

[4] وٹ اوولیس (دوم ۱۶۸/۲۰) نے جو آگسٹس کے زمانے میں تھا لکھا ہے کہ فرش کسی بہتر چیز کا بنتا تھا۔ غالباً ۲۵ ﻫ کی طغیانی کے تجربے سے یہ اصلاح عمل میں آئی ہو گی۔

باب ۱۲ — ایک غیر معمولی طغیانی[۱] سے بھی بہت نقصان ہوا، شہر کے تمام نشیبی محلّے زیرِ آب ہو گئے، مویشی مر گئے، کوٹھیوں میں غلّہ خراب ہو گیا اور کچی اینٹوں کی دیواروں کے گرنے سے مکان بھی گر گئے جس سے جان کا بھی نقصان ہوا۔ واضح رہے کہ غربا کے مکان زیادہ تر نشیبی محلوں میں تھے۔ سسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ معزز لوگوں کی جائدادوں کو بھی نقصان پہنچا گو اُن کے مکان زیادہ تر اونچے مقامات میں تھے جہاں پانی پہنچ نہیں سکتا تھا۔

(۵ ۸ ۱۳) یہ مصائب ایسے تھے جن کا سدِّباب حسنِ تدبیر سے ہو سکتا تھا اور حکومتِ جمہوری کا اس طرف توجہ نہ کرنا اُس کے لیئے شرمناک تھا۔ آگسٹس نے اُس کی تلافی کی۔ آگ بجھانے کے لیئے اسنے ایک خاص جماعت (Vigiles) قائم کی اور قانون[۲] کے ذریعے سے مکانوں کی بلندی ۷۰ فٹ تک محدود کر دی۔ ٹائبر ندی کے پاٹ کو اُس نے خس و خاشاک اور مٹی کو نکال کر صاف کرا دیا اور اُن دیواروں کو بھی نکال دیا جن سے ندی کا بہاؤ رُکتا تھا۔ اُس کے جانشینوں نے بھی بہت کچھ کیا۔ آگ[۳] اکثر لگتی تھی کیونکہ عمارتیں لکڑی کی تھیں اور مکانوں میں سے دھوئیں کے نکلنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ غربا کے مکان سردی اور گرمی دونوں موسموں میں تکلیف دہ تھے۔

آگ۔ انتظام آبرسانی

مکانوں کے بڑے بڑے قطعات (Insulae) کی اہمیت جمہوریہ کے آخری زمانے میں یہ تھی کہ قیصر[۴] نے اُن کو آبادی کا جزولاینجزی قرار دیا تھا۔ جن لوگوں کو غلّہ مفت ملتا تھا، اُن کی فہرست کی جب اُس نے ترمیم کرائی تو حکم دیا کہ اُس کے متعلق دریافت مکانوں کے مجموعوں (Vici) یعنی محلوں کے لحاظ سے کی جائے اور

---

[۱] ڈائون ۳۹، ۶۱، ۶۳ سسرو Ad Q.frat سوم ۷۔ فقرہ ۱۱۲۳ کا حاشیہ۔
[۲] سوئی ٹونیس آگسٹس ۳۰ ڈائون ۵۵، ۲۶، ۵۴، ۱ اسٹرابو ۵، ۳، ۷ صفحہ ۲۳۵۔
[۳] دیکھو جوونیل سوم ۷، ۱۹۰۔ ۲۲۲، ۱۴، ۳۰۵۔ سوئی ٹونیس آگسٹس اور ٹیسی ٹس Ann ۱۵، ۴۳ میں نیرو کے زمانے کی تعمیراتِ جدیدہ کا حال۔
[۴] سوئی ٹونیس جولیس ۴۱ آگسٹس ۴۰۔
[۵] مارکوارٹ Staw یکم ۷، ۸۔

باب ۱۱

قطعات کے مالکوں (Per dominus insularum) سے ضروری امور دریافت کئے جائیں۔ زمانۂ قدیم کی چھوٹی چھوٹی عمارتوں کے بجائے اونچے اونچے قطعات کی تعمیر سے شہر میں زیادہ رونق نہ ہوئی ہوگی اور بالائی منزلوں سے کوڑے کرکٹ کے گرنے سے راہ رووں کو وہی تکلیف ہوگی جو جووِینل کے زمانے میں تھی جمہوریہ کے زمانے میں آگ بجھانے کا غالباً قدیم طریقہ جاری تھا یعنی قدیم ترین مقام سے ہاتھ سے پانی لاتے ہوں گے کیونکہ غریبوں کے مکانوں میں غالباً پانی کے نل نہ ہوں گے۔ شہر میں پانی چار نہروں سے آتا تھا، ایپیا (۳۱۲ق م) انیو ویٹیس (۲۷۲ق م) مارکیا (۱۴۴ق م) اور ٹے پولا (۱۲۵ق م) آب رسانی کے انتظام میں بھی حکام جمہوریہ سخت غفلت کرتے تھے اور آگسٹس اور اسکے جانشینوں نے جو انتظامات کئے اس سے ظاہر ہے کہ پانی کی قلت تھی کیونکہ نہ صرف آبادی بڑھ رہی تھی بلکہ حماموں کی تعداد بھی بڑھ گئی تھی۔ یہ بھی واضح رہے کہ نہروں کا پانی روما کے حوضوں اور ذخائر آب تک پورا نہیں پہنچتا تھا بلکہ لوگ اپنی خانگی ضروریات میں سے نہروں کو کاٹ کر پانی لے لیا کرتے تھے[1]۔ حکام جمہوری کی اس میں نہ صرف غفلت ہی تھی بلکہ شرکت بھی اور آگسٹس نے اس دھوکہ بازی کو روکنے کے لئے سخت قواعد نافذ کئے

بڑی بڑی سڑکوں پر لاوا[2] (Silex) کے ٹکڑوں کا فرش ہوتا جو نہایت سلیقے سے جڑے ہوتے، گلیوں پر کسی نرم پتھر کے مربع ٹکڑوں کا فرش ہوتا۔ شہر میں گاڑیوں میں سوار ہوکر نکلنا ایک خاص اعزاز تھا جو کانسلوں کے لئے مخصوص تھا یا پجاریوں کے لئے کسی خاص موقع پر یا جلوس ہائے فتح کے مواقع کے لئے۔ پالکیوں کے رواج سے جنھیں غلام اٹھاتے تھے روما کی خواتین کو گاڑی کی سواری کا حق باقی نہ رہا۔ امرا بھی پالکیوں میں بالعموم بیٹھتے تھے۔ عمارتوں کا سامان گاڑیوں میں آتا ہوگا مگر یہ گاڑیاں

---

[1] مثال کیلئے دیکھو سسرو Ad fam ۸، ۶، ۴ پلینی تاریخ ۳۱، ۴۲۰ -

[2] وہ مادہ جو آتش فشاں پہاڑوں سے نکلتا ہے اور سرد ہونے کے بعد خشک ہو جاتا ہے (مترجم)۔

باب ۱۵ صرف صبح کو ملتی تھیں۔ شہر کی تنگ سڑکوں پر بڑی بھیڑ رہتی تھی اور شور بھی بہت ہوتا تھا۔ جوتوں کی آواز تو نہ ہوتی ہوگی کیونکہ جوتوں میں ایڑیاں نہ ہوتی تھیں مگر شور بہت ہوتا ہوگا کیونکہ پھیری والے چلا چلا کر اپنی چیزیں فروخت کرتے تھے اور غلام بھی بہ آواز بلند اپنے مالکوں کے لیئے راستہ صاف کرتے تھے ؎

امرا کے مکانات (۱۳۸۶) مکانوں میں نیچے کی منزل میں سڑک کی طرف کھڑکیاں نہیں ہوتی تھیں۔ امرا کے مکانوں میں جو زیادہ اونچے نہ ہوتے سڑک کی طرف کی دیواریں صرف ایک دروازہ ہوتا جس کی حفاظت کے لیئے ایک دربان ہر وقت بیٹھا رہتا۔ دولت اور عیش پسندی کے بڑھ جانے سے عالی شان مکان بننے لگے تھے مگر عزلت پسندی کا اصول اب بھی باقی تھا۔ مکانوں کے اندر صحن ہوتے تھے اور کمروں کی کھڑکیاں صحن کی طرف ہوتیں۔ اب کو روما کے خاندانوں میں اب سابق کا سا انتہائی اقتدار حاصل نہ تھا مگر خاندان کی حیثیت اب بھی ایک چھوٹی سی سلطنت کی تھی جس کا صدر باپ تھا۔ ہر خاندان قوم کا ایک آزاد جزو تھا اور مکانوں کی ساخت ہی سے ظاہر تھا کہ بیرونی اثر ؎ کا داخل ہونا اُن کے مالکوں کو ناگوار تھا۔ امیروں کے مکان اب زیادہ تر پہاڑیوں پر تھے خصوصاً کوہ پلاٹین پر جو فورم کے اوپر اور کیپی ٹول کی پہاڑی کے مقابل ہونے کی وجہ سے بہت پسند کیا جاتا تھا۔ سرکاری عمارتیں بھی اسی پر تھیں۔ مکانوں کے موقعوں کے انتخاب میں سہولت اور صحت کا خیال رکھا جاتا اور مکان سڑکوں سے دور ہوتے تاکہ وہاں کے شور و شغب سے تکلیف نہ ہو۔ اپنے نیم شاہی مساکن سے اکثر امیر لوگ سیاسی معاملات میں شرکت کرتے

لہ امرا کے مکانوں میں ایک بالائی منزل ہوتی تھی جو حصہ زیادہ پسند ہوتا تھا کیونکہ سسرو نے اپنے مکان کے بالاخانے میں ایپی کس کے ایک بیمار غلام کو ٹھیرانے کا وعدہ کیا تھا ایڈ اٹی کم ۱۴، ۱۰۔

عہ روما کے خاندانوں کے انحطاط اور تمدنی زندگی کی تخریب کے لیئے دیکھو Proceeding of the classical Association میں مسٹر بلیو ڈا ہیو فسد ولر کی تحریر۔

باب

سینیٹ کے اجلاسوں میں شریک ہوتے، عدالتوں میں کسی فریق مقدمہ کی تائید کے لیئے جاتے، اپنے ساہوکار سے معاملات کو طے کرتے یا ایک نام جاننے والے غلام (Nomenclator) کی مدد سے کسی عہدے کے لیئے کوشش کرتے یہ غلام ہر شخص کا نام جانتے تھے اور انھیں کی مدد سے امیر لوگ گمنام لوگوں کا نام لے کر انھیں مخاطب کرسکتے تھے۔ امرا کی زندگی کے ہر جزو میں امارت و سطوت کی بو تھی اس لیئے اُن لوگوں کو کسی فرد واحد کا غیر معمولی اقتدار حاصل کرلینا سخت ناگوار تھا۔ ان کے ماحول کا بھی یہی اثر تھا کہ امارت کا نشہ اور تیز ہوتا۔ اُن کی قوت کی بنا دولت پر تھی جو صدیوں کی حکومت سے حاصل ہوئی تھی۔ اگر مطلق العنان حاکم برسر حکومت ہو جاتا، تو اندیشہ تھا کہ اُن کی حیثیت گھٹ جائے اور ذرائع آمدنی بھی محدود ہو جائیں، اسی لیئے شہنشاہیت کے قیام کے وہ سخت مخالف تھے۔ زمانۂ حال میں اسی قسم کی کوئی سیاسی مثال ہم پیش نہیں کرسکتے جس سے وہ تمام حالات ہمارے پیش نظر ہو جائیں جن کی وجہ سے امرائے جمہوری کو اپنی اہمیت پر اس قدر ناز تھا۔ چاپلوس اور خوشامدی آزاد شدہ غلاموں کی موجودگی ہی انھیں اپنی عظمت کو ہر وقت یاد دلانے کے لیئے کافی تھی۔ ان لوگوں پر اپنے مربیوں کی خدمت کرنا قانوناً لازم تھا اور اُن کی نظر عنایت کے لیئے یہ لوگ قانون اور رواج کی حدود سے بھی تجاوز کر جاتے تھے جمہوریہ کے آخری دور نے آزاد شدہ غلاموں کے زمانۂ سابق کے متوسلوں کی جگہ لے لی تھی۔ اُس عہد کے امرا حسب نسب کے لحاظ سے امیر نہ تھے مگر قوت کی انھیں بھی اسی قدر حرص تھی جتنا کہ زمانۂ سابق کے پیٹریشین لوگوں کو اور یہ لوگ ایک حیثیت سے کسی قوم کے نام نہاد رئیس نہ تھے بلکہ ایک زبردست شہنشاہیت کے حقیقی حاکم تھے۔

تعمیرات عامہ

(۱۲۰۷) عرصہ ہوا کہ سلطنت روما اپنے رقیبوں کو تباہ کرکے ایک زبردست شہنشاہی قوت ہوگئی تھی جس سے امید ہوسکتی ہے کہ تعمیرات عامہ کی طرف بھی توجہ ہوئی ہوگی اور ممالک غیر سے کثیر رقوم کے آنے سے ایسی عمارات کی تعمیر عمل میں آئی ہوگی جو سابق کی کم حیثیت عمارتوں کے مقابلے میں عالی شان ہوں گی۔ مگر واقعہ اس کے خلاف تھا یعنی امرا کے محل تو شان و شوکت اور وسعت میں بڑھتے جاتے تھے مگر

باب ب اس عہد جمہوری میں عمارات عامہ بہت کم تعمیر ہوئیں اور جو تھیں وہ اعلیٰ درجے کی تھیں۔ ایک نہر (سنہ ۱۲۷ ق م) البتہ اس زمانے میں بنی سنگی پلوں کی تعمیر بھی شروع ہوگئی مگر تکمیل بہت سستی کے ساتھ ہوئی صرف دو پل تھے ایک تو پرانا سب لی کیس اور دوسرا ایمی لیس جس کی تعمیر سنہ ۱۷۹ ق م میں شروع ہوئی مگر تکمیل سنہ ۱۴۲ ق م میں ہوئی۔ ان کے علاوہ دو چھوٹے پل جزیرے کی طرف بنائے گئے۔ فابٹ رکیس سنہ ۶۲ ق م میں اور کیشس لیس غالباً سنہ ۴۶ ق م میں۔ سڑک فلامینی پر جو شمال کی طرف جاتی تھی، روما سے قریب دو میل پر مل دیس کا پل سنہ ۱۰۹ ق م میں از سر نو پتھر کا بنایا گیا۔ شہر کا جو حصہ ٹائبر کے پار تھا وہ زمانۂ مابعد میں آباد ہوا۔ اس میں زیادہ تر باغ اور بنگلے تھے۔

اس عہد میں صرف ایک پبلک ہال (Basilicae) بنا یعنی اوپی میا جو سنہ ۱۲۱ ق م میں ایل۔ اوپی میس نے بنایا۔ یہ وہی شخص ہے جو گراس کی تباہی کا باعث ہوا اور جس نے اس ہال کے قریب میں کان کورڈیا کا مندر بنایا تھا۔ اس قسم کے دو ہال پورکیا اور ایمی لیا پہلے سے موجود تھے اور فورم کے شمال میں کیپی ٹول کے قلعے کے نیچے اور پرانی مشورہ گاہ (Comitium) اور سینیٹ کے پرانے مکان کے قریب تھے۔ شہر کے اس حصے میں عمارات عامہ ایک دوسرے کے بالکل قریب ہوا اس لیے اور اسی لیے سنہ ۵۲ ق م میں کلوڈیس کی تجہیز و تکفین کے ضمن میں جو آتش زنی ہوئی اُس کی وجہ سے سخت نقصان ہوا۔ سنہ ۵۰ ق م میں ایمی لیا کا ہال از سر نو تعمیر کیا گیا۔ لیکن چونکہ جگہ بہت کم تھی اس لیے شاندار نہ بن سکا۔ جولیس قیصر نے سنہ ۴۶ ق م میں ایک بڑا بھاری ہال (Basilica Julia) بنانا چاہا اور اُس کے لیے فورم کے جنوب مغرب میں ایک زمین کا انتخاب کیا، اس کی تکمیل آگسٹس نے نہایت شاندار پیمانے پر کی۔ فتوحات کی یادگار میں کمانوں کی تعمیر کا آغاز دوسری جنگ قرطاجنہ کے بعد سے ہوا۔ اس عہد میں [1] (Fornix Fabiauus) کے نام سے ایک کمان سنہ ۱۲۱ ق م میں گال میں قبائل اروِنی اور آلوبروگی پر کیو۔ فے بیس کی فتح کی یادگار میں فورم کے مشرقی جانب

[1] سنہ ۵۶ ق م میں اس کی مرمت ہوئی۔ اس کے بعض کتبے معلوم ہیں (وِل منس ۶۱۰) اور نہایت دلچسپ ہیں۔

باب ۸

"مقدس راہ" کے قریب بنائی گئی۔ عہد کور کی عمارات کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ یہ تھا کہ ایک سنگی تھیٹر بنایا گیا اس وقت تک اہل روما کی قدامت پرستی کی وجہ سے تھیٹر کی عارضی عمارتیں لکڑی کی ہوتی تھیں۔ لیکن ان چوبی عمارتوں کی تعمیر کا صرفہ بہت ہوتا ہوگا خصوصاً اس لیے کہ اندرونی آرائشوں اور شامیانوں پر بہت فضول خرچی ہوتی تھی۔ ۵۸ء ق م میں ایم۔ ایمی لیس نے ایک نہایت شاندار عارضی تھیٹر بنایا جس میں اسی ہزار آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ ۵۰ء میں کیوریو[۱] اس سے بھی بازی لے گیا۔ کم از کم بہ لحاظ خوبی تعمیر کے۔ اُس نے دو لکڑی کے تھیٹر بنائے جو ایک طرف سے دوسری طرف پھیر سکتے تھے اور ایک محور پر گردش کر سکتے تھے۔ ایک کی پشت دوسرے سے ملی ہوئی تھی اور جب تھیٹر کے لیئے اُن کی ضرورت نہ ہوتی تو ایک دوسرے کے آمنے سامنے کر دیے جاتے جس سے ایک بڑا بھاری تماشا گاہ (Amphitheatre) بن جاتا جس میں ایسے تماشے ہوتے جو صرف آنکھ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی اثنا میں پامپی نے مخالفت کو رفع کر کے ۵۵ء میں اپنا مستقل سنگی تھیٹر بنوایا جس میں وینیئس وکٹرکس کا مندر بھی تھا۔ لیکن سرکس میں گھوڑ دوڑ اور دوسرے تماشے ہوتے رہے یہاں تک کہ تماشا گاہ (Amphitheatre) بھی ایک مستقل[۲] عمارت ہو گئی جس میں عہد شہنشاہی میں مسلح پہلوانوں کی کشتیاں یا جانوروں کی لڑائیاں ہوتی تھیں۔ روما کے عوام کو اب صرف سستے غلے اور مخرب اخلاق تماشوں میں دلچسپی رہ گئی تھی۔ سرکس میں کوئی زیادہ تغیر نہیں ہوا تھا اور یہ ایک گھوڑ دوڑ کا احاطہ تھا جس میں چوبی نشستیں تھیں۔

فورم اور کیمپس

(۱۳۰۸) مسلح پہلوانوں کی کشتیاں اب بھی فورم میں ہوتی تھیں گو اسکے لیے وہاں جگہ بہت کم تھی اور جو کچھ تھی اُس کے بیشتر حصے پر لکڑی کی ہنگامی نشستیں بنی ہوئی تھیں نشستوں کی کمی کی وجہ سے اُن کی قدر و قیمت بہت تھی اور رائے دہندوں کو ہموار کرنے کے لیئے لوگ اکثر اُن کے لیئے نشستوں کا انتظام کر کے مرہون منت

---

[۱] پلینی تاریخ ۳۶، ۱۱۶-۱۲۰۔
[۲] روما سے پہلے کمپانیا میں دیکھو مارکوارٹ Stvw ۳م ۵۵۶۔

باب ۱۲ کر لیتے تھے۔ عوام کے جمع ہونے کے لیئے فورم میں کافی گنجائش نہ تھی اور آئندہ ڈیڑھ سو سال تک اکثر شہنشاہ اُس کی وسعت کی فکر میں رہے۔ جمہوریہ کے آخری زمانے میں کیمپس مارٹیس کے اکثر حصوں پر اغراض عامّہ کے لیئے مکانات یا احاطے بن گئے تھے۔ چند مندر بھی وہاں تھے اور ستونوں کی دو قطاریں (Porticus) تھیں۔ پامپی نے بھی اپنا تھیٹر یہیں بنا لیا تھا۔ اسی مقام پر ایک احاطہ (Circus Flomiuius) تھا جو سنہ ۲۲۰ ق م کے قریب بنا تھا۔ لیکن فصیلوں کے باہر مکانات کی تعمیر میں اہم ترین کام یہ تھا کہ تمام انتخابات[1] مجلس قبائل اور مجلس پلیب (Concilium Plebis) کے کیمپس میں ہونے لگے جیسے کہ مجلس سنتوری (Comitia Centuriate) کے اس سے قبل سے ہوتے تھے۔ مختلف رائے دینے والی جماعتوں کے لیئے جو علیحدہ مقامات مقرر تھے رفتہ رفتہ مستقل ہونے لگے اور جولیس قیصر نے اسکے لیئے علیحدہ علیحدہ احاطے بنانے کی تجویز کی تھی جسے اگریپا نے تکمیل کو پہنچایا حالانکہ اُس زمانے میں انتخابات محض برائے نام تھے۔ شمار آرا کے یہ مقامات (Ovilia یا Saepta) بڑی شمالی سڑک کے مغربی جانب کو ایک عمارت مسمی بہ Villa Publica کے قریب تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ عمارت سنہ ۳۵[2] ق م میں بنائی تھی لیکن اسکے بعد پھر از سرنو بھی غالباً بنی ہوگی۔ مکانات اس جانب بڑھتے جاتے تھے اور تمام کیمپس تیسری صدی مسیحی میں شہر کی فصیل کے اندر آگیا تھا اور قرون وسطیٰ میں روما کا شہر اسی مقام پر آباد تھا۔ ساہوکارہ حسب سابق اُس زمانے میں بھی فورم ہی میں تھا۔ جہاں کہیں موقع مل جاتا دکانیں بن جاتیں۔ ساہوکاروں اور صرافوں کی دکانیں کثرت سے تھیں خصوصاً چند کانوں[3] کے قریب جو جانی کے نام سے مشہور تھیں ساہوکاروں کی ان دکانوں (Tabernae argentoriae) میں روما کے

---

[1] فالس مجالس وضع قوانین سے مراد نہیں ہے جن کے اجلاس فورم میں ہوتے تھے۔
مامسین .Str جلد سوم صفحات ۳۸۲-۳۸۳-
[2] لیوی چہارم ۲۲ دیکھو فقرہ ۱۳۵۶ کتاب ہذا
[3] مارکوارٹ Stvw دوم ۶۵- ہورلیس Sat پہ پار کی تحریر ۲، ۳، ۱۸-

باب ۱۶

تمام لین دین کے معاملات طے ہوتے اور کاروبار کی مقدار بھی بہت زیادہ تھی۔ ساہوکاروں کی دکانوں کے بڑھ جانے سے فورم ایسے تنگ مقام میں جگہ کی اور بھی تنگی ہو گئی ہوگی۔

عہد شہنشاہی کی عمارتیں مجسمات

(۱۳۸۹) واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہو گیا ہوگا کہ شہر روما اس قدر عالی شان نہ تھا جتنا کہ ایک عدار سلطنت کے دارالسلطنت کو ہونا چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو روپیہ صدیوں سے کھنچ کر روما میں آتا وہ افراد کی جیبوں میں رہ جاتا، خزانۂ سلطنت میں اول تو روپیہ کبھی وافر نہ رہتا، علاوہ ازیں غلے کی خرید میں جو ہر سال نقصان پڑتا اُس کی پابجائی مشکل سے ہوتی اور غیر معمولی اخراجات کا تو ذکر ہی نہیں۔ امیر لوگ اپنا روپیہ عیش و عشرت اور سامان آرائش میں صرف کرتے۔ اگر کسی میں ہمت ہوتی تو وہ اپنا روپیہ تماشوں اور انعام و اکرام میں ضائع کرتے اس لیئے عمارات عامہ بہت کم تھیں اور جو مندر تھے وہ بھی ٹوٹ پھوٹ رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ روما کے امرا دیوتاؤں کے اعزاز کے مقابلے میں رائے دہندوں کا خوش رکھنا زیادہ ضروری خیال کرتے تھے۔ لیکن شہنشاہیت کے قیام سے یہ حالات متغیر ہو گئے۔ دور شہنشاہی کے ملک الشعرا ہوریس[1] نے جمہوریہ کے آخری دور کے افراد کی فضول خرچیوں اور فرائض ملکی کی طرف سے بے خبر رہنے پر طعن و تشنیع کی ہے اور زمانۂ قدیم کے اہل روما کی قابل تقلید مثال کی طرف اشارہ کیا ہے جو ان لوگوں کے برعکس تھے۔ آگسٹس اپنے طرز عمل سے لوگوں پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ شہر کی آرائش میں جو سعی بلیغ وہ کر رہا تھا وہ اسلاف کی قابل تقلید مثال کی متابعت میں تھی۔ اُس نے نہ صرف نئی عمارتوں پر رقوم خطیر صرف کیں بلکہ ۸۲ پرانے مندروں کی مرمت کر دی اور دربار کے اراکین کو بھی اس طرف متوجہ کیا۔ اپنے آخری زمانے میں وہ فخریہ کہا کرتا تھا[2] کہ جب روما میرے قبضے میں آیا تو کچی اینٹوں کا بنا ہوا تھا اور میں اُسے سنگ مرمر کا بنا ہوا چھوڑ جاؤں گا

[1] ہوریس Carm دوم ۱۵ اس کا مقابلہ کرو ۸ اا اور سوم ۱، ۶، کے بعض حصوں سے۔
[2] سوئی ٹونیس آگسٹس ۲۸، ۲۹ Mon. Ancyr ۲۱،۱۔

باب ۱۵

عہد جمہوری کے زمانۂ انحطاط میں حکام کی بے ایمانیوں اور فضول خرچی پر گویا اس کا قول فیصل تھا۔ آگسٹس نے جو کچھ کیا وہ گویا اعلیٰ پیمانے پر جولیس قیصر کے ارادوں کو پورا کرنا تھا۔ عہد انقلاب میں روما میں ایک خاص قسم کی یادگاریں البتہ تھیں یعنی مخصوص اشخاص کے مجسمات جن کا بہت قبل سے رواج ہو گیا تھا اور یونانی اہل فن کی کثرت سے یہ فن اچھی حالت میں تھا۔ مجسمات پائدار چیزوں کے زیادہ تر بنتے تھے کیونکہ اس سے خاندانوں کا نام قائم رہتا تھا۔ دیوتاؤں کے مجسمے اور خیالی تصویریں بھی تھیں۔ فنون لطیفہ کے یہ بیش قیمت نمونے زیادہ تر یونانی تمدن والے ممالک سے بطور مال غنیمت آئے تھے۔ ان میں سے اکثر امرا اور دیگر اشخاص کی ذاتی ملکیت میں تھے جو انھیں اپنے محلوں کی آرائش کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ لیکن غیر خانگی مقامات میں بھی مجسموں[1] کی تعداد بہت تھی۔ مندروں کے علاوہ جہاں زمانۂ قدیم کی لکڑی یا مٹی کی بنی ہوئی مورتیں بھی تھیں۔ ہر کھلے ہوئے مقام میں مثلاً کیپی ٹول کے احاطے میں اور کمیٹیم اور فورم میں قسم قسم کی مورتیں تھیں۔ تھیٹروں، حماموں، پالوں وغیرہ ہر مقام میں مورتیں رکھ دی جاتی تھیں۔ خانگی باغوں کی زیبائش کے لیے بھی مورتوں کی بہت مانگ تھی نہ صرف روما میں بلکہ دیہات میں بھی جس کی وجہ سے مورتیں کثرت سے بننے لگیں اور مشہور مورتوں کی نقلیں باہر سے آنے لگیں اور مورتوں کی فروخت[2] ایک پُر منافع تجارت ہو گئی۔ مورتیں جو تجارتی اصول پر بنائی جاتی اگر وہ تعلیم یافتہ لوگوں کو پسند نہ آتیں تو اُن کے اور بہتر سے خریدار تھے جو زیادہ نفاست پسند نہ تھے۔ پامپی نے اپنی تھیٹر کی آرائش اٹی کس[3] کے سپرد کی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ بھلی اور بُری مورتوں میں تمیز کر سکتے تھے۔ مجسمات

---

[1] ۱۵۸ ق م میں سنسروں نے مجسموں کی کثرت کو روکنے کی کوشش کی تھی۔ دیکھو پلینی تاریخ ۳۴، ۳۰۔

[2] سسرو Ad fam منتخب ۲۳، ۳، ۲۔

[3] سسرو Ad Att چہارم ۹، ۱۔ ۱۲

باب

بزرگوں کی یادگار کا کام لینے میں ایک سخت وحشیانہ بد مذاقی ہونے لگی تھی۔ تمیز میں زمانۂ انحطاط میں یہ رواج پڑ گیا تھا کہ نئے سر[1] پرانی مورتوں پر رکھ دیے جاتے اور حصۂ زیرین پر کسی دوسرے شخص کا نام لکھ دیا جاتا۔ یہ کارروائیاں اپنے مربیوں کو خوش کرنے کے لیئے لوگ کرتے تھے اور رفتہ رفتہ یہ قبیح رسم روما میں بھی پھیل گئی۔ اس لیئے مورتوں پر جو نام لکھے ہوتے ہیں وہ اکثر اوقات صحیح نہیں ہیں۔ روما کے امرا جو اپنے خاندانوں کی یادگاریں اپنے بزرگوں کے مجسمے نکلے ہوئے مقامات میں نصب کراتے تھے۔ اُن کی ہستی اور حالات کے متعلق عجیب غلطیاں کر بیٹھتے تھے۔ تصویروں کا بھی کثرت سے رواج تھا اور سسرو[2] ان کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ یہ تصویریں دیوتاؤں اور لڑائیوں کی ہوتی تھیں۔ نقشوں کا بھی رواج تھا۔ یہ تصویریں اکثر مندروں کی دیواروں[3] اور برآمدوں میں لگائی جاتیں مگر زیادہ تر امرا کے محلوں میں تھیں۔ فنون لطیفہ کے نمونے جمع کرنیوالوں میں لیوکلس اور ہارٹین سیس بہت مشہور[4] تھے مگر ان کے علاوہ اور لوگ بھی تھے۔ استادان فن کے بہترین نمونوں کی قیمتیں بہت ہوتی تھیں۔ لیکن ان کی مانگ زیادہ تر امرا کے محلوں کے لیئے تھی اور شہر کی آرائش عہد شہنشاہی میں ہوئی۔[5]

اطالیہ اور مقامی دستور سیاسی

(۱۳۹۰) اطالیہ کی جنگ عظیم کے سلسلے میں جو تغیر اطالیہ میں ہوا اُس کا ہم نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کریں گے۔ اس انقلاب سے قبل

[1] سسرو Ad Att ۶، ۱، ۲۶ پلوٹارک انٹونی ۶۰۔ روڈز میں اس رسم کے رواج کے لیئے دیکھو صفحات ۱۵۵، ۲۷۷/۲۷۸ Mahaffigs Silver Ageof the Greek world

[2] سسرو Ad Att ۶، ۱، ۱۷، ۱۸۔

[3] سسرو Ad fam ۷، ۲۳، ۳۔

[4] پلینی تاریخ ۳۵، ۱۷۔ ۲۵، ۱۱۳، ۱۱۵۔

[5] پلینی ۳۴، ۴۸۔ ۳۵، ۱۲۵۔ ۱۲۷، ۱۳۶۔

باب ۱۱

روما میں حسب ذیل جماعتیں تھیں:-

(الف) روما کے شہری جو مقامات ذیل میں رہتے تھے۔

(۱) شہر روما اور اس کے قرب و جوار میں۔

(۲) شہریوں کی نوآبادیوں میں۔

(۳) ایسے دیہاتوں میں جن کا مرکز کوئی شہر نہ تھا اور جہاں حکومت مقامی کا وجود نہ تھا اور عدالتی اختیارات پری فیکٹوں (حکام عدالتی) کے تفویض سے جو روما سے وقتاً فوقتاً جاتے تھے۔

(۴) چند افراد لاطینی شہروں میں تھے جن میں سے اکثر نے حقوق شہریت روما "حقوق لاطینی" کے سلسلے میں حاصل کئے تھے۔ بعض غیر لاطینی حلیف مملکتوں میں تھے جنھیں حق شہریت (Civitas) بطور اعزاز ذاتی عطا ہوا تھا۔

(ب) حلیف۔

(۱) چند پرانے لاطینی شہروں کے لاطینی۔

(۲) لاطینی نوآبادیوں کے لاطینی۔

(۳) معمولی حلیف جو اپنے عہدناموں کی رو سے روما کے مختلف شرائط کے ساتھ وابستہ تھے۔

جماعت ہائے (الف) و (ب) میں اصل فرق یہ تھا کہ جماعت (الف) یعنی شہریان روما کی حیثیت سلطنت روما کے ایک جزو کی تھی اور جن مقامات میں وہ آباد تھے وہاں کے مقامی انتظامات صرف ان کی سہولت کی غرض سے تھے نہ کہ کسی خاص حق کی بنا پر۔ شہریان روما کا تعلق روما کے قبیلوں سے تھا اور قبیلے قوم کے اجزا تھے۔ اصول کے لحاظ سے شہری نہ صرف حقوق رکھتے تھے بلکہ شہریت کے فرائض بھی انجام دینا ان پر لازم تھا مگر عملاً یہ رجحان پیدا ہو گیا تھا کہ یہ لوگ حقوق کا تو دعوے کرتے مگر فرائض کے انجام دینے سے پہلو تہی کرنے لگے تھے۔

باب الف

جماعت (ب) یعنی حلیف دراصل آزاد[1] بستیاں تھیں جنھیں اپنے اندرونی معاملات میں حکومت خود اختیاری حاصل تھی اور اُن کے اپنے حکام بھی تھے جو اُن کے خاص قوانین کے بموجب عدالتی کام کرتے تھے۔ اس لحاظ سے تو اُن کی حالت بہتر تھی مگر خارجی معاملات میں وہ بالکل روما کے تابع تھے اور اس ماتحتی کی وجہ سے فوجی خدمت کا بار اُن پر بڑھتا جاتا تھا اور اس کے علاوہ روما کی حکمت عملی یہ تھی کہ وہ ایک دوسرے سے بالکل علٰحدہ رہیں۔ اہل روما کا غرور بھی روز بروز بڑھتا جاتا تھا جس سے حلیفوں کی سخت ذلت ہوتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں بالآخر سخت کشمکش ہوئی اور بالآخر جنگ اطالیہ کے بعد دونوں جماعتوں کے باقی ماندہ افراد ایک دوسرے سے مل گئے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں دونوں جماعتوں کا امتزاج بغیر مزید خوں ریزی اور جدوجہد کے عمل میں نہیں آیا۔

اس کے متعلق یہ خیال رکھنا چاہیے کہ یہ دونوں جماعتیں جو آپس میں مل گئی تھیں اپنے نظام ہائے سیاسی کی رو سے مختلف تھیں۔ پرانے شہری خواہ کہیں ہوں روما سے تعلق رکھتے تھے، اُن کے حقوق اور فرائض بھی روما سے وابستہ تھے اور مقامی حکومت خود اختیاری کا خیال ان میں ابھی تک پورے طور سے پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ اُسے وہ اہم خیال کرتے تھے۔ نئے شہریوں کو اب پرانے شہریوں کے ساتھ مساوات حاصل ہو گئی تھی مگر مقامی حکومت خود اختیاری کی یاد اُن کے دلوں میں تازہ تھی جس سے اُنھیں دست بردار ہونے پر مجبور کرنا نا ممکن تھا۔ باشندگان صوبجات مفتوحہ کی طرح شہریوں کی بستیوں پر حکومت کرنے کے لیے حکام کا بھیجنا مناسب نہ تھا۔ زمانۂ قدیم سے اہل روما کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ مقامی معاملات میں دخل دینا پسند نہ کرتے تھے، البتہ جن مملکتوں سے انھیں تعلق تھا وہاں کے طبقۂ اعلیٰ سے وہ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ اسلئے گو سابق کی حلیف مملکتوں کے شہری روما کے شہری ہو گئے مگر ان کے شہروں کی

[1] ان میں سے جو زیادہ آزاد تھے روما کے جلا وطنوں کو پناہ دے سکتے تھے۔ اطالیہ کے آزاد ہونے کے بعد یہ ممکن نہ تھا۔

باب ۵

حکومت خود اختیاری باقی رہی۔ اس شہریت در شہریت کے لحاظ سے شہریوں کی حیثیت دو گونہ تھی۔ ان نئے شہریوں کے عام حقوق شہریان روما کے تھے۔ لیکن مسافت کی وجہ سے وہ ہر موقع پر روما میں آکر رائے نہ دے سکتے تھے اور یقیناً ان میں سے اکثر روما کے سیاسیات میں زیادہ حصہ نہیں لیتے تھے۔ دیہات کے شہریوں کو زیادہ تر دلچسپی مقامی معاملات میں تھی اور روما کے انتخابوں اور وضع قوانین میں دیہات کے صرف چند رائے دہندے شریک ہو سکتے ہوں گے۔

نظام بلدی

(۳۹۱) اطالیہ کی جنگ عظیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے چند ہی سال بعد متعدد حکومت خود اختیاری رکھنے والی بستیاں روما میں ضم ہو گئیں۔ مگر یہ انضمام بمقابلہ سابق کے مختلف نوعیت کا تھا۔ سابق میں اگر کوئی بستی مملکت روما میں شامل کر لی جاتی تو حیثیت ماتحتی کی ہوتی اور اس کے باشندوں کا شمار روما کے شہریوں میں ہونے لگتا مگر قبیلوں میں وہ نہ شامل کیے جاتے ان بستیوں کی سیاسی حیثیت میں اختلاف تھا مگر یہ نیم شہری جو "شہری بلا حق رائے دہندگی"[۱] کہے جاتے تھے امور مملکت میں حصہ نہ لے سکتے تھے گو پورے شہریوں کے فرائض انہیں انجام دینے پڑتے تھے۔ یہ لوگ (Municipes) کہے جاتے تھے اور ان کی بستیاں (Municipia) کے نام سے موسوم تھیں۔ لفظ (Municipium) سے ماتحتی عیاں تھی مگر چونکہ ان نیم شہریوں کو رفتہ رفتہ پورے حقوق شہریت مل گئے اس لیے اس اصطلاح کے معنوں میں بھی فرق ہو گیا۔ مگر اب حلیفوں[۲] کو کسی درمیانی امتحانی منزل کو طے کرنے کے بغیر بوقت واحد پورے حقوق شہریت مل گئے اور تمام ملک اطالیہ میں ایسی بستیاں پیدا ہو گئیں جن کے باشندے

۱؎ اسی کو (Cives Sine Suffragio) کہتے تھے۔

۲؎ ان جدید بلدیات میں نیو پولیس بھی تھا جس میں بہت سے یونانی رواج باقی تھے اور سرکاری زبان یونانی تھی۔ دیکھو (Belochs campanien) یہاں اکثر عزلت پسند اور علمی مذاق رکھنے والے اہل روما رہنے لگے جن میں ورجل بھی تھا۔

روما کے شہری تھے مگر ان میں مقامی معاملات کا تصفیہ مقامی دستور کے باب ۱۱
لحاظ[1] سے ہوتا تھا۔ یہ بستیاں (Municipia) بلدیات تھیں مگر اس اصلاح کے جدید
استعمال کے لحاظ سے شہریان روما کی تعداد میں اس اضافۂ عظیم سے پرانے
شہریوں کے مقامی نظام میں بھی کچھ تغیر ہوا اور اس سے حکومت خود اختیاری
کو بہت فروغ ہوا۔ جن اضلاع کا مرکز کوئی شہر نہ تھا وہاں اب یہ عملدرآمد ہو گیا
کہ کسی گاؤں کو شہر قرار[2] دے کر اس ضلع کے لیے اُسے حکومت مقامی کا مرکز
بنایا جاتا۔ اس طور پر تمام ملک اطالیہ بلدیات میں منقسم ہو گیا اور سسرو کے
زمانے میں یہی حالت تھی۔ پرانی اصطلاحیں (Colouia) (نو آبادی) اور
(Praefectura) (ضلع جو پریفکٹ کے زیر حکم ہو) اب تک باقی تھیں اور اس سے
ہر شہر کی زمانۂ قدیم کی اصلی سیاسی حیثیت معلوم ہوتی تھی مگر اب دراصل سب بلدیات
تھے اور شہنشاہی کے مقابلے میں مقامی کو (Municipalıs) (بلدیاتی) کہنے لگے
تھے۔ انھیں بلدیات پر اب ملک اطالیہ کی قوت کا انحصار تھا۔ بعض ان میں سے
اچھی حالت میں تھے بعض خود ہنر داں تھیں مگر بحیثیت مجموعی ان میں سے اکثر میں
زندگی کے آثار تھے ان بلدیات میں سے اکثر کے دستور سیاسی میں روما کے دستور کی نقل
لیگئی تھی اور سینیٹ، حکام اور مجلس عامہ ہوتی تھی۔ مگر سب کا دستور یکساں نہ تھا خصوصاً اعلیٰ احکام
کی تعداد اور القاب میں اکثر فرق ہوتا۔ مگر ان امور کو ہم تفصیل سے بیان نہیں کر سکتے
ورنہ اہم واقعات نظر انداز ہو جائیں گے۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ بلدیات مذکور میں
بھی دولتمند لوگوں کو تفوق حاصل ہو گا جو دار السلطنت کے امرا کی طرح حریص
اور خود غرض تھے۔ دیہات کے شہروں میں بھی روما کے طور طریقوں کی نقل
کی جاتی تھی اور سسرو[3] کا بیان ہے کہ بلدیات کے بعض خاندانوں نے جرائم کے

---

[1] مامسین (Staatsrecht) جلد سوم باب متعلق حقوق بلدی۔
[2] مامسین نے بتایا ہے کہ اسی لیے (Praefecturae) بحیثیت بستیوں کی ایک جماعت کے جنگ اطالیہ کے بعد وجود میں آئیں۔
[3] دیکھو (Pro Roscio Amerino) اور (Pro cluentio)

ارتکاب میں بہت مشاقی پیدا کی تھی؛

(۱۳۹۲) ہر بلدیہ علٰحدہ ہستی بھی رکھتا تھا اور مملکت روما کا ایک جزو بھی تھا اور علاوہ اپنی تمامی اراضی کے جو اُس کے افراد کے یا خود اُس[1] کے قبضے میں تھی اُس کو یہ بھی اختیار تھا کہ بحیثیت بلدیہ ہونے کے صوبجات میں اراضی اپنے قبضے میں رکھے اور اُنھیں اجارے پر دے کر نفع حاصل کرے۔ صوبجات کی اراضی کی آمدنی اکثر بلدیات[2] کے موازنے کا اہم جزو تھی۔ قریب قریب کے بلدیات میں بعض اوقات نزاعیں بھی پیدا ہو جاتی تھیں جو زیادہ تر حدود اراضی[3] اور حقوق آب سے متعلق تھیں۔ حقوق آب کی نزاعیں اسقدر اہم ہوتی تھیں کہ اس قسم کے ایک مقدمے کی تحقیقات کے لیئے ایک کمیشن[4] مقرر ہوا تھا جس کا صدر ایک کانسل تھا اور فریقین میں سے ایک کا وکیل سسرو تھا۔ اس کے متعلق یہ بھی اس مقام پر بیان کرنا ضروری ہے کہ صوبجات کی بستیوں کی طرح اطالیہ کی بلدیات بھی روما کے کسی ذی اثر شخص کے ساتھ اپنا تعلق[5] رکھتی تھیں جو بحیثیت مربی (Patronus) اُن کے معاملات کی روما میں نگرانی کرتا۔ لیکن یہ تعلق غیر سرکاری تھا، مربی ان کا نمایندہ نہ تھا بلکہ اس امیر کی حیثیت صرف یہ تھی کہ وہ اس امر کی نگرانی کرتا تھا کہ جو بلدیہ اُس کے زیر حمایت ہو اُس کا کوئی نقصان نہ ہونے پائے۔ بلدیات کے اعلےٰ طبقوں کے لوگ اس قسم کے تعلقات ہمیشہ برقرار رکھتے جس کی وجہ سے تمام جزیرہ نمائے اطالیہ کے امرا میں بایکدیگر یک گونہ یک جہتی پیدا ہو گئی تھی۔ اسی ظاہری یکجہتی سے سسرو کو دھوکا ہوا

بلدیات کی جائدادیں اور اُن کے تعلقات

[1] یہ (agerpublicus) (سلطنت روما کی سرکاری زمینوں) سے مختلف ہے۔

[2] سسرو (Ad fam) ۱۲، ۷، ۱۱ ولیس دوم ۱۸۱۔

[3] لیگیوریا کے ایک مقدمے کے فیصلے سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود اراضی کی نزاعوں کا تصفیہ کس طور پر ہوتا تھا (۱۱۷ ق م) یہ کتبہ جنیوا میں ہے۔ ول منس ۸۷۲۔

[4] سسرو (Ad Att) ۴، ۱۵، ۵ وارو (R R) سوم ۲، ۳۔

[5] سسرو (Ad Att) ۴، ۱۵، ۱۵ (Phil ۳۵ (in Pison) دوم ۱۰۷۔

باب

اور انٹونی کے مقابلے میں اُس نے بلدیات کی امداد پر بھروسا[1] کیا اور بالآخر امرا کی حمایت میں اپنی جان دے دی۔ علاوہ ازیں اعلیٰ طبقہ اس کی بھی ایک جہتی حکام ثلاثہ کے وسیع مظالم کا باعث ہوئی کیونکہ وہ سمجھنے لگے تھے کہ تمام اطالیہ کے اعلےٰ طبقات کے لوگ اُن کے دشمن ہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ روما کے امرا کے دم خم اب بھی وہی تھے اور اُن کے تکبر و نخوت میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی جمہوریہ جب حالت نزع میں تھی اُس وقت بھی امرا آکٹے ویَن کو طعنہ دیتے تھے کہ وہ ایک بلدیہ کے ایکوائٹ خاندان سے ہے اور سسرو نے بھی جو باعتبار حسب نسب اسی طبقے (بلدیہ کے ایکوائٹ) سے تعلق رکھتا تھا پیسو کو جو مثل اُس کے کانسل رہ چکا تھا ۵۸ ق م میں ایک بلدیہ[3] پلاسنٹیا کا باشندہ ہونے پر طعنہ دے کر کہا ہے کہ وہ حسب نسب کے لحاظ سے ایک گال سے بہتر نہیں ہے۔ برخلاف ان کے لوگوں کو اپنے بلدیہ سے انس تھا۔ اکثر شہریوں کے گویا اب دو[4] وطن تھے۔ ایک تو اُن کا خاص شہر جو اُن کا آبائی وطن تھا اور دوسرا روما جو اصطلاحاً تمام شہریوں کا وطن تھا جس سے تعلق رکھنے کی وجہ سے یہ لوگ روما کے شہری ہو کر تمام دنیا پر تفوق رکھتے تھے، یہی خصوصیت ایک زمانے میں روما کے شریف النسب پٹریشین لوگوں کو حاصل تھی۔ دو وطن رکھنے کی خصوصیت اطالیہ کی جنگ عظیم سے قبل خواہ عام یا شاذ[5] مگر اس کے چند روز کے بعد بالکل عام ہو گئی، اور سسرو کے زمانے میں تو پورے طور پر تسلیم کر لی گئی تھی۔

دوہرے حقوق شہریت

(۱۳۹۳) ہمارے ماخذ اس بارے میں بالکل ناکافی ہیں کیونکہ اس عظیم الشان تغیر کا کسی مورخ نے تذکرہ نہیں کیا ہے حالانکہ اُس کے وقوع میں

له سسرو (phil) ۷، ۲۳
ٮه سسرو (phil) ۳، ۱۵، ۱۶-۱۴، ۱۰۹-
ٮه سسرو (in Pison) ۱۴، ۱۴، ۲۳، ۵۳، ۶۲، ۶۷-
عه دیکھو سسرو (de legibus) دوم ۵ کی مشہور عبارت۔
۵ه مامسین کا خیال ہے کہ یہ صورت شاذ و نادر تھی۔

باب ۱۱ آنے کے متعلق کسی شبہہ کی گنجائش نہیں سسرو نے اسی زمانے میں سینیٹ[1] کے ارکین کو یاد دلایا تھا کہ ان میں سے اکثر بلدیات کے باشندے ہیں حالانکہ اس وقت وہ اُن کی امداد کا محتاج تھا۔ صورت حال یہ تھی کہ بلدیات کے شہری ہونیکی بنا پر لوگ روما کے شہری تسلیم کر لیے جاتے تھے۔ مام سین کا بیان ہے کہ اس تغیر کی وجہ سے قبائل کی تقسیم میں کچھ ترمیم ہوئی مگر یہ مسئلہ اس قدر وسیع ہے کہ اُس پر اختصار کے ساتھ بحث نہیں ہو سکتی اور تغیر مذکور کے سیاسی پہلو پر بغیر اس بحث کے بھی روشنی پڑ سکتی ہے۔ قاعدہ یہ تھا کہ ایک ہی بلدیہ کے باشندے جب روما کو اظہار رائے کے لیے جاتے تو ایک ہی قبیلے میں رائے دیتے مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ مختلف بلدیات کے باشندے برابر روما کو جا کر مجالس میں شریک ہوتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بلدیات کے شہریوں کو روما کے شہری ہونے کی وجہ سے رائے دہندگی کا حق حاصل تھا خواہ روما تک وہ پہنچ سکیں یا نہ پہنچ سکیں۔

اطالیہ کی عام حالت (۱۳۹۴) اب ہم صرف چند تفصیلی امور کا ذکر کریں گے جن سے اطالیہ کی عام حالت پر روشنی پڑتی ہے۔ سولا کے سیاسی تغیرات کے بعد سے ہر سال کے کانسل روما یا کم از کم اطالیہ میں مقیم رہتے اور انتظام داخلی انھیں کے سپرد تھا، مثلاً اگر اندرون ملک میں کسی امر کے تصفیے کی ضرورت ہوتی تو یہ کام کسی کانسل کے تفویض ہوتا۔ مگر بد انتظامی کے زمانے میں ایک باقاعدہ جمعیت کوتوالی کے نہ ہونے سے سخت دقتیں لاحق ہوتی تھیں۔ مثلاً ۵۸ ق م کے قریب سسرو کے ایک دوست کو روما کے قریب ایپین سڑک پر رہزنوں نے لوٹ[2] لیا تھا۔ دیہات میں کبھی عرصۂ دراز تک رہزنی کا انسداد نہیں ہوا۔ وارو کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہاتوں میں رہزنوں سے لوگ ہمیشہ خائف رہتے تھے۔ کیٹی لین اور اسپارٹکس کی بغاوتوں کے انسداد کے بعد اُن کی جماعتوں کے

---

[1] سسرو (Phil) سوم ۱۵۔

[2] سسرو (Ad Att) ۷، ۹، ۱۔

باب ۱۶

باقی ماندہ افراد جس میں بعض فرار شدہ غلام بھی ضرور شامل ہو گئے تھے جو سالہا سال تک پریشان[1] کرتے رہے ۔ ناظرین کو یہ بھی یاد ہو گا کہ قیصر کے غیاب میں ایم ۔ کائی لیس نے کس آسانی سے جنوبی اطالیہ میں ڈاکوؤں کی ایک جماعت تیار کر لی تھی ۔ قریب نصف صدی (۸۰ تا ۳۰ ق م) تک اطالیہ میں بعض شوریدہ سر لوگوں کی وجہ سے فساد برپا ہوا کرتے تھے جنھیں انتقام کی خواہش تھی یا جن پر ظلم ہوا تھا اور جن فسادات کا ذکر تاریخوں میں آیا ہے اُن سے مترشح ہے کہ سخت بدامنی تھی ۔ ہمسایہ زمینداروں کی نزاعوں کا اکثر مقامات میں یہ نتیجہ ہوتا کہ علانیہ لڑائی ہونے لگتی ۔ سسرو کی باقی ماندہ تقریروں میں اس قسم کے دو مقدمات[2] کا پتا چلتا ہے جن میں سے ایک تھوری ای واقع جنوبی اطالیہ کا تھا اور دوسرا اٹروریا کے ۔ یہ دونوں ضلع اس بارے میں بہت بدنام تھے ۔ لیکن شاہراہوں پر غالباً امن ہو گا ورنہ ہرکاروں کا ہر وقت چلنا دشوار ہو جاتا ۔ دولتمند مسافر اپنی حفاظت کے لیے غلاموں کا بدرقہ رکھتے تھے ۔ آگسٹس قیام امن کے لیے جو تدابیر عمل میں لایا اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطنت کے دور دراز گوشوں میں کسقدر بدامنی تھی ۔ جب اس کام کی طرف وہ متوجہ ہوا تو نہ صرف اُسے قزاقوں کی جماعتوں (Grassatores) کا استیصال کرنا پڑا بلکہ ایک اور قبیح رواج کا بھی انسداد کرنا پڑا جو بڑے زرعی علاقوں میں غلاموں سے کام لینے کے ضمن میں پیدا ہو گیا تھا یعنی مسافر خواہ وہ احرار ہوں یا غلام حالت سفر میں گرفتار کر لیے جاتے اور اس کے بعد غلاموں میں شریک کر کے اُن سے جبراً کام لیا جاتا ۔ اس[3] سے ظاہر ہے کہ مزدوروں کی بہت مانگ تھی اور اس رسم کو لوگ قبیح نہیں خیال کرتے تھے ۔ شہنشاہ نے قزاقی کے ساتھ اس قبیح رسم کے انسداد میں سعی بلیغ کی مگر

---

[1] سوئی ٹونیس آگسٹس اور شک برگ کا حاشیہ۔

[2] (Pro caecina Pro Tullio)

[3] سوئی ٹونیس آگسٹس ۳۲۔

باب ۱۲

جو لوگ کہ زمینی علاقوں میں گرفتار کر لیئے جاتے تھے (Suppressi)[1] ان کے قید رکھنے کا رواج عرصے سے پڑ گیا تھا اور ایک بار کی کوشش سے اسکا استیصال دشوار تھا۔ سڑکوں پر لوگوں کے کھانے پینے کے لیئے سرائیں[2] تھیں۔ یہ سرائیں آس پاس کے زمینداروں کی تھیں جو اپنے علاقے کی پیداوار کو اس طور پر نفع سے بیچ دیا کرتے تھے۔ دور دراز کے دیہاتی محلوں کے مالک اکثر مقامات پر اپنے ٹھہرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے مکان (Deversoria) بنا لیتے جہاں وہ خود اور اُن کے دوست اثنائے سفر میں ٹھہرتے تھے۔ اطالیہ کے خوشگوار مقامات میں دیہاتی محل کثرت سے بن گئے تھے اور رفتہ رفتہ لفظ وِلا (Villa) کا اطلاق اُس دیہاتی محل پر ہونے لگا جس کے ساتھ باغ ہو خواہ اُس کے ساتھ مزرعہ ہو یا نہ ہو۔ موسم خزاں میں روما کے دولتمند لوگ اپنے دیہاتی محلوں کو چلے جاتے تھے۔ دیہات میں بھی ملاقاتیوں کی کثرت ہوتی تھی جس سے سسرو جیسے علمی مشاغل رکھنے والے لوگوں کو زحمت ہوتی تھی۔ دیہات کی شہری مجالس کا روما کے بارسوخ لوگ مذاق[3] اُڑایا کرتے تھے اور اُن سے اکثر لڑ بیٹھتے تھے۔ اس لیے اُن کا دیہات میں جانا مجالس مذکور کے لیے اکثر اوقات[4] پریشانی کا باعث ہوتا۔ سسرو کے زمانے میں تمام قابل زراعت اراضی خانگی ملکیت میں آ گئی تھی۔ سرکاری ملکیت میں اب صرف (Ager campanus) کیمپانیا کی اراضی رہ گئی تھی اور وہ بھی غالبًا عہد زیر تذکرہ کے اختتام سے قبل نبرد آزما سپاہیوں میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ چراگاہ کی زمینیں بھی بیشتر خانگی ملکیت میں تھیں گو

---

[1] آزاد لوگوں کے گرفتار کرنے والوں کے خلاف قوانین مابعد میں قانون چارہ جوئی موجود ہے۔ دیکھو (Julii Paulli sentent.) ۵، ۶، ۱۴ ڈائجسٹ ۴۸، ۱۵، ۱۶-۴۳، ۲۹-۴۷، ۲، ۳، ۸-

[2] سرائے کو (Tabernaedeversoriae) یا صرف (Tabernae) کہتے تھے۔

[3] سسرو خطوط (Ad fam.) ۱، ۲

[4] سسرو (Ad Att) ۴، ۷، ۳-

باب

اب بھی برادران گراکی سے اس وقت تک کے زرعی قوانین کے باوجود سرکاری اراضی (Ager publious) کا نام سننے میں آتا ہے - اس اراضی سے غالباً مراد پہاڑی چراگاہوں[1] سے ہے جن کا رقبہ بعض ضلعوں میں بہت زیادہ تھا مثلاً سامنیم میں سولا کی خوں ریزی اور مزارعین کی بے دخلی کے بعد - اس عہد میں مسئلۂ زرعی میں جو تغیرات ہوئے اُن کا ذہن نشین رکھنا ضروری ہے جس کا آغاز برادران گراکی کی اس تحریک سے ہوا تھا کہ سلطنت اراضیات پر قبضہ کرے اور پھر انھیں غربا میں تقسیم کر دے - اس تحریک کی ناکامی سے سابق کی خرابیاں اور بھی بڑھ گئیں - مسئلۂ زرعی کی آخری منزل یہ ہے کہ خانگی اراضیات ضبط کر لی گئیں اور کسانوں کو بے دخل کر کے سپاہیوں میں تقسیم کر دی گئیں - میلیریا (دفصلی بخار) کا بہت کم ذکر ہے گو اس بیماری کا کیمپے نیا اور اپولیا کے ساحلی ضلع میں زور تھا - وباؤں کا کوئی ذکر بھی اس زمانے میں نظر نہیں آتا جن سے سابقہ عہدوں میں روما تباہ ہو چکا تھا - سسرو شہر کے موقع کو پسندیدہ خیال کرتا تھا اس وجہ سے کہ متعدد چشمے اس کے قرب وجوار میں تھے - مگر روما کی آب وہوا کی بہتری کی غالباً وجہ یہ تھی کہ نہروں کے ذریعے سے صاف اور خالص پانی آنے لگا تھا۔

غلام، احرار، روما کے عوام-

(۱۳۹۵) غلامی کی رسم کا بار بار ذکر آنے سے ناظرین گھبرا اُٹھے ہوں گے مگر روما اور یونان کی تہذیب کی معاشی بنیاد غلامی[2] پر تھی - انسان کو حالت غلامی میں رکھنے کے متعلق اخلاقی اعتراضات خواہ کچھ ہی ہوں مگر اس رسم کو نہ تو اہل سیاست اُٹھانا چاہتے تھے نہ فلسفی - غلامی کے تباہ کن نتائج کا ہم ذکر کر چکے ہیں مگر غریب شہریوں پر اس رسم کے وجود کا جو اثر پڑتا تھا اس کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے - ہم

[1] دیکھو فقرہ ۱۳۵۱ کتاب نمبر ۱ - سوئی ٹونیس (Dom ۹) سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر تقسیم شدہ اراضیات کچھ ڈومی شین کے زمانے میں بھی باقی تھیں -

[2] ارسطو کے نظریۂ مملکت میں غیر یونانی عناصر کے متعلق دیکھو ارسطو کی کتاب سیاسیات کا دیباچہ جو ڈبلیو ایل نیومن نے لکھا ہے صفحہ ۱۳۵ لا -

کسی جگہ بیان کر چکے ہیں کہ غریب شہریوں کا حال ہمیں مطلق معلوم نہیں۔ ان کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے بحیثیت مجموعی ہے مثلاً کہیں یہ ذکر آیا ہے کہ سرانبوہ ان کے جذبات کو برانگیخت کرتے تھے یا کہیں بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی دعوتیں ہوتی تھیں اور تماشے دکھائے جاتے تھے، اُن کی خوشامد کی جاتی تھی اور انھیں رشوتیں دی جاتی تھیں۔ یہ سب اُن کی رائیں (ووٹ) حاصل کرنے کے لیئے تھا۔ ایک قبیلے کے بعد دوسرے قبیلے کے افراد اپنی رائے دیتے تھے شہر کے عوام کی جماعتیں اور برادریاں ہوتی تھیں تاکہ اپنے ملازمین کے ذریعے سے امرا انھیں آسانی سے قابو میں رکھ سکیں۔ سرکار کی طرف سے غلہ انھیں سستے داموں دیا جاتا تھا جس سے سلطنت کو سخت خسارہ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ روما میں بیکار لوگوں کی جماعت دوسری صدی ق م کے معاشی انقلاب کے بعد سے پیدا ہو گئی تھی۔ اس لیئے بڑے بڑے زرعی علاقوں کے وجود میں آنے اور زراعت میں غلاموں سے کام لینے سے شہر میں بیکار لوگوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ مگر گراکی کے زمانے میں روما کے عوام میں زیادہ تر تعداد ملکی لوگوں کی تھی اور غلاموں کی کثرت نہ تھی اور شہر کے عوام دیہات کے رائے دہندوں کے ساتھ مل کر گراکی کی تائید کر سکتے تھے۔ میریس کو جب پہلے سپاہیوں کی ضرورت پڑی تو اُسے روما میں بھرتی کرنے میں دقت نہ ہوئی مگر جب سولا کے مقابلے کی نوبت آئی تو اُسے غلاموں کو مسلح کرنا پڑا۔ غلاموں کی آزادی کا سلسلہ چالیس سال قبل جاری تھا اس لیئے روما کے عوام میں آزاد شدہ غلاموں کا ایک زبردست عنصر ہو گا۔ سولا کی خوں ریزیوں اور جلاوطنیوں کے بعد غلاموں کا عنصر اور بھی زبردست ہو گیا ہو گا۔ اُس کے آزاد شدہ غلاموں (کارنیلی ای) کے وجود سے خود ظاہر ہے کہ روما کے شہری کس طرح دو غلے ہو رہے تھے اور روما کی روایتوں کے ساتھ روما کا خون بھی معدوم ہوتا جاتا تھا۔ سسرو نے اپنی کانسلی کے زمانے میں شہری زندگی کی تعریف کر کے ایک زرعی قانون کو نامنظور کرا دیا۔ عوام شہر کی حیثیت سسرو کی نگاہ میں صرف ایک آلۂ سیاسی کی تھی اور جو زمانے میں اُسے تفوق حاصل ہوا مجالس عامہ سے دھمکیوں سے یا زبردستی سے

باب ۱۱

کام لیا جاتا تھا۔ اس مختصر نا کے اور اُن حالات سے جو ہمارے ذہن میں ہیں یہ بھی معلوم ہو سکتا کہ مجالس میں "اہل روما" کی تذلیل کا سلسلہ کس طور سے جاری تھا۔ تعجب ہے کہ برووٹس کو یہ دھوکا ہوا کہ ایسی جماعت سے جمہوریہ کے احیا کی تحریک ہو سکتی ہے۔

خانگی غلام

(۱۳۹۶) شہریان روما کی تذلیل کا باعث امرا تھے جن کی بیخ کنی آخر کو انھیں شہریوں کے ذریعے سے ہوئی۔ امرا کی جوع الارض سے روما میں غریب شہریوں کی کثرت ہوگئی اور خانگی اثرات، رشوت اور زبردستی کی وجہ سے مجالس عامہ کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ عامہ قوم کی نیابت کرنے سے معذور تھیں۔ اس کی اصل جڑ غلامی تھی۔ دیہات میں زرعی علاقوں (Latifundia) کے وجود میں آنے اور غلاموں کی کثرت کا ہم ذکر تفصیل سے کر چکے ہیں۔ شہر میں کئی قسم کے غلام تھے۔ بعض سلطنت[1] کی ملک (Servi publici) تھے۔ خانگی غلاموں کی دو قسمیں تھیں۔ اولاً جن سے نفع حاصل کیا جاتا تھا مثلاً ٹھیکہ داروں کے غلام جن سے سرکاری اور خانگی عمارتوں کی تعمیر میں کام لیا جاتا تھا۔ اہل حرفہ جو مختلف اشیا بناتے تھے یا کرائے پر خواہشمند لوگوں کو دے دیے جاتے۔ ان میں مسلح غلام، اور ناٹک میں کام کرنے والے غلام بھی شامل تھے۔ غلاموں کی تعداد غالباً بہت زیادہ ہوگی۔ تعمیر کے کاموں میں پیشہ ور غلاموں کے مالکوں کو بہت نفع تھا۔ کراسس[2] بھی یہی روزگار کرتا تھا۔ آگ اکثر لگ جایا کرتی تھی کبھی اتفاقاً اور کبھی لڑائیوں کے ضمن میں۔ کراسس نہ صرف زمینیں سستی خرید لیتا بلکہ معمار غلام بھی اور پھر اس کے بعد زمینوں کو بیچ کر اور غلاموں کو ٹھیکہ داروں کو

---

[1] مثلاً جو سررشتۂ آب رسانی یا دار الضرب میں کام کرتے تھے یا سڑکوں اور نالیوں کو صاف کرتے تھے۔ یہ غلام ہر جگہ موجود تھے۔ سسلی کے متعلق دیکھیے سسرو II in Verr سوم ۸۶ - ۸۹ -

[2] پلوٹارک کراسس ۲۔ غلاموں سے وہ معادن میں بھی کام لیتا تھا۔ اس کے پاس ہر پیشے کے جاننے والے غلام تھے۔

باب ۱۱ کرائے پر دے کر بہر انفع حاصل کرتا۔ دوسرا طبقہ ان غلاموں کا تھا جو گھروں میں کام کرتے اور اُن کی متعدد قسمیں تھیں۔ ہر ذی استطاعت شخص کے پاس غلام ہوتے یہاں تک کہ غلام[1] کا گھر میں نہ ہونا انتہائی افلاس کی نشانی خیال کیا جاتا۔ دولتمند لوگوں کے پاس تو بہتیرے ہوتے بعض لوگوں کے یہاں گھر میں کام کرنے والے غلاموں (Familia domestica[2]) کی تعداد سیکڑوں تک پہنچ جاتی تھی۔ قوی ہیکل غلاموں سے دربانی اور پالکیوں کے اٹھانے کا کام لیا جاتا، اپنے آقاؤں کے لیے سڑکوں پر راستہ صاف کرتے اور ذاتی حفاظت کا بھی انھیں سے کام لیا جاتا۔ باوضع گھرانوں میں عورتوں اور مردوں دونوں کو بناؤ سنگار کا بہت شوق ہو گیا تھا۔ ہر گھرانے میں خدمتگار اور خادمہ کے علاوہ ایک معلم (paedagogus) اور ایک انّا کی ضرورت بچوں کے لیے ہوتی۔ باورچی خانے اور کھانے کھلانے کے لیئے بہت سے غلام ہوتے، اچھے باورچی اور خوش رو خدمتگاروں کی بہت قیمتیں ہوتی تھیں۔ جن لوگوں کی مراسلت[3] زیادہ تھی وہ خطوط کی ترسیل کے لیئے ہرکارے (Tabellarii) رکھتے تھے۔ صرف اس کام کے لیے ہزاروں غلاموں کی ضرورت ہوگی کیونکہ سلطنت روما میں رسل و رسائل کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا۔ غلام ہرکاروں کی خدمات نہایت اہم تھیں اس لیے اُن کے ساتھ سلوک بھی اچھا ہوتا ہوگا۔ سفر کرنے سے اُن کی فہم و فراست میں بھی ترقی ہوتی ہوگی، غریب افراد کو دنیا کے دیکھنے کے لیئے ایسے موقع شاذ و نادر ہی ملتے ہوں گے۔ ان کے علاوہ خوانندہ غلام تھے جو اپنے آقا کو کتابیں پڑھ کر سنایا کرتے، خطوط لکھتے، کتابوں کی نقل کرتے، حساب لکھتے

---

[1] دیکھو سٹیلس ۱۳ پر ایلیس کی تحریر۔

[2] مارکوارٹ (Privatleben صفحہ ۱۵۶) بتاتا ہے کہ دس ہزار اور بیس ہزار کے مجموعوں میں علاقوں کے غلام بھی شامل ہوں گے۔

[3] خصوصاً پبلی کانی (محصول جمع کرنے والے) جنکی تجارت صوبجات میں تھی۔

باب ۱۱ | اور اگر گھر میں کتب خانہ ہوتا تو اُس کی حفاظت بھی انھیں کے سپرد ہوتی اٹیکس نے تو کتابوں کی نقل کرنے کا بڑے پیمانے پر انتظام کیا تھا اور اس زمانے کا اسے سب سے بڑا اشاعت کنندہ کہنا چاہیے۔ اس کا یہ مشغلہ پہلے تو ذاتی سہولت کے لیے تھا مگر رفتہ رفتہ ایک تجارت کی بنیاد پڑ گئی۔ بعض دولتمند کبھی کوئی غلام خرید لیتے جو فن طب میں مشاق ہوتا جس کی کمائی سے بہت نفع تھا۔ مگر طب اور جراحی کے شعبے روما میں یونانی قسمت آزماؤں[۱] کے قبضے میں تھے جو روپیہ پیدا کرنے کے لیے اپنے مددگاروں (غلام یا احرار) کے ساتھ دارالسلطنت میں آتے تھے۔

غلامی کیوجہ سے غریب احرار کا نقصان | (۷۹۳۱) بحیثیت مجموعی گھر میں کام کرنے والے غلام اپنے حال پر قانع تھے۔ ان سے کام زیادہ نہیں لیا جاتا تھا اور انھیں یہ بھی اجازت تھی کہ اپنے لیے کچھ روپیہ بچا لیں۔ مگر ذاتی جائداد (peculium) پیدا کرنے کا حق نیک چلنی کے ساتھ مشروط تھا۔ غلام کو یہ آرزو ہوتی تھی کہ اُس کا آقا اُسے ایک روز آزاد کر دے گا۔ اور حالت غلامی میں بھی اُس کے ساتھ مراعات ملحوظ رکھے گا۔ اپنے آقا کو خوش کرنے کے لیئے غلام کو بیسیوں موقع ملتے اور اکثر یہ ہوتا کہ آقا ہر چیز میں اُس کا محتاج ہو جایا کرتا۔ مثلاً سسرو کو یہ ناگوار تھا کہ اُس کا بھائی ہر کام میں اپنے غلام اسٹاٹیس کا محتاج ہے۔ اس کے علاوہ اور لوگ بھی اسی قماش کے ہوں گے۔ یہ فرماں بردار اور چالاک غلام جو زیادہ تر یونانی یا نیم یونانی اقوام سے تھے جو اپنے آقاؤں کا بہت سارا کام کر دیتے اور رفتہ رفتہ نہ صرف گھروں کے تمام کام ان کے ہاتھوں میں آ گئے بلکہ سیاسی معاملات میں بھی انھیں دخل ہو گیا۔ بااثر غلاموں کی اب ایک خاص حیثیت ہو گئی تھی اور عوام سے معاملت

---

[۱] اس زمانے کا مشہور ترین طبیب اسکلاپیادیس ساکن بِتھی نیا تھا جو پہلے فن بلاغت کا معلم تھا اور پھر طبیب بن گیا تھا۔ دیکھو سسرو (de orat) ۱/۶۲ پلینی تاریخ ۷/۱ -۱۲/۲۶ - ۱۲۴/۷ - کیلسِس (de medicina) نے بھی اس عجیب و غریب شخص کا ذکر کیا ہے۔

باب ۲۱ کرنے میں یہ لوگ غرور و نخوت کو دخل دینے لگے تھے۔ اس لیئے غریب شہری کیلیے ترقی کی راہ بالکل مسدود تھی خواہ وہ کام کرنے پر آمادہ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ طریقہ کار آقا اور غلام دونوں کے پسند خاطر تھا کیونکہ ان کی یہ عین خواہش تھی کہ غریب آزاد اطالوی پس پشت پڑ جائیں۔ صاحب جائداد لوگوں کے لیئے بھی جنکے ذریعے سے خانگی یا سرکاری معاملے طے ہوتے سہولت اسی میں تھی کہ اُن کے معتمد علیہ یا تحت غلام ہوں کیونکہ انھیں حسب مرضی وہ سزا دے سکتے تھے یا فروخت کر سکتے تھے اور آزادی رائے یا اخلاقی اعتراضات سے وہ اپنے آقاؤں کو پریشان نہ کر سکتے تھے۔ غلاموں کے وجود سے آزاد اہل حرفہ کے لیے کوئی موقع نہیں رہا تھا۔ اسی طور پر احرار کو منشی گری یا گماشتہ گری بھی نہیں مل سکتی تھی سوائے ایسے عہدوں کے جن میں عدالت میں جانے کی ضرورت ہوتی تھی کیونکہ عدالتوں میں صرف احرار ہی پیروی کر سکتے تھے۔ جن تمدنوں کی بنا غلامی پر ہے اُن میں ہاتھ سے کام کرنا سخت ذلیل خیال[1] کیا جاتا ہے، یہی غلط خیال مانع ترقی تھا۔ ہر زمانے کے لوگ اپنے عہد کے خیالات اور توہمات کے زیر اثر ہوتے ہیں اور اس زمانے میں کسی کو علم نہ تھا کہ غلامی کی رسم اخلاقی اور معاشی ہر دو نقطۂ نظر سے خراب ہے۔ ایک دفعہ البتہ ایک قانون نافذ کیے[2] یہ کوشش کی گئی تھی کہ زرعی علاقوں میں آزاد مزدوروں کی ایک مخصوص تعداد ہو مگر ہمارا خیال ہے کہ اس قانون پر کبھی عمل نہیں ہوا کیونکہ اُس کی تعمیل کے لیئے معائنہ کرنے والے عہدہ داروں کی ایک خاصی فوج کی ضرورت تھی اور وارو[3] کی تحریر سے ظاہر ہے کہ جمہوریہ کے زوال کے زمانے میں دیہات میں آزاد مزدوروں کے لیے بہت کم موقع باقی رہ گیا تھا۔ اس کوشش کا کوئی نتیجہ

ل سسرو (De orat) ۱/۳۸۱، ۲۶۳ بروٹس ۲۵۶، ۹۷ Ad Att ۴، ۱۶، ۸

(Tusc ۵، ۳۶، ۱۰۴ de offic) ۱، ۱۵۰، ۱۵۱ سے ظاہر ہے کہ مزدور اور دکاندار حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ دیکھو فقرہ ۱۳۵۵ کتاب ہذا۔

ک دیکھو فقرہ ۱۲۶۵ کتاب ہذا

سہ دیکھو فقرہ ۱۳۵۴، ۱۳۵۵۔

نہیں ہوا تھا۔ اس کے علاوہ عہد انقلاب میں زمینیں فوجی لوگوں کو دیدی گئیں جنھیں اس قانون کی مطلق پروا نہ تھی۔ نبرد آزما سپاہی اچھے کسان نہیں تھے مگر کس شخص کو یہ جرأت ہو سکتی تھی کہ انھیں سبق پڑھائے۔ مزید براں مجمع عوام مجلس عامہ کا فریضہ تھا اور اس مجلس میں اہل روما کا عنصر روز بروز گھٹتا جاتا تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ غلاموں کے مالکوں کا یہ رجحان تھا کہ جب غلام بوڑھے ہو جائیں اور اُن سے نفع حاصل کرنے کی امید باقی نہ رہے تو انھیں آزاد کر دیں کیونکہ آزاد ہو جانے سے غلام آزاد شدہ شہری ہو جاتا اور اُسے غلہ مفت[1] ملنے لگتا۔ اس طور پر سلطنت اُس کی قوت بسری کی کفیل ہو جاتی اور اپنے اندوختے کی مدد سے وہ معمولی طریقے سے گزر کرنے لگتا۔ غلاموں کے آزاد کرنے کے مختلف وجوہ[2] ہوں گے لیکن اہم ترین وجہ یہی ہوگی کہ غلام کی پرورش کا بار بجائے مالک کے سلطنت پر عائد ہو جائے۔ قبیلے کے رجسٹر میں ہر آزاد شدہ غلام کے نام کے اضافے سے غیر ملکی عنصر قوی تر ہو جاتا اور چونکہ عہد انقلاب میں قوانین کی پابندی نہ تھی اس لیے یہ لوگ شہر کے چار قبیلوں میں داخل نہ کیے جاتے ہوں گے۔ رائے دہندگی میں اُن کا اثر بڑھتا جاتا تھا اور اس کے ساتھ ہی اُن کے سابق آقاؤں کا جو اُن کے مربی (Patroni) تھے اور جن کے ساتھ وہ آزاد ہونے کے بعد بھی وفاداری سے پیش آتے۔ اگر یہ طریقہ جاری رہتا تو امرا رشوتیں دے کر مجالس عامہ کو اپنی مٹھی میں کر لیتے۔ بلوے اور فسادوں میں بھی اولاً انھیں کو نفع تھا کیونکہ اُن کے غلام بھی انھیں بچانے کے بہانے سے لڑائی میں شریک ہو جاتے۔ مگر اراکین سینیٹ اور طبقۂ ایکوائٹ میں اختلاف پیدا ہو جانے سے عام پسند جماعت پھر عروج میں آگئی اور پامپی اور کراسس

[1] دیکھو فقرہ ۶۶۱، ۱۲۶۴۔

[2] ڈائونی ۲۹، ۲۴ (Dionys. Hal) ۴، ۲۴۔

[3] بعض قبیح وجوہ کے لیے دیکھو سسرو (Pro Caelio ۷۸ pro Milone) کا دیباچہ از ایسکونیس۔ گالس ۱۱، ۴۷۔

بابلاٹ

اور قیصر پیش پیش ہو گئے۔ اس کے بعد امرائے سینیٹ کو سابق کا اقتدار کبھی نصیب نہ ہوا گو سسرو نے دولتمند طبقوں کو متحد کرنے کی جان توڑ کوشش کی۔ مستقل مزاج اور بے پروا قیصر نے اس قدر فوج جمع کر لی تھی کہ جب کبھی کوئی اہم معاملہ پیش ہوتا تو وہ مجلس عامہ کو دبا لیتا۔ فوجوں نے ۷۱ء میں امرا کو مرعوب کر دیا تھا اور اس کے بعد کلوڈیس نے مسلح پہلوانوں کی ایک جماعت پیدا کر لی تھی۔ ان دونوں واقعات میں فرق صرف یہ ہے کہ مسلح غلام قوم روما کے سیاسی معاملات کے تصفیے کرنے والے تھے اور روما کی گلیوں میں اہل روما کا خون بہاتے تھے۔ اب جمہوریہ کا مرض آخری نوبت پر تھا۔ امرا اور ان کے غلاموں نے روما کے دستور کے رہے سہے عوام پسند عنصر کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اب صرف یہ باقی تھا کہ جس جماعت (امرا) نے گراکی کے خلاف تلوار اٹھائی تھی خود تلوار سے ہلاک ہو۔[1]

دیہات سے روما میں شہریوں کی آمد میں کمی

(۱۳۹۸) عہد انقلاب میں روما میں آزاد شدہ غلاموں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہونے کے متعلق تو کسی شبہہ کی گنجائش نہیں ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اطالیہ کے دوسرے حصوں سے روما میں شہریوں کے آنے کی رفتار کیا تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ جس زمانے میں کلوڈیس کا روما میں دور دورہ تھا، مجالس میں حاضرین کی تعداد بہت کم ہوتی تھی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ بلوے فساد کے خوف سے شرکت سے پرہیز کرتے تھے اور ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ لوگوں کو مجالس عامہ میں اب زیادہ دلچسپی نہ تھی جس کی سسرو نے اکثر شکایت کی ہے۔ لیکن یہ امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ سولا کے زمانے کے بعد سے روما میں اطالیہ کے مہاجرین کی تعداد کم ہو گئی تھی۔ بعض کسان جن کی زمینیں سپاہیوں کو دے دی گئی تھیں روما کو ضرور آئے ہوں گے مگر غالباً ان کی تعداد زیادہ نہ تھی اور ان میں سے اکثر اپنے ہم وطنوں کے قریب دوسرے مقامات میں آباد ہو گئے ہوں گے۔ سولا نے جب اہل اطالیہ سے

---

[1] سسرو (Pro Sestio) ۱۰۹۔

باب ۱۱

مجبور کر لیا اور تمام اہل اطالیہ کو حقوق شہریت مل گئے۔ اُس وقت سے اُن کی بے چینی کی ایک اہم وجہ رفع ہوگئی۔ اس کے بعد کے پُرامن زمانے میں بلدیات کو (جن کے قبضے میں اراضیات کا ایک معقول رقبہ ہوتا) اپنی گم گشتہ قوت کو دوبارہ حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ لیپی ڈس اور کیٹی لین کی بغاوتوں سے صرف اٹروریا کے ضلع کو ضرر پہنچا اور یہ ضرر بھی زیادہ نہ تھا۔ اطالیہ کے باقی اضلاع کو صرف اسپارٹکس کی غلاموں کی جنگ (سنہ ۷۳ تا ۷۱) سے نقصان پہنچا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد بیس سال کے پُرامن زمانے میں زراعت کی حالت کچھ بہتر ہوگئی تھی جس سے شہروں کی فلاح بھی متصور ہو سکتی ہے۔ اسی خوشحالی سے ہماری سمجھ میں یہ آسکتا ہے کہ اطالیہ میں خانہ جنگی کے لئے کس طرح سپاہی بہ تعداد کثیر دستیاب ہو سکے۔ تاریخوں میں جن کثیر التعداد فوجوں کا ذکر ہے وہ نہ تو بالکلیہ غیر ملکیوں پر مشتمل تھیں یا گال این روئے آلپ میں بھرتی کی گئی تھیں یا غلاموں اور آزاد شدہ غلاموں کی ان میں کثرت تھی گو یہ ہر سہ عناصر فوجوں میں بیشتر موجود تھے گو مورخین نے اس امر کو نظر انداز کر دیا ہے مگر میرا خیال ہے کہ بحیثیت مجموعی جمہوریہ کی زندگی کے آخری تیس سالوں میں غریب شہری اطالیہ کے دوسرے حصوں سے ترک وطن کر کے روما میں بہت کم آئے ہوں گے اور ان تارکان وطن کی تعداد کی کمی کی وجہ سے روما کی خلقت میں غیر ملکیوں اور غلاموں کی تعداد میں اضافہ کثیر ہو گیا۔ سسرو کی یہ شکایت غالباً صحیح ہے کہ عوام کی جن جماعتوں (Collegia) کو کلوڈیس از سر نو وجود میں لایا تھا اُن میں زیادہ تر غلام بھرے ہوئے تھے اور یہ جماعتیں ٹوٹ گئیں مگر وہ پھر دوسری شکلوں میں وجود میں آگئیں۔ زمانۂ حال کے نقطۂ نظر سے یہ ذہن نشین کرنا دشوار ہے کہ غریب احرار اس عملدرآمد پر کیوں قانع تھے جس میں اُن کا سراسر نقصان تھا۔ کسی مورخ نے یہ نہیں بیان کیا ہے کہ وہ اس عملدرآمد کو پسند کرتے تھے مگر جہاں تک مجھے علم ہے شہری خلقت نے صرف ایک دفعہ اپنے حقوق میں دوسروں کو شریک کرنے سے انکار کیا تھا یعنی اطالیہ کی جنگ عظیم سے قبل حقوق شہریت کی توسیع کی انھوں نے

باب ۱۲

حالت کی تھی۔ یہ معلوم کرنا بالکل ناممکن ہے کہ سسرو کے زمانے میں آزاد اور غلام مزدوروں کی تعداد میں کیا باہمی تناسب تھا۔ آزاد اہل حرفہ (fabri) بھی کچھ تھے مگر ایسے عام الفاظ مثلاً Operarii (مزدور) میں احرار و غلام دونوں شامل ہوں گے۔ حمالوں (briuli) اور ناؤ کھینچنے والوں (remiges) کے متعلق بھی شبہ ہے مگر اتنا ہمیں علم ہے کہ احرار ان دونوں پیشوں سے متنفر تھے۔ مزدوری کرنے والے (Mercennarius) آزاد تھے مگر جس طرح کہ احرار یا آزاد شدہ غلام مزدوری کرتے تھے اسی طرح کوئی آقا اپنے غلام کو مزدوری کرنے کے لیے دوسرے شخص کے یہاں بھیج سکتا تھا۔ چھوٹے دکانداروں میں سے بعض احرار (ingenui) تھے مگر اکثر آزاد شدہ غلام بھی تھے اور روما کے بعض امرا جو دکان پر بیٹھنا کسر شان خیال کرتے تھے اکثر اوقات اپنے غلاموں[2] کو دکان پر بٹھا دیتے تھے۔

طبقۂ ادنےٰ

(۳۹۹) امور مذکورۂ بالا سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ عہد انقلاب میں روما کی خلقت کی حالت بہ لحاظ خون متغیر ہو رہی تھی اور مرور زمانہ کے ساتھ اس تغیر کی رفتار تیز تر ہوتی جاتی تھی۔ ایک سو سال کے بعد لیوکن[3] نے بیان کیا ہے کہ روما میں شہریان روما معدوم ہو گئے تھے اور بجائے ان کے تمام دنیا کا فضلہ جمع ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ لیوکن کے زمانے میں یہ تغیر انتہا کو پہنچ گیا تھا اور مجالس عامہ کی رائے سے کسی شخص کو اقتدار حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ جمہوریہ کی حالت آخری زمانے میں نہایت ہی ابتر ہو گئی تھی۔ اب صرف یہ ضرورت تھی کہ کوئی شخص فسادوں اور بلووں کا انسداد کر دے تاکہ روما کی دوغلی خلقت کو امن نصیب ہو جس کا گزر سلطنت اور مختلف افراد کی خیرات پر تھا اور جس کا کام اب صرف یہی رہ گیا تھا کہ سرکس کی گھوڑ دوڑوں اور مسلح پہلوانوں کی خونریز لڑائیوں کی داد دیں۔ اس طبقۂ ادنیٰ کو عیش پسند امرا

---

[1] سسرو de off. ۱، ۴۲ سی نیکا de benef. ۳، ۲۲۔

[2] مارکوارٹ Privatleben صفحات ۱۵۹-۱۶۲۔

[3] لیوکن ۷، ۴۰۴-۴۰۵۔

باب ۱۱

وجود میں لائے تھے جن کے تمدن کی بنیاد ایک غیر مستحسن نظام معاشی پر تھی۔ اسلئے ضروری تھا کہ دولتمند اور مسرف امرا کی مختصر جماعت کو اپنے نفع کے لیے تمام سلطنت کو تباہ کرنے سے روکا جائے کیونکہ شہنشاہیت کی اصلی قوت اب صوبجات مفتوحہ میں تھی اور ایک شہنشاہ کی ضرورت تھی جو اس قوت سے کام لے۔ اہل صوبجات کے لیئے ایک حاکم واحد کا برسر اقتدار رہنا ایک نعمت غیر مترقبہ تھا۔ روما میں شہنشاہوں کا صرف یہ کام تھا کہ وہاں کی احدی خلقت کو روٹیاں دیں اور باقی ماندہ امرا کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھیں شہنشاہوں کو زیادہ تر دلچسپی بیرونی مقبوضات سے تھی اور شہنشاہیت کی تاریخ گویا شہر روما کے اثر کے انحطاط کی تاریخ ہے؛

جہت شہنشاہیت اور حکومت شخصی کا وجود میں آنا

(۱۴۰۰) اگر ہم صحت کے ساتھ اندازہ کرنا چاہیں کہ جمہوریہ کے زوال سے کیا صورت حال پیدا ہوگئی تھی اور جدید حکومت کو کیا کیا کام کرنے تھے تو مناسب ہوگا کہ ہم ان ممالک کے زمانۂ حال کے نام گنائیں جو سلطنت روما میں شامل تھے۔ ممالک مذکور حسب ذیل ہیں۔ فرانس، جرمنی اور سوئزرلینڈ کے بعض اضلاع، ہسپانیہ اور پرتگال (قریب قریب تمام) ٹیونس، طرابلس الغرب، جزائر کرسیکا، سارڈینیا، سسلی، کریٹ، قبرس، جزائر بحیرۂ یونان، ڈلماشیا، یونان، یورپی ٹرکی[1] ایشیائی ٹرکی (زیادہ تر حصہ) یہ تو صوبجات مقبوضہ میں شامل تھے۔ لیکن ان کے علاوہ بہت سے اور ملک تھے جو روما کے زیر اثر تھے یا اس کی سیادت کو تسلیم کرتے تھے مثلاً ہالینڈ اور بلجیم (جہاں کی بٹاوی قوم کے سپاہی روما کی فوجوں میں داخل ہوتے تھے) مراکو الجزائر (یہ بھی ایک زمانے میں صوبہ تھا) اور مصر۔ ان کے علاوہ شام ایشیائے کوچک اور تھریس میں بھی بہت سی ریاستیں روما کے زیر اثر تھیں۔ ان مفتوح ممالک کے درمیان میں اطالیہ کا حکمراں ملک تھا جو تمام اقتدارات کا

[1] یورپی ٹرکی کا جو حصہ ۱۹۰۹ء میں تھا وہ قریب قریب سب سلطنت روما میں شامل تھا۔ تھریس کا صوبہ واری غلبہ اس وقت تک نہیں ہوا تھا گو وہاں کے قبیلے روما کا ماتحت مان گئے تھے

باب ۱۱

سرچشمہ تھا اور مفتوح ممالک کی آمدنی سے متمتع ہوتا تھا۔ لیکن اب وہ حکومت
جس کے زیر اثر یہ وسیع مقبوضات سلطنت روما میں شریک ہوئے تھے
اندرونی انقلابوں سے متزلزل ہو چکی تھی نہ کہ بیرونی دباؤ سے۔ نو پشتوں تک
خانہ جنگیوں، معاشی انقلابوں، اور لوگوں کو قانون کی حفاظت سے خارج کرنے کا
سلسلہ جاری تھا جس کی وجہ سے اطالیہ اور روما میں حد درجہ کی ابتری ہو گئی
تھی اور اصلاح کی صلاحیت باقی نہ رہی تھی۔ سپاہی جن کے اخلاق خراب ہو چکے
تھے انعام اور برسوں کی محنت شاقہ کے بعد آرام کے متقاضی تھے۔ اُن کے
دعوں سے انکار کرنا ناممکن تھا مگر خزانہ خالی تھا اور گو قابضین اراضی بے رحمی
کے ساتھ اپنی زمینوں سے بے دخل کر دیئے گئے تھے پھر بھی سپاہیوں میں تقسیم
کرنے کے لیئے زمین کافی نہ تھی۔ لیکن باوجود اس سخت بدنظمی اور اس کے ضمنی
مصائب کے سلطنت کا شیرازہ بکھر نہیں گیا گو اس میں متعدد اقوام آباد تھیں
جن میں بلحاظ قومیت، السنہ، رسم و رواج سخت باہمی اختلاف تھا اور انھیں مرکزی
قوت کے ساتھ کسی قسم کا لگاؤ نہیں تھا خواہ وہ معاشی ہو یا تخیلی قیصر جس نے
جمہوریہ کا تختہ پلٹ دیا اور جس کے دماغ میں شہنشاہی کے عظیم الشان خیالات
تھے قتل کر دیا گیا تھا قبل اس کے کہ وہ جمہوریہ کے بجائے ایک باقاعدہ شخصی حکومت
قائم کرے اسی لیئے جنگ ایکٹیم کے قبل ۱۳ سال تک جنگ و جدال کا
سلسلہ قائم رہا قبل اس کے سیادت پھر ایک شخص واحد کے ہاتھوں میں آئے
شہنشاہیت تو موجود تھی مگر اُسے انتظار تھا کہ جنگوں کے ختم ہونے پر اُسے
کوئی شہنشاہ مل جائے۔ پرانی جمہوریہ کا مجموعی کام بحیثیت ایک شہنشاہی قوت
کے دیرپا تھا گو اُس نے اس کام کو بہ درجات اور بھونڈے پن سے کیا تھا۔
جمہوریہ نے یہ کام پہلے اپنے خلاف مرضی کیا مگر پھر سلطنت کی اُسے چاٹ لگ گئی
اور اُس کا کام اس قدر دیرپا ثابت ہوا کہ کوئی دوسری سلطنت اُس کا مقابلہ
بلحاظ دیرپائی کے نہیں کر سکتی۔ روما نے خوں ریزی ضرور کی اور مفتوح اقوام
سے خوب خراج وصول کیا مگر دوسری سلطنتوں نے بھی زمانۂ قدیم میں یہی کیا اور
زمانۂ آئندہ میں بھی یہی ہونے کو تھا۔ روما نے بحیثیت مجموعی اپنے حلیفوں کیساتھ

باب ۱۵

بدعہدی نہیں کی۔ فتوحات کے ابتدائی زمانے میں مفتوح اقوام کو اہل روما کو اپنی عادت کے مطابق عہدناموں کی شرائط کی قانونی تعبیر کے طریقے اور ضابطے کی پابندی کا عادی کرنے میں وقت ہوئی تھی۔ لیکن جیسے جیسے کہ رومائی سلطنت کو وسعت نصیب ہوئی اور اہل رومائی دھاک بندھتی گئی یہ دقت رفتہ رفتہ رفع ہوگئی۔ اقوام مفتوحہ کے ساتھ سلطنت روما کا طرز عمل میں یکسانی تھی اس لئے جیسے جیسے کہ اس کی قوت بڑھتی گئی لوگ اُس کے طرز عمل کو سمجھنے لگے۔ حکومت صوبجات پر بے رحمی اور استحصال بالجبر کا بدنما دھبہ تھا مگر یہ حکام کا قصور تھا اور مرکزی حکومت کی یہ غلطی تھی کہ وہ انھیں قابو میں نہ رکھ سکتی تھی۔ اگر اس مرکزی قوت کا استحکام عمل میں آسکتا تو وہ خود اپنے نفع کے خیال سے اسقام مذکور کو دفع کر دیتی جو نظام شہنشاہی کے کوئی لازمی جزو نہ تھے اور جن کی وجہ سے شہنشاہیت کے ذرائع آمدنی تباہ ہو رہے تھے۔ اس اصلاح سے صوبجات کے باشندوں کو نفع تھا اس لیے انھیں موجودہ مشکلوں کے تصفیے کا انتظار تھا مگر یہ تصفیہ کسی شہنشاہ کے برسر اقتدار ہونے تک عمل میں نہ آسکتا تھا۔ اہل صوبجات اور متوسل بادشاہوں کو معلوم تھا کہ اُن کی جداگانہ ہستی ناممکن تھی۔ بحیرۂ روما کے سواحل کے ممالک سے رقیب سلطنتیں ناپید ہوگئی تھیں۔ جمہوریۂ روما حالت نزع میں تھی مگر مفتوح اقوام نے اُس کا جوا اپنے کندھے پر سے اُتارنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اہل رومائی خانہ جنگیوں کے نتائج کی منتظر رہیں اس سے ظاہر ہے کہ اس گئی گزری حالت میں بھی رومائی کیا دھاک تھی۔ اس واقعے کو صدیاں گزر چکی ہیں اس لیے ہم اُس کی سطوت و جبروت کا پورا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں۔

جدید حکومت کا انتظار

(۱۴۰) جمہوریہ کے زوال کے بعد صوبجات مفتوحہ کے باشندے رومائی حکومت کی تنظیم جدید کے منتظر تھے نہ کہ اس خیال میں کہ علٰحدہ ہو کر مختلف چھوٹی چھوٹی سلطنتیں بنالیں جو ایک دوسرے سے لڑتی جھگڑتی رہتیں۔ مگر حالت انتظار ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتی تھی اور اگر مفتوح قوموں کے

باب ۱۱ دلوں میں یہ خیال ایک دفعہ بھی جاگزیں ہو جاتا کہ حکومت شہنشاہی اُنکی حفاظت نہیں کر سکتی تو پھر وہ روما سے روگرداں ہو جائیں علاوہ ازیں اگر وہ ایکدفعہ روما سے علیحدہ ہو جائیں تو اطالیہ میں اس قدر دم نہیں تھا کہ پھر انھیں محکوم کر سکے۔ روما کی حکومت اخلاقی قوت پر تھی اور مسلسل فتوحات سے اُس کی دھاک بھی بندھ گئی تھی۔ اس لیے اُسی دھاک کے قائم رکھنے کیلئے ضروری تھا کہ فوراً کوئی کارروائی کی جائے۔ اُس وقت اشد ضرورت یہ تھی کہ بیرونی حملوں کو دفع کیا جائے اور اندرون ملک میں امن و امان قائم کیا جائے، اور مالیات کی حالت درست کی جائے تاکہ لوگوں کو حکومت پر اعتماد ہو جائے۔ قیصر نے شہنشاہیت کے قیام کی جو کوشش کی تھی وہ حالات موجودہ کا منطقی نتیجہ تھا مگر تاہم قبل از وقت اور اُس کے قتل سے دوسروں کو یہ تنبیہ ہو گئی کہ اگر کوئی تغیر عمل میں لایا جائے تو جمہوری دستور کے نظائر سے تا حد امکان انحراف نہ ہو۔ ضروریات مذکور پہ سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ قیصر کے وارث کو جس گتھی کو سلجھانا پڑا وہ کیا تھی؟

فوج (۱۴۰۳) شہنشاہیت کی اندرونی اصلاح اور ترقی کے لیئے ضروری تھا کہ بیرونی حملوں سے وہ محفوظ ہو، سرحدات معین کردی جائیں اور اُن کی حفاظت کا انتظام کر دیا جائے مگر یہ انتظام جمہوریہ کے نظام فوجی کے ذریعے سے ناممکن تھا۔ امن و امان کی سخت ضرورت تھی اور یہ بھی ضروری تھا کہ اولوالعزم سپہ سالار آیندہ سے فوجوں کو اپنے مقاصد کے حصول کا آلہ نہ بنا سکیں یا یہ فوجیں اطالیہ کے امن و امان میں مخل ہوں۔ سلطنت کے لیئے ایک مستقل فوج کا ہونا بھی لازمی تھا جو سرحدات پر یا اُن کے قریب ایسے مقامات پر خیمہ زن ہو جہاں سے وہ بیرونی حملوں کو دفع کر سکے۔ سلطنت پر لازم تھا کہ فوج سے علیحدہ ہونے کے بعد سپاہیوں کے لیے قوت بسری کا کافی سامان کر دیا جائے ورنہ سلطنت کو برخاست شدہ سپاہیوں سے خطرہ رہتا یہ بھی ضروری تھا کہ اس فوج کا مالک صرف ایک ہی ہو کیونکہ سینیٹ میں

فوجی معاملات کے سرانجام کرنے کی اہلیت کا نہ ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا تھا بابلٹ
نئے نمونے کے فوج کے سپاہی زیادہ تر صوبجات کے باشندے تھے
اسی لیے آگسٹس نے ان تمام ضروری امور کے انصرام کا تہیہ کر لیا اور
بحیثیت مجموعی اُسے کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن شمالی سرحد کے تعین میں جان و مال
کا بہت نقصان ہوا اور ایک حد تک ناکامی بھی ہوئی ہے

(۱۴۰۳) پرانی فوجوں کو برخاست کرنے سے ہر سر رشتے کی ضروری مالیہ
اصلاح کے لیے مستقل آمدنی کی شکل میں رقوم خطیر کی ضرورت تھی۔ یہ رقمیں سینیٹ
صوبوں سے وصول ہو سکتی تھیں مگر شرط یہ تھی کہ اہل صوبہ نہ صرف صوبہ داروں
اور ماتحت حکام کی دار و گیر سے گلو خلاصی پا جائے بلکہ محصول وصول کرنے والوں
اور سود خوار ساہوکاروں سے بھی جو اُن کا خون چوس رہے تھے۔ باقاعدہ
تجارت کے دوبارہ قائم ہو جانے سے دولت کی توفیر یقینی تھی، ضرورت یہ تھی
کہ سلطنت اور خصوصاً اُس کے مشرقی حصوں میں لوگوں کو سلطنت پر اعتماد ہو جاتا
جنھیں پامپی، بروٹس، کیسیس اور بالآخر انٹونی نے خوب لوٹا تھا۔ اعتماد
اُسی وقت قائم ہو سکتا تھا جبکہ انتظام مملکت باقاعدہ ہو جائے اس لیے ضروری
تھا کہ یا تو سینیٹ کی کمزور حکومت ختم کر دی جائے یا اُس کی اصلاح ہو اور صوبہ دار
عارضی مطلق العنان حکام کی شکل میں اکا دکا نہ ہوں بلکہ سلطنت کے تنخواہ دار
ملازم ہوں اور استحصال بالجبر سے روک دیے جائیں۔ یہ بھی ضروری تھا کہ ان
حکام پر کما حقہ نگرانی رکھی جائے اور درمیانی اشخاص کے ذریعے سے محاصل کے
وصول کرنے کا طریقہ مسدود کر دیا جائے۔ آگسٹس نے ان ضروری امور کا
تصفیہ کر دیا اور شہنشاہیت کو اُس راہ راست پر لگا دیا جس پر وہ تین صدیوں
تک چلتی رہی مگر یہ شہنشاہیت کی تاریخ کا ایک جزو ہے

(۱۴۰۴) لیکن علاوہ ان امور کے جنھیں ہم دو فقرات بالا میں ہم جدید حکومت
بیان کر چکے ہیں ایک دقت یہ بھی تھی کہ یہ تنظیم جدید کس طور پر عمل میں لائی جائے پرانی شکل میں۔

له سکندریہ میں مصر کا جو خزانہ ملا اس سے شدید ترین ضرورتیں رفع ہوئیں۔

لڑائیوں، جلاوطنی، قتل اور خودکشی سے سینیٹ کے اراکین کی تعداد بہت کم رہ گئی تھی مگر مجلس مذکور اب بھی باقی تھی اور اگر روما میں سیاسی معاملات کو جاننے والے یا امور انتظامی کا تجربہ رکھنے والے کوئی لوگ تھے تو سینیٹ کے رکن ہی تھے۔ اسی وجہ سے جدید شہنشاہ اس جماعت کو نیست و نابود نہ کر سکتا تھا اور اُس جماعت کو اپنی معاونت پر آمادہ کرنے کے لیئے ضروری تھا کہ ایسے طریقے اختیار کرے جو جولیس قیصر کی علانیہ مطلق العنان حکومت سے مختلف تھے۔ سینیٹ کے علاوہ طبقۂ ایکوائٹ بھی تھا۔ اراکین سینیٹ کی طرح ان کی جماعت زبردست نہ تھی مگر مشترک مالی اغراض کی وجہ سے یہ لوگ باہم متحد تھے اور صوبجات کے ذرائع سے مستفید ہونے سے انھیں اگر کسی صورت سے روکا جاتا تو ضرور بُرا مانتے۔ آگسٹس کو اب اس مسئلے کو حل کرنا تھا کہ ان دونوں طبقوں سے کس طرح کام لے اور ان کو قابو میں رکھے مگر انھیں کسی طرح سے ذلیل نہ ہونے دے۔ اس دقیق مسئلے کو جس خوبی سے اُس نے حل کیا وہ سیاسی تاریخ کا ایک معرکۃ الآرا واقعہ ہے۔ غالباً اس کے علاوہ مسئلۂ مذکور کا کوئی اور حل ممکن نہ تھا اور یہ بھی واضح رہے کہ جدید نظام سیاسی ایک ایسے اصول پر مبنی تھا جو روما کی سیاسیات میں عرصۂ دراز سے موجود تھا۔ یہ اصول ظاہر داری کا تھا جو روما کے رسم و رواج اور دستور میں پورے طور سے دخل پا گیا تھا۔ آگسٹس لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ میں سلطنت کا اولین شہری (princepo) یا رئیس جمہوریہ ہوں جسکو اُسکے شکر گزار ملک نے متعدد اقتدارات عطا کیئے ہیں مگر جس امر کو وہ اُن سے پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا وہ یہ تھا کہ اقتدارات مذکور کا مجموعی نتیجہ یہ تھا کہ جب وہ چاہتا اپنے حسب مرضی عمل کراتا۔ اقتدار (imperium) پرو کانسلی کے ذریعے سے وہ اپنے تفوق کو صوبوں میں منواتا اور سرحد کے صوبوں پر نائبوں کے ذریعہ سے حکومت کرتا جس کی وجہ سے فوجیں اُس کے قابو میں رہتیں۔ یہ اقتدار ایک حد تک وسیع تھا اُن اختیارات سے جو پامپی قیصر اور لیپی ڈس کو دیے گئے تھے یا خود آگسٹس اور انطونی کو۔ اقتدار ٹری بیونی (Tribunicia potestas) کی رو سے سینیٹ تک کو وہ اپنے قابو میں رکھ سکتا تھا

باب [illegible]

اور مجالس عامہ یا حکام کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔ یہ بھی گویا قدیم حکام کے اقتدارات کی توسیع تھی اور سالانہ انتخاب کی زحمت سے وہ بچ جاتا تھا کیونکہ وہ ٹریبیون نہ تھا بلکہ صرف اس عہدے کے اقتدارات رکھتا تھا۔ اقتدار مذکور کی وجہ سے وہ گراکی کی طرح جدید تحریکوں کو پیش کر سکتا تھا یا مثل کیوریو کے کسی کارروائی کو روک سکتا تھا؛

آگسٹس جمہوریہ کو شہنشاہیت میں متبدل کرتا ہے

(۱۴۰۵) ہر دو اقتدارات مذکور (پروکانسلی و ٹری بیونی) کے رکھنے کی وجہ سے رئیس جمہوریہ حکمراں قوت کو ایک نئی بنیاد پر از سر نو قائم کر سکتا تھا[له] گو اُس نے بظاہر پرانی بنیاد کے نشان مٹنے نہ دیے۔ دکھاوے کیلیے تو جمہوریہ اب بھی وجود میں تھی مجلس عامہ سینیٹ اور حکام جمہوری بھی تھے مگر ہر شخص خوب جانتا تھا کہ بغیر شہنشاہ وقت کی اجازت کے ایک تنکا بھی نہیں ہل سکتا کیونکہ اعضائے جمہوریہ کو کسی تحریک کے آغاز کرنے کا اختیار اب نہ تھا۔ آگسٹس جس سیاسی مشین کو وجود میں لایا تھا وہ پرانے کل پرزوں سے بنی ہوئی تھی جو مرمت کر کے بحال تن کے ساتھ جوڑ دیے گئے تھے مگر قوت محرکہ جو ایک فرد واحد کے ہاتھ میں تھی لوگوں کی نظروں سے چھپی ہوئی تھی آگسٹس نے اس مشین کو کئی سال اور متعدد تجربوں کے بعد مکمل کیا تھا۔ ہمیں اس امر سے غرض نہیں کہ اُس کے جانشینوں نے اس مشین میں کیا اصلاحیں کیں یا مرور زمانہ کی وجہ سے اس میں کیا کیا نقص نکلے یا جب وہ بیکار ہو گئی تو مشرقی نمونے کی مطلق العنان حکومت کس طور پر قائم ہوئی۔ ریاست جمہوریہ کا عرصۂ دراز تک قائم رہنا خود آگسٹس کی عاقبت اندیشی پر دلالت کرتا ہے۔ سلطنت کی تنظیم جدید کا صرف ایک اہم نکتہ بیان کرنا کافی ہے یعنی اُس نے نہایت خوبی سے سینیٹ اور طبقۂ ایکوائٹ کے مسئلے کو حل کیا۔ اُس نے دونوں طبقوں کو فوجی عدالتی اور انتظامی کاموں میں لگا دیا مگر ہر ایک کے لیے

له آگسٹس کے عہد حکومت کا ذکر نہایت خوبی سے Bury's Studenus Roman Empire میں موجود ہے مستند کتاب اس مضمون پر گارڈنٹ ناسین کی ہے جس کا ہم نے اکثر حوالہ دیا ہے۔

باب ۱٦ علیحدہ علیحدہ کام تجویز کیا۔ علاوہ ازیں اُس نے دونوں میں ایک دوسرے سے لگاؤ بھی پیدا کردیا مثلاً سینیٹ کے اراکین کے بیٹے ۲۵ سال تک ایکوائٹ کہے جاتے اور شہنشاہ کو اختیار تھا کہ طبقۂ ایکوائٹ کے ممتاز افراد کو سینیٹ کا رکن مقرر کردے۔ دونوں طبقوں کے کام علیحدہ کردینے سے شہنشاہ کو یہ سہولت ہوگئی کہ وہ طبقۂ ایکوائٹ کے افراد سے اپنی نگرانی میں اہم خدمات لے سکتا تھا گو خدمات مذکور کا اعزاز زیادہ نہ تھا۔ اس طور پر شہنشاہیت کا انتظامی کام جو بالکل اراکین سینیٹ کی مٹھی میں تھا اُن کے ہاتھوں سے نکل گیا اور طبقۂ ایکوائٹ کے جدید حکام زمانۂ سابق کی حکمراں جماعت کے مدمقابل ہوگئے۔ البتہ ساہوکاروں کے اس طبقے کو مالیات میں وہ دخل باقی نہ رہا جس سے عہد جمہوریہ میں وہ ناجائز نفع اُٹھاتے تھے اور محکوم اقوام پر ظلم کرتے تھے، مگر حکومت میں کافی حصہ مل جانے سے اُس کی تلافی ہوگئی۔ یہ صحیح ہے کہ مظالم اور استحصال بالجبر کا وقت واحد میں خاتمہ نہیں ہوا مگر اصلاح بہت کچھ ہوگئی خصوصاً ان صوبوں میں جو راست شہنشاہ کے زیر حکومت تھے۔ ان صوبوں میں محاصل کے وصول کرنے کے جدید طریقے فوراً نافذ کردیے گئے اور صوبہ دار جو صرف شہنشاہ کے ماتحت تھے طویل مدتوں کے لیے مقرر ہوتے تھے۔ جو صوبے سینیٹ کے تحت میں تھے اُن کا انتظام خاطر خواہ نہ تھا لیکن آگسٹس نے اُن کے انتظام میں تا حد امکان دخل نہ دیا۔ روما اور اطالیہ دونوں سینیٹ اور کانسلوں کی نگرانی میں چھوڑ دیے گئے تھے مگر تجربے سے ثابت ہوگیا کہ سینیٹ میں انتظام کی اہلیت نہیں۔ اس لیے شہنشاہ نے مجبوراً دخل دے کر ان کے انتظامات بھی اپنے ماتحتوں سے متعلق کردیے۔ مذہبی معاملات میں بھی یہ ضروری تھا کہ وہ سردار پجاری ہو کیونکہ قدیم طریقۂ پرستش کو وہ پھر جاری کرنا چاہتا تھا لیکن اس میں بھی اُس نے اپنی خلقی احتیاط کی وجہ سے نظائر کی پابندی کی۔ لیپی ڈس حکومت ثلاثہ کی رکنیت سے معزول کردیا گیا تھا کیونکہ یہ عہدہ عارضی تھا مگر سردار پجاری کا عہدہ تا حین حیات تھا اسلیئے اُس کے مرنے کے بعد سنہ ۱۲ ق م میں اُس کا جانشین ہوا۔ ذاتی حفاظت کی

باب

فوج کے متعلق بھی اس کا طرز عمل اسی قبیل کا تھا حالانکہ اس قسم کی فوج رکھنا جمہوریہ کے آخری دور میں سپہ سالاری کا ایک لازمی جزو تھا۔ اس غرض سے اس نے بھی اطالیہ کے نو ہزار چیدہ سپاہی رکھے تھے لیکن ان میں سے وہ صرف چند سپاہیوں کو روما میں لایا کرتا تھا جہاں بحیثیت سپہ سالار اعظم اس کا مستقر (Praetorium) تھا۔ روما میں اس فوج (Praetorian) کو شہنشاہ ثانی تبریس لایا اور رفتہ رفتہ اس فوج کو شہنشاہوں کے تقرر میں دخل ہو گیا۔ اس مختصر خاکے سے اس امر کو ہم ناظرین کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں واضح ہو جائے گا یعنی ریاست جمہوری نہایت احتیاط کے ساتھ قدیم جمہوریہ کے اجزا سے بنائی گئی تھی تاکہ وہ عظیم الشان تغیر جو وقوع میں آیا تھا نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔ اس کا بیان کرنا ضروری تھا کیونکہ جمہوریہ کی طویل اور عجیب و غریب تاریخ کا اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ وہ ناپید نہیں ہوئی بلکہ اس کی صورت بدل گئی تھی۔

تمدنی اور اخلاقی اصلاحیں

(۱۲۰۷) آگسٹس کی اصلاح پسندی کی اب ہم ایک دو مثالیں بیان کریں گے جن سے حکومت جمہوری کی ناکارکردگی اور غفلت کا عملی ثبوت ہوتا ہے۔ عمارات عامہ میں اُس نے جو اصلاحیں کیں اُن کا ہم ذکر کر چکے ہیں عہد جمہوریہ میں بعض افراد کو سیر تفریح یا خانگی کاموں کیلیے سرکاری طریقے (Legationes liberae) پر سفر کرنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اس سے سخت خرابیاں پیدا ہوتی تھیں اور اہل صوبجات کو بھی زحمت ہوتی تھی جنھیں سواری کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ اس ناجائز طریقے کو مسدود کر کے اُس نے شاہراہوں پر ڈاک کا انتظام شہنشاہی حکومت کی نگرانی میں کیا۔ یہ ڈاک کا انتظام فوجی نمونے پر تھا اور رفتہ رفتہ شہنشاہی ڈاک کا ایک باضابطہ سررشتہ وجود میں آگیا۔ اس کے لیے سخت قواعد بھی تھے تاکہ لوگ اس سے ناجائز نفع نہ اٹھا سکیں۔ ذرائع آمد و رفت کی اصلاح سے انتظام میں بہت مدد ملی کیونکہ اسی وجہ سے ملازمان سرکاری کی ایک باضابطہ جماعت وجود میں آگئی جس سے مرکزی حکومت کو استحکام حاصل ہوا۔ اخلاق اور تمدن میں بھی اُس نے ایک اصلاح کی جس کی عرصۂ دراز سے ضرورت تھی جمہوریہ کے آخری دور میں اعلیٰ طبقوں کی اخلاقی حالت جیسی خراب تھی اُسے ہم کچھ

باب

بیان کر چکے ہیں۔ تعلقات زن وشو سے صرف رنگیلے مزاج کے لوگ ہی بے پروائی نہیں کرتے تھے کیونکہ جب کیٹو اور سسرو ایسے لوگ نکاح اور طلاق کی اہمیت کو خیال میں نہ لاتے تھے تو پھر آوارہ مزاج لوگوں سے جن کی تعداد غالب تھی ہم کیا امید کر سکتے ہیں جن حلقوں میں قیصر، کلوڈیس، گابی نیس، ڈولابیلا، انٹونی اور کٹیلس ایسے لوگ رہتے سہتے تھے اُن کے اخلاق یقیناً خراب تھے عورتیں مردوں سے کچھ بہتر نہ تھیں۔ کلوڈیا اور فلویا کی حالت سے اُن کے اخلاق کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ عیاش لوگوں کے اولاد نہیں ہوتی۔ اولاد کا نہ ہونا بدقسمتی کی دلیل نہ تھا بلکہ لوگ اُسے خوش قسمتی خیال کرتے تھے۔ خانہ جنگیوں اور لوگوں کو واجب القتل قرار دینے کی رسم سے اس خیال کو تقویت ہوتی تھی۔ آگسٹس نے اس خطرے (اولاد سے نفرت) کو محسوس کر لیا اور قوانین وضع کر کے انعاموں اور سزا کے ذریعے سے اُس نے کثیر الاولادی کو بڑھانے اور بالقصد بانجھ پن کو روکنے کی تدبیریں کیں مگر اس میں زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ اس کی کوششوں کا نتیجہ البتہ یہ ہوا کہ کھلم کھلا اوباشی کرنے سے لوگ باز آئے مگر قوانین کی رو سے خاندانوں کی اندرونی زندگی کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ شہنشاہیت کے زمانے میں مشاہیر وقت کے نام بالکل نئے ہیں اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پرانے خاندانوں کے لوگ لڑائیوں میں کام آئے یا قتل کر دیے گئے بلکہ اصل واقعہ یہ تھا کہ امرائے عظام کے خاندان لاولدی کی وجہ سے ناپید ہو گئے۔[1]

شہنشاہیت کی کامیابیاں و ناکامیاں

(۷۔۳۳) ہماری موجودہ نسل کے زمانۂ حیات میں اس مسئلے کا بالکلیہ تصفیہ نہیں ہو سکتا کہ نیابتی دستور کے ذریعے سے عمومیت کس حد تک خستہ اقوام میں نئی روح پھونک سکتی ہے۔ لیکن ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ اگر یہ وقوع میں آیا تو اقوام کی ہمت کے بلند ہونے سے ہوگا نہ کہ دستوری تغیر سے۔ ہمیں اب

[1] اسکے متعلق ہم گزشتہ ابواب میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں مگر ٹیوریا (مجموعۂ کتبات لاطینی ۶: ۱۵۲۷) کے مدفن پر جو کتبہ ہے اس کا یہاں پھر حوالہ دینا مناسب ہے جسمیں اسکے شوہر نے اسکی خوبیوں کو دہرایا ہے اور اپنے طویل زمانۂ مناکحت کو غیر معمولی بیان کیا ہے۔

یہ رفتہ رفتہ معلوم ہو رہا ہے کہ حکومت کا اہم ترین فریضہ جس پر سلطنت کے بقا کا انحصار ہے یہ ہے کہ وہ غربا کو خوشحال رکھنے کی تدبیر کرے۔ ہم قومی سلطنتوں کو جن کی بنیاد اشتراک عمل اور موروثی روایات پر ہے اور جن کے مطمح نظر اور امیدیں مشترک ہیں۔ بنی نوع انسان کے معمولی نظام سیاسی خیال کرتے ہیں۔ مگر اس امر کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ یہ نظام حال ہی میں وجود میں آیا ہے اور بہت سے قومی مسائل اب بھی حل طلب ہیں جن سے اس وقت ہمیں سخت پریشانی ہے۔ مگر زمانۂ قدیم کے دور دراز واقعات پر تبصرہ کرنے میں ہم بلا کسی تعصب کے چند اہم امور پر نظر ڈال سکتے ہیں۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اپنی جدید ہیئت ترکیبی میں شہنشاہیت روما نہ تو ایک قومی مملکت تھی نہ اُس نے غربا کی حالت میں کوئی اصلاح کی۔ قومی مملکت وہ اس لیئے نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ بے حد وسیع تھی اور اُس کے اجزا کو ایک دوسرے سے کوئی خاص قومی تعلق نہ تھا۔ غربا کی حالت میں اصلاح اس وجہ سے نہ کرسکتی تھی کہ تمدن کی بنا غلامی پر تھی۔ اس لیئے انتظامی اصلاح کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ محکوم اقوام مظالم سے بچ گئیں اور پہلی صدی کے اختتام تک سلطنت کے تمام صوبوں کی انتظامی حالت اچھی تھی۔ اس حد تک تو کوئی اعتراض نہیں اور شہنشاہیت نے اپنے وجود کو حق بجانب ثابت کردیا تھا۔ مگر شہنشاہیت کا پُرامن اور بہبودی کی حالت میں ہونا صرف ثبوت تھا اس امر کا کہ ایک جدید منتظم اور مہذب قوت غیر منتظم اور غیر مہذب وحشیوں پر فوقیت رکھتی ہے یعنی شہنشاہیت اور جمہوریت میں درحقیقت بہت کم فرق تھا گو انتظامی حالت بہتر تھی اور سابق کی طرح سلطنت کے ذرائع ضائع نہیں ہوتے تھے مگر سلطنت کے اعضائے رئیسہ کو شہنشاہیت کے قیام سے کوئی تقویت نہیں ہوئی اور کوئی قومی یا صنعتی ترقی پر بھی نہیں ہوئی۔ صورتیں ظاہری تو بدل گئی تھیں مگر تمدن کی بنیاد وہی تھی۔ تمدن کے مختلف طبقے امرا سے لے کر غلاموں تک موجود تھے اور ناگزیر نتیجہ یہ ہونے والا تھا کہ عہدہ داروں کی سرکاری حیثیت موروثی ہوکر ایک خاص طبقے کی شکل میں متبدل ہوجائے اور جس نظام حکومت کو آگسٹس وجود میں لایا تھا

باب

مشرقی نمونے کی ایک مطلق العنان حکومت ہو جائے - اسراف کو روک کر شہنشاہیت نے اپنے ذرائع کو ایک زمانے تک قائم رکھا مگر سیم و زر کے برابر مشرق کی طرف چلے جانے سے بالآخر سلطنت کی مالی کمزوری عیاں ہو گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرق کی پیداواروں سے بدلنے کے لیے اطالیہ میں کوئی چیزیں نہیں بنتی تھیں اس لیے سیم و زر سے ملک خالی ہو گیا اسکے بعد خانہ جنگیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ان کے لیے بے انتہا روپے کی ضرورت تھی اور حکومت شہنشاہی جس نے حکام جمہوریہ کے استحصال بالجبر کا انسداد کیا تھا خود اس کی مرتکب ہونے لگی سرکاری عہدہ دار تباہ ہونے لگے کیونکہ جس قدر محصول اُن کے ذمّے عائد کیا جاتا وہ وصول نہ کر سکتے تھے - بلدیات کی رکنیت سے لوگ گریز کرنے لگے حالانکہ ایک زمانے میں اُسے اعزاز خیال کیا جاتا تھا - معزز خدمتوں کو جبراً قبول کرنے کے لیے قوانین نافذ کیے گئے اور مزید محاصل کے وصول کرنے کا اُسے ایک ذریعہ قرار دیا گیا یعنی بالفاظ دیگر شہنشاہیت اب اپنی حفاظت کے لیے روپے کی یابجائی نہیں کر سکتی تھی رفتہ رفتہ یہ رواج پڑ گیا کہ وحشیوں کو روما کے مقبوضات میں آباد کیا جاتا اور اُن سے سرحدات کی حفاظت کا کام لیا جاتا شہنشاہیت میں جو ممالک شامل تھے اُن میں میلیریا (فصلی بخار) کا کس قدر زور تھا ایک ایسا مضمون ہے جس کی تحقیق ضروری ہے - اطالیہ میں تو اس مرض کے شیوع کے متعلق تو کوئی شک ہی نہیں - ان کے علاوہ اطالیہ اور شہنشاہیت کے انحطاط کے اور بھی اسباب تھے - ان میں اہم ترین وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو سیاسی معاملات میں کوئی دلچسپی باقی نہ تھی جمہوریہ میں اُس کے آخری عہد میں بہت سی خرابیاں تھیں جن کی وجہ سے اُسکا زوال ناگزیر تھا - لیکن اس میں ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ لوگوں کو اپنی اولوالعزمی کے دکھانے کا موقع تھا لوگ آزادی کے ساتھ حکومت میں شریک ہو سکتے تھے اور اُن کی امیدوں کی انتہا یہ نہیں تھی کہ وہ ایک فرد واحد یعنی شہنشاہ وقت کو خوش رکھیں سیسرو کے قتل سے یہ ثابت ہو گیا کہ آزادی کے ساتھ

حکومت میں شرکت کا موقع باقی نہیں اور کیٹو کی خودکشی کی بنا بھی یہی تھی جن طبقوں باب ۱۱
سے عہدہ داران سرکاری لیے جاتے تھے ان کے لیے صرف تین چارہ کار
باقی تھے یعنی یا تو مصلحت وقت کے لحاظ سے حکومت شہنشاہی کو تسلیم کرلیں
یا مخالفت کریں مگر یہ مخالفت محض بے سود تھی یا خانہ نشین ہو جائیں حکومت
کو تسلیم کر لینے سے ترقی مناصب حاصل ہوتی تھی مگر سکون قلب کا حاصل ہونا
ناممکن تھا کیونکہ جس قدر کسی شخص کی ترقی ہوتی اُسی قدر اُس پر نگرانی بڑھتی
کیونکہ ترقی مناصب سے حکومت شہنشاہی لوگوں کو ناگوار ہونے لگتی
یا کم از کم حکام کے متعلق یہ شبہہ کیا جاتا۔ مخالفت سے تباہی اور بربادی
لازم آتی تھی۔ خانہ نشینی سے بھی ایک عارضی سکون حاصل ہو سکتا تھا نہ کہ
مرض کا علاج شافی۔ بہت کم ایسے لوگ تھے جو علمی مشاغل میں نہمک ہو جاتے
اور ادبیات میں بھی زور قائم نہیں رہ سکتا جبکہ عصر موجودہ کے مسائل پر
زبان کھولنا غداری کی دلیل خیال کی جائے۔ لیکن اکثر لوگوں کے لیئے
سیاسیات سے کنارہ کش ہونا عیاشی اور آوارگی میں پھنس جانا تھا۔
پُرغرور اور آوارہ امرا سے بدترین شہنشاہوں کو بھی کسی قسم کا خوف نہ تھا
اس لیئے کچھ تو قانون غداری کی برکت سے اور کچھ لاولدی کے جو انتہائی
عیاشی کا نتیجہ ہے امرا کے قدیم خاندان ناپید ہو گئے اور ایک نیا طبقۂ اعلیٰ
وجود میں آیا جو آزادشدہ غلاموں کی اولاد پر مشتمل تھا۔ ریاست جمہوری کے
ابتدائی زمانے میں لوگوں میں دیرینہ بےچینی باقی تھی اور کبھی کبھی سازشیں
بھی ہوتی تھیں، اُن کی وجہ سے نیرو کے زمانے میں جمہوری خیالات کا
پھر زور ہو گیا مگر یہ محض بے سود تھا۔ خانہ جنگیوں کے زمانے کے لوگ
عرصہ ہوا مر چکے تھے۔ مگر جن لوگوں نے ٹائی بیریس کی حکومت کی افسردگی
کو دیکھا تھا، گائیس کے مظالم کو سہا تھا، کلاڈیس کے زمانے میں عورتوں
اور آزادشدہ غلاموں کی حکومت کو دیکھا تھا اور نیرو سے مایوسی اٹھائی تھی
اُن میں اب بھی ایسے لوگ تھے جو بروٹس اور کیسیس کی متابعت میں
جمہوریہ پر اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار تھے۔ زمانۂ گزشتہ کو سراہنے سے

باب

[illegible] کی یہ امید موہوم پیدا ہوئی تھی، لیکن اس سازش میں بھی ناکامی ہوئی اور اس کے چند سال بعد نیرو معزول ہو گیا اور ایک خانہ جنگی ہوئی جس کے بعد دیسپاسین شہنشاہ ہوا۔ ان دونوں واقعات سے یہ ثابت ہو گیا کہ شہنشاہ کے انتخاب کا حق اب اہل روما یا اطالیہ کو نہ تھا بلکہ اس میں اب دخل سرحدات کی زبردست فوجوں کو تھا۔ اس وقت سے فوج جس شخص کو شہنشاہ منتخب کرتی اسی کو سینیٹ اور قوم کو بھی تسلیم کرنا پڑتا یعنی جس حقیقت پر آگسٹس نے دکھاوے کا پردہ ڈال دیا تھا اب وہ عیاں ہو گئی تھی اور جنگ فارسالس کا سبق اب خوب ذہن نشین ہو گیا تھا۔

صحت نامۂ تاریخ جمہوریہ روما جلد پنجم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲	۱۲	ہوا	ہو	۱۹۰	۱۷	بڑ	پڑ
۴	۷	ساتھ	ساتھ دیا	۲۰۳	۶	اطالیہ	اطالیہ
۴۵	۲۱	مورچے لو	مورچوں کو	۲۱۵	۷	یرولس	بروٹس
۴۹	۱۰	عربت	عزت	۲۲۴	۲۰	زیرکلان	زیرکمان
۶۷	۴	سنہ ۴۸۔۴۷	سنہ ۴۸ – ۴۷	۲۳۰	۱۳	لرادوں	ارادوں
۷۰	۱۳	یار	پار	۲۳۵	۲۳	وپسٹل	ویسٹل
۷۶	۱۸	لئے	کیلئے	۲۴۱	۳	تھا	نہ تھا
۱۰۹	۶	دفعہ تھا	دفعہ تھی	۲۵۳	۱۶	انٹونی	انٹونی کی
۱۱۳	۱۴	جبکہ	جبکہ وہ	"	۲۲	عماقیتں	جماعتیں
۱۱۷	۹	سنہ ۷۰۷	سنہ ۸۰۷	۲۷۳	۵	حیالات	خیالات
۱۲۰	۱۷	سر	+	"	"	شہور	مشہور
۱۲۳	۹	فریقین	فریقوں	۳۰	۱	یہی	یہی ہے
۱۵۱	۱۸	کرنے	کرتے	۳۴۱	۱۳	مسلع	مسطح
۱۵۶	۱۰	ضرور نہ تھا	ضرور تھا	"	۲۰	۱۵،۱۷	۱۵،۱۷،۱۔
۱۷۳	۶	کور	کو	۳۴۹	۲	قورم	فورم
۱۸۶	۱۵	اولیت	روایت	۳۶۹	۱۹	اورتو	اورگویہ

تمت